

(علیہ الصلوٰۃ والسلام)

# کتاب التفسیر

مؤلف: مرفی  
رانا رفعت سعید

پاکستان انٹرنیٹ لائبریری  
۱۹۹۹

۱۰۱ حضرت زین العابدینؑ (۲) عالم بالائی، بالائے مرغانی ہے ۲۹ (۳) طے ارضی ماہ طیفرد ۲۲

۱۰۲ نفسانی جسمانی علمی فخر اشرف عالم کونے والا عملی ۲۳

(عليه الصلوة والسلام)

# والمنصور موجودة

مؤلف مرتب

رانارفت سعيد

*Coopera*

**Book Centre and Art Gallery**

70-The Mall, Lahore – Pakistan

Phone: 0092-42-7321161

اسٹی اس کتاب کو ایک  
بار ضرور پڑھے  
انشاء اللہ تعالیٰ دارین کی سعادتیں حاصل ہوں گی

تاریخین اکرام پہلے صفحات 462 تا 480 ملاحظہ فرمائیں

باہتمام : محمد جاوید، سیکرٹری جنرل، پاکستان رائٹرز کوآپریٹو سوسائٹی، لاہور  
کتابت : سعید کمال، محمد سعید، اشتیاق احمد اسلام آباد، راولپنڈی  
بار اول : ربیع الاول 1416ھ / اگست 1995ء (گاباسنز - کراچی)  
بار دوم : ربیع الاول 1422ھ / جون 2001ء (اورینٹل پبلیکیشنز - لاہور)  
بار سوم : ربیع الاول 1428ھ / اپریل 2007ء (کوآپرا - لاہور)  
بار چہارم : ربیع الاول 1430ھ - مارچ 2010ء (کوآپرا - لاہور)

300 روپے (پاکستان) / 120 روپے (انڈیا) بیرون ممالک \$3/£2 خرچہ ڈاک  
مراکز : کوآپرا - لاہور، میروز سنز راولپنڈی، مکتبہ نور محمدی اسلام آباد

Scanning to CD & جناب انور ہارون صاحب از بنگلور (انڈیا)

Formation of Website Phone: 0091-80-25455364

with courtesy of جناب عبدالماجد بھگت صاحب از لاڑکانہ (پاکستان)

Phone: 001-425-486-1706 فی الحال مقیم، سینٹل (امریکہ)

[www.bhurgri.com/walmaqsood](http://www.bhurgri.com/walmaqsood)

# فہرست

صفحہ	مضمون / عنوان	شمارہ	صفحہ	مضمون / عنوان	شمارہ
12	ا۔ ذکر اللہ سلطاناً النصیراً			قارئین کرام سے چند گزارشات	
14	ب۔ فضیلت ذکر اللہ			مقدمہ	
17	قبلہ شیخ صاحب کی نصیحت و دعا	5		محترم ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی کے	
18	اثرات و خصوصیات ذکر اللہ	6		تاثرات	
19	ا۔ نیند کا غلبہ			محترم افتخار احمد خان مدنی صاحب	
19	ب۔ بھوک و پیاس			کے تاثرات	
19	ج۔ کام میں دلچسپی			محترم سید محمد فاروق صاحب کے تاثرات	
20	د۔ جسم میں حدت و گرمی کی زیادتی			<b>باب - (۱۹)۔۔۔</b>	
20	س۔ طبیعت میں غصہ کی زیادتی			حضرت قبلہ چوہدری غلام حیدر خان کا	۱
21	س۔ سرور وستی کا غلبہ			بچپن اور بزرگیابی سے سادہ ملاقات	
21	ص۔ کوسوں کی مسافت پسند لمحوں میں طے		3	(ب) موضع اجرام ضلع مویشیاری پور	
22	ط۔ ذکر الہی اور نظر بر قدم		4	(ج) چوہدری وزیر خان صاحب کا گھرانہ	
23	ظ۔ "ذکر اللہ" نظر بر نواف		6	<b>ابتدائی تعلیم</b>	2
23	ع۔ ذکر الہی اور لیٹے یا سوئے ہوئے			سن بلوغت اور دیگر بزرگوں سے	3
23	نظر بر انگشت پاؤں		7	ملاقات	
24	ف۔ جسم کا پھیلاؤ		8	(ب) قبلہ شیخ محترم سے ملاقات	
24	ک۔ روحانی اور جسمانی پرواز لاہوتی		9	(ج) قبلہ حسین شاہ صاحب سے شرف ملاقات	
25	ق۔ سلطان الودکار		11	ذکر اللہ سلطاناً النصیراً کا سبق	4

صفحہ	مضمون / عنوان	شمارہ	صفحہ	مضمون / عنوان	شمارہ
	درویش صوفی برکت اللہ صاحب	۱۱	25	ل۔ صوتِ حسن	
62	سے ملاقات		26	۳۔ گذشتہ ادراکِ بندہ کے واقعات کا علم	
64	ب۔ دہلی کے قطب صاحب کا بیٹا		28	عطاے چشمِ بینا اور دلِ بینا	7
	ج۔ صوفی صاحب کی حج پر روانگی اور		30	ر۔ تلاشِ حق اور مالکِ حقیقی	
65	قبلہ چوہدری صاحب کو حج کی دعوت			ب۔ بابا نور شاہ چشتی کے مزار پر	
67	د۔ پیغام مبارک (علیہ الصلوٰۃ والسلام)		31	عاضری اور سعادتِ ملاقات	
70	بندوسی بابا سے ملاقات	12		ج۔ بابا گاموں شاہ صاحب قادری	
73	دھلی میں رجال الغیب سے ملاقاتیں	13	33	سے شرفِ ملاقات	
	نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی	14	39	وَالْمَقْصُودُ مَوْجُودٌ	8
77	تشریف آوری			و۔ کثُورٌ وَمُؤَدُّ خُودِيْ اَوْر	
	نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا	15	41	عطاے مشاہدہ امانتِ الہی	
80	لباس کے متعلق ارشادِ پاک			ب۔ فنا فی الرسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام)	
	<b>باب - ۲</b>		45	فنا فی اللہ اور بقا یا اللہ	
83	رجال الغیب میں شمولیت	16	46	ج۔ فنا فی الشیخ و تصورِ شیخ	
84	و۔ ارکانِ کلام اور بورڈ کا اجلاس			د۔ واصلین اولیاءِ اکرام کی چند	
85	ب۔ درویشی زبان میں گفتگو		47	منصبی خصوصیات	
87	- مجلس بورڈ کی کارروائی		49	ر۔ وَالْمَقْصُودُ مَوْجُودٌ	
89	- بورڈ کا دوسرا اجلاس		51	بزرگانِ دین سے ملاقاتیں اور کیا	9
90	- بورڈ کا تیسرا اجلاس			حضرت مولانا غلام رسول صاحب	10
91	ج۔ پارک اور سالناب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں عرضداشت		55	سے شرفِ ملاقات	

صفحہ	مضمون / عنوان	شمارہ	صفحہ	مضمون / عنوان	شمارہ
	حضرت خواجہ قطب الدین مختیار کاکیؒ	27		د۔ نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا دوسرا	
124	کے مزار پر حاضری اور سعادت ملاقات		92	محکمہ میں تقرری کے متعلق ارشاد مبارک	
	حضرت خواجہ حمید الدین ناگوری			نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی	17
126	کے مزار پر حاضری اور شرف ملاقات			خدمت میں حاضری اور حضرت علیؑ	
	خواجہ محبوب الہی کے مزار پر حاضری	28	94	سے سعادت ملاقات	
129	اور ایک ہندو سے جلوہ کی دان تقسیم			حضرت خواجہ علاؤ الدین صابریؒ کے	18
136	ایک سلطانِ بیکہ سے ملاقات	29	98	مزار شریف پر حاضری	
140	قبلہ شیخ صاحب سے ملاقات	30	100	دریلو سے مشن پر اہل خدمت دولہا کی آمد	
	اجڑام میں ایک جتناقی عامل سے	31		ب۔ حضرت خواجہ علاؤ الدین صابریؒ سے	
142	ملاقات		102	سعادت ملاقات	
	گاؤں میں ایک بارش والے	32		حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادرؒ	19
146	کی آمد		108	جیلانی کی تشریف آوری	
148	وظیفہ تسخیر جنات	33		محترمہ بی بی رابعہ بصری کے ساتھ	20
153	د۔ آسیب زدہ مکان میں رہائش		111	بہشتی امام دین صاحب کی غائبانہ مدد	
154	ب۔ ذکر اللہ سے جنات سے نجات		114	بنگال سے واپسی	21
157	ج۔ اراضی پر جنات کا ڈیرہ		115	شادی خانہ آبادی	22
160	ذ۔ ذکر اللہ سے قسموں کی روشنی مدہم		116	دہلی میں آمد	23
	س۔ ذکر اللہ سے اولیا اکرام کی تشریف		117	پی ڈبلیو ڈی میں ملازمت	24
163	آوری اور شیاطین کا فرار		118	کتاب "عریم دل"	25
167	س، د۔ بنگال میں جادو گروں سے ٹکراؤ		120	ایک فرضی غوث سے ملاقات	26

صفحہ	مضمون / عنوان	شمارہ	صفحہ	مضمون / عنوان	شمارہ
۱۹۴	غیبی امداد			س۔ ب۔ ذکر الہی سے ایک قدم	
۱۹۵	وصال حضرت قبلہ سائیں مراد علی شاہ صاحب	37	171	کہاں اور دوسرا قدم کہاں	
۱۹۶	کراچی میں قیام	38		باب۔ ۳۔ (۱۹۴۴ء)	
۱۹۷	ب۔ بھوٹے بھائی چوہدری محسن خان صاحب		173	شیخ سعدی سے ملاقات	34
۱۹۷	ج۔ بہاری مسجد			عُرس بابا انور خان شاہ صاحب	35
	د۔ ایک مشرف با زیارت پاک (علیہ الصلوٰۃ و السلام)		174	اور مولانا نواب دین سے ملاقات	
۱۹۹	ع۔ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کے		176	ب۔ عرس مبارک پر حاضری	
202	یہ شفقت سے کرد و دور		176	ج۔ مولانا نواب دین صاحب سے ملاقات	
206	س۔ بابا منگھو پیر سے شرفِ ملاقات		177	د۔ مقصودِ مومن	
	باطنی علما کی صف میں شمولیت کی	39	178	س۔ امانت، خلافت و نیابت	
210	بشارت		179	س۔ اولی الامر، اولوالامر اور صاحب	
210	و۔ (ظاہری) علما اور شمولیت		182	ص۔ مریدین کو رخصت	
211	ب۔ باطنی علما میں شمولیت		184	ط۔ مولانا صاحب کی راجح کیلئے خواہش	
	ج۔ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) سے		185	ع۔ مولانا صاحب کی قبلہ سائیں صاحب سے	
212	عطاءئے مرتبہ شیخ العالم			ارادتمندی	
215	ایک مجذوب کی خدمت میں حاضر	40	186	ف۔ خلافت معنوی	
	ب۔ حضرت قبلہ کے مجذوبیت کے بارے			بڑے بھائی صاحب اور ان کے	36
217	میں تاثرات		191	اہل خانہ کی شہادت، قیام پاکستان	
224	قبلہ چوہدری صاحب کی حرم پر خان میں سکونت	41	192	اعلان قیام پاکستان اور فسادات	
				کا آغاز پاکستان کو ہجرت اور	



صفحہ	مضمون/عنوان	شمارہ	صفحہ	مضمون/عنوان	شمارہ
246	ب۔ ستر الہی و مقام خودی			ب۔ پاکستان میں دیگر عزیز واقارب کی	
248	ج۔ مُرشد کامل اور ارادتمندی		224	سکونت و رہائش	
	د۔ زیارت پاک نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام)			ج۔ ملتان کے قطب سے ملاقات اور	
249	کو اولیت		226	زمین کی الاٹمنٹ	
	حضرت سید علی بن عثمان المعروف	46	227	د۔ ملتان میں بزرگان دین کے مزار پر حاضری	
	حضرت داتا گنج بخش رح کے مزار		227	س۔ حضرت خواجہ غلام فرید سے ملاقات	
253	پر حاضری اور سعادتِ ملاقات		229	س۔ رحیم یار خان میں حکمتِ مطب	
	و۔ حضرت خواجہ غریب نواز سلطان الہند کی			حضرت میاں میر صاحب اور قبلہ	42
253	بیٹھک اور حاضری		232	شیخ و مُرشد صاحب سے ملاقات	
254	ب۔ حضرت داتا گنج بخش سے شرفِ ملاقات		235	سعادتِ حج مبارک	43
255	i۔ ظلمت کو دھواؤنگری لاہور میں		236	ب۔ بید شفقت نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام)	
	نورِ ہدایت کا پھیلاؤ۔		237	ج۔ مکہ مکرمہ کو روانگی	
256	ii۔ قرآن و سنت مبارک کو ترجیح اولین			عطائے خلافت معنوی اور	44
	ج۔ ایک نااہل پیر کی مزار پر آمد اور		241	محکمہ تعلیم و تربیت	
259	مختلف انکشافات		243	و۔ ب۔ ج۔ د۔ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام)	
261	د۔ حضرت داتا صاحب کی گھر پر تشریف آوری			کی براہ راست نگرانی اور رہنمائی	
	حضرت نو بہار شاہ صاحب سے	47		<b>باب ۳۔ ۱۹۲۷ء۔۔۔</b>	
264	شرفِ ملاقات			قبلہ چوہدری صاحب کے ساتھ	45
	نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی حضرت	48	245	رقم کی سعادتِ ملاقات	
266	شاہ محمد غوث کے مزار پر تشریف آوری		246	و۔ ذکر "سلطان التصیر"	

صفحہ	مضمون/عنوان	شمارہ	صفحہ	مضمون/عنوان	شمارہ
	حضرت خواجہ نور محمد بہاروی چشتیؒ سے سعادتِ ملاقات		269	حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے مزار پر پرحاضری اور سعادتِ ملاقات	49
282	حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی المعروف پیر سچان سے سعادتِ ملاقات		272	پاک پتن شریف میں حضرت معین الدین چشتی اجمیری غریب نواز سلطان الہند سے سعادتِ ملاقات	50
282	حضرت سلطان العارفين سلطان باہوؒ (سلطان الفقراء پنجم) کے مزار پر حاضری		276	دیگر واصلین اولیا اکرامؒ سے سعادتِ ملاقات	51
284	حضرت بابا سائیں لسوڑی شاہؒ سے سعادتِ ملاقات		277	حضرت سید عبداللطیف قادری المعروف امام بریؒ سے سعادتِ ملاقات	
284	حضرت ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ سے سعادتِ ملاقات		278	حضرت سید پیر مہر علی شاہ چشتی گولڑوی سے سعادتِ ملاقات	
	حضرت سلطان و محبوب سید پیر الدین محمدؒ قطب شاہ صاحب حسینی قادریؒ		279	حضرت سید پیر بابا اکرم شاہ بخاری چشتیؒ (پشاور) سے شرفِ ملاقات	
292	(سلطان الفقراء ششم اور محبوب الاکبر) سے ملاقات		280	حضرت رحمن بابا پشاور سے شرفِ ملاقات حضرت شاہ شمس سبزواریؒ، حضرت بہاد الدین زکریا بہروردیؒ اور حضرت شاہ رکن عالم (ملتان) سے سعادتِ ملاقات	
257	مولانا خان باز صاحب چشتیؒ سے ملاقات پشاور	52	281	حضرت بابا عبداللہ شاہ المعروف بابا بلیجے شاہ قادریؒ سے سعادتِ ملاقات	
301	حکیم عبدالرحمن کھوسہ قادریؒ سے ملاقات (کنڈھ کوٹ ضلع جیکب آباد)	53	282		
313	ایک مرحوم عزیز سے عجیب ملاقات	54			

صفحہ	مضمون	شمارہ	صفحہ	مضمون/عنوان	شمارہ
338	1- و- اَلَمْ هَذَا الْكِتَابُ ...			<b>باب - 5</b>	
338	ب- وَمَا كَانَ هَذَا الْقُرْآنُ ...		316	فیوض و برکات: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط	55
339	ج- لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُولُوْا ...			سیر: اِلَى الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ	
341	د- اِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِیْمٌ ه ...			حاضری بحضور سرور کونین، سید الثقلین	
343	2- وَیَعْلَمُهُمُ الْكِتَابُ ...		316	نبی المحرمین، صاحبِ قابِ توسین	
343	3- وَارْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ط		317	(علیہ الصلوٰۃ و السلام)	
344	4- یٰۤاٰیَّتِهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهٰنٌ ...		316	ب، نورانی سیرھی	
344	5- اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ		316	ج: حضرت خواجہ خضر سے شرفِ ملاقات	
345	6- قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ		319	د- سرور کونین، سید الثقلین، نبی المحرمین	
346	7- ... اَلرَّسُوْلُ النَّبِیُّ الْاَمِیْنُ ...		319	صاحبِ قابِ توسین (علیہ الصلوٰۃ و السلام)	
346	8- وَتَرٰهُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ		322	ع- عرشِ کریم کی سیر	
347	9- وَمَا رَمِیْتَ اِذْ رَمِیْتَ ...		324	س، ایک سیر الہی سے نقاب کشائی	
347	10- وَمَا كَانَ اللّٰهُ لَیَعِزَّ بِهُمْ ...		324	ص، کرۂ ارض کو واپسی	
348	11- ... وَلاَ یَحْرِمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ ...		326	ط- فیوض و برکات اذکار الصلوٰۃ	
349	12- لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ		329	7- شمارہ دیکھ دیا کہ اور درود تاج شریف	
349	13- وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا ...		333	نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کے مقام	56
350	14- سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی ...		333	رسالت، نبوت اور ولایت کے چند مشاہدات	
351	15- عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَ رَبُّكَ مَقٰمًا مَّخْصُوْدًا ه		337	د- مقام رسالت و نبوت اور ولایت کے مشاہدہ کی ایک جھلک	
				ب- چند خصوصی و امتیازی شانہائے مبارک (علیہ الصلوٰۃ و السلام)	

صفحہ	مضمون/عنوان	شمارہ	صفحہ	مضمون/عنوان	شمارہ
399	(س) - شاہدہ دولت امانت الہی اور مسلمان جنات و دیگر مخلوقات		356	16۔ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ...	
409	1۔ سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْأَفَاقِ وَفِي الْأَنْفُسِ ...		355	17۔ أَتَى مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ ... وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ	
409	11۔ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا		357	ج۔ مقام محمّد کے شاہدہ کی ایک جھلک	
410	12۔ إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ ...		359	د۔ فیضان و تصرف اور پرتوشان مبارک النبی الامّی (علیہ الصلوٰۃ و سلام)	
410	13۔ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ... (علیہ الصلوٰۃ و سلام)		371	1۔ 2۔ تشریح و وضاحت آیات مبارک (1 تا 21)	
413	14۔ وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ...		377	1۔ فَأَيْنَمَا تُولَّوْا فَثَمَّ وَجْهَ اللَّهِ	
415	... لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ عِلْمُهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ...		379	2۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا ...	
416	(عرش عظیم پر)		380	3۔ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ ...	
417	(ارض وسیع پر)		380	4۔ سُبْحٰنَ الَّذِي أَسْرَىٰ ...	
419	مَا كَذَّبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ		380	5۔ وَمِنَ الْبَيْلِ فَتَهَجَدُ بِهِ ...	
421	مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ		381	6۔ وَقُلْ رَبِّ أَدْخِلْنِي ...	
424	(10) سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْأَفَاقِ وَفِي الْأَنْفُسِ ...		381	7۔ ... وَجَعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطٰنًا تَصِيرَآه	
424	15۔ الرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ ...		382	7۔ اللَّهُ نُورَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ...	
426	16۔ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ		383	8۔ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ...	
427			384	9۔ إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ ...	

صفحہ	مضمون/عنوان	شمارہ	صفحہ	مضمون/عنوان	شمارہ
465	قبلہ چوہدری صاحب کے ایک ارادہ مند دوست کی دعا	60	427	عَلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ط	
467	خلیفہ نامزد کرنے سے معذوری کا اظہار	61	433	17۔ درود پاک "قَابِ قَوْسَيْنِ"	
473	مرتبہ و مقام کے متعلق اظہار خیال		435	18۔ اِقْرَابِ اسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ	
	مزار، قوالی اور عرس منانے کے		437	19۔ لَوَيْلِفِ قُرَيْشٍ ۝	
475	متعلق حضرت قبلہ کے خیالات		439	20۔ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكُوْثَرَ ۝	
	ایک شاگرد دوست کو	62	440	21۔ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝	
478	نصیحت اور ہدایت			2۔ فیضان و تصرف اور پرتو شان مبارک	
AF	مکان / لامکان	63	441	النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ (عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ)	
G	اللہ تعالیٰ کا درود پاک			<b>باب - ۶</b>	
J	مصدر اگرامر ---		444	طِبِّ وَحِكْمَتِ اَوْرِ كُتُبَاتِ	57
K	نور رسول کریم ﷺ			1۔ سیاب (پاؤں) کا مائع حالت میں	
X	اور نورِ ملائکہ علیہم السلام			تائم النار ہونا	
481	استفادہ میں		447	2۔ دھات کی بیٹ میں تبدیلی	
482	شجرہ شریف			<b>باب - ۷</b>	
536	صفحات کتاب		451	مَسُوْدَاتِ كُتُبِ	58
556/560	کل صفحات		452	1۔ توحید پرست اور خدا بین	
			455	2۔ سخن بے ریا نمازی بے خطر	
			462	درس و تدریس باجارت	59

## قارئین کرام سے چند گزارشات

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور رسول پاک (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل، کتاب ہذا با وضو لکھی گئی اور کتابت ہوئی، قارئین کرام سے گزارش و التماس ہے کہ وہ بھی کتاب کو وضو کے ساتھ پڑھیں، کیونکہ اس میں آیات قرآن شریف، احادیث مبارک اور روڈوپاک تحریر ہیں اور استفادہ کیلئے عقیدہ و فرقہ کی قید و بند سے بالا ہو کر فقط ایک سادہ لوح مسلمان کی حیثیت سے اس کا مطالعہ کریں۔

شکریہ صدہا

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ط  
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط  
 نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ط

## مقدمہ

اللہ تعالیٰ، رب العالمین کے لئے لا تعداد حمد و ثنا اور نبی کریم  
 رحمت اللعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر لاکھوں کروڑوں درود و سلام  
 ہوں۔ لاکھوں کروڑوں برکتیں، رحمتیں و نعمتیں ہوں۔ آپ کی آل مبارک  
 اور اصحاب کرام، شہداء، سلام، تابعین، تبع تابعین، محدثین و مفسرین،  
 ائمہ کرام، بزرگان دین، اولیاء اکرام، اور تمام امتیوں پر۔ رب العالمین  
 اور محبوب رب العالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا لانا اتنا انعام و اکرام ہو۔  
 تمام مومنین و مومنات اور اس بندۂ ناچیز پر اور اسی وسیلہ جلیلہ سے  
 میں ممنون و احسان مند ہوں۔ اولیائے عظام، بالخصوص مرشدی حضرت  
 قبلہ چوہدری غلام حیدر خان صاحب چشتی (ہوشیار پوری) کا ولی سلطان و  
 محبوب کا اور بزرگوں و احباب کا کہ جنہوں نے کھلے دل سے میری پذیرائی  
 کی اور کتابِ "هذا" و "المقصود هو جودہ" کی تالیف و ترتیب کے  
 ضمن میں حقائق اور اسرار معرفت الہی سے حجاب کشائی کر کے میری  
 راہنمائی کی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور رسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

کی نگاہِ رحمت کے طفیل ہی اس کتاب (ایک کوششِ ناتمام) کا نام وَالْمَقْصُودُ مَوْجُودٌ  
یعنی (مقصود موجود ہے) اور مقصود موجود ہو گیا) دل و دماغ میں آیا اور تجویز ہو گیا۔ بظاہر  
یہ کتاب مردِ حق، مردِ درویش حضرت قبلہ چوہدری غلام حیدر خان صاحب کی زندگی کے  
حالات و کوائف سے متعلق اور راہِ سلوک، تلاشِ حق، مشاہداتِ حق، منزلِ عرفان  
اور عطائے معرفت الہی و امانتِ الہی کے ضمن میں ان کی تحصیلات پر  
مبنی ہے۔ تاہم اس میں نبی کریم، رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی  
ذاتِ مبارک کے چند منور پہلوئیاں طور پر ضیا خیز اور مستجلی ہیں اور  
یوں یہ کتاب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے رسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام)  
کی سیرت پاک کے بعض انوار کی مظہر بن گئی ہے۔ قبلہ چوہدری صاحب  
کی بھی ہمیشہ ہی خواہش رہی تھی کہ ان کی تدریس و تربیت سے ان کا نام  
نہ اُبھرے بلکہ نبی کریم رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا نام اور ذکر  
مبارک ہی بلند ہووے۔ کتاب کا آغاز قبلہ چوہدری صاحب کے کوائفِ زندگی  
سے ہوا مگر چند ہی اوراق کے بعد ان کا نام پس منظر میں چلا گیا اور ہر  
صفحہ محبوبِ رب العالمین، رحمت للعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی  
مبارک ذات و صفات اور ان کی ہدایات و ارشادات و انوارات کا حامل اور  
مظہر بن گیا۔ یہ سب کچھ بغیر کسی عزم و تکلف کے ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی  
نگاہِ رحمت سے حضرت قبلہ کی زندگی میں بچپن ہی سے نبی کریم  
(علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذاتِ مبارک کے ساتھ محبت اور قرب و وصل  
کی تڑپ، اتباع و سنت کی لگن اور عبادت و ریاضت کا غلبہ رہا جبکہ  
شہرت سے نفرت، کشف و کرامت سے اجتناب اور مقام و مرتبہ سے



عدم دلچسپی ان کے فکر و عمل میں نمایاں رہی۔ ان کے باطن میں شروع سے ہی  
 نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے عشق کا سیل موجزن رہا جو بعد میں بفضل تعالیٰ  
 حضور کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذات مبارک تک رسائی و قرب نیز دولت وصل  
 اور امانت الہی کے عطیہ کے حصول کا پیش خم بنا۔ ان کی اپنے شاگردوں اور دوستوں  
 کے لئے ہمیشہ یہ نصیحت رہی کہ میں نے آپ لوگوں کو درود شریف اور ذکر اللہ  
 کا طریق بتا کر، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی نیز نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام)  
 کی ذات مبارک تک براہ راست رسائی و قرب، دولت وصل اور امانت الہی  
 کے اہل بننے کا سبق دیا ہے اور یہ یقینی راستہ ہے۔ اس میں کوئی کجی نہیں۔  
 اب یہ آپ لوگوں کا کام ہے کہ راہ سلوک میں کسی جگہ و مقام پر نہ رُک جائیں  
 کیونکہ امتی کی منزل، رب العالمین کے محبوب، رحمت للعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام)  
 کی ذات مبارک ہے۔ یہی مقصودِ مومن ہے۔ نہ کہ دم دارو، کشف و کرامت اور  
 مقام و مرتبہ کی تحصیل، بلکہ آپ لوگ میری ذات کے تصور میں بھی نہ پھنسیں اور  
 ذات پاک نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور اپنے آپ کے درمیان میں سے مجھے  
 بھی نکال دیں۔ یعنی میری بھی نفی کر دیں۔ حضرت قبلہ بتایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ  
 کے فضل و کرم اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل جب  
 مجھے یہ منزل عرفان عطا ہوئی اور ظاہر و باطن، جلوت و خلوت میں مقصود موجود  
 ہوا تو ساتھ ہی مجھے اپنے قبلہ شیخ محترم کی وساطت سے حضرت سیدین الدین  
 چشتی، خواجہ غریب نواز، سلطان الہند کی نصیحت و وصیت بھی موصول ہوئی  
 کہ میرے بعد آنے والے میرے بچے اور شاگرد اس راستے کی نسبت نبی کریم  
 رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ براہ راست قائم رکھیں اور اپنے آپ  
 کو درمیان میں سے نکال دیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے ہر مخلوق اور انسان کا

خالق کائنات، رب العالمین سے براہِ راست رشتہ ہے اور اگر انسان اس رشتے کے درمیان کسی کو حائل کرتا ہے، تو وہ اندیشہِ شرک فی الذاتِ باری تعالیٰ کا ارتکاب کرتا ہے۔ بعینہہ ایک اُمتی کا نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے براہِ راست تعلق ہے اور اگر وہ اس رشتے کے درمیان کسی عالم و فاضل یا پیر و مُرشد وغیرہ کو حائل کرتا ہے تو وہ اندیشہِ شرک فی الرّسالت و نبوت کا ارتکاب کرتا ہے۔ عالمِ حق یا شیخ و مُرشد تو شاگرد و مُرید کو راہِ سلوک کے اسباق و مراحل آسان کر کے سمجھاتا اور اس کو ساتھ لے کر چلتا ہے۔ ہر مرحلہ پر اس کی معاونت کرتا ہے۔ راستے کی خرابیوں اور خطرات سے بچا کر اسے محفوظ اور مختصر راہِ سلوک یعنی صراطِ مستقیم پر گامزن کراتا ہے۔ تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے قریب تر ہو جائے اور حضور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اس کو اپنی غلامی میں قبول فرمائیں (آمین) یہی اُمتی کا مقصود اور اس کی معراج ہے۔

حضرت قبلہ جوہری صاحب کے فکر و عمل اور اخلاق و کردار سے متعلق باتوں کے علاوہ تسخیرِ جنات و موکلین، پیری و مُریدی (شاگردی و دوستی) شہرت چرچا اور خلافت، امانت و نیابت کے متعلق موصوف کے خیالات و مشاہدات کتاب میں تفصیل سے درج ہیں تاہم اصل موضوع جو ان کی تعلیم کا جوہر اور رُوحِ رواں ہے یہ نظر یہ ہے کہ بفضلِ تعالیٰ ہر عالم و فاضل، شیخ و مُرشد اور مُرید و شاگرد کے دل و دماغ پر اور قول و فعل، فکر و عمل اور اخلاق و کردار میں ہر زاویہ سے اور ہر وقت محبوبِ رب العالمین، رحمت للعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذاتِ مبارک کو فوقیت و فضیلت حاصل ہونی چاہیے ورنہ درس و تدریس، تعلیم و تربیت اور اسباقِ معرفت، راہِ سلوک میں نتیجہ

اور بے شمار ہیں گے۔ رسول کریمؐ، رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی  
 ذات مبارک، مومنین و مومنات اور کل کائنات کے لئے مرکز و محور کی حیثیت  
 رکھتی ہے۔ ہر درس و تدریس اور تعلیم و تربیت کا اولین مقصد یہی ہونا چاہیے  
 حضرت قبلہؐ کا یہی نقطہ نگاہ اور طرز عمل ہمیشہ قائم رہا۔ ان کا اصرار تھا کہ انہیں یا  
 ان کے اسباق کو متعارف کرانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہم سب کا فرض یہ ہونا چاہیے کہ  
 احکاماتِ رب العالمین اور ارشاداتِ رحمت للعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر عمل کریں اور انہی  
 کو عوام الناس میں قابل قبول بنائیں۔ اس کتاب کا یہی نچوڑ اور جوہر ہے۔ یہ کتاب لکھی نہیں  
 بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل لکھی  
 گئی ہے۔ اگر میں (راقم) ہزار گنا مزید علم کا حامل ہوتا تب بھی میرے لئے اس کتاب کو لکھنا  
 ممکن نہ ہوتا۔ تحریر کے دوران میں یہی محسوس کرتا تھا کہ رب العالمین کے محبوب  
 رحمت للعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے اوصاف و خلائق اور فضائل مبارک جس طرح  
 حضرت قبلہؐ چوہدری صاحبؒ کے مشاہدات میں آئے اور پھر جیسے چند قرآنی آیات  
 شریفہ اور احادیث مبارک کا ترجمہ و تشریح، میرے دل و دماغ میں خود بخود چلے  
 آتے رہے وہ اس بات کی دلیل ہے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ، رب العالمین، الرحمن الرحیم  
 رب الناس کے فضل و کرم اور مدینۃ العلم، نبی کریمؐ، رؤف رحیم، رحمت للعالمین، رسول  
 الناس (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت کے سبب ممکن ہوا۔ اگر قبول اقتداء رہے عز و شرف  
 بمصطفیٰ برساں، خویش را کہ دین ہمارا دست، گر باؤ نہ رسیدی، تمام بولہبی است (علامہ قبائل)  
 دریاں ناید، جمالِ حالِ او، ہر دو عالم چسیت عکسِ خالی او (مولانا روم)  
 آپ پر لاکھوں کروڑوں درود و سلام ہوں، وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ  
 مؤلفہ، مرتبہ ازناچیز راقم! ان نام رفعت سعید، اسلام آباد  
 بروز سوموار مورخہ ۶ ذی قعدہ ۱۴۱۳ھ، ۱۸ اپریل ۱۹۹۴ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الرَّحْمَةِ  
 اَوْلَادًا وَاٰخِرًا وَاَوْطَانًا وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ  
 اِلٰی يَوْمِ الدِّيْنِ اَبَدًا. دَائِمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا

## نذرانہ عقیدت

الحمد للہ ان اولیاء کرام میں سے جو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس  
 زمین پر نقش پائے مبارک ہیں ایک اور بزرگ قبلہ چوہدری غلام حیدر خان چشتی  
 قدس اللہ سرہ کے واقعات ارباب ذوق کے لئے منظر عام پر آ رہے ہیں۔ یہ  
 واقعات ان کے ایک تلمیذ رشید محترمی رانا رفعت سعید صاحب نے نہایت  
 اخلاص اور محبت سے مرتب فرمائے ہیں اور اپنے مرنی اور مرشد کی کتاب زندگی کے  
 کچھ پُرانوار اوراق سے ہمیں سرفرازی بخشی ہے۔ اللہ رب العزت رانا صاحب  
 کی اس سعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور زیادہ سے زیادہ نوجوانوں کے قلوب اس  
 سے متور ہوں۔ آمین!

محترمی رانا صاحب سے مجھے شرفِ نیاز چند سال قبل اس وقت حاصل ہوا،  
 جب "نورِ مبین" کی تالیف کی سعادت حاصل کر رہا تھا۔ اس پُر نور کتاب کے لئے  
 مجھے دورِ حاضر کی بھی ایسی ہی پُر اسرار ہستی کی حیات مبارکہ کی خواہش تھی جو اللہ اور  
 اُس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیارا ہو۔ محترم رانا صاحب نے اپنے  
 شیخ محترم کا ایک واقعہ تفصیل سے تحریر فرمایا جو بعینہ کتاب میں شامل ہوا۔  
 اس کے بعد حضرت رانا صاحب سے قریب آنے کے اور بھی مواقع ملے

اور یہ ربطِ ربطِ محبت میں بدلتا گیا۔

رانا صاحب کا اصرار ہے کہ ان کی ان مساعیٰ جمیلہ میں تبرکاً ہی شامل ہو کر  
رضائے حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مستحق بنوں۔ ان کے ارشاد کی تعمیل  
میں یہ چند سطور نذرِ قارئین ہیں۔ اگر آپ خود اس بحرِ عرفانِ حق کے شناسا اور ہیں، یا  
اس وادیِ حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باوِ پیمانہ تو مجھے آپ سے کچھ نہیں  
کہنا ہے بلکہ میری گزارش ہوگی کہ آپ ان اوراق کو نظر انداز فرما کر محترم رانا صاحب  
کے مقدمہ ہی سے اس کتاب کی ابتداء فرمائیں۔ یہ مقدمہ اپنی آغوش میں وہ جملہ  
رحمتیں سمیٹے ہوئے ہے جو ان کے مرشد کی زندگی کا خلاصہ ہیں۔

البتہ

اگر آپ نے محض بطورِ دلچسپی ایک ولی کی زندگی کا مطالعہ شروع فرمایا تو  
میرا ہی گزارش ہوگی کہ آپ اس کو محض ایک عام انسان ہی سمجھ کر اس کا مطالعہ نہ  
فرمائیں بلکہ اس قوم اس گروہ سے قریب آنے کی کوشش فرمائیں تاکہ آپ  
رَبُّ العزت کے اس انعام کی قدر کر سکیں جو اُس نے انسانیت پر ان عظیم  
ہستیوں کو جادوہِ راہِ حق کے مسافروں کے لئے مشعلِ راہ بنا کر فرمایا۔ بے شک یہ بھی  
انسان ہیں آپ ہی جیسے، اللہ ربُّ العزت کی تخلیق، اُس کے حبیبِ پاک صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم کے اُمتی، ان کا رخ اپنے اللہ ہی کی جانب ہے، ان کے سینوں  
میں حُبِ رسول من اللہ کی شمع فروزاں۔ بایں ہمہ آپ ان کے جیسے نہیں۔ یہ اللہ  
رَبُّ العزت کے وہ مُنتخب بندے ہیں جن تک ہم اپنی کسی سعی و کوشش، اپنی  
کسی عبادت و ریاضت سے نہیں پہنچ سکتے، بلکہ ان کا انتخاب اللہ ربُّ کریم  
کے اذن و مشیت کے تحت حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربارِ رسالت  
سے ہوتا ہے اور اس دنیا میں ان کے لئے کسی خاص خدمت کا تعین اسی دربار

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا جاتا ہے۔ پھر اس خدمت میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خود رہنا فرماتے ہیں، کبھی حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی خادم کو ان کی نگرانی سپرد ہوتی ہے۔

گویا دینِ متین کی خدمت کے لئے اگر ایک طرف علماء و اسخاہین کی علم و عرفان سے مالا مال جماعتیں ہیں جو کلام اللہ، احادیث مبارکہ، اسوۂ رسول کریمؐ اور دیگر علوم پر عبور رکھتے ہیں، تو اس دنیا میں ایک جماعت کا انتخاب اس لئے بھی کیا جاتا ہے کہ انسان اپنے علم و دانش کے زعمِ باطل میں بے لگام نہ ہو جائے اور وہ کائنات کی تخلیق کو محض سبب و اسباب تک محدود نہ سمجھے یا انسان کسی و سوسہ شیطانی کے تحت دینِ متین کے کسی اہم نکتہ ایمانی سے منحرف نہ ہو جائے کہ ظلم و تشدد عام ہو۔ اس لیے ایک ایسی جماعت بھی دنیا میں موجود رہتی ہے جو اللہ رب العزت کی قدرتِ خفی کی ترجمان حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابع فرمان، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی غلامی سے سرفراز انسانیت کی خدمت "قدرت" کی سطح پر کرتی رہتی ہے۔ ایسے ہی جیسے گذشتہ انبیاء کے دور میں انبیاء کرامؑ معجزات سے کام لے کر انسانیت پر یہ رمز آشکارا فرمادیتے کہ حکمتِ خودِ مالِ قدرت ہے، اسباب پر قیام کیا بسبب الاسباب کا دامنِ رحمت تھا مو۔ آج اولیاء کرام یہ خدمت "کرامت" کے ذریعہ حکمِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادا فرماتے ہیں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتی اور گناہگار بندوں کے لئے رحمت بن جاتے ہیں۔ واضح ہے کہ ان اولیاء کرامؑ میں بھی مراتب ہیں، لیکن یہ سب اُس سطحیت، کمزوری ایمان سے مبرا ہوتے ہیں۔ جن میں انسان اکثر گرفتار ہو کر خود اپنی برتری کے تصور میں گرفتار

ہو جاتا ہے۔ یہ اصحاب کرامؑ کی طرح ہیں جو احادیث مبارکہ کی زبان میں آسمانِ نبوت کے ستارے ہیں اور جن کی روشنی ہدایت کی ضمانت ہے، جن کی ظاہری بے ترتیبی میں بھی ایک ترتیب ہوتی ہے۔ ان کی تیز اور مدہم روشنی میں ایک "سکون" ان کی خاموشی میں بھی ایک لے، ایک دلکش نغمہ ہوتا ہے۔ اسی طرح اور بالکل اسی طرح ان اولیاء کرام کا وجود ہے، جو کائنات کے نغمہ محبت کو اپنے قلوب سے سنتے ہیں، جو راتوں کو انہیں تاروں کی چھاؤں میں اللہ رب العزت کے سامنے سر بسجود ہو کر خالق کائنات کے عرفان کے خواہاں ہوتے ہیں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ اور اصحاب کرامؑ کے اندازِ عبادت کے ترجمان، اُن کی تفسیر۔

یہی خدمت آج اولیائے کرام اور علمائے راسخین کے سپرد ہے۔

البتہ

جن پر علم و حکمت سے زیادہ محبت کا غلبہ ہے، اللہ رب العزت نے انہیں اس اتباعِ رسولِ کریمؐ کے ساتھ بے پایاں محبت سے سرفراز ہی بخشی اور ان کے قلوب کو خود اپنی جولان گاہ بنا لیا ہے۔ گو یادہ خود اللہ کا کلمہ بن گئے ہیں۔ اُن کا ظاہری اتباعِ رسولؐ کا آئینہ دار ہے اور اُن کا باطن حبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی جلوہ گاہ۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اولیاء اللہ کے نام سے یاد فرمایا۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ جن کی شان میں آیا ہے۔

در اصل ہر مسلمان کے لئے جو ایمان سے تقویٰ اور تقویٰ سے احسان کی منزلیں اپنی استطاعت، حوصلہ اور محبت کے مطابق طے کرنا چاہتا ہے۔ ان کے لئے انہیں اولیاء کرام کا دامنِ رحمت تھا مناسوری ہو جاتا ہے، جن

کی زندگی ابتداء علم و حکمت سے نہیں بلکہ یزکین کفر سے ہوتی ہے، پھر جن کے قلوب حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمع فروزاں ہو جاتی ہیں، جو کلام اللہ کا مطالعہ اسی کی روشنی میں کرتے ہیں اور

ان پر

یہ امر روشن ہو جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم ان کے علماء راہین ان کے اولیاء کرام ان ہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین متین کے محافظ ہیں، جملہ محدثین و محققین سب ایک ہی شجر معرفت کی ڈالیاں ہیں، سب ایک ہی نورِ مبین کی تجلیات ہیں۔ سب انہیں کے چشم و چراغ ہیں کہ سب ہی راہِ نمائے حق ہیں۔ اللہ تو واحد و صمد ہے، پاک ہے، بے نیاز ہے، اس کی شانِ کریمی کا مظہر تو نورِ مبین کی شانِ جمالی ہے۔

یہ اولیاء کرام انہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ جمالی کا مظہر ہیں۔

ہاں

یہ واضح ہے کہ ان اولیاء کرام کی مختلف جماعتیں ہیں۔ ان کا کام بالعموم رشد و ہدایت نہیں ہوتا۔ سوائے ان بزرگ ہستیوں کے جن کو یہ خدمت بھی سپرد کی گئی ہے۔ اس لئے ہر شخص کا ان کا رازدان ہونا بھی آسان نہیں۔ یہ معاملہ ذوق و شوق سے متعلق ہے، جس کو جس درجہ تڑپ ہے وہی اس سے اس قدر فیض یاب ہوتا ہے۔

بحمد اللہ یہ کتاب جن بزرگ کے حالاتِ زندگی کی نقاب کشائی کر رہی ہے۔

وہ ایک ایسی ہی بزرگ ہستی ہیں جن کو اصلاحِ امت کی خصوصی خدمت سپرد ہوئی جن کی محبت، اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، چشمِ پریم کے نذرانہ درود و سلام نے حضورِ نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک خصوصی تعلق قائم کر لیا اور جن کے پیش نظر سوائے خدمتِ خلق اور اصلاحِ فرد و جماعت کے کچھ نہ رہا۔



چوہدری صاحب نے راتاً صاحب (مؤلف کتاب) سے خود فرمایا۔  
 ”میں راہِ درویشی میں تمہاری دیکھ بھال اپنی بساط کے مطابق کرتا رہوں گا۔  
 مجھے نہ تو پیری مریدی کا شوق ہے نہ مرید بڑھانے کا۔ انشاء اللہ یہ فریضہ درس و  
 تدریس و تربیتِ سالکین، جس کا حکم مبارک مجھے براہِ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے ملا ہے، میں فی سبیل اللہ کرتا رہوں گا اور امتی اور سالکِ عزیز کا نبی کریم  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق و رشتہ جوڑنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔“

واضح ہے

علماء کرام اور اولیاء عظام کی تعلیم و تربیت کا بنیادی فرق یہ ہوتا ہے کہ ایک کے  
 پیش نظر تعلیم ہوتی ہے اور علم ہی کو بنیاد قرار دے کر کتاب و حکمت کی تعلیم  
 اور اخلاق کی آراستگی کی طرف توجہ کرتے ہیں، گویا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام  
 کی دُعا و دُعایِہمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَیُزَکِّیْہُمْ کی ترتیب کو پیش نظر  
 رکھتے ہیں، اُن کا سفر گویا ظاہر سے باطن کی طرف ہوتا ہے، لیکن اولیاء کرام  
 اپنی تعلیم و تربیت کی ابتدا یُزَکِّیْکُمْ سے شروع فرماتے ہیں۔ اُنکے پیش نظر  
 قلب کی پاکی و صفائی، اس میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت کا جانگزیں  
 کرنا اور دل و دماغ میں اسلامی تعلیمات کی مرکزیت اہل کے انوار اس کی  
 اتباع میں ایک ذوق و شوق پیدا کرنا ہوتا ہے۔ اُن کی مثال اُس ماں کی  
 طرح ہوتی ہے جس کی انگلیاں پکڑ کر بچہ چلنا سیکھتا ہے اور ہر چیز کے متعلق  
 سوال کرتا ہے تو پھر وہ اس کو جو کچھ بھی بتاتی جاتی ہے وہ اس بچہ کی زندگی کا  
 ایک عظیم سرمایہ بن جاتا ہے، وہ گویا محبت کے سرچشمے سے اس کی روحانی زندگی  
 میں ایک انقلاب لاتی ہے۔ یہی حال اولیاء کرام کا ہے۔ ہمارے پیش نظر جن  
 بزرگ کے حالات زندگی ہیں، اُن کو دربار رسالت سے خدمتِ خلق کے ساتھ

تعلیم و تربیت کی بھی خدمت سپرد ہوئی ہے اور انہیں شیخ الغلام کے خطاب سے سرفرازی ملی ہے۔ ان کی تعلیم کا انداز بھی خصوصی ہے، وہ اپنے مریدین کی نگاہیں خود اپنی ذات پر نہیں بلکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انوارِ محبت کی طرف مرکوز کرتے ہیں اور خود کو گویا درمیان سے اٹھا لیتے ہیں، خود کو حجاب بننے بنیان دیتے۔

اس کتاب میں حضرت چوہدری صاحب کے حالات زندگی کو واقعات کے آئینہ میں پیش کیا گیا ہے تاکہ یہ واقعات خود ان کے اندازِ خدمت کے ترجمان بنیں اور ان کے جذبہ خدمتِ خلق کی صداقت پر شاہد رہیں۔ ان میں وہ بھی واقعات ہیں جن میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ حضرت چوہدری صاحب کی دیگر بزرگانِ دین سے ملاقاتوں کا ذکر آتا ہے اور اس کتاب کے مطالعہ سے یہ بات خوب ذہن نشین ہو جاتی ہے کہ انبیاء کرام کی طرح اولیاءِ عظام بھی ایک خصوصی زندگی سے نوازے گئے ہیں جن کا شعور ہم نہیں کر سکتے۔ لیکن ان کے فیوض و برکات کا سلسلہ اس عالم میں بھی جاری ہے اور جن کو اللہ تعالیٰ نے چشمِ بصیرت سے نوازا ہے ان کے لئے ان کی دید بھی ممکن بنا دی جاتی ہے۔ اسی طرح ان اولیاء کرام پر بہت سے وہ رموز آشکارا ہو جاتے ہیں جو عوام کے لئے ابھی صیغہ راز میں ہیں، مثلاً خود پاکستان کا وجود میں آنا، چوہدری صاحب کے بھائیوں کی ہندوستان میں شہادت، چوہدری صاحب قبلہ کا پاکستان تشریف لانا اور ان کا خدمت پر مامور ہونا، مکہ، مدینہ میں چوہدری صاحب کا قیام، ان کا ذوقِ ذکر و فکر، ان کی رجال الغیب سے ملاقاتیں اور اہل خدمت و اہل محبت کے راز و نیاز۔ سب ہی پر اس کتاب کے مطالعہ سے روشنی پڑتی ہے اور ایمان میں ایک تازگی پیدا ہوتی ہے۔

جن بزرگوں کو خدمتِ خلق پر مامور کیا جاتا ہے انہیں بالعموم علم کی ایک  
 خصوصی شق کشف سے نوازا جاتا ہے اور اصلاحِ حال کے لیے الشرب العزت  
 کے اسم پاک میں سے کسی اسم کے رموز سے آگاہی بخشی جاتی ہے جس کا ہمارا  
 لے کر یہ باطل قوتوں پر غلبہ پاتے ہیں اور لوگوں کو ان کے فتنوں سے نجات  
 دلاتے ہیں، خواہ یہ جادو لوٹنے کی شکل میں ہوں یا اجنبہ کے تصرف کی صورت  
 میں۔ چنانچہ اس کتاب میں عوام الناس کے ظاہری و باطنی امراض، آسیب،  
 بدروح، شیطانی اور جسمانی سے نکلنے کے متعدد واقعات ہیں۔

حضرت چوہدری صاحب نے ایک جگہ خود ان اولیاء اللہ کی اقسام کا  
 ذکر فرمایا ہے اور کس قدر تفصیل سے۔ آپ ان سے مستفید ہوں گے اور اس  
 حقیقت کو بھی انہوں نے خوب خوب واضح فرمایا کہ انہیں یا کسی ولی کو جو ملا،  
 وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایاتِ خصوصی کا ثمر تھا اور حضور صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم ہی کی نگاہ کرم ان کے ہر حال میں معاون رہی۔ ہر جگہ جس محبت اور  
 تڑپ سے وہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر فرماتے ہیں وہ  
 گویا خود ان کی روح کی آواز معلوم ہوتی ہے اور خود ان کی سمجھ میں نہیں آتا۔  
 کہ وہ اس اندازِ محبت کو کن الفاظ سے اپنے جذبہ شکر گزاری کو پیش کریں۔  
 درود و سلام ان کی زبان پر آتا ہے، آنکھوں سے سیل رواں ہو جاتا ہے۔  
 ایک گمشدگی کے عالم میں گویا وہ خود ہی کو پیش کرتے ہیں اور ہر بار جمالِ نعمت  
 خلافتِ معنوی سے سرفرازی پاتے ہیں۔ سبحان اللہ

ان چند گزارشات کے بعد اس عاجز کی دعا ہے کہ

اللہ رب العزت آپ کو اس کتاب کے فیوض و برکات سے نوازے  
 آپ کو دورِ حاضر کے ہر ظاہری اور باطنی فتنوں سے محفوظ رکھے۔ کسی

اللہ والے کا دامنِ رحمت ہاتھ آجائے جو آپ کو محبت آشنا فرمادے اور یہ  
حقیقت آپ پر آشکارا ہو جائے کہ سر بسجود ہونے کی لذت کیا ہے اور  
قلبِ منور کیا ہوتا ہے؟ اور کہہ سکیں  
لہ الحمد کامیاب شدم کار آمد شدہ جبین من

والسلام  
آپ کا دعا گو خاکپائے اولیاء  
حامد بلگرامی  
(ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی)  
مؤلف فیوض القرآن و نور مبین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
جَدِّی اللّٰهُ عِنَّا سَیِّدِنَا مُحَمَّدٌ مَّا هُوَ اَهْلُهُ

بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست فیض یاب ہونے والے اور سالکین کی تعلیم و تربیت کی خدمت جلیلہ پر فائز ہوتے والے بزرگ قبلہ چوہدری غلام حیدر صاحب سے جب ان کے مریدوں اور عقیدتمندوں نے یہ سنا کہ ان کی زندگی کا وقت تھوڑا رہ گیا ہے اور ان کی تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں آخرت میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کی دولت سے سرفراز فرمائے تو وہ بہت رنجیدہ اور افسردہ ہو گئے۔ انہوں نے نہایت عاجزی سے استدعا کی کہ اس اندوہ ناک صورت میں کسی ایسے شخص کی طرف اشارہ کریں جس سے وہ ان کے بعد راہنمائی کی خاطر رابطہ کر لیا کریں۔ اس عرضداشت پر جناب چوہدری صاحب نے جو جواب دیا وہ ان کے مسلک کا منہ بولتا ثبوت ہے ساری زندگی وہ یہی دہی دیتے رہے کہ مقصود مومن تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک تک رسائی حاصل کرنا ہے۔ کسی ہادی، کسی شیخ، کسی مرشد کو امتی اور رسول کے درمیان حجاب نہیں بننا چاہیے۔ نہ ان کے مرشد نے ایسا کیا، نہ وہ خود یہ کرتا چاہتے تھے۔ انہوں نے فرمایا ”میرے دوست، میں تمہارا مدعا سمجھ گیا ہوں۔ تم چاہتے ہو کہ میں کسی شاگرد کو خلیفہ نامزد کر دوں۔ اور اسے یہ سلسلہ چلانے کی ہدایت کروں۔ میرے عزیز مجھے اس بات کی نہ کوئی فکر ہے، نہ کوئی پریشانی۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا بندوبست ہے۔ خلیفہ کی نامزدگی تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے ہوتی ہے“ یہ کہہ کر ہر قسم کے مرتبہ و مقام سے بے نیاز بزرگ نے خلیفہ کی نامزدگی سے معذوری کا اظہار کر دیا۔

اس کے کچھ عرصہ بعد بعض مریدوں نے جو صوبہ سرحد سے آئے ہوئے تھے عرض کیا

کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم رحیم یار خان میں چند مرے زمین خریدیں تاکہ آپ کی جدائی پروہاں ایک چھوٹی سی مسجد اور مزار تعمیر کر لیں۔ دوست، شاگرد اور زائرین وہاں نماز و نوافل ادا کر سکیں قرآن کریم اور دود شریف سہولت سے پڑھ سکیں۔ کبھی کبھار قوالی کا اہتمام بھی ہو جایا کرے گا۔ اور تقریب عرس بھی اچھی طرح منایا کریں گے۔ اس درخواست پر بھی چوہدری صاحب نے اپنی منفرد قلندرانہ بے نیازی سے یہ جواب دیا کہ آخری وقت آنے پر آپ لوگ میرے لئے کوئی زیادہ اہتمام نہ کریں۔ جہاں وقت آگیا وہیں کہیں قبرستان میں دفن کر دیں۔ مجھے ان باتوں سے کوئی غرض نہیں ہے کہ آپ میری قبر پر ایک بہت اچھا گنبد اور مزار تعمیر کرائیں۔ قوالی کروائیں اور عرس منعقد کرائیں۔ نہ مجھے ایسی چیزوں کی تمنا ہے، نہ بعد میں کسی شہرت کی ضرورت۔ میں تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادنیٰ امشی اور غلام ہوں۔ مجھے ان اشیاء سے کوئی دلچسپی نہیں ہے، چنانچہ ان کے ارشاد کے مطابق ایسا ہی ہوا۔ انہیں شہر کے قبرستان میں ایک عام جگہ دفن کر دیا گیا۔ اور کسی مزار یا گنبد کی تعمیر نہیں ہوئی ہے۔

خدا رحمت کندا میں عاشقانِ پاک طہیت را۔

حضرت ذوقی شاہ صاحب روحانیت کی دنیا میں ایک بہت اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ ان کے تصرف کا یہ عالم تھا کہ دو اہل دل نوجوان انگریز لندن سے ہندوستان کچے چلے آئے تھے اور وہ ان کی تربیت میں اس طرح پروان چڑھے کہ بڑے بھائی کو آخری آرام گاہ داتا گنج بخش کے سائے میں نصیب ہوئی اور چھوٹے بھائی ذوقی شاہ صاحب کے سجادہ نشین ہو کر سلسلے کے فروغ کی خدمت پر مامور ہوئے۔ ذوقی شاہ صاحب اپنے وصال سے بہت پہلے فرما چکے تھے کہ وہ ایسی جگہ دفن ہوں گے کہ ان کی قبر کا نام و نشان تک باقی نہ رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسے بے مثل حج مبرور سے سرفراز فرمایا کہ نوذی الحج کو جب حج مزدلفہ جانے کی تیاری کر رہے تھے ان کے وقوف عرفات کو دولت دوام سے نوازا گیا

عصر اور مغرب کے درمیان وہ ”بیگم، اللھم لبیدع،“ کہتے ہوئے داخل ہو جاتے ہو گئے اور جبل رحمت سے تین سو قدم کے فاصلے پر انہیں سپردِ لحد کر دیا گیا اب ان کے رشتہاتِ قلم اور ملحوظات ہی ان کی یادگار اور ان کے فیوض و برکات کی اشاعت کا وسیلہ بن گئے ہیں۔

مجھے امید ہے مزار، گنبد اور تقاریب عرس سے بے نیاز ایک مرد درویش کے حالات زندگی جو اس کتاب کے ذریعے پیش کئے جا رہے ہیں بجائے خود ایک یادگار بن جائیں گے۔ یہاں آپ دیکھیں گے کہ نہایت واضح اور سادہ سے انداز میں بہت نازک مقامات کا ذکر ہے۔ یہاں ایسے اسرار سے پردہ اٹھایا گیا ہے جن کا علم صرف خاصا خدا تک محدود رہتا ہے، یہاں ایسے انکشافات ہیں جن کے اظہار سے بڑے بڑے عارف گریز کرتے ہیں۔ اس تصنیف کی خصوصیت کو اجاگر کرنے کے لئے شاید تصوف کے موضوع پر دو تین کتابوں کا حوالہ نامناسب نہیں ہوگا۔ اس حوالے سے مقصود صرف یہ ہے کہ حضرت غلام حیدر صاحب کی اس لگن کا اندازہ ہو جائے جو انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے کھتی۔

تصوف کی سب سے زیادہ اہم اور وسیع کتاب فصوص الحکم ہے جسے حضرت ابن عربیؒ نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اور ان کے ارشادات کے مطابق تحریر کیا۔ اس کتاب کو لکھنے کے دوران وہ جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کی ملاقات سے مشرف ہوئے۔ یہ کتاب کیا ہے اسرار الہی کا ایک گنجینہ ہے اس میں ایسے حقائق بیان کئے گئے ہیں جن کا اظہار شیخ اکبر سے پہلے کسی نے نہیں کیا تھا۔ لیکن اس کا انداز تحریر اتنا ادق اور اس میں بیان کردہ مضامین فہم انسانی سے اتنے ارفع ہیں کہ شیخ کا ابلاغ خود شاید معنی کیلئے نقاب بن گیا ہے، اور اسرار الہی کی حفاظت کا بے مثل انتظام ہو گیا۔ حضرت بابا ذہین شاہ صاحب جیسے عارفانِ حق اس میں سب کچھ پا لیتے ہیں اور عقل و خرد

کی روشنی میں مطالعہ کرنے والے کے پتے کچھ نہیں پڑتا۔

ایک اور کتاب جو اپنے دلچسپ انداز تحریر، لطیف نکات اور تکیے جملوں کے سبب آپ اپنی نظیر ہے۔ تذکرہ غوثیہ ہے۔ حضرت غوث علی شاہ صاحب کمال یہ ہے کہ وہ تصوف کے نکات مولانا روم کی طرح حکایات کے پردے میں بیان کرتے ہیں۔ واقعات اور حکایات کا ایک لامتناہی سلسلہ پھیلتا چلا جاتا ہے۔ طرزِ ادا اتنا شگفتہ اور نکتہ سنجی اس غضب کی ہے کہ ہر داستان پر ایک افسانے کا گمان ہوتا ہے، اور اسے پڑھنے سے لذت بھی وہی حاصل ہوتی ہے جو ایک ادب پارے کے مطالعے سے ہو۔ تصوف کی تیسری کتاب جس کا میں ذکر کروں گا۔ حضرت بابا ذہین شاہ تاجی کی تالیف تاج الاولیا ہے۔ اس میں اقلیم ولایت کی ایک یکتا و یگانہ ہستی حضرت بابا تاج الدین کے حالات زندگی مرتب کئے گئے ہیں۔ یہاں ہر افسانہ ایک حقیقت بن کر سامنے آیا ہے۔ تاج الاولیا کا تصرف محال اور ناممکن کے الفاظ پر خط تینسخہ کھینچ دیتا ہے، کشف طلب کرنے والے کو اعجازِ میحالی دیدیا جاتا ہے، اس کے پانی سے اتنی مخلوق شفا یاب ہوتی ہے کہ حکومت اس کے گاؤں پر ایک ریوسے اسٹیشن بنانے پر مجبور ہو جاتی ہے، بے اولادوں کو اولاد ملتی ہے، نادار سیٹھ بن جلتے ہیں سیٹھ مجذوب ہو جاتے ہیں۔ کوڑھیوں کا علاج ہوتا ہے، اور مردوں کو زندگی مل جاتی ہے ولی کی کرامت اور نبی کے معجزے میں فرق نہیں رہتا۔ اور ان تمام محیر العقول کرامات پر بابا ذہین شاہ صاحب کا عالمانہ تبصرہ۔

اس کتاب والمقصود موجودہ کا انداز قدرے منفرد ہے۔ یہاں تو ہر باب اور ہر صفحے پر عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پرتو ہے،

ہر جملہ اسی تجلی کا آئینہ ہے، ہر لفظ محبت میں ڈوبا ہوا ہے۔

میری داستان محمد، مری گفتگو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)



جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں جو کچھ چوہدری غلام حیدر صاحب قبلہ نے دیکھا وہ من و عن بیان کر دیا، اور جس سادگی سے انہوں نے بیان کیا، اسی دیانت کے ساتھ ان کے تلمیذ رشید رانا رفعت سعید صاحب نے اسے قلمبند کر دیا۔

قبیلہ چوہدری صاحب کی تمام زندگی کا جائزہ حضرت بابا ذہین شاہ تاجی کے اس شعر سے لیا جاسکتا ہے۔

مری زندگی کا مقصد، مری آرزو محمد۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

مری بندگی کا حاصل، مری جستجو محمد (۔۔۔)

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے بے اندازہ محبت سے ہی ان کی روحانی زندگی کا آغاز ہوا۔ اور اسی کے سائے میں انہوں نے سلوک کی منزلیں طے کیں، مدارج پلئے، یہاں تک کے اتمام عطا پر شیخ العالم ہونے کے اعزاز سے سرفراز ہوئے۔ جب اللہ کے حبیب کسی پر مہربان ہو جائیں تو ان کے دربار کے مقربین بھی اس پر نہایت شفقت سے توجہ فرماتے ہیں۔ اولیائے کرام کی جو چوہدری صاحب پر خصوصی شفقت تھی اس کا ذکر نہایت مربوط انداز میں ہمیں اس کتاب میں ملتا ہے۔

چوہدری صاحب قبلہ اپنے بڑے بھائی غلام احمد صاحب کے پاس دہلی میں مقیم تھے۔ ایک رات تہجد کی نماز ادا کرنے کے لئے اٹھے تو ان کے بڑے بھائی اور ان کی شریک حیات دونوں عبادت میں مشغول تھے وہ جب وضو کے لئے چلے تو ان کی کھاوج نے آواز دی: غلام حیدر۔ اوپر فضا میں دیکھو حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری جا رہی ہے۔ چوہدری صاحب نے نظر اٹھائی اور دیکھا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری فرشتوں کی معیت میں اوپر سے گزر رہی ہے۔ اور چاروں طرف ایک روشنی پھیل گئی ہے۔

رسالت مآب کے دیدار سے مشرف ہونے کے بعد حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الہی کے آستانہ سے چوہدری صاحب کی وابستگی بڑھ گئی۔ سترہ سالہ قیام کے دوران وہ تقریباً روزانہ مزار مبارک پر حاضری دیتے رہے۔ محبوب الہی نے ان پر بڑی شفقت فرمائی اور خصوصی تربیت سے نوازا۔ اس زمانے میں متعدد لوگوں سے ان کی ملاقاتیں ہوئیں اور مختلف قسم کے تجربات ہوئے۔ وہ مزار مبارک پر حاضر ہوتے تو محبوب الہی نمودار ہو کر قیر کے وسط میں بیٹھ جاتے، مکران کے دیکھتے اور ایسی توجہ فرماتے جس سے ان کا وجود رحمتاً للعالمین کی محبت و تصرف سے لبریز ہو جاتا۔ یہ عنایات مسلسل جاری رہیں۔

اسی دوران انہیں حضرت علاؤ الدین علی احمد صابر کے دربار میں حاضری دینے کا خیال آیا، دو مرتبہ اجازت طلب کی تو نہ ملی۔ تیسری دفعہ اجازت مرحمت ہوئی۔ ریل سے سفر کیا، اسٹیشن پر اترے تو ایک درویش ان کے استقبال کو موجود تھے۔ ان کی معیت میں ریلوے اسٹیشن سے مزار مبارک تک میلوں لمبا سفر آن واحد میں طے ہو گیا۔ درگاہ شریف میں بے انتہا بھیڑ تھی۔ لیکن وہ آسانی سے مزار تک پہنچ گئے جہاں مخدوم صابر صاحب نے انہیں اپنے دیدار سے مشرف فرمایا خصوصی توجہ کی اور بہت شفقت سے دیر تک کلام کیا۔ یہ بھی ارشاد کیا کہ بھائی نظام الدین کو آپ سے بہت پیار ہے، وہ نہیں چاہتے کہ آپ ایک دو دن کے لئے بھی دہلی سے باہر جائیں۔ وہاں اور یہاں ایک ہی بات ہے۔ اور پھر فرمایا کہ یہ سب ہمارے شیخ حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر کی عنایت کا نتیجہ ہے۔ چوہدری صاحب نے کہا: "خواجہ صابر پیا کی توجہ سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق و محبت کا طوفان میری طرف اُٹتا چلا آ رہا تھا۔ اور مجھ میں سرایت کرتا جا رہا تھا۔ جس سے مجھ پر سرور و مستی کے ساتھ رقت طاری ہو گئی" ہر صاحب کمال بزرگ سے ملنے پر چوہدری صاحب پر یہی کیفیت طاری ہوئی، شاید اس کا سبب یہ تھا

کہ ان کی طبیعت میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا غلبہ دیکھ کر ہر صاحب نظر بزرگ نے انہیں فیضان نبوی سے نوازا۔ ایک خاص بات چوہدری صاحب نے یہ بتائی کہ خواجہ صاحب برہمپور کا حلیہ اور قد و قامت حضرت علی کریم اللہ وجہہ سے بہت مشابہ تھا جن کے دیدار سے وہ کئی بار مشرف ہو چکے تھے۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک اپنی صحبت اور کلام سے سرفراز کرنے کے بعد مخدوم صاحب صاحب نے فرمایا: اب آپ دہلی لوٹ جائیں اور وہاں دادا جان قطب صاحب سے اور محرم بھائی محبوب الہی سے خصوصی سلام عرض کریں اور پھر انہوں نے درویش کو طلب کیا جو انہیں کلیر شریف لائے تھے اور ان کی معیت میں چوہدری صاحب کو ریلوے اسٹیشن پہنچا دیا جہاں سے وہ دہلی روانہ ہو گئے۔

چوہدری صاحب پر سلسلہ چشتیہ کے اکابر کا فیضان برابر جاری رہا۔ وہ جب کبھی ساہیوال جاتے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کے دربار میں ضرور حاضری دیتے۔ مزار مبارک پر حاضر ہوتے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کا غلبہ ہوتا اور کھوڑی دیر بعد حضرت بابا صاحب اپنے جلو سے سرفراز فرماتے ان کے سامنے آتے ہی رقت طاری ہو جاتی اور دولت وصل اور امانت الہی کا پر زور تصرف چوہدری صاحب کی طرف اُمد آتا۔ انہیں شدت سے یہ حساس ہوتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت الہی میں بابا صاحب فرد تھے۔ ان ملاقاتوں میں بابا صاحب مسائل رشد و ہدایت میں راہنمائی فرماتے تھے کبھی کبھار غلہ کاروں کے شر سے محفوظ رکھنے کی خاطر دھوکہ بازوں اور لیٹروں کی نشاندہی بھی کرتے تھے۔ اور بعض وقت ملکی اور عالمی سطح پر رونما ہونے والے ایسے واقعات سے بھی مطلع فرمادیتے تھے جن کا فیصلہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے کیا جا چکا تھا تاکہ ان کی روشنی میں آئندہ کالائحہ عمل مرتب کیا جاسکے اس طرح کی راہنمائی حضرت داتا گنج بخش سے بھی حاصل ہوتی

رہتی تھی۔ پاک پتن شریف میں بابا صاحب کی درگاہ میں حاضری کے دوران حضرت نظام الدین محبوب الہی اور خواجہ علی احمد صاحب برہمپور کی زیارت بھی ہوتی رہتی تھی۔ گویا بابا صاحب کی حاضری میں ان کے دونوں چہیتے خلفا کے فیضان سے بھی استفادہ ہوتا رہتا تھا۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ چوہدری غلام حیدر صاحب حضرت بابا گنج شکر کے مزار پر حاضر ہو کر درود شریف اور ذکر الہی میں مصروف ہوئے تو بابا صاحب نمودار ہوئے اور اپنی قبر کے وسط میں بیٹھ گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ایک اور انتہائی نورانی شخصیت کے بزرگ فضا میں نظر آئے۔ اور آتے ہی بابا صاحب کے آگے ان کی قبر میں تشریف فرما ہو گئے، ان کی شکل انور میں اس قدر رعنائی اور شخصیت میں ایسی دلکشی تھی کہ انہیں دیکھتے ہی پر تو شان مصطفائی اور حسن جمال کے ساتھ شوکت جلال کا تصرف چوہدری صاحب کے جسم و جان میں سرایت کرنے لگا۔ یہ منظر اور تاثر اتنا یکتا اور منفرد تھا کہ چوہدری صاحب کو یہ خیال ہوا کہ ایسا جمال اور کمال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسے حاصل ہو سکتا ہے؛ لیکن فوراً ہی دل نے اس خیال کی نفی کر دی اور پھر یہ معلوم ہوا کہ یہ جلوہ رعنا ولی الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا ہے جو جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ دار اور سادات میں سے ہیں۔ قبر میں تشریف فرما خواجہ صاحب نے اس حقیقت کی تصدیق بھی فرمادی۔ چوہدری صاحب کو خواجہ صاحب کی شکل و صورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل و صورت سے حیرت انگیز مماثلت نظر آئی۔ وہ اس عنایت بے نہایت پر حیران تھے۔ چوہدری صاحب بیس سال دہلی میں رہنے کے باوجود کبھی اجمیر شریف نہ جاسکے تھے۔ پاک پتن شریف میں خواجہ بزرگ کے دیدار سے مشرف ہونا ان کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ تھی۔ تقریباً آدھ گھنٹے تک غریب نواز اپنے جمال اور اپنی شفقت سے چوہدری صاحب کو نوازتے رہے عشق

رسول کے پر تو سے انہوں نے چوہدری صاحب کے قلب و نظر کو متور کر دیا۔ یہ نوازش اتنی بھرپور تھی کہ اس میں صوت و مد کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ تمام وقت خاموشی میں گزرا۔ بالآخر غریب نواز نے سلام کا اشارہ کیا۔ جانے کے لئے اٹھے۔ اور نگاہوں سے روپوش ہو گئے۔

غریب نواز کی زیارت سے مشرف ہونے سے بہت پہلے اپنے قیام دہلی کے دوران ایک بار چوہدری صاحب حضرت قطب الدین بختیار کاکی کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے جہاں جلال کے غلبے کی وجہ سے عام طور پر درویش بہت کم ٹھہرتے ہیں۔ درود شریف پڑھ کے جب حضرت بختیار کاکی کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ تو وہ سامنے تشریف لے آئے۔ چوہدری صاحب نے رہتھائی کی خاطر ان کی خدمت میں ایک سوال پیش کیا سوال یہ تھا کہ ظاہر میں تو حق کا جلوہ آفاق میں نظر آتا ہے اور باطن میں النفس میں۔ کیا اور جگہ بھی کوئی ایسی ہے جسے مقام وصل و امانت کہا جائے۔ چوہدری صاحب کا سوال سننے کے بعد حضرت بختیار کاکی نے اوپر جانے کا اشارہ کیا۔ اوپر چلے تو انہیں دو سالک درویش نظر آئے۔ ان سے پوچھا کہ اوپر کیا ہے تو انہوں نے بتایا کہ وہاں حضرت حمید الدین ناگوری کا مزار ہے جو علوم دینی میں حضرت قطب صاحب کے استاد تھے لیکن علوم باطن میں حضرت بختیار کاکی سے مستفید ہوئے تھے۔ خواجہ حمید الدین ناگوری کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر چوہدری صاحب نے سلام کیا تو وہ قبر سے باہر تشریف لے آئے۔ چوہدری صاحب نے اپنا سوال دہرایا تو خواجہ صاحب نے اپنے داہنے ہاتھ کی انگشت شہادت ان کے قلب پر رکھی اور کہا کہ باطن میں یہی مقام وصل ہے، حضرت حمید الدین ناگوری درود شریف پڑھتے رہے اور ہر بار ان کے قلب پر انگلی رکھ کے یہی فرماتے رہے۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک انہوں نے اپنی صحبت سے مشرف فرمایا اور پھر دعائیں دے کے رخصت کیا۔ اسی طرح چوہدری صاحب اکابر سلسلہ چشتیہ سے

برابر فیض پاتے رہے۔

حضرت غوث الاعظمؒ سے پہلی ملاقات ان تمام ملاقاتوں سے بالکل مختلف تھی وہ اپنے نام نامی عبدالقادر سے قدرت الہی کے منظر ہیں۔ جب چوہدری صاحب کو احساس ہوا کہ وہ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کے رویرو ہیں تو آپ مسکرانے اور زمین پر ہاتھ مارا۔ وہاں شفاف پانی سے لیسریز ایک چھوٹا سا حوض بن گیا۔ غوث الاعظمؒ نے چوہدری صاحب کو چوٹی سے اٹھایا اور ایک غوطہ دیا۔ پھر دوسری جگہ زمین پر ہاتھ مارا۔ وہاں بھی صاف پانی کا ایک حوض بن گیا۔ دوبارہ چوہدری صاحب کو اٹھا کے اس میں غوطہ دیا اور نکال لیا۔ تیسری بار ایک اور جگہ زمین پر ہاتھ مارا۔ وہاں ایک اور حوض بن گیا۔ پھر چوہدری صاحب کو ایک نیچے کی طرح اٹھا کے اس میں غوطہ دیا اور باہر نکال لیا اور فرمایا کہ اب جسم صاف ہو گیا اور جاو کے اثرات بھی ختم ہو گئے جسم اور لباس کی صفائی کی تلقین فرما کے دعائیں دیتے ہوئے رخصت ہو گئے۔

اللہ کی راہ میں سفر کے دوران چوہدری صاحب کو بڑے بڑے اولیائے عظام سے شرف نیاز حاصل ہوا۔ ان میں سے ہر ایک نے ان پر اپنے خصوصی رنگ میں تجلی فرمائی اور اپنی عنایات سے نوازا۔

چوہدری صاحب قبلہ کی زندگی کا ایک دلچسپ واقعہ رجال الغیب میں ان کی شمولیت سے متعلق ہے ایک روز انہیں یہ معلوم ہوا کہ دہلی کے قطب نے بتایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک اہم منصب عطا فرما دیا ہے، اور رجال الغیب کی اعلیٰ سطحی مجلس میں رکن کی حیثیت سے ان کا تقرر ہو گیا ہے۔ چوہدری صاحب نے اس نوید پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، اور فوراً حضرت نظام الدین محبوب الہی کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے۔ چوہدری صاحب سلام عرض کر کے درود شریف پڑھنے لگے۔ مگر محبوب الہی نمودار ہوئے اور آپ نے اپنے روحانی

الطاف سے نوازنے کے بعد رجال الغیب کی مجلس میں چوہدری صاحب کے تقرری تصدیق کر دی اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ یہ فیصلہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اسی رات اچانک ایک بزرگ نمودار ہوئے اور مجلس میں شرکت کے لئے ایک دودرازمقام پر لے گئے تھوڑی دیر میں ان دونوں کے علاوہ دو بندگان اور تشریف لے آئے۔ اور ان چار ارکان مجلس نے تمام عالمی معاملات پر غور کر کے فیصلہ کرنا شروع کر دیئے زیر غور ہر مسئلے سے متعلق تمام معلومات فراہم کر دی جاتی تھیں۔ نیز ہر متعلقہ ملک کے حالات کا مشاہدہ بھی کرا دیا جاتا تھا۔ سب معاملات اتفاق رائے سے طے ہوتے رہے، البتہ ایک سربراہ مملکت کے تقرر کے بارے میں چوہدری صاحب کی رائے دیگر تین اراکین کی رائے سے مختلف تھی۔ جب انہوں نے اختلاف کیا تو ان تینوں نے اپنی چھڑیاں زمین میں گاڑ دیں اور کہا کہ فیصلہ ہو گیا۔

اس طرح مجلس کی دو اور نشستوں میں چوہدری صاحب نے شرکت کی۔ اور ہر مرتبہ وہی صورت حال پیش آئی۔ تمام امور پر اتفاق ہو جانے پر بھی کسی ایک معاملے میں چوہدری صاحب کی رائے ضرور مختلف ہوتی تھی۔ اس اختلاف پر تینوں ارکان اپنی چھڑیاں زمین میں گاڑ دیتے اور کہتے کہ فیصلہ ہو گیا۔ جب تیسری دفعہ ایسا ہوا تو چوہدری صاحب نے چھڑیاں زمین سے نکالیں اور دیگر اراکین سے اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرنے کی درخواست کی۔ انہوں نے دوبارہ غور کر کے پھر وہی فیصلہ کیا۔ اور چھڑیاں زمین میں گاڑ دیں۔ اس سے چوہدری صاحب کو ملال ہوا۔ اس نشست میں شرکت کے بعد گھبرا کر چوہدری صاحب نے بواقل ادا کئے اور درود شریف پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔ تھوڑی دیر میں انہوں نے محسوس کیا کہ وہ مسجد نبوی میں روضہ اطہر کے سامنے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے

بصدا ادب سرور کا ثناء صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجلس میں شمولیت کے سبب ان کے درود شریف پڑھنے کے اوقات میں کمی ہو گئی ہے۔ انہیں اندیشہ ہے کہ کہیں حضور اقدس کی ذات پاک سے انہیں اس مصروفیت کی وجہ سے دور کی نہ ہو جائے۔ اس کے علاوہ مجلس کا کام بھی ان کی طبیعت سے مطابقت نہیں رکھتا۔ اس لئے ان کی التجاہ ہے کہ مجلس کی رکنیت کی ذمہ داری سے انہیں فارغ کر دیا جائے۔ ان کی یہ عرضداشت قبول ہوئی اور وہ مجلس کی رکنیت سے کنارہ کش ہو کے یکسوئی کے ساتھ درود شریف اور ذکر الہی میں مشغول ہو گئے۔

اس واقعے سے ایک اہم سوال ذہن میں اٹھتا ہے۔ جب جناب چوہدری غلام حیدر کی افتاد طبع ایسی تھی کہ وہ اس اعلیٰ سطحی مجلس انتظامیہ کے رکن کی حیثیت سے کام نہیں کر سکتے تھے تو ان کا تقرر کیوں عمل میں آیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ سے تو کوئی امر پوشیدہ نہیں ہوتا۔ تو پھر ایسا تقرر کیوں کیا گیا جس سے خود چوہدری صاحب نے سبکدوش ہونے کی درخواست کی، اس کے کئی جواب ہو سکتے ہیں جو ایک دوسرے سے متضاد نہیں ہیں۔ ایک ہی مصلحت کے مختلف رخ ہیں۔ ایک تو یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چوہدری صاحب کو ایک منصب سے نوازا۔ اس عنایت میں ایک آزمائش کا پہلو بھی تھا وہ یہ کہ ایک شخص جس پر استغراق کا غلبہ ہے اور جو دنیوی امور کے فیصلے میں دیگر اراکین سے متفق نہیں ہوتا کیا اس میں اتنی جرأت ہے کہ تین کے مقابلے میں تنہا ہونے کے باوجود وہ اختلاف کر سکے۔ اور کیا وہ اس صورت حال میں اتنے بڑے اعزاز سے دست بردار ہونے کے لئے تیار ہے۔ اگر اس تقرر کی غایت یہ تھی تو چوہدری صاحب اس پر پورے اترے۔ اور اس کے نتیجے میں وقت آنے پر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں اس سے بہت بڑے منصب سے نوازا۔ انہیں شیخ العالم کا مقام عطا کیا گیا، تاکہ وہ بجائے دنیوی امور



کے فیصلے کرنے کے سالکین کو قرب حق کی دولت سے سرفراز کریں۔  
 دوسری مصلحت یہ ہو سکتی ہے کہ مادی اسباب و علل کے نظام پر تکیہ کرنے والی  
 اس دنیا کو یہ معلوم ہو جائے کہ اہل فیصلے کسی اور ہی عالم میں ہوتے ہیں اور قوت  
 نافرمانی کا حقیقی منبع بھی وہیں ہے۔ چوہدری صاحب کو یہ آزادی نبی کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی جانب سے عطا ہوئی تھی کہ وہ اپنے مشاہدات اور تجربات بے کم و  
 کاست بیان کر دیں اس لئے انہیں ان رموز کے ابلاغ کا ذریعہ بنایا گیا۔ چوہدری صاحب  
 فرماتے تھے کہ اہم عالمی مسائل سے متعلق جو فیصلے مجلس میں ہوتے تھے وہ دوسرے  
 دن اخباروں میں شائع ہو جاتے تھے۔ گویا دنیا بھر کے اخبار مجلس کے فیصلوں  
 کی تعمیل کی روٹیاں بیان کرتے تھے۔

تیسرے یہ کہ اس مجلس کی رکنیت اور طریق کار سے بھی لوگوں کو آگاہی  
 ہو۔ یہ نہیں تھا کہ ارکان کی اکثریت کسی ایک ملک سے ہو۔ حجاز مقدس کی فضیلت  
 کے سبب اس بات کا امکان ہو سکتا تھا۔ کہ اکثریت کا تعلق اسی سرزمین  
 سے ہو، لیکن ایسا نہیں ہے، اللہ کے نزدیک فضیلت صرف تقویٰ کی بنیاد پر ہوتی  
 ہے۔ لہذا ہر ملک کے اہل تقویٰ حضرات مجلس کی رکنیت کے اہل ہوتے ہیں مختلف  
 ملکوں کے ارکان کو جو ایک دوسرے کی زبان نہیں سمجھ سکتے عالم بالا کی رابطے کی  
 زبان مریانی کا علم دیا جاتا ہے جس میں وہ بے تکلف ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہیں  
 فیصلے سے پہلے ہر مسئلے سے متعلق جملہ کوائف فراہم کئے جاتے ہیں، تاکہ ناقص معلومات  
 کی بنا پر فیصلوں میں غلطی کا احتمال نہ ہو، مجلس کی کارروائی کے بارے میں قبلہ چوہدری  
 صاحب نے جو کچھ کہا ہے وہ سب راز کی باتیں ہیں۔ ایسے اسرار کا ذکر اگر ملتا ہے تو  
 حضرت عبدالعزیز دہلوی کی ابریز میں۔ خدا چوہدری صاحب قبلہ کے درجات میں  
 اضافہ فرمائے کہ انہوں نے ان اسرار سے لوگوں کو آگاہی بخشنے کا اہتمام کیا۔

ایک اور واقعہ چوہدری صاحب کے فطری استغنا پر روشنی ڈالتا ہے، ایک

دفعہ چوہدری صاحب اپنے مرشد سائیں مراد علی شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر تھے تو لوگ ان سے اپنے گھروں میں جنات کے سائے اور آسیب کے ہاتھوں اپنی پریشانیوں کا ذکر کر رہے تھے۔ جب وہ چلے گئے تو سائیں جی نے چوہدری صاحب کو قرآن شریف کی چند آیات درود شریف کے ساتھ ورد کرنے کے لئے عطا کیں۔ ورد اور وظیفہ سمجھانے کے بعد کہا کہ آسیب زدہ لوگوں کو فی سبیل اللہ دم کر دیا کرنا ان کا فائدہ ہوگا۔ چوہدری صاحب نے تین چار دن وظیفہ کیا تو جنات ان کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے سلام کیا اور بتایا کہ وہ اس وظیفے کے تابع ہیں۔ اور ہر قسم کی خدمت کے لئے تیار ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ وہ مشکل سے مشکل مہم کو بہ آسانی سر کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ چوہدری صاحب نے ان کی باتیں سن کر انہیں رخصت کر دیا۔ لیکن ہر روز وہ وظیفے کے بعد آجاتے اور خوب بڑھ چڑھ کے اپنی کارکردگی اور غیر معمولی استطاعت کا ذکر کرتے۔ سات آٹھ دن بعد چوہدری صاحب نے یہ دیکھا کہ وظیفے اور جنات کی حاضری سے ان کے معمولات متاثر ہو رہے ہیں۔ ان کے ذکر اور درود شریف پڑھنے کے اوقات میں کمی ہو گئی ہے۔ انہیں اندیشہ ہوا کہ کہیں تسخیر جنات کے شوق میں انہیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس سے دوری نہ ہو جائے۔ چنانچہ انہوں نے دوسرے دن جنات کو طلب کیا اور ان سے کہہ دیا کہ میں تمہیں مقید نہیں رکھنا چاہتا تم آزاد ہو، وہ خوشی خوشی رخصت ہو گئے بعد میں جب ان کے مرشد کو معلوم ہوا کہ کس وجہ سے چوہدری صاحب نے جنات سے پیچھا چھڑایا تو وہ ان کے عالی ظرفی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی محبت سے بہت خوش ہوئے۔

رحیم باخاں میں سکونت اختیار کرنے کے بعد چوہدری صاحب نے ایک مطلب کھول لیا تھا چند ہی دن میں کافی مریض آنے شروع ہو گئے۔ چوہدری صاحب نسخے لکھوا دیتے تھے۔ مریض بازار سے دوائیں خرید لیتے مریضوں کی سہولت

کے لئے مطب میں بھی دواؤں کا انتظام کر دیا گیا جہاں سے وہ قیمتاً دوائیں حاصل کر سکتے تھے۔ جب چند مہینے بعد مطب اچھی طرح چلنے لگا تو چوہدری صاحب نے اسے بند کر دیا۔ ان کے دوستوں نے اس فیصلے پر حیرت کا اظہار کیا تو انہوں نے بتایا کہ بعض اوقات مریض بڑی نازک حالت میں دور دراز سے علاج کے لئے آئے۔ انہوں نے مناسب دوائیں تو تجویز کر دیں لیکن ان کی نازک حالت کے سبب کئی راتیں پریشانی میں گزاریں۔ اس پریشانی کی وجہ سے ان کی عبادت کے معمولات متاثر ہونا شروع ہو گئے۔ یکسوئی بھی جاتی رہی۔ انہیں اندیشہ ہوا کہ اس صورت حال سے کہیں بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک سے دوری نہ ہو جائے غرض وہ کسی ایسی چیز کے متحمل نہیں ہو سکے جس سے مقصود کائنات سرور و سراصلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں ان کی محویت کے کم ہونے کا احتمال ہو، چاہے وہ رجال الغیب کی مجلس میں شمولیت کا اعزاز ہو، چاہے جنات کو تابع کر کے آسیب زدہ انسانوں کو خبیث ارواح سے نجات دلانے کی طاقت ہو، چاہے بیمار مخلوق کے علاج کی خدمت۔

ان کا مطلوب و مقصود تو صرف یہ تھا وہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے وابستہ رہیں۔ حضور کے قرب کی نعمت سے کبھی محروم نہ ہوں۔ اور حضور کے فیضان خاص سے دولت و صل سے مشرف ہو جائیں چنانچہ جو ان کا مقصود تھا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انہیں حاصل ہو گیا۔ اس سعادت کا ذکر چوہدری صاحب کے الفاظ ہی میں سنئے۔ فرماتے ہیں "بالآخر ایک رات بنی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے اپنی زیارت سے نوازا اور فرمایا، غلام حیدر ہم تعلیم و تربیت کا محکمہ آپ کو سونپتے ہیں۔ آپ مسلمان سالکین کو اسباق ذکر اللہ دیں ان کو سیدھی راہ بتائیں اور ان کی تربیت و رہنمائی کریں"۔

اس عظیم ذمہ داری کے سونپے جانے پر حبیب چوہدری صاحب نے اپنی کم علمی

اور عجز بیان کا ذکر کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفقت سے فرمایا ”ہمیں معلوم ہے۔ ہم علم بھی عطا کریں گے۔ بات چیت اور تعلیم و تربیت کے لئے حکمت اور مواعظۃ الحسنہ و انانی کی باتیں، اور احسن طریقہ اور سلیقہ بھی بتائیں گے۔ غلام حیدر آپ فکر نہ کریں۔ ہم اس بات پر خود نظر و توجہ رکھیں گے“

اللہ اللہ کتنا بڑا اکرام ہے۔ کیسی عظیم عطا ہے۔ اس طرح نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب چوہدری غلام حیدر صاحب کو بذات خود شیخ العالم کے منصب پر فائز فرمایا۔ اس عظیم ذمہ داری کو بطریق احسن پورا کرنے کے سلسلے میں چوہدری صاحب نے جو مقام پایا اس کا خلاصہ حضرت داتا گنج بخش کے الفاظ میں سینئے۔ جب وہ رحیم یار خاں سے داتا دربار حاضر ہوئے تو داتا صاحب اپنی قبر سے نمودار ہوئے اور اپنے روحانی فیوض سے نوازنے کے بعد یوں گویا ہوئے ”کوالف عشق و محبت ٹھیک ہیں۔ آپ کو ظاہر و باطن۔ خلوت و جلوت میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ رحمت کے طفیل دولت و صل نصیب ہے اور آپ امانت الہی کے حامل ہیں“ دولت و صل اور امانت الہی جسے مل جائے اُسے اور کیا چاہیے، اور وہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطف خاص سے یہ ہیں چند جھلکیاں اس داستان عشق و محبت کی جس سے چوہدری صاحب قبلہ کی زندگی عبارت کھٹی۔ اب آپ اس کتاب کو پڑھیے اور دیکھئے کہ کس طرح ایک سادہ دل، عالی حوصلہ بلند ہمت مرد مومن کے اخلاص پر رحمت اللعالمین کے انعامات کی بارش ہوئی اور کس طرح اسے اسرار الہی کو دو ٹوک انداز میں بیان کرنے کی توفیق مرحمت ہوئی۔

ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ط

دعا ہے کہ اپنے شیخ کے حالات زندگی مقصود کائنات سرورد جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے الطاف سے پایا کے پرتو میں اس سلیقے سے مرتب کرنے پر جناب داتا رفعت سعید صاحب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشنودی سے سرفراز ہوں اور بارگاہِ محمدیت سے اس ہدیہِ اخلاص پر بڑے اجر سے نوازے جائیں آمین

افتخار احمد عدنی

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَظْهَرِ الْجَبَالِ وَ  
الْجَلَالِ مِرَاةِ الذَّاتِ مَعْدِنِ الْمَشَاهِدَاتِ مَخْرَجِ التَّجَلِّيَّاتِ  
مُؤَصِّلِ الْعِبَادِ إِلَى رَبِّ الْأَرْبَابِ وَالْأَلِهَةِ وَيَبَارِكْ وَسَلِّمْ

ترجمہ : اے اللہ درود بھیج ہمارے سردار و آقا محمد صلی اللہ  
علیہ وسلم پر کہ جو تیرے جمال و جلال کے مظہر، تیری ذات کا آئینہ، تیرے  
مشاہدات کی کان اور تجلیات کا خزانہ اور تیرے بندوں کو اپنے پروردگار  
تک پہنچانے والے ہیں اور درود بھیج آپ کی آل پر اور ان سب پر (برکت و  
سلامتی نازل فرمائیے)۔

بیشک میرے آقا و سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بندوں کو مولا  
سے ملانے والے ہیں مگر بندوں کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ملانے  
والا کون ہے ؟

اس لیے کہ مدارِ اصل تو وہ ذات ہے جس کے ذریعہ اور جس تک رسائی حاصل  
کیے بغیر سالک کو نہ جاہے کا پتہ چلتا ہے نہ زاوِ راہ کا.... منزل کا سراغ  
پائے تو کس طرح پائے۔

قرآن کریم میں مولا تعالیٰ جل جلالہ کا ارشاد یہ ہے۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ  
وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ؕ

(پ ۳ آل عمران آیت ۳۱)

اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم، آپ فرما دیجئے! اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو  
تو میری پیروی کرو (تمام کیفیات و حالات میں میری اتباع کرو، اپنا کردار ایسا  
بناؤ جیسا مرا ہے تو) اللہ تم کو محبوب رکھے گا (اللہ تم سے محبت کرے گا) اور اس

محبت کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ تو بڑا بخشنے والا بڑا  
مہربان ہے۔ (فیوض القرآن۔ از ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی)

راقم کو دسمبر ۱۹۶۹ء کو نوابزادہ افتخار احمد عدنی نے فیوض القرآن از ڈاکٹر  
سید حامد حسن بلگرامی کا مکمل سیٹ عطا فرمایا جس کے اوراق تعارف میں مندرجہ  
بالا درود پاک مندرج تھا۔ اس درود پاک کے فیوض و برکات تا حال سمیٹ  
رہا ہوں۔ ۳۱ اکتوبر ۱۹۴۲ء کو مکرمی عدنی صاحب کے ساتھی احسان الحق صاحب  
کی قیامگاہ کشمیر روڈ پر ایک روحانی محفل میں صاحب خانہ نے نورمبین کا ایک  
ایک نسخہ مجھے اور عدنی صاحب کو بطور خاص مرحمت فرمایا۔

ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی مدظلہ العالی کی اس کتاب نورمبین کے  
۶۹۵ تا ۷۰۲ صفحات پر رانا رفعت سعید صاحب کا رقم کردہ اپنے شیخ محترم  
چودھری غلام حیدر صاحب ہشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کے مشاہدات میں سے ایک ایسا  
واقعہ درج ہے جس سے نورمبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر دور اور ہر آن  
کار فرمائی کی جھلکیاں دل و دماغ کو خیرگی اور روحانی توانائی بخشتی ہیں۔

اس واقعہ کے مطالعہ کے بعد سے میرے دل میں ایک ہوک سی اٹھتی رہی کہ  
”اے کاش ایسے واصلِ بالحق اور مقرب بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم  
بزرگ کے ملفوظات تک رسائی کی کوئی راہ نکل آئے۔“

میرا مولیٰ علیم بذات القدوس ہے۔ اس نے ایسا کرم فرمایا کہ ۲۵ جنوری  
۱۹۹۵ء کو رانا رفعت سعید صاحب نیپا کراچی میں بحیثیت ڈائریکٹر متعین ہو کر آئے۔  
یہی نہیں بلکہ کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے از خود اپنے شیخ محترم قبلہ چودھری صاحب  
رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ملفوظات بعنوان ”والمقصود موجودہ“ کے کتابت شدہ اوراق  
کے مطالعہ کا شرف بھی بخشا۔

## ”وَالْمَقْصُودُ مَوْجُودَةٌ“

سبحان اللہ! کیا پھر کتا ہوا پیرا عنوان ہے اور پھر یہ پانچ سو کے قریب صفات اپنے اندر سموئے ہوئے.... کیا ہیں؟ منظر الجمال، مراعاة الذات، معدن المشاہدات، مخزن التجلیات اور موصل العباد الی رب الارباب صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ مُسلسل کے ایسے جیتے جاگتے ثبوت شامل ہیں کہ ایمان والیقین کو تقویت اور خیرگی کا سرمایہ وافر حاصل ہوتا ہے۔

حق تو یہ ہے کہ موصل العباد الی رب الارباب، صلی اللہ علیہ وسلم تک رسائی کی راہ کا سراغ ”والمقصود موجودہ“ میں شامل چودھری غلام حیدر صاحب چشتی نظامی کے ملفوظات فراہم کرتے ہیں۔

صاحب تفسیر منظرہ، عارف باللہ علامہ مولانا ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ الآان اولیاء اللہ کی حقیقت سے آشنا فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

اولیاء اللہ کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو طالب اور مرید ہیں۔ دوسرے وہ جو مطلوب و مُراد ہیں۔ ایک وہ ہیں جو محب ہیں اور دوسرے وہ جنہیں محبت کی خلعتِ فاخرہ سے سرفراز کیا گیا ہے۔ ان کا دل وہ آئینہ ہے جس میں تجلیات الہیہ کا عکس پڑ رہا ہے اور جب کوئی چیز ایسے آئینہ کے مقابل رکھی جاتی ہے جس پر سورج کی کرنیں پڑ رہی ہوں تو وہ چیز بھی روشن ہو جاتی ہے۔

اولیائے کرام میں دو قوتیں ہوتی ہیں۔ اثر قبول کرنے کی اور اثر کرنے کی۔ پہلی قوت کی وجہ سے وہ بارگاہ الہی سے فیض و تجلی قبول کرتے ہیں اور دوسری قوت سے وہ ان ارواح و قلوب کو فیض پہنچاتے ہیں جن کا ان سے روحانی لگاؤ اور قلبی مناسبت ہوتی ہے۔ اس لیے اگر کوئی شخص محض انکار اور تعصب سے پاک ہو کر ان کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے تو ان کے فیوض و برکات سے ضرور بہرہ مند ہوتا ہے۔ ان (اولیائے کرام) کا ظاہر و باطن تقویٰ کے نور سے جگمگایا ہوتا ہے۔ ان تمام اعمال اور اخلاق سے ان کا

دامن یکسر مبرا ہوتا ہے جو ان کے خالق کو ناپسند ہیں۔ ان پیکران عجز و نیاز کو وہ سر بلندی عطا کی جاتی ہے جسے دنیا رشک بھری نظروں سے دیکھتی ہے۔

(اقتباس از ضیاء القرآن جلد دوم از پیر سید کریم علی شاہ الازہری سورہ یونس آیت ۶۲)

حضرت چوہدری غلام حیدر حشمتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ ان خاص مقربین اور واصلیں اولیائے کرام سے ہیں جن کو موصل العباد الی رب الارباب یعنی محبوب رب العالمین کی ذات پاک سے انس و قرب کا وہ مرتبہ خاص حاصل رہا ہے کہ جس کسی کو ان سے روحانی اور قلبی مناسبت ہوئی اُسے مناسب اور بالتدریج انداز میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارک تک (براہ راست حُب و عشق) رسائی و قرب اور دولت و وصل کے حصول کا اہل بننے کا سبق دیا اور پھر اپنی ذات کو اُمّتی اور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان سے اس خوبصورتی اور بے نیازی سے نکال لیتے تھے کہ طالب کو براہ راست منزل عرفان حاصل ہو اور ظاہر و باطن، جلوت و خلوت میں مقصود موجود ہو۔

”وَالْمَقْصُودُ مَوْجُودٌ“

صاحب قرآن، صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہیں جو بندے کو مولیٰ سے ملائیں! اور عاشقین و عارفینِ مصطفیٰ وہ ہیں جو اُمّتی کا تعلق نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جوڑ دیں۔ یہی حقیقی رشد و ہدایت اور معراجِ ولایت ہے۔

رانا رفعت سعید صاحب کی یہ خوش نصیبی ہے کہ ان کو چوہدری صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اکتسابِ فیض و ہدایت کا طویل عرصہ ملا اور اب سعادت بالائے سعادت یہ ہے کہ وہ حضرت چوہدری غلام حیدر صاحب حشمتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کو کمال احتیاط سے ترتیب دیکر مَحَبَّانِ اولیاء کی روحانی سیرابی کے لیے شائع فرما رہے ہیں۔

مولائے کریم رانا صاحب کو دارین کی رفعتوں سے سرفراز کرے۔ (آمین)

خاک پائے درویشان

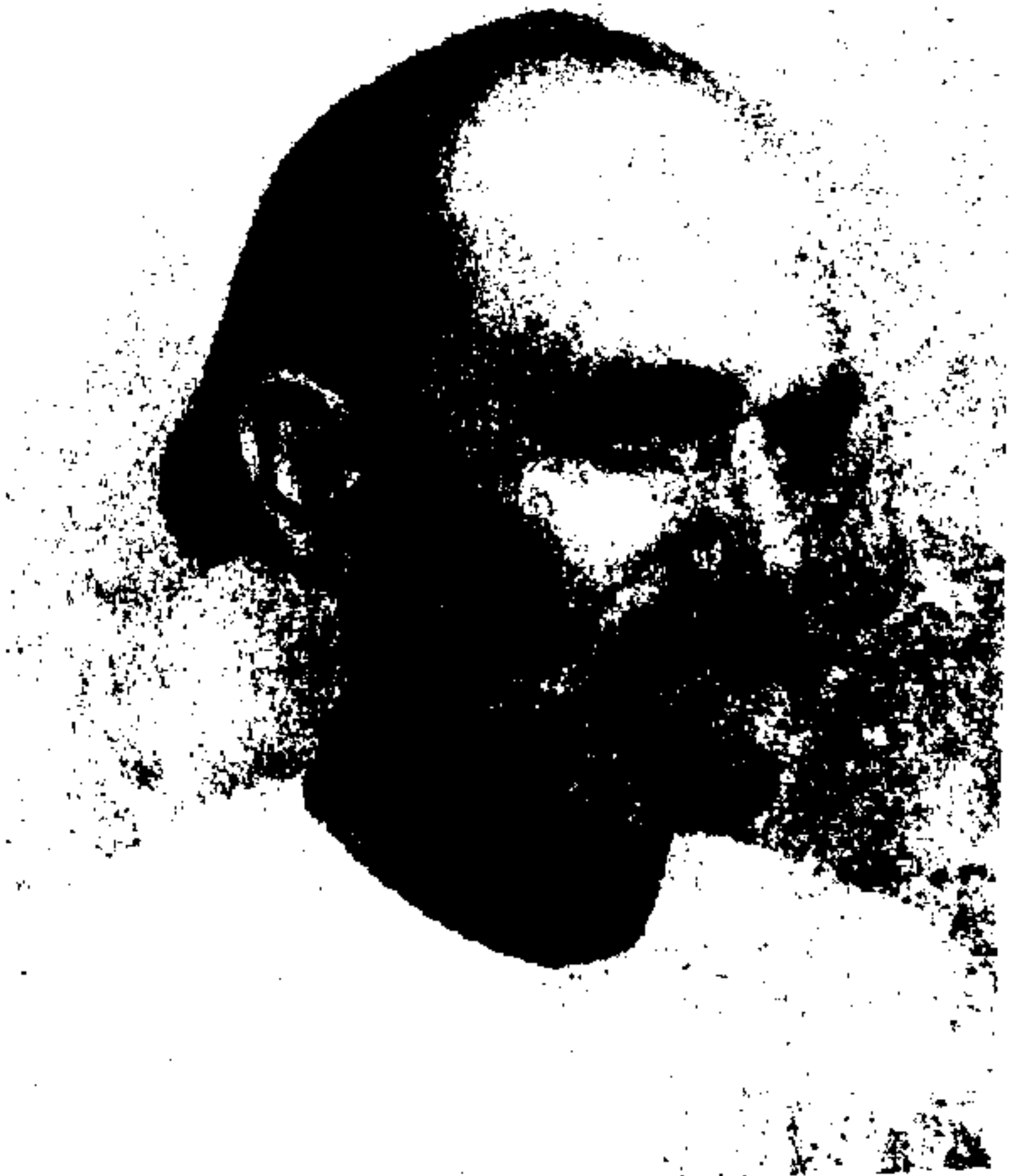
سید محمد فاروق احمد، نیپاکراچی

۲۶۳/۴ مارٹن روڈ کراچی  
۲۴ جولائی ۱۹۵۰ء



حضرت قبلہ چوہدری غلام حیدر خان صاحب ہشتی

۱۹۴۰-۴۱ء میں



أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ  
 بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 تَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

باب - ۱

حضرت قبلہ چوہدری غلام حید خان صاحب کا بچپن

اور

بزرگ بابا سے سعادت ملاقات

صلوٰۃ فجر کے بعد بیٹھے طالب علم اپنے قاعدے اور سپارے لئے سبق  
 دوہرا رہے تھے۔ امام صاحب حجرہ میں جا چکے تھے۔ اتنے میں ایک قد آور،  
 بارعب، باریش اور نیک صورت تقریباً اسی سالہ بزرگ ہاتھ میں عصا لئے مسجد  
 میں داخل ہوئے۔ السلام علیکم اچھے بچو! قرآن شریف پڑھو، اور بہت پڑھو۔  
 وعلیکم السلام باباجی! بہت اچھا باباجی۔ بچوں نے بیک زبان کہا۔

موضع اجڑام (ضلع ہوشیار پور مشرقی پنجاب) میں یہ بزرگ اجنبی معلوم  
 ہوتے تھے۔ بچوں نے اپنے قاعدے و سپارے سمیٹے اور باباجی کے گرد جمع  
 ہو گئے بہت خوشی کے ساتھ کہ نووارد بزرگ کی مسجد میں آمد ان کے لئے  
 شاید جلدی چھٹی کا باعث ہو۔ امام صاحب کے انتظار میں بچوں نے عرض کی  
 کہ باباجی کیا ہم ٹھیک پڑھ رہے ہیں۔ تم لوگ تو بہت ہی اچھا سبق پڑھتے  
 ہو۔ چھٹی کے بعد گھر جا کر سبق زبانی یاد کیا کرو اور ساتھ ساتھ دُرد شریف بھی

پڑھا کرو۔ بابا جی ہمیں درود شریف نہیں آتا۔ ہمیں سکھا دیں۔ بزرگ بابا نے ایک بہت چھوٹا سا درود شریف بچوں کو بار بار پڑھ کر سنایا اور زبانی یاد کروادیا۔ امام صاحب کے آنے پر بچوں نے بابا جی کو اور مولوی صاحب کو سلام کیا اور گھروں کی راہ لی۔ یہ بیسویں صدی کے آغاز کا زمانہ تھا۔ ہندوستان میں برطانوی سامراج کی حکومت اور ہندو ازم کا غلبہ تھا اور مسلمان سکولوں کے ساتھ ساتھ بچوں کو دینی تعلیم کے لئے مساجد میں بھیجا کرتے تھے۔

دوسرے روز بابا بزرگ نے بھی فجر کی نماز گاؤں کی مسجد میں ادا کی اور اپنے وظائف میں مشغول ہو گئے۔ سورج کے طلوع ہونے کے ساتھ ساتھ بچے مسجد میں آنا شروع ہو گئے۔ موسم گرما کی چھٹیوں میں بچوں کا یہی معمول تھا۔ کہ وہ صبح مدرسہ جانے کی بجائے مسجد میں آجاتے۔

قاعدوں اور سپاروں کا اعادہ اور نئے اسباق میں ننھی مٹی آوازیں مسجد میں بلند ہوتیں۔ باری باری مولوی صاحب ہر طالب علم کو یاس بلاتے۔ کچھلا سبق سننے اور نیا سبق دیتے اور پھر آدھ پون گھنٹے میں امام صاحب حجرہ میں چلے جاتے۔

کل کی طرح آج بھی بزرگ بابا اپنے ورد اور وظائف سے فارغ ہوئے اور کہا۔ ننھے مٹے بچو! السلام علیکم۔ شاباش شاباش، قرآن شریف خوب پڑھو ہاں تو کیا میرا دیا ہوا سبق بھی یاد ہے؟ بچوں نے درود شریف سنایا۔ کسی کو یاد تھا اور کوئی بھول چکا تھا۔ بابا جی نے پھر اعادہ کرایا۔ اتنے میں چھ سات سالہ ایک خوب روپچہ چوہدری غلام حیدر ولد چوہدری وزیر خان آگے بڑھا۔ اور کہا! بابا جی۔ میں رات کو درود شریف پڑھتے پڑھتے سو گیا تھا اور میں نے خواب میں مدینہ شریف کی خوب سیر کی۔ مسجد شریف کی بھی زیارت کی۔ پیارے

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روضہ مبارک اور سبز گنبد بھی دیکھا۔ بہت شاباش  
 تم تو بہت ہی پیارے اور اچھے بچے ہو اور پھر فرمانے لگے۔ درود شریف  
 تمام زندگی پڑھتے رہنا اور پھر سب بچوں سے کہا۔ قرآن شریف پڑھتے رہنا۔  
 درود شریف پڑھتے رہنا۔ بابا جی نے اللہ حافظ کہا اور سب بچوں کے ساتھ  
 ہی مسجد سے باہر نکل گئے۔ تیسرے چوتھے اور پانچویں دن حتیٰ کہ کافی دنوں  
 تک بچے مسجد میں جا کر بزرگ بابا کا انتظار کرتے رہے۔ مگر بابا جی اُس  
 گاؤں کے مہمان تھے اور وہاں سے تشریف لے جا چکے تھے۔

## موضع اجڑام ضلع ہوشیار پور

یہ بیسویں صدی کے آغاز کا زمانہ تھا۔ ہندوستان میں برطانوی سامراج کی  
 حکومت اور ہندو ازم کا غلبہ تھا۔ مسلمانوں نے اپنے دینی شعار کے تحفظ کے  
 لئے مساجد کو ہی ابتدائی تعلیم و تربیت کا مرکز بنا رکھا تھا۔ گو کہ گاؤں میں پرائمری  
 سکول تھا۔ مگر وہاں مخلوط تعلیم دی جاتی تھی۔ کیونکہ ہر مذہب کے بچے یعنی  
 مسلمان، ہندو، سکھ اور عیسائی وہاں پڑھنے آتے تھے۔ مڈل اور ہائی سکول  
 اور کالج میں داخلہ کے لئے طالب علموں کو ہوشیار پور شہر جانا پڑتا تھا۔ موضع  
 اجڑام دو صدی قبل سیلاب و طوفانوں کے باعث اجڑا۔ اور کہاوت ہے کہ  
 یہ قصبہ زمانہ قدیم میں بھی سیلاب، طوفان اور زلزلوں سے تہ و بالا ہوا۔ لفظ اجڑام  
 بہت حد تک اجڑاپن اور اُجاڑ و سیاہاں سے مناسبت رکھتا ہے اور یہ مناسبت  
 اس کی تباہی سے اخذ کی جاسکتی ہے۔

تقریباً ڈیڑھ سو سال پہلے انگریز سرکار نے لدھیانہ کے ایک نامور کاشتکار  
 خاندان جو راجپوت قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا اور جسے جنگی ساز و سامان بنانے اور

فنون حرب میں بھی مہارت حاصل تھی کے سربراہ کو اس اُجڑے ہوئے قصبہ کو آباد کرنے اور بسانے پر مامور کیا۔ یہ راجپوت سردار اپنے تمام خاندان اور دیگر رفقار کار کے ہمراہ اپنے تمام ڈھور ڈنگر اور لنگر سمیت اجڑاؤ میں وارد ہوا۔ اُونچے ٹیلوں پر اپنے گھر تعمیر کئے اور ہلوں سے زمین کی کاشت کا سلسلہ شروع ہوا۔ زمین بہت زرخیز تھی۔ ندیوں اور بارشوں کا پانی میسر تھا۔ اور تجربہ کار و محنتی کسانوں کی جدوجہد کی بدولت چند ہی ماہ میں ہر طرف سبزہ ہی سبزہ اور لہلہاتی فصلیں نظر آنے لگیں۔ ان خوش کن نتائج کے پیش نظر راجپوت خاندان کے دیگر گھرانے اور اس کے علاوہ جاٹ اور ارائیں قبیلوں کے لوگ بھی اس قصبہ میں کھچے چلے آئے اور کچھ سالوں کے بعد یہ علاقہ ایسے لگنے لگا کہ پہلے کبھی اُجڑا نہ تھا۔

## چوہدری وزیر خاں صاحب کا گھرانہ

اسی قبیلہ راجپوت کے خاندان میں چوہدری وزیر خاں اُنیسویں صدی عیسویں کے آخری نصف میں پیدا ہوئے۔ یہ گھرانہ زمیندار اور جفاکش ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے گاؤں میں دینی و دنیوی علوم میں بہت اگے تھا۔ چوہدری وزیر خاں کی شادی اپنے ہی خاندان کی ایک نیک سیرت خاتون سے ہوئی۔ اُن کے ہاں اللہ تعالیٰ نے تین بیٹے عطا کئے۔

۱۔ چوہدری غلام احمد خاں صاحب (سن پیدائش ۱۸۹۰ء تقریباً)

۲۔ چوہدری غلام حیدر خاں صاحب (سن پیدائش ۱۹۰۰ء تقریباً)

۳۔ چوہدری محمد محسن خاں صاحب (سن پیدائش ۱۹۲۰ء تقریباً)

اس کتاب میں چوہدری وزیر خاں صاحب کے درمیانے بیٹے چوہدری

غلام حیدر خاں صاحب کی زندگی کے حالات، درویشی و فقر میں اُن کی لگن،  
 جدوجہد اور نبی کریم ﷺ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ  
 اُن کی بچپن ہی سے وابستگی اور عشق و محبت، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور  
 نبی کریم ﷺ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل راہِ سلوک و معرفت  
 کے میدان میں کشود و نمودِ مقامِ خودی۔ عطاءئے دولت و صل و امانت الہی  
 اور خلوت و خلوت میں مشاہدہ مُصطفائی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) و  
 کبریائی۔ اور سِرِّ الہی۔ سِرِّ الْحَمْدِ لِلَّهِ اور حقیقتِ "مُحَمَّدِيَّة" (علیہ الصلوٰۃ والسلام)  
 اور رَبِّ الْعَالَمِينَ ورحمت للعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے طفیل  
 اُن پر جو لطف و کرم اور رحمت و عنایات ہوئیں۔ راقم نے اپنی محدود علمی و  
 قلمی استعداد سے انہیں اعطاء تحریر میں لانے کی کوشش کی ہے اور  
 ہر چند یہ ذاتِ لامحدود کے لا انتہا فیوض و برکات۔ مشاہدہ حق و صفات،  
 سیر فی الارض و السموات۔ ظاہری و باطنی علوم کے انکشافات اور  
 جو رُشد و ہدایات بھی اُس کے بندہ مومن کو عطا ہوئیں اُس کو خاکہ تصور و  
 سطور میں لانے اور پیش کرنے کی ادنیٰ سعی ہے اور یہ اس لئے  
 ممکن ہوا کہ راقم کو گزشتہ پچیس تیس برسوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم  
 سے اُن کے حلقہ ارادت میں رہنے اور وقتاً فوقتاً اُن کی محبت میسر  
 ہونے کی سعادت نصیب ہوئی اور جو کچھ دیکھا، سنا اور سیکھا پُر دستم  
 کر رہا ہوں۔

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا  
 کہ بتا اب تک بنی ہوئی ہے

## ابتدائی تعلیم

موضع اجڑام میں ایک چھوٹا سا سکول تھا۔ والدین نے اُن کو (یعنی غلام حید خان صاحب کو) پانچ چھ برس کی عمر میں اُس سکول میں داخل کر وادیا۔ آپ اُس وقت دوسری جماعت میں تھے۔ جب اُن کو بزرگ بابا سے گاؤں میں مسجد میں شرف ملاقات ہوا۔ آپ پر باباجی کی پُر تاثیر نصیحت کا بے حد اثر ہوا، اور آپ زیادہ تر اُٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے ہیں درود شریف کبھی خیال میں دُہراتے اور کبھی سانس کے ساتھ پڑھتے رہتے اور بچپن میں ہی اُن کو کئی بار خواب اور خیال میں مدینہ منورہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ اُن کی بچوں کے ساتھ کھیل کود میں دلچسپی کم ہوتی گئی۔ سکول میں پڑھائی کا سلسلہ بھی بہت متاثر ہوا۔ حتیٰ کہ بہت غیر حاضریاں ہونے لگیں۔ والدہ محترمہ بہت زیادہ فکر مند رہنے لگیں اور جب بھی بیٹے سے پوچھتیں تو یہ اکثر ہاتھ سے نفی کا اشارہ کر دیتے جس کا مطلب یہ ہوتا کہ تمام کائنات فانی ہے تو میں اس میں کیا دلچسپی لوں؟ والدہ محترمہ کو بعض اوقات یہ گمان بھی ہوا، کہ میرے بیٹے پر نظر بد اور جادو وغیرہ کا اثر ہو گیا ہے۔ ایک دو دفعہ وہ ان کو کسی پرہیزگار سیانے کے پاس بھی لے گئیں اور دُعا و دم کروایا مگر یہ نظر بد یا جادو ہوتا تو کم ہوتا۔ بالآخر پڑھائی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ آپ یا تو کھیتوں میں کام کرتے رہتے یا پھر باغ میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرتے اور درود شریف پڑھتے رہتے۔ کبھی کبھی دو تین دن تک گھر نہ آتے۔



## سن بلوغت اور دیگر بزرگوں سے ملاقات

درد شریف کی کثرت اور کلمہ شریف کے ورد سے طبیعت پر  
 ”لا“ اور ”لا الہ“ کے حقائق آشکارا ہونے لگے۔ انہیں یہ ہر وقت محسوس  
 ہونے لگا کہ کائنات کی تمام اشیاء فانی ہیں۔ معاً جو دوسرا سوال دل و  
 دماغ میں ابھرتا۔ وہ یہ ہوتا کہ اگر کائنات فانی ہے تو باقی کون ہے اور  
 کہاں ہے۔ طبیعت دنیا و مافیہا سے اُچاٹ ہوتی گئی اور ”باقی“ کی طرف  
 مائل رہنے لگی۔ ایک مرتبہ کوئی بزرگ گاؤں میں تشریف لائے تو والدہ  
 محترمہ انہیں اُن کے پاس لے گئیں اور کہا کہ میرے بیٹے کو آپ کوئی اچھا  
 سابق دیں یا وظیفہ بتائیں تاکہ اس کا دل گھربا رہیں لگے اور جو روحانی  
 طور پر یہ چاہتا ہے اُس میں بھی ترقی ہو۔

صاحب بزرگ نے کچھ وظیفہ بتایا۔ انہوں نے ایک دو دن کیا۔ مگر  
 طبیعت نے قبول نہ کیا۔ تیسرے روز جب بزرگ نے اُن سے پوچھا کہ  
 کیا حال ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ بابا جی اس وظیفہ پر طبیعت نہیں جھی۔  
 آپ یہ بتادیں کہ کیا مجھے ”باقی“ کا گھر بتا دے گا اور اُس کی نشاندہی کر  
 دے گا۔ صاحب بزرگ نے اُن کی والدہ محترمہ سے معذرت کی، کہ جو  
 آپ کا بیٹا چاہتا ہے میں اس کی راہنمائی نہیں کر سکتا۔

چند ماہ ایسے ہی گزر گئے۔ طبیعت ”باقی“ کی تلاش میں مہتی۔ گاؤں  
 میں ایک اور بزرگ آئے۔ انہوں نے بھی ایک وظیفہ بتایا۔ وہ جنّات کی  
 تسخیر کا تھا اور عملیات کی طرف لے جاتا تھا۔ قبلہ چوہدری غلام حیدر صاحب  
 نے اس کو بھی قبول نہ کیا۔ دوسرے روز بابا جی سے کہا کہ جناب میری



طبیعت جن و ملائک و دیگر مخلوق کی تسخیر نہیں چاہتی مجھے تو خالق کی تلاش ہے۔ اگر آپ اس ضمن میں میری راہنمائی کر سکتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ بزرگ بابا حیران ہو گئے اور اُن کو سبق دینے سے معذرت کر لی۔ پندرہ سولہ برس تک آپ درود شریف اور کلمہ طیبہ کا ذکر ہی کرتے رہے۔ گو اس وقت تک انہیں کسی سچے اور صحیح بزرگ کی راہنمائی حاصل نہ ہو سکی تھی مگر اس وظیفہ کلمہ طیبہ سے اُن پر دُنیا و مافیہا کے فانی ہونے کی حقیقت واضح ہوتی گئی اور طبیعت پختگی سے مالکِ حقیقی کی تلاش میں گم رہنے لگی۔ ہفتہ ہفتہ گھر سے باہر رہتے۔ بسا اوقات آپ باغ یا بھوسہ والے کمرے میں درود شریف اور کلمہ طیبہ کا ذکر کرتے پائے جاتے۔

## قبلہ شیخ محترم سے ملاقات

گاؤں سے باہر ایک ڈیڑھ میل کے فاصلے پر حضرت سائیں مراد علی شاہ صاحبِ حشری کا فقیرانہ ڈیرا تھا۔ وہ لوگوں کے ہجوم سے دُور رہتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے گاؤں کے باہر بُوڈ و باش اختیار کر رکھی تھی۔ تھوڑی بہت کھیتی باڑی کر لیتے تھے اور وہیں ذکر و اذکارِ الہی کیا کرتے تھے۔ گاؤں کے لوگوں کو اُن کے مقام و مرتبہ کا علم نہیں تھا۔ سولے ایک دو کے کوئی بھی اُن کے پاس نہیں آتا جاتا تھا۔ وہ بھی الشکر ذکر و اذکار میں گم رہتے تھے۔ غذا کے طور پر دوسرے تیسرے روز دُودھ و جوڑ کی تھوڑی سی رٹری یا دو تین روٹی کے لقمے مرچ اور پانی کا شوربہ بنا کر اُس کے ساتھ کھا لیتے تھے۔

قبلہ چوہدری غلام حیدر خاں صاحب کو اس فقیر شخصیت کا علم ہوا تو

وہ اُن کے ڈیرے پر صبح چلے جاتے اور اُن سے تھوڑی دُور ہٹ کر بیٹھ جاتے۔ سائیں صاحبؒ کبھی کبھی ان کو دیکھ لیتے۔ مگر تمام دن اپنے وظیفہ میں کھوئے رہتے۔ شام پڑتی تو سائیں بابا کو ادب سے سلام کر کے گھر چلے آتے۔ ان کی طبیعت قبلہ سائیں صاحب سے کافی مانوس ہوتی گئی۔

اسی طرح کئی ماہ گزر گئے۔ ایک دن قبلہ سائیں صاحبؒ نے اُن کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ جو ان تم کیا چاہتے ہو اور یہاں ہر روز کیوں آجاتے ہو۔ عرض کیا قبلہ کہ کائنات تو فانی ہے۔ مجھے ”باقی“ کی تلاش ہے۔ کہنے لگے برخوردار قرآن شریف پڑھتے ہو! جی سائیں جی۔ تو پھر یہ چھوٹی ٹسی آیت شریف یاد کر لو۔ (انہوں نے آیت شریف پڑھ کر یاد کروادی) اور اس کا وظیفہ کیا کرو عرض کیا، اچھا بابا جی!

دو تین ہفتہ کے بعد قبلہ سائیں صاحبؒ نے آپ کو پھر اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ جو ان! وہ وظیفہ کر رہے ہو کیا؟ سائیں جی نہیں۔ کیوں برخوردار؟ سائیں جی دو تین دن تک کیا اس پر طبیعت نہیں جمی۔ میں تو دُور دُور شریف اور کلمہ طیبہ ہی پڑھتا رہتا ہوں۔

ایک ڈیڑھ سال کا عرصہ ایسے ہی گزر گیا۔ قبلہ چوبدہی صاحبؒ صبح قبلہ سائیں صاحبؒ کے ڈیرے چلے جاتے اور شام کو گھر لوٹ آتے۔ اس دوران کبھی کبھار وہ کھیتی باڑی بھی کر لیتے۔

## قبلہ حسین شاہ صاحبؒ کے شرفِ ملاقات

قبلہ حسین شاہ صاحبؒ جو کہ قبلہ سائیں مراد علی شاہ صاحبؒ کے پیر بھائی تھے اور واصل و اہل مقام بزرگ تھے۔ ایک دن وہ قبلہ سائیں صاحبؒ کے

ڈیرے پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ انہوں نے استفسار کیا کہ بھائی صاحب  
 یہ جوان کون ہے؟ اور صبح سے آپ سے دور ہٹ کر کیوں بیٹھا ہوا ہے۔  
 قبلہ سائیں صاحب نے کہا کہ یہ اسی گاؤں سے تعلق رکھتا ہے اور تقریباً  
 ڈیڑھ سال سے صبح آجاتا ہے اور شام کو گھر چلا جاتا ہے اور کوئی بات چیت  
 نہیں کرتا۔ میں نے اس کو ایک وظیفہ بتایا تھا۔ مگر اس کی طبیعت نے اس  
 کو قبول نہیں کیا۔ اور تمام دن یہ درود شریف اور کلمہ طیبہ کا ذکر کرتا رہتا ہے۔

قبلہ حسین شاہ صاحب نے کہا کہ بھائی صاحب آپ اتنے سخت نہ ہوں  
 جوان لڑکا اگر شوق سے یہاں مسلسل ڈیڑھ سال سے آ رہا ہے اور زبان سے  
 کچھ نہیں کہتا تو آپ سے بلا کر صبح راستے پر ڈالیں اور اپنے بزرگوں کا بتایا ہوا  
 ذکر اللہ اور راستہ سے بتادیں۔ مجھے تو اس کی طبیعت بہت صاف و شفاف  
 معلوم ہوتی ہے۔



# ذِكْرُ اللَّهِ سُلْطَانًا صَبِيرًا

## کاسبق

اُس روز قبلہ سائیں صاحب نے انہیں اپنے پاس بلایا اور نام پوچھا۔ اور کہا کہ کیا تم اجڑام کے راجپوت گھرانے سے تعلق رکھتے ہو؟ عرض کیا جی سائیں جی! پھر قبلہ حسین شاہ صاحب سے کہا کہ بابا انور خاں شاہ صاحب ان دونوں بزرگوں کے قبلہ شیخ صاحب (مجھے یاد آیا کہہ گئے تھے کہ اس گاؤں سے ایک راجپوت نوجوان تمہاری خدمت میں آئے گا۔ اُس کو خواجہ بزرگ خواجہ غریب نواز کا سلسلہ بسلسلہ آیا ہو ایہ ذکر الہی بتا دینا۔ پھر دونوں بزرگ بھائی مسکرائے اور قبلہ سائیں صاحب نے ان کو اِلَّا اللّٰہ کا ذکر سمجھایا اور کرنے کا طریقہ بھی بتایا اور کہا۔ بر خودار بیٹا۔ اس ذکر کو سانس کے ساتھ ناک کے راستے اِلَّا اللّٰہ کو ایسے پڑھنا ہے اِلَّا اللّٰہ کو سانس کے ذریعے ناک سے اندر کھینچنا ہے اور اِلَّا اللّٰہ کا بقیہ حصہ یعنی لٰہ سانس کے ساتھ ناک سے باہر نکالنا یا گزارنا ہے۔ چونکہ قبلہ چوہدری صاحب کی طبیعت پر کلمہ طیبہ پڑھنے سے لٰہ کے اثرات یعنی اثرات نفی یا کائنات کا فانی ہونا ثابت ہو چکا تھا تو قبلہ سائیں صاحب نے صرف اثبات کا ذکر یعنی اِلَّا اللّٰہ (یعنی اللہ تعلقے ہی ہے) یعنی جو باقی ہے سمجھا دیا اور سکھا دیا اور اس ذکر اِلَّا اللّٰہ کو پورے دھیان کے ساتھ کرنا ہے اور نشست نگاہ

ناک پر مرکوز رکھنا ہے۔ یعنی دونوں آنکھوں کی توجہ خیال میں اور عملاً ناک کی چوڑی یا چوٹی پر رہنا چاہیے۔

گھوڑا نفس وا ذکر دی واگ دیکھے نفس مارنا کم بہوں چنگیاں وا دبا وارث  
چھڈ زراں تے حکم فقیر ہونا ایہہ کم ہے بہوں چنگیاں وا شاہ صاحب  
یہ موج نفس کی ہے؟ تلوار ہے خودی کیا ہے؟ تلوار کی دھار ہے (علامہ اقبال)

## ذکر اللہ سلطاناً نصیراً

قبلہ چوہدری صاحب نے بعد ازاں جب یہ ذکر الہی ہمیں سکھایا۔ تو فرمایا کہ اس ذکر کو "سلطاناً نصیراً" کہتے ہیں اور اس کا قرآن شریف کی سورۃ بنی اسرائیل میں ذکر ہے اور جب خواجہ عزیز نواز نے حضرت حاجی خواجہ عثمان ہارونیؒ کی معیت میں مدینہ منورہ میں دربار رسالت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں حاضر دی تھی تو یہ ذکر سلطاناً نصیراً ان کو وہاں سے عطا ہوا تھا۔ تو یہ بھی ایک وجہ ہے کہ خواجہ عزیز نواز کو عطاء رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کہتے ہیں اور خواجہ صاحب کو ارشاد مبارک بھی ہوا تھا کہ آپ اجمیر شریف چلے جائیں اور وہاں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر سلسلہ درس و تدریس اور تبلیغ دین کا آغاز کریں۔ خواجہ صاحب نے عرض کی یا حبیبی یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) میں نہیں جانتا کہ اجمیر کہاں ہے اور وہاں کے لوگ کیسے ہیں۔

پھر ارشاد مبارک ہوا تھا کہ یا ولدی یا خواجہ اس ذکر "سلطاناً نصیراً" یعنی ذکر "إِلَّا اللَّهُ" کو سانس کے ساتھ ناک کے ذریعے سے توجہ ناک پر مرکوز رکھ کر (ایک خاص طریقہ کے ساتھ جو پہلے درج

کر دیا گیا ہے، سانس کو اندر و باہر لے جائیں۔ دھیان و توجہ کے ساتھ خوب کریں۔ آپ کو اجمیر کا علم ہو جائے گا۔

خواجہ صاحب نے وہیں مسجد نبوی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں حضور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے سایہ شفقت میں بیٹھ کر ذکرِ اَللّٰہ بہت توجہ سے کرنا شروع کر دیا۔ اور اس ذکرِ اثبات پر زور دیا اور نگاہِ رحمتِ لِلْعَالَمِیْنَ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی براہِ راست توجہ و لطف و کرم سے خزانِ اسرارِ ذِکْرِ اَللّٰہ بھرنے اور نمودار ہونے شروع ہوئے۔ اور چند ساعت میں خواجہ صاحب پر کائنات روشن ہو گئی اور اسرارِ اثبات یعنی اسرارِ ذاتِ "باقی" جلوت و خلوت میں مُنکشف ہو گئے۔ قبلہ خواجہ صاحب نے عرض کی۔ یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) اس ذکرِ سُلْطَانِ النَّصِیْرَ اُسے مجھ پر کائنات روشن ہو گئی ہے اور بے حد اسرار و تجلیاتِ مُصْطَفَاۗنِ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور کبریائی ظاہر و باطن میں ظہور پذیر ہوئی ہیں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ اجمیر شریف ہندوستان کے وسط مغرب میں ایک چھوٹا سا شہر ہے اور وہاں جادوگری، جنات و توہم پرستی، بُت گری، بُت پرستی ذاتِ پات کی نفرت اور باطل کا دور دورہ ہے۔ غریب عوام بے کس و لاچار ہیں اور وڈیروں، راجوں اور ہزاراجوں کے مظالم اور بارِ محصولات میں گھرے ہوئے ہیں۔ حکام نے ان سے خونِ سپینہ کی کمائی چھین کر سونے و چاندی کے بُت بنا کر مندروں میں سجا رکھے ہیں اور سال میں کئی بار بُتوں، دیومی اور دیوتاؤں کے تہوار مناتے ہیں اور بعض تہواروں پر غریب و بے کس نوجوان لڑکیوں کو قربان کر کے ان بُتوں کی بھینٹ

چڑھایا جاتا ہے۔

نبی کریم رَوِّفٌ رَحِيمٌ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ارشاد فرمایا کہ  
خواجہ صاحبؒ آپ اجمیر چلے جائیں۔ وہاں قرآن و حدیث کی تعلیم و تربیت  
اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کریں اور تبلیغ دین کا آغاز کریں۔ چھوٹے  
اور بڑے کو گلے سے لگائیں۔ شفقت و محبت سے یہ کام کریں۔ اُن کو  
اللہ تعالیٰ وعدہ لا شریک خالق کائنات و مالک حقیقی کی عبادت کا سبق  
دیں۔ انہیں بُت و جنات پرستی اور شرک و منکرات سے منع کریں اور  
اُن کو جاگیرداروں، راجاؤں، پرنسپلز اور جاوگروں کے مظالم سے  
نجات دلائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ اللہ تعالیٰ کی حفظ و امان میں رہیں گے  
اور ہماری شفقت و اعانت اور توجہ اور رحمت آپ کے شامل حال  
رہیں گی۔ قبلہ خواجہ صاحبؒ نے (محبوب رب العالمین، رحمت للعالمین  
علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے حضور بے خداداد کے ساتھ درود و سلام عرض  
کیا اور اجازت طلب کی اور براستہ بغداد شریف اور لاہور شریف عازم  
سفر ہوئے۔

## فضیلتِ ذکر اللہ

حضور اکرم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے جب خواجہ عزیز نوازؒ سے ارشاد  
فرمایا تھا کہ آپ اجمیر چلے جائیں اور وہاں جا کر سلسلہ درس و تدریس اور تبلیغ  
دین کا آغاز کریں اور اس کے جواب میں خواجہ صاحبؒ نے عرض کیا کہ  
یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) میں نہیں جانتا کہ اجمیر کہاں ہے اور  
وہاں کے لوگ کیسے ہیں وغیرہ وغیرہ تو بھانے ذکر اللہ سُلْطَنًا النَّصِيرًا

کے عطا فرمانے اور سمجھانے کے آپ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) خواجہ  
 صاحب کو براہ راست اسی وقت بتا سکتے تھے کہ اجمیر ملک ہند کے  
 وسط مغرب میں ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ جہاں پر بت گری و بت پرستی  
 جنات و توہم پرستی، شرک و جادو گری اور ظلم و تشدد کا بازار گرم ہے اور  
 آپ وہاں جا کر ڈیرہ لگائیں اور قرآن اور حدیث شریف کی درس و تدریس  
 کا سلسلہ شروع کریں۔ حضور کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا اگر ایسے ارشاد ہو جاتا تو  
 معطل کی اصل کو بہت واضح اور آسان کر دیتا۔ مگر اس طرح عطلے  
 ذکر اللہ سلطاناً النصیراً قبلہ خواجہ صاحب کو نہ ہوتی اور اس کے  
 فضائل، فیوض و برکات، انوار و تجلیات سے خواجہ صاحب اور ان کے  
 بعد میں آنے والے ان کے شاگرد، اولیاء کرام، بزرگان دین اور مسلمان  
 محروم رہ جاتے۔ تاریخ شاہد ہے کہ خواجہ صاحب اور دیگر بزرگان دین اور  
 اولیاء اللہ نے بذریعہ درس و تدریس اور تبلیغ ہندوستان میں بت و جنات  
 پرستی، شرک و جادو گری اور بے کس و نادار عوام پر ظلم و تشدد کے مظالم  
 کی جڑیں کھوکھلی کر دیں۔ انہوں نے ہر خاص و عام اور چھوٹے بڑے کو گلے  
 سے لگایا۔ شفقت و محبت سے کلمہ توحید پڑھایا اور قرآن و حدیث شریف  
 کی تعلیم دی۔ اس طرح سے ہندو اور دیگر مذاہب کے لاکھوں لوگ مشرف  
 باسلام ہوئے اور خالق حقیقی کے نور ہدایت سے فیض یاب ہوئے۔ بڑے بڑے  
 پاک و ہند میں یہ سلسلہ درس و تدریس اور تبلیغ اسلام اولیاء کرام و بزرگان  
 دین کامرہون منت ہے اور ان اکابرین کی پُر خلوص محنت اور اُتھک جدو  
 جہد کے سبب آج اس خطہ ارض پر بلکہ انڈونیشیا، ملائیشیا، برما، سری لنکا  
 چین، روس، ایران، ترکستان، عربستان، یورپ اور افریقہ میں کروڑوں



مسلمان نظر آتے ہیں۔  
عشق را از شغل لا آگاہ کن  
آشنائے رمزِ اِلَّا اللّٰه کن  
نفی ہستی ہے کرشمہ دل آگاہ کا  
لا کے دریا میں ہے موتی نہاں اِلَّا اللّٰه کا

(علامہ اقبالؒ)



---

ہے ذِکْرُ اللّٰهِ "سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا" سانس کے ساتھ کرنا ہے اور  
یہ ذِکْرُ اللّٰهِ "خَفِي" ہے۔

# قبلہ میں شیخ صاحب کی نصیحت دُعا

حضرت قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ جب سے اُن کے قبلہ شیخ  
سائیں مُراد علی شاہ صاحب نے یہ ذکرِ خفی سمجھایا اور براستہ ناک سانس کے  
ذریعے سے کرنے کا طریقہ بتانے کے بعد یہ کہا کہ یہ ذکر اثبات ہے اور اگر تم  
اس کو خلوص نیت اور توجہ سے کرتے رہے اور صدقِ مقال اپنایا اور رزقِ  
حلال کھایا تو ایک دن انشاء اللہ تعالیٰ حضور کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ  
رحمت اور نطف و کرم کے طفیل تم ظاہر و باطن میں مالکِ حقیقی کو پہچان لو گے  
اور دیکھ لو گے۔ "مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ" وَاصِل  
بِالرَّسُولِ مَقْبُول (عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام) اور وَاصِل بِاللَّهِ هُوَ جَاوِز  
گے۔ آمین۔ اور وہی ذات پاکِ مطلوب و مقصود اور موجود ہے اور مقصود کائنات  
ہے اور میری دُعا ہے کہ حضور کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی تم پر ڈھیروں  
عنایات اور بے پناہ رحمت ہو اور اللہ تعالیٰ تم کو اس مقصدِ عظیم سے ہمکنار  
کامیاب کرے اور تم منزلِ مقصود کو حاصل کر لو۔ آمین



# اثرات و خصوصیات ذکرِ اللہ

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ میری طبیعت ذکرِ سلطانِ التصیراً“ اس ذکر اثبات پر پوری طرح جم گئی اور میں نے بڑے ذوق و شوق، تندہی و توجہ کے ساتھ ذکر کرنا شروع کر دیا۔ دنوں اور ہفتوں میں دُنیا و مافیہا سے مجھے بے نیازی محسوس ہونے لگی۔ شروع شروع میں نیند کا غلبہ ہو جاتا۔ مگر بعد میں نیند اور بھوک کم ہوتی گئی۔ مگر میں بدستور کھیتی باڑی کرتا رہا۔ چونکہ والد محترم کا سایہ سر سے اٹھ چکا تھا اور بڑے بھائی محترم غلام احمد خاں صاحب جو اسلامیہ کالج پشاور میں بی اے میں پڑھتے تھے۔ قبلہ والد صاحب کی وفات کے بعد تعلیم چھوڑ کر سرکاری ملازمت اختیار کر چکے تھے تاکہ گھر بار کے اخراجات صحیح طور پر چل سکیں۔ محکمہ ڈاک و تار میں بطور کلرک کے دہلی میں کام کا آغاز کیا اور پاکستان کے بننے تک بچوں کے ساتھ وہیں مقیم رہے۔ اور وہیں سب کے سب شہید ہو گئے۔ (اُن کے حالات زندگی مختصراً ایک باب میں آگے بیان کئے جائیں گے) اور سب سے چھوٹے بھائی محترم محمد محسن خان صاحب بہت چھوٹے تھے لہذا گھر کے تمام کام کاج کا بوجھ بھی قبلہ چوہدری صاحب کے سر پر آن پڑا۔ وہ کھیتی باڑی بھی کرتے۔ گھر کا کام کاج بھی اور سہمہ وقت ذکر اللہ میں مشغول رہتے۔

قبلہ خواجہ صاحب ذکر کے اثرات کے بارے میں بہت سی خصوصیات

اکثر بیان کیا کرتے تھے۔ اُن میں سے چند موٹی موٹی اور اہم باتوں کا بیان نیچے درج کیا جا رہا ہے۔

## د. نیند کا غلبہ

ابتداء میں ذکر الہی کثرت و توجہ کے ساتھ کرنے سے طبیعت پر نیند کا غلبہ رہتا ہے اور لوگوں سے زیادہ بات چیت بھی ناگوار لگتی ہے اور معمولی الجھن اور ذرہ سی ناگوار بات پر غصہ آجاتا ہے۔

## ب. بھوک و پیاس

بھوک میں کمی واقع ہو جاتی ہے مگر پیاس زیادہ لگتی ہے اور کافی ٹھنڈا پانی پینے کو دل کرتا ہے۔

## ج. کام میں دلچسپی

جو کام بھی کریں۔ اُس میں سالک زیادہ محور ہوتا ہے اور محنت و مشقت کا کام زیادہ کرتا ہے بلکہ کام میں الگ تھلگ رہ کر ذکر میں توجہ و یکسوئی بڑھ جاتی ہے۔ قبلہ چوہدری صاحب نے یہ بھی کہا کہ اُن کے ساتھ عجیب حسن اتفاق ہوتا تھا کہ کھیتی باڑی میں یکساں زمین کی تیاری، یکساں کھاد اور یکساں بیج کے ساتھ اُن کی فصلیں دیگر کاشت کاروں کی نسبت زیادہ صحت مند ہوتی تھیں اور جھاڑ اور پیداوار فی ایکڑ بھی زیادہ ہوتی تھی اور نیل بھی زیادہ خوش نظر آتے اور زیادہ تندرہی سے کام کرتے نوڈھی اور بیماری سے فصلیں بہت حد تک محفوظ رہتیں۔ فرمایا کرتے تھے کہ یہ سب اللہ کے نام

کی برکت تھی۔

## د۔ جسم میں حدت و گرمی کی زیادتی

جسم میں حدت اور گرمی کافی بڑھ جاتی ہے مگر سالک کا ہوش و حواس دماغی کیفیت اور جسمانی قوت برقرار رہتی ہے۔ قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ ذکر کی کثرت سے اُن کے جسم کا درجہ حرارت بعض اوقات اتنا بڑھ جاتا تھا کہ بار بار نہانے کو دل کرتا۔ کئی دفعہ تو وہ پانی کا مٹکا اپنے اوپر اٹھیل لیتے۔ پانی سر سے پاؤں تک بہہ جاتا۔ مگر جسم جوں کا توں رہتا اور کپڑے بھی خشک رہتے۔ بعض دفعہ وہ پانی کی چلتی کھائی یا ندی میں بیٹھ یا لیٹ جاتے تو اٹھنے پر کپڑے خشک ہی رہتے۔ میری یہ حالت دیکھ کر والدہ محترمہ مجھے جوہر اور دودھ کی ربڑی یا کھیر بنا دیتی تھیں۔ یہ تجربہ اُن کو بڑے بھائی صاحب کی طبیعت سے پہلے ہو چکا تھا کیونکہ جب کبھی بھی اُن کے جسم میں ذکر اللہ کی کثرت سے حدت بڑھتی تو والدہ محترمہ انہیں بھی دودھ اور جوہر کی ربڑی یا کھیر بنا کر کھلاتی تھیں، اور قبلہ سائیں صاحب اور قبلہ حسین شاہ صاحب جب بھی نہیں اُن سے ملاقات کرنے جاتا تو فرماتے تھے کہ بر خوردار جب سالک کے جسم کا درجہ حرارت بہت بڑھ جائے تو درود شریف کا ورد اور قرآن مجید کی تلاوت میں اضافہ کر دینا چاہیے۔ قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ میں ایسے ہی عمل کرتا تو مھوڑے ہی وقت میں درجہ حرارت کم ہو جاتا اور طبیعت اعتدال پر آ جاتی۔

س۔ طبیعت میں غصہ کی زیادتی

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ شروع شروع میں جب سالک

ذکرِ الہی کا سبق لیتا ہے اور ذوق و شوق سے ذکر میں دلچسپی لیتا ہے طبیعت میں حدت کے ساتھ ساتھ غصہ کی زیادتی بھی ہو جاتی ہے جس کو اُس کے گھر والے اور رفقا بہت جلد محسوس کر لیتے ہیں مگر سالک کو اس بات کا احساس جلدی نہیں ہوتا۔ لہذا طبیعت کو اعتدال میں رکھنے کے لئے لازمی ہے کہ تلاوت کلام پاک اور درود شریف کثرت سے پڑھا جائے اور وقتاً فوقتاً سالک اپنے شیخِ کامل سے ملاقات استوار رکھے اور اچھے بزرگوں کی صحبت سے مستفید ہوتا رہے۔

### س۔ سرور و مستی کا غلبہ

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ ذکر کے تسلسل و کثرت سے طبیعت میں سرور و مستی کا غلبہ رہتا، نہ کسی سے ملنے کو دل کرتا اور اگر کوئی بات بھی کرتے تو وہ طبیعت پر گراں گزرتی۔ دل و دماغ میں ذکر لگن اور کیسوتی رہتی۔ اور یہ فکر دامن گیر رہتا کہ مالکِ حقیقی کب جلوہ دکھائے گا۔ پھر طبیعت بے چین ہو جاتی اور اسی تڑپ میں کئی روز گزر جاتے۔ نہ کھانے کو دل کرتا۔ بلکہ کبھی کبھار وہ ہفتہ ہفتہ تنہائی میں گم رہتے اور اکثر بھڑوسے والے کمرے سے برآمد ہوتے۔ والدہ محترمہ اُن کی گمشدگی سے اشکبار ہو جاتیں اور اُن کے بل بانی پر انہیں نہانے پر مجبور کرتیں۔ نئے کپڑے دیتیں اور دودھ پلاتیں۔

### ص۔ کوسوں کی مسافت چند لمحوں میں طے

قبلہ چوہدری صاحب اکثر کہا کرتے تھے کہ وہ ذکر اللہ کی لگن اور مگن میں اکثر گاؤں سے کوسوں دور نکل جایا کرتے تھے اور انہیں مسافت و تھکان

کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ بتاتے تھے کہ وہ جب ٹائٹاٹیل پلانٹ بنگال میں کام کرتے تھے۔ وہاں ایسے بھی کسی باہر ہوا کہ ایک قدم اٹھانے سے دوسرا قدم زمین پر رکھنے تک ایک آن واحد میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں میل تک کا فاصلہ طے ہو جاتا اور وہ کہاں سے کہاں پہنچ جاتے۔ بعض اوقات ایسا وقوعہ غیر ارادی طور پر ہو جاتا اور بعض دفعہ ارادتا ہو جاتا۔

## ط۔ ذکرِ الہی اور نظر بر قدم

حضرت قبلہؒ فرماتے تھے کہ اگر کوئی درویش کوسوں کی مسافت کو چند لمحوں میں طے کرنا چاہتا ہو تو ذکر اللہ "سُلْطٰنًا نَصِيْرًا" کو چلتے پھرتے یکسوئی کے ساتھ نظر بر قدم (یعنی اپنی نظر و توجہ قدموں پر) رکھتے ہوئے کثرت کے ساتھ ذکر اللہ کرنے سے اور جب دایاں قدم اٹھائیں تو سانس ناک کے ذریعے ذکر کرتے ہوئے اندر کھینچیں "اِلَّا" والی حالت کی طرح اور جب بایاں قدم اٹھائیں تو سانس ناک سے باہر نکالیں یعنی ذکر کی "اِی" والی حالت کی طرح چلتے پھرتے نظر قدموں پر رکھتے ہوئے ذکر اللہ کرنے سے حضرت قبلہؒ فرماتے تھے کہ ایک ایسا وقت آتا ہے کہ مرد سانس ناک سے ایک قدم اٹھاتا ہے تو دوسرے ہی لمحہ جب وہ دوسرا قدم اٹھاتا ہے تو بہت دور کی میل دور جسم کے ساتھ وہاں پہنچ جاتا ہے راستے میں پہاڑ، سمندر اور کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہوتی۔ اسے بزرگانِ دین نے ایک خاص ابدالی قوت یا "طیتی الارض" بھی کہا ہے۔ اولیاءِ اکرام اور ابدال یا رجال الغیب حضرات جو باطنی محکمہ انتظامیہ یا اہل خدمت پر مامور ہوتے ہیں، اُن کو یہ خاص صفت یا قوت نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

کے وسیلہ جلیلہ و نگاہِ رحمت کے طفیل اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عطا ہوتی ہے۔

## ظ۔ ذکر اللہ "نظر برناف"

حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ "ذکر اللہ" نظر برناف یعنی "ذکر اللہ" اگر نظروں کو ناف پر جا کر روزانہ پانچ دس منٹ تک توجہ کے ساتھ کیا جائے تو نفسانی، جسمانی اور جنسی خواہشات اعتدال پر آجاتی ہیں بلکہ بہت کم ہو جاتی ہیں۔

## ع۔ ذکر الہی اور لیٹے یا سوتے ہوئے نظر برانگشت پاؤں

قبلہ چوہدری صاحب بتایا کرتے تھے کہ وہ لیٹتے وقت یا سوتے وقت ذکر پر زور دیا کرتے تھے اور چارپائی یا زمین پر سیدھے دراز ہوتے اور نظروں توجہ پاؤں کے انگوٹھوں پر ہوتی۔ اکثر ان کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ جسم کے تمام جوڑے اور اعضاء الگ الگ ہو جاتے اور ان کی آنکھیں یہ منظر دیکھتی رہتیں اور دماغی حالت بھی درست رہتی اور جب ذکر کی یہ حالت ختم ہوتی یا جلال ذکر کم ہوتا تو تمام جوڑے اور اعضاء خود بخود دوبارہ جسم کی اصلی جگہوں میں جمع ہونا شروع ہو جاتے اور "ٹھک ٹھک" کی دھیمی آوازوں کے ساتھ اپنی اپنی جگہوں پر ٹھیک لگ جاتے اور ان کے کان جوڑوں کے جڑنے کی ایسی آوازیں سننے۔ وہ کہتے تھے کہ ایک دفعہ کسی نے ان کو ایسی ٹوٹی بھوٹی حالت میں دیکھ لیا اور وہ گھبراہٹ میں شور مچاتا ہوا یہ کہتا ہوا باہر نکل گیا کہ چوہدری غلام حیدر کو کسی نے قتل کر دیا ہے مگر جب وہ شخص مٹھوڑے وقفہ



کے بعد چند آدمیوں کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا تو مجھے صحیح حالت میں  
 ٹھیک جسم کے ساتھ دیکھ کر ششدر رہ گیا ہے اور کہنے لگا، یا الہی یہ  
 کیا ماجرا تھا۔ کیا یہیں خواب دیکھ رہا تھا۔ حضرت چوہدری صاحبؒ اُس  
 وقت تو سب کے سامنے خاموش رہے مگر کافی دنوں کے بعد اُس شخص  
 کو بتایا کہ یہ سب کچھ یعنی جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا، ذکر الہی کو کثرت  
 کے ساتھ کرنے سے ہوا تھا۔

## ف۔ جسم کا پھیلنا

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ نے فرمایا کہ ذکر اللہ کو بکثرت کرنے  
 سے اُن کے ساتھ ایک دو دفعہ ایسا ہوا کہ دیکھتے دیکھتے ہی اُن کا جسم پھیلنا  
 شروع ہو گیا اور دائیں سے بائیں کوسوں دُور تک پھیل گیا۔ وہ باہوش  
 حواس رہے اور بہت بڑے رقبہ پر محیط ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد جسم سُکڑنا  
 شروع ہو گیا اور آہستہ آہستہ اپنی اصلی حالت پر آ گیا۔

## ک۔ رُوحانی اور جسمانی پرواز لاہوتی

ذکر سُلطاناً التَّصِيرَ انْشَتْ فِي مِثْقَةِ كِرْسَانِ الْآلِ كِ  
 ساتھ ناک سے اندر کھینچ کر تالو سے دماغ میں لے جائیں اور چند سیکنڈ  
 سانس کو اسی حالت میں دماغ میں روکے رکھیں اور ”اے“ کے ساتھ سانس  
 چھوڑ دیں یعنی سانس ناک سے باہر گزاریں اور ذکر اسی طریقہ سے کرتے رہیں۔  
 قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ ذکر کی اس حالت میں سانس کو دماغ  
 میں ساکت رکھنا، ذکر و سیر فی المقام لاہوت ہے اور اس طریقہ سے

سالک کی رُوعانی و جسمانی پرواز شروع ہو جاتی ہے۔

## ق. سلطان الاذکار

قبلہ چوہدہی صاحب فرماتے تھے کہ چوکرٹری مار کر بیٹھنا جس سے پاؤں کی ایڑھی سے نچلا جسمانی سوراخ بند ہو جائے، آنکھیں بھی بند ہوں، اور کانوں میں انگشت رکھ دیں تاکہ یہ سوراخ بھی بند ہو جائیں۔ مُنہ بھی بند ہو اور ذکر "إِلَّا اللَّهُ" اس طریقہ سے کیا جائے جیسے کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہتے تھے کہ ذکر کو اس طرح کرنے سے ذکر "سُلطان الاذکار" کہتے ہیں اور اس سے رُوعانی و جسمانی پرواز، باطنی ترقی و کمالات کا ظہور اور اسرارِ الہی کے انکشافات اور سالک کے حجابات بہت جلد اٹھنا شروع ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ امر قابل ذکر ہے کہ جسم میں حدت اور طبیعت میں جلالی کیفیت بہت زیادہ رہتی ہے اور جس کو اعتدال میں رکھنے کیلئے کثرت کے ساتھ تلاوتِ قرآن شریف اور وردِ دُودِ شریف صبح و شام بے حد ضروری ہے وگرنہ سالک پر مجذوبی کیفیت طاری ہو جاتی ہے جو ہینوں بلکہ سالوں تک رہ سکتی ہے لہذا یہ تمام اذکار شیخِ طریقت و مُرشدِ کابل کے بتائے بغیر نہ کئے جائیں۔

گوش بند و چشم بند و لب بند  
وگرنہ بینی سترِ حق بر ما بخند (مولانا روم)

## ل. صوتِ حسن

ذکرِ الہی کی کثرت اور لگن میں سالک کو بسا اوقات غیب سے بے حد

دلچسپ، پرکشش اور میٹھی میٹھی آواز آتی ہے جو اُسے ہی سنائی دیتی ہے۔  
 قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ اُسے "صوتِ حسن" کہتے ہیں اور اس  
 آواز میں باطنی ہدایات بھی ہوتی ہے جن کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔ کیونکہ یہ  
 ہدایات سالک کی بہتری کے لئے ہوتی ہیں اور اگر راستہ میں کسی وقت  
 کج روی محسوس ہو یا کوئی خطا یا گناہ سرزد ہونے کا اندیشہ ہو۔ تو یہ آواز  
 سالک کی راہنمائی کرتی ہے جس پر عمل کر کے وہ اپنی کج روی دور کر لیتا  
 ہے اور پھر سیدھی راہ پر گامزن ہو جاتا ہے۔

صدا وراق، صد کتاب در ناکُن رُوئے دل راجانب دلدار کُن (مولانا رومی)  
 اِک "الف" تیرا درکار اگوں بس کریں او یار (بلبل بلیغی شاہ)

## م. گذشتہ اور آئندہ کے واقعات کا علم۔

حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ "ذکر اللہ" کی باقاعدگی مشق اور معمول سے  
 بعض دفعہ مختلف گذشتہ اور آئندہ کے واقعات کا علم اور مشاہدہ ہو جاتا  
 ہے اور یہ مشاہدہ اور علم، مردِ مومن، ذاکر کو خوابی، نیم خوابی اور بیداری کے  
 عالم میں عطا ہوتا ہے (مگر اکثر وہ اسے خفیہ رکھتا ہے اور کسی غیر دوست  
 کے ساتھ ایسی گفتگو کرنے سے گریز کرتا ہے۔ حضرت قبلہ بتاتے تھے، کہ  
 ایک دفعہ کراچی کے قیام میں اُن کے ایک شاگرد دوست رات کو خواب  
 میں دیکھا کہ وہ (صبح کا وقت ہے اور ایک خاص سڑک کے کنارے کھڑا ہے  
 تاکہ وہ سڑک کو عبور کرے اور اُس پار اپنے کام یا دوکان پر جا سکے) سڑک  
 کے کنارے کھڑا ہے اور دیکھتا ہے کہ ایک سائیکل سوار کو ایک تیز رفتار  
 ٹرک نے کچل دیا ہے اور سائیکل سوار وہیں دم توڑ دیتا ہے۔ پھر ان شاگرد

دوست کی اسی گھبراہٹ میں آنکھ کھل جاتی ہے... صبح اُٹھتے ہی انہوں نے  
یہ خواب حضرت قبیلہ کی خدمت میں بیان کیا اور حضرت قبیلہ نے فرمایا کہ اگر  
کوئی شخص رات کو تلاوتِ کلام اللہ، درود شریف اور ذکر و اذکار پڑھتا  
سو جائے تو اُس کو اکثر خواب وغیرہ صبح و سچی دکھائی دیتی ہیں... ہاں آپ  
اس خواب کا چنداں خیال نہ کریں۔ ہو سکتا ہے کہ اس کی تعبیر کچھ مختلف ہو...  
دو تین دن بعد وہ صاحب اس خواب کو تقریباً بھول چکے تھے اور وہ اتفاق  
سے صبح کے وقت کام پر جاتے ہوئے، اسی سڑک کے کنارے کھڑے  
تھے کہ اُن کے سامنے ایک تیز رفتار ٹرک گزرا، اور اُس نے ایک سائیکل  
سوار کو کچل دیا اور اُس نے وہیں دم توڑ دیا... یہ منظر دیکھنے کے بعد اُن  
کو پھر اپنی خواب یاد آئی...

# عطائے چشمِ بینا اور دلِ بینا

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ تلاوت قرآن کریم، وردِ درود شریف اور کثرت ذکر اللہ اور حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائیگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سالک کو خواب و بیداری میں نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی زیارت پاک نصیب ہوتی ہے اور اسی طرح سابقہ و موجود اولیاء اللہ سے شرفِ ملاقات ہوتی ہے۔ وہ اگر قبرستان میں جائے تو اہل قبور سے ملاقات اور بات چیت ہو جاتی ہے۔ مردِ سالک کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل سے یہ عطائے چشمِ بینا ہے۔ بعض اولیاء اللہ کو یہ چشمِ بینا خاص اوقات و موقعوں پر عطا ہوتی ہے اور بعض اولیاءِ اکرام کو یہ نعمت عام اوقات و حالات میں بھی نصیب رہتی ہے۔

حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ مردِ سالک تلاوت قرآن کریم اور درود شریف بکثرت ذکر اللہ اور حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائیگی جب زیادہ خلوص و توجہ اور محنت و مجاہدہ کے ساتھ کرتا ہے تو اسے محنت و اتباع میں نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا اور زیادہ قرب نصیب ہو جاتا ہے پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

کی شفقت و رحمت کے طفیل ایک دن "دلِ بینا" بھی عطا ہو جاتا ہے اور پھر اُسے جلوت میں مشاہدہ فَاٰیٰتِنَا تُوۡلُوۡا فِیۡہِمْ وَحِبۡہٗ اِلٰہِہٖ اور خلوت میں مشاہدہ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیۡہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیۡدِہٖ اور وَفِیۡ اَنْفُسِکُمْ ط اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ ہ نصیب ہوتے ہیں۔

اس عنوان کی قدے زیادہ تفصیل بعد کے ابواب میں دی گئی ہے۔

دلِ بینا بھی کرفدا سے طلب آئکھ کا نور دل کا نور نہیں ہرک ذذہ میں ہے شاید مکین دل اسی جلوت میں ہے خلوت نشین دل (علامہ اقبال)

شاہِ رگ تھیں نزدیک لہو سے پا دل اندر جھاتی ہو  
اساں انہاں چ اوہ اسان چ (حضرت باہو) دور ہی قرباتی ہو  
قلب کمال جمالوں جسموں جو ہر جاہِ حبلیوں ہو  
قبلہ قلب منور ہو یا (حضرت باہو) خلوت خاصِ خلیوں ہو

(حضرت سلطان باہو)

ہ "وَفِیۡ اَنْفُسِکُمْ" سر الہی ہر صورت وچ رانجن ماہی  
"تُوۡلِیۡتُمْ" فاش گوہی  
کیتا ناز دا ڈھنگ نیارا  
ہر رنگ میں بے رنگ پیارا

(خواجہ غلام فرید)

نور ہدایت کریں عنایت  
عشقوں کریں منور سینہ  
خوف ورجار وچ رکھیں  
روشن دل دیاں اکھیں

(مولانا غلام رسول)



## ۱۔ تلاشِ حق اور مالکِ حقیقی

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ درود شریف اور ذکرِ الہی کے اثرات تیزی کے ساتھ اُن پر وارد ہوئے اور طبیعت قبول کرتی گئی اور مستعمل ہوتی گئی۔ دن بھر کوسوں کا سفر طے کر جاتے۔ کبھی کسی سمت پر نکل جاتے اور کبھی کسی سمت... جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے۔ جہاں بھی استراحت فرماتے وہیں پر غیب سے کھانا میسر ہو جاتا اور کبھی کبھی موسمی پھل بھی مہیا ہو جاتے۔ کافی دن گھر سے غائب رہتے۔ گرمی و سردی کا بالکل احساس نہ ہوتا۔ جہاں رات آگئی وہیں بسر ہو گئی۔ اس کا بند و بست بھی غیب سے ہو جاتا۔ جب کبھی گھر لوٹتے تو والدہ محترمہ کے اصرار پر مجبوراً غسل کرتے اور کپڑے بدلتے۔ پھر چند دن گھر پر ٹھہرتے تو قبلہ شیخ صاحب کی خدمت میں بھی حاضر ہوتے۔ مگر قبلہ چوہدری صاحب کہتے تھے کہ سلام دعا کے علاوہ کوئی خاص بات اُن سے نہ ہوتی۔ صبح کو جاتے تو شام کو واپس آ جاتے مگر شیخ صاحب قبلہ اُن کی طرف دیکھتے رہتے۔ کوئی بات چیت نہ ہوتی تھی۔ پھر طبیعت میں رُو آتی تو قبلہ چوہدری صاحب گھر سے نکل جاتے اور یہ سلسلہ کئی ماہ تک ایسا ہی رہا۔

حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ درود شریف اور ذکرِ الہی سے طبیعت میں اطمینان ضرور تھا کہ مالک و دوست حقیقی انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اپنے لطف و کرم سے نوازے گا اور اپنا نظارہ اور وصل عطا فرمائے گا۔ طبیعت میں روزِ ادا سی اور بے چینی بڑھتی جا رہی تھی کہ دوست حقیقی کب ملے گا۔ طبیعت میں سرور و مستی غالب رہتی۔ رقت و زاری سے آنکھیں دوست کی یاد میں پُر نم رہتیں اور کسی سے بات کرنے کو جی نہ کرتا۔

چند عزیز واقارب اور احباب ایسا بھی سمجھتے تھے کہ قبلہ چوہدری صاحب کا شادی میں کسی رشتہ کی ناکامی کے باعث یہ حال ہو گیا ہے۔ وہ ذہنی ذہنی زبان میں پوچھ بھی لیتے تھے کہ آپ کا یہ حال ہم سے دیکھا نہیں جاتا۔ ہم آپ کے خیر خواہ اور غم خوار ہیں۔ آپ ہمیں بتائیں جہاں آپ کہیں گے وہیں آپ کی شادی کی بات طے کر وادیں گے۔ یہ بات ہوتی تو قبلہ اُن کو بتاتے۔ مگر اُن کو تو دوستِ حقیقی سے ملنے کی تڑپ تھی اور وہ اسی مالک کی یاد میں مدغم اور ڈوبے رہتے تھے۔ دل میں ایک ہی لگن اور خواہش تھی کہ دوست کب ملے گا اور کب وصل ہوگا؟

## ب۔ بابا نور شاہ صاحبؒ پستی کے مزار پر حاضری اور سعادتِ ملاقات

موضع اجڑام کے ساتھ ہی بابا نور شاہ صاحبؒ پستی کا مزار شریف و تکیہ تھا۔ اُن کو اُس وقت وفات پانے تقریباً چالیس سچاس برس ہو چکے تھے تکیہ میں پانی کا کنواں، سقاوہ، نماز پڑھنے کا بند و بست اور گلاب و موتیا کے پوٹے اور کافی سایہ دار درخت تھے۔ سردی و گرمی میں وہاں بہت پرسکون ماحول رہتا تھا۔ یہ بزرگ قبلہ چوہدری صاحبؒ کے محترم داد شیخ قبلہ نور شاہ صاحبؒ (موند شریف والوں) کے پیر بھائی تھے اور واصلین اولیاء کرام میں سے تھے۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ اس اُداسی و اضطراب کے عالم میں وہ اکثر اوقات تکیہ میں چلے آتے اور پھولوں کی خوشبو میں درود شریف میں مشغول رہتے۔ صبح کو وہاں آجاتے اور شام کو واپس گھر چلے جاتے۔ طبیعت کی بے عیبی جوڑوں کی توں رہتی اور آنکھوں میں فراق کے آنسو جاری رہتے۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ تکیہ میں اور کوئی شخص موجود نہ تھا اور قبلہ چوہدری



صاحبِ راس وقت ان کی عمر سترہ اٹھارہ برس کے لگ بھگ تھی، وہاں بیٹھے ذکر الہی میں مشغول تھے اور طبیعت دوست کی یاد میں بے چین اور ڈوبی ہوئی تھی کہ کیا دیکھتے ہیں کہ مزار شریف کا تعویذ شوق ہوا اور بیچ میں ایک بہت ہی خوش شکل و جسم بزرگ جن کی عمر ستر برس کے قریب دکھائی دیتی تھی نمودار ہوئے اور ہوا میں تیرتے قدم اٹھاتے ہوئے ان کے پاس آن کھڑے ہوئے۔ قبلہ چوہدری صاحب نے سلام عرض کیا اور بابا جی نے وعلیکم السلام جواب دیا۔ قبلہ بابا جی بہت ہی پرکشش لباس میں زیب تن تھے۔ سر پر عمامہ اور جسم پر جبہ تھا۔ لباس ایسے لگتا تھا کہ بہت ہی لچھے کپڑے میں جیسے سنہری تاریں ساتھ بنی ہوئی ہوں اور ان کے لباس سے چمک دار شعاعیں نکل رہی تھیں۔ بابا جی کا پاس آنا ہی تھا کہ طبیعت میں سرور و مستی میں مزید اضافہ ہوتا گیا اور رقت بھی بہت بڑھ گئی۔

قبلہ بزرگ بابا جی نے کہا۔ بیٹا غلام حیدر کیوں اُداس رہتے ہو اور کیوں روتے رہتے ہو۔ قبلہ چوہدری صاحب نے عرض کیا۔ قبلہ بابا جی میں ذکر الہی میں گم تو رہتا ہوں مگر دوست حقیقی نہیں ملتا۔ تڑپ و لگن بہت رہتی ہے مگر وہ اپنا جلوہ نہیں دکھاتا۔ طبیعت بے چین رہتی ہے۔ بعض اوقات ایسے وہم ہوتا ہے کہ میں راہ حقیقت تو نہیں کھو گیا ہوں۔ بابا جی نور شاہ صاحب نے فرمایا۔ بیٹا ہم تمہیں دیکھتے رہتے ہیں۔ ہمارا سبھی کا یہی راستہ تھا۔ تمہارا راستہ بالکل ٹھیک ہے۔ میں اور بابا نور شاہ صاحب (قبلہ چوہدری صاحب کے دادا شیخ صاحب) اس راستے پر اکٹھے ہی گامزن ہوئے تھے اور حضور کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے صدقے میں اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل و کرم فرمایا اور جلوت و خلوت میں وصل سے نوازا۔ تم کسی قسم کا علم یا فکر مت کیا کرو۔ ہم تمہارے ساتھ ہی جوتے

ہیں۔ قبلہ چوہدری صاحب نے عرض کی۔ باباجی دوست سے وصل کہاں و کب ہوگا اور اُس کا مقام کہاں ہے؟ باباجی نور شاہ صاحب نے فرمایا۔ میں تھوڑی بہت تمہاری راہنمائی کر دیتا ہوں۔ مگر سسر الہی یا رازِ دوست یا مقام وصل سے تمہیں ایک اور بزرگ جو واصل ہیں آگاہ کر دیں گے۔ قبلہ چوہدری صاحب نے عرض کیا۔ باباجی اُن بزرگوں کا کیا نام ہے اور وہ کہاں رہتے ہیں؟ بابا نور شاہ صاحب نے فرمایا۔ وہ بزرگ اسی گاؤں اجڑام میں ہی رہتے ہیں اور انہیں لوگ گاموں شاہ صاحب کہتے ہیں۔ وہ سلسلہ قادریہ سے نسبت رکھتے ہیں اور اُن کی عمر تقریباً ستر برس ہے۔ بابا نور شاہ صاحب۔ یہ کہہ کر اور سلام کر کے واپس اپنے مزار میں تشریف لے گئے۔

## ج۔ بابا گاموں شاہ صاحب قادری سے

### مشرفِ ملاقات

قبلہ چوہدری صاحب نے گاؤں میں بابا گاموں شاہ صاحب کا پتہ کیا، اور اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ باباجی نے وعلیکم السلام کہا۔ مگر اپنے کام میں مصروف رہے۔ گرمی کے موسم میں۔ وہ صرف تہہ بند یعنی دھوتی باندھے ہوئے تھے اور گائے بھینسوں کو چارہ ڈال رہے تھے۔ ایک، چھوٹے پوتے کو اٹھاتے ہوئے تھے اور کچھ بچے اُن کے آگے پیچھے تھے۔ پھر انہوں نے گائے بھینسوں کا دودھ نکالنا شروع کر دیا اور قبلہ چوہدری صاحب کے ساتھ کوئی بات چیت نہ کی۔ بابا گاموں شاہ صاحب قوی جسم سالو لے رنگ اور قد اور بزرگ تھے۔

قبلہ چوہدری صاحب دوسرے دن تیسرے دن بلکہ ہفتہ تک روز

جاتے رہے اور سلام عرض کر کے بیٹھ جاتے مگر بابا گاموں شاہ صاحب اپنے  
 موشیوں میں مصروف رہتے اور کوئی بات چیت نہ فرماتے۔

ایک ہفتہ بعد قبلہ بابا گاموں شاہ صاحب نے التفات فرمایا، اور  
 کہا کہ اے جوان! تمہارا نام کیا غلام حیدر ہے؟ اور کیا تم گاؤں اجڑام کے  
 راجپوت زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے ہو؟ قبلہ چوہدری صاحب نے  
 عرض کی۔ جی بابا جی۔ آپ ٹھیک فرماتے ہیں اور پھر قبلہ گاموں شاہ صاحب  
 نے کہا۔ جوان! تم اپنی لگن میں بہت پختہ و باعزم ہو۔ مجھے چھ سات روز  
 سے بہت تاکید و شدت سے کہا جا رہا تھا اور مجھے تمہاری صورت دکھا  
 دی گئی تھی۔ نام اور پتہ بھی بتا دیا گیا تھا کہ جب ایسا لوجوان آپ کے پاس  
 آئے تو اُسے ستر الہی سے آگاہ کر دینا اور مالکِ حقیقی کی ازلی صورت  
 مبارک کی نشاندہی کر دینا۔ مجھ کو کائنات کا پتہ بتا دینا اور مقامِ وصل سے  
 اُس کو فی سبیل اللہ آگاہ کر دینا۔ اُسے سمجھا دینا کہ وہ ادھر ادھر نہ گھومے،  
 دوست کو باہر نہ تلاش کرے۔ پھر حضرت قبلہ بابا گاموں شاہ صاحب  
 قادری نے قبلہ چوہدری صاحب کو بڑی شفقت سے اپنے پاس بٹھایا  
 اور فرمایا۔ اے جوان عزیز! وہ کائنات کا مالک جس کی تلاش میں  
 تو سرگرداں ہے تیرے پاس ہے اور شہ رگ سے قریب تر ہے اپنے  
 اندر غواص کر اور غوطہ زن ہو۔ مقامِ خودی کی گرہ کھول اور دوستِ حقیقی  
 کا نظارہ کر لے۔ ظاہر و باطن میں وہی جلوہ فرما ہے۔ قبلہ بابا جی نے کہا۔  
 جس نے اپنے نفس کو پہچانا اور اس کا عرفان حاصل کیا۔ اُس نے اپنے رب  
 کو پہچان لیا اور اس کا عرفان حاصل کر لیا۔ پھر حضرت قبلہ بابا گاموں شاہ  
 صاحب نے ستر الہی سے پردہ اٹھایا اور قبلہ چوہدری صاحب کو دوست

حقیقی کے گھر کا پتہ بتا دیا۔ جلوت و خلوت میں صورتِ دولت و صل کی  
 نشاندہی کر دی اور "فَأَيُّهَا تَوَلَّوْا فِثْمَ وَجْهِ اللَّهِ وَنَحْنُ  
 أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ" ۵ "وَفِي الْفُسَيْكُمُ  
 أَفْلا تَبْصِرُونَ" ۶۔ "مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ  
 رَبَّهُ" اور "إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ" کی تشریح اور عقدہ کشائی  
 کر دی۔

سے چوں خلیل آمد خیال یارِ من  
 گر ترا گوئید ز مستی بوالحسن  
 صورتش بُت، معنی اُو بُت شکن  
 یا صغیر السن یا رطب البدن

(مولانا روم)

الف احد جدِ دتی دکھالی، از خود ہو یا فانی ہو  
 عینوں و عین بقیو سے (حضرت بابا ہو) سر وحدت سبحانی ہو

(حضرت سلطان بابا ہو)

سے جس پایا مجید قلندر دا  
 اک لازم شرط ادب دی اے  
 راہ کھوجیا اپنے اندر دا  
 ہر ہر وچ صورتِ رب دی اے  
 کتے ظاہر کتے چھپندی اے  
 منہ آئی بات نہ رہندی اے

(حضرت بابا بلجے شاہ)

سے گھر پار تے ڈھونڈوی پھریں باہر کتے محل نہ ماٹریاں اٹھ گیا  
 اکھیں کھول کے دیکھ توں وچ آئنگن یار اندر اے نہ کسے گٹھ گیا

(بابا ولرت شاہ)

سے "نَحْنُ أَقْرَبُ" راز انوکھا  
 سمجھ سوئجھانو عالم لوکا  
 "وَهُوَ مَعَكُمْ" ملیا ہو کا  
 ہے ہر روپ میں عین نظارا

## ہر رنگ میں بے رنگ پیارا

(خواجہ غلام فریدی)

بابا جی گاموں شاہ صاحب نے کہا۔ عزیز نوجوان! ذکرِ الہی پر بہت زور دینا۔ درود پاک اور کلام اللہ بھی پڑھتے رہنا، اور جو اسباق سلوک و طریقے آپ کے شیخ قبلہ سائیں مراد علی شاہ صاحب نے تمہیں بتائے ہیں۔ انہیں ویسے ہی کرتے رہنا۔ اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) حفظ و امان اور نصرت و رحمت عطا فرمائیں (رأینے) مقامِ خودی، مقامِ صل انشاء اللہ تعالیٰ جلد کھل جائے گا۔ تمام دوئی جاتی رہے گی۔ جلوت میں بھی وہی نظر آئے گا اور خلوت میں بھی وہی۔ ظاہر میں بھی وہی ہوگا اور باطن میں بھی وہی۔ چدھر دیکھو گے۔ اسی کی صورت مبارک نظر آئے گی۔

سے ایہ تن میرا چشماں ہو دے، میں دلبر ویکھ نہ رجاں ہو  
لوں لوں دے مڈھ لکھ لکھ چشماں، اک کھولاں اک کجاں ہو

(حضرت سلطان باہو)

سے لکھ چند بدر شعثانی اے      منٹھے چمکے لاٹ نورانی اے  
کالی زلف تے اکھ متانی اے      مخمور اکھیں بہن مڈھ بھریاں

(حضرت مہر علی شاہ)

سے زلف سیاہ دیاں کالیاں راتیں، دلبر دے در باسے (بونا)  
دام بقا دے خلوت خانے، وصلوں کرن تارے نلام ہوں



لوں وچ خودی خودوں چھٹ وگیوں، خود تھیں خبر نہ پائی  
پھسیاں چھوڑ اڈیندیاں دے ول جھاک ایانیاں لانی (مولانا غلام)

مجھ مبارک شعلے نورِی، شکل سبھی نورانی  
 کیا کہواں اوہ کس دے جیہا، ہور نہ اُسد اثانی  
 ایہہ صورت پرمعنی نور، مظہر فیض الہی  
 رُخ دے نوروں عالم دیکھے، ماہ کنوں تاما ہی  
 حُسن جمال کمال معانی کرے نگاہاں مائل  
 پاک خصائل، نال فضائل اندر عمر اوائل

(مولانا غلام رسولؒ)

خودی کا ستر نہاں لا الہ الا اللہ  
 مقام اُس کا ہے دل کی خلوتوں میں  
 خودی کا نشین ترے دل میں ہے  
 ہر اک ذرہ میں ہے شاید مکین دل  
 خودی ہے تیغِ فناں لا الہ الا اللہ  
 خدا جلنے مقامِ دل کہاں ہے  
 فلک جس طرح آنکھ کے تل میں ہے  
 اسی جلوت میں ہے خلوتِ نشین دل

(علامہ اقبالؒ)

بابا جی گاموں شاہ صاحبؒ نے فرمایا۔ اول تو کوئی اُلجھن درپیش نہ ہوگی۔  
 مگر کسی وقت بھی اگر تم عقدہ کُشائی کی ضرورت محسوس کرو تو اپنے قبلہ شیخ صاحبؒ  
 کی طرف رجوع کرنا یا میرے پاس چلے آنا۔ تمہارا ذوق و شوق اتنا تیز ہے۔  
 اور معلوم دیتا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ایک نہ ایک دن تم ضرور میدان مار لو  
 گے۔ ہو سکتا ہے کہ اُس وقت تک میں اس دُنیا میں موجود نہ رہوں۔ ہاں اگر  
 تم کسی وقت میری اولاد میں سے کسی اہل شوق و اہل محبت کو راستہ بتا سکو تو  
 یہ تمہاری مہربانی ہوگی۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے عرض کی۔ قبلہ بابا جیؒ! آپ اپنے  
 بیٹوں میں کسی کو خود راہ سلوک و راہ حقیقت کیوں نہیں بتا دیتے؟ فریلنے  
 لگے۔ میرے عزیز! اس وقت ان میں سے کوئی بھی اہل نہیں ہے اور نہ ہی

کوئی شوق رکھتا ہے اور میرے پاس اب وقت بھی زیادہ نہیں ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کا محبوب کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تمہاری راہنمائی و نگرانی فرمائیں (آمین) اور تم منزل تک پہنچ جاؤ اور مقصود کائنات کو پالو (آمین) عزیز دوست! اللہ حافظ، اور ہاں۔ بابا نور شاہ صاحب کے مزار پر جانا اور جب ملاقات فرمائیں تو کہہ دینا کہ میں نے اُن کے کہنے کے مطابق کام کر دیا ہے اور ستر کائنات و ستر الہی تمہیں بتا دیا ہے۔ انہیں میرا سلام عرض کرنا۔

راز ہستی راز ہے، جب تک کوئی محرم نہ ہو اللہ حافظ

کھل گیا جس دم، تو محرم کے سوا کچھ اور نہیں  
 (اس کے بعد علم نہیں ہے کہ قبلہ چوہدری صاحب کی حضرت قبلہ بابا گاموں  
 شاہ صاحب سے شاید ہی دوبارہ ملاقات ہوئی ہو۔ ہاں البتہ چند سال بعد اُن  
 کا ایک صاحبزادہ قبلہ چوہدری صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور راہ سلوک  
 راہ دوست کی طلب کا اظہار کیا تھا۔ قبلہ چوہدری صاحب جن کو اُس وقت  
 اس میدان عرفان میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کامیابی نصیب ہو چکی  
 تھی۔ صاحبزادہ صاحب کو راہ حق کا سبق دے دیا تھا اور راستہ بھی سمجھا دیا  
 تھا۔ حضرت قبلہ فرماتے تھے مگر بعد میں انہوں نے زیادہ دلچسپی کھیتی ہاڑی  
 اور کاروباری لینا شروع کر دی تھی۔ اُن کے بعد کے حالات کا علم نہیں ہے)



# وَالْمَقْصُودُ مَوْجُودٌ

قبلہ بابا گاموں شاہ صاحب قادری کے سبق اور نصیحت کے مطابق قبلہ چوہدری صاحب نے قلب میں غوطہ زن ہو کر خلوص و محنت کے ساتھ ذکرِ الہی مزید تندہی اور توجہ کے ساتھ کرنا شروع کر دیا۔ اپنے اندر خواص کیا اور آتشِ عشق مزید بھڑکانی۔

حضرت قبلہ کھیتی باڑی کرتے وقت بھی سمتِ توجہ باطن میں رکھتے۔ گھر باہر اور کام کاج میں ذکرِ الہی سے غافل نہ رہتے۔ چلتے پھرتے اور سوتے جاگتے میں ذکر اللہ جاری رہتا۔ قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے۔ طبیعت بہت پُرسرت اور پُرسور رہتی۔ دوست کی جانب سفر کا آغاز اب سمت کے ساتھ ہو چکا تھا۔ مکین کے مکان کی نشاندہی ہو چکی تھی اور حضرت قبلہ مکین کی جستجو میں سرگرم عمل تھے۔

ہر اک ذرہ میں ہے شاید مکین دل اسی جلوت میں ہے، جلوت نشین دل

(علامہ اقبالؒ)

وہ ہمیشہ خوش و خرم نظر آتے کبھی کسی طرف کوسوں نکل جاتے اور کبھی کسی طرف سفر کی طوالت اور تھکان کا کبھی احساس نہ ہوتا۔ نظر پر قدم رکھتے اور توجہ در قلب۔ اُن کو مقصود کائنات ہی مطلوب رہتا۔

(حدیث شریف)

قلوب المومنین عرش اللہ

ذکر اللہ کے اثرات جیسے کہ پہلے بیان کئے جا چکے ہیں نمودار ہوتے رہے۔



مثلاً ایک قدم اٹھاتے اور دوسرے قدم پر آن واحد میں کئی میل کی مسافت طے ہو جاتی۔ جسمانی پرواز کا سلسلہ۔ ماضی، حال اور مستقبل کی بہت سی باتوں کا انکشاف جسم میں گرمی کی شدت اور پانی ڈالنے پر بھی کپڑے خشک رہتے۔ اور جہاں بھی آپ استراحت فرماتے، غذا و پھل وغیرہ غیب سے ہتیا ہو جاتے۔ کسی بیمار یا آسیب زدہ کو دم کر دیتے تو اُس کی تکلیف رفع ہو جاتی۔ آپ نصیحت فرماتے تھے کہ درویش ان تمام باتوں پر رُکے نہیں اور یہ عارضی ہوتی ہیں اور مقصود نہیں ہیں اور اگر سالک نے کسی ایک پر بھی اکتفا کیا اور رُک گیا تو وہ منزل مقصود تک نہ پہنچ پائے گا اور امانتِ الہی کا حامل نہ ہو سکے گا۔

پرانے بزرگانِ دین بھی اکثر ملاقات کرتے اور بہت شفقت فرماتے۔ عقدہ کشائی اور راہنمائی بھی کر دیتے۔ تسلی و تشفی بھی دیتے اور فرماتے۔ یہ راستہ بالکل سیدھا ہے اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی طرف براہ راست اور بے خوف و خطر جاتا ہے۔ یہ وصل کا راستہ ہے۔ جلوت میں بھی اور خلوت میں بھی اور ہم اسی راہ پر چلے تھے۔ ہمت سے کام لینا اور پختہ قدم رہنا۔

وہ دن رات ذکرِ الہی میں مشغول رہتے۔ سوتے میں ذکر جاری رہتا۔ جب با وضو ہوتے تو درود شریف پڑھتے رہتے۔ چلتے پھرتے یہی مشاغل رہتے۔ گھر میں بھی اور کھیتوں میں بھی۔ بات چیت بہت کم کرتے۔ بلکہ تسبیح چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ گفتگو کرنے کو دل ہی نہیں چاہتا تھا۔ ہر آن نظر و توجہ دوستِ حقیقی کی لگن میں مگن رہتی اور طبیعت اُس کی محبت میں ڈوبی رہتی اور اس کی آمد آمد کی منتظر رہتی۔

کئی کئی دن بھوک کا احساس یا غذا کی طلب نہ ہوتی۔ گرمی، سردی، ٹوا اور بارش قبلہ چوہدری صاحب کے مشاغل ذکر اور درود شریف کی راہ میں رکاوٹ

نہ بن پاتیں۔ طبیعت ذکرِ الہی میں ڈوبی رہتی۔ سماعت و بصارت، دل و دماغ اور جسم کا لوں لوں ذکر اللہ کرتا۔ اندھیرے اور سویرے میں بیابان و آبادی میں قبلہ چوہدری صاحب کا ساتھ دیتا۔

۱۔ کشور و نمودِ خودی اور

عطائے مشاہدۂ امانتِ الہی

بالآخر مالکِ حقیقی نے پردہ اٹھایا اور جدھر دیکھا وہی نظر آیا۔ ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی۔ شانِ جلال، صورتِ جمال میں نمودار ہوئی۔ مکانِ ممکن سے آباد ہوا اور مشاہدۂ حق ”فَإِنَّمَا تُولُوا فَتَمَّ وَحْبَهُ اللَّهُ“  
 ”وَسَخُنُ اقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ“<sup>۱</sup> ”وَفِي أَنْفُسِكُمْ؟  
 أَفَلَا تَبْصُرُونَ“<sup>۲</sup> ”مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ“ اور  
 ”إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ...“ نصیب ہوا۔

۱۔ اسلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر  
 کرتے ہیں خطابِ آخر، اٹھتے ہیں حجابِ آخر  
 ۲۔ جنہیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں  
 وہ نکلے میرے ظلمت خانہ دل کے مکینوں میں

(علامہ اقبالؒ)

۳۔ رنجِ پاؤں دھماں نی آج پی گھر آیا لال نی

(بابا بھٹے شاہؒ)

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ جلوت میں بھی دوستِ حقیقی جلوہ افروز  
 تھا اور باطن میں بھی صورت پذیر یہ سب کچھ مالک کائنات کا خاص فضل و کرم اور

انعام تھا۔ اُس نے ظاہر اور باطن میں اپنے وصل سے نوازا۔ باطن میں مقامِ قلب  
 کھل گیا۔ کثود و نمودِ خودی ہوا۔ چشمِ بینا تو عطا ہو چکی تھی، اب دلِ بینا بھی عطا ہوا۔  
 اور الْمَقْصُودُ مَوْجُودٌ ہوا۔

خودی کی خلوتوں میں مُصطفائی  
 خودی کی خلوتوں میں کبریائی  
 زمین و آسمان و کرسی و عرش  
 خودی کی زد میں ہکساری خدائی  
 ہر اک ذرہ میں ہے شاید مکینِ دل  
 اسی جلوت میں ہے خلوت نشینِ دل

(علامہ اقبالؒ)

حُسنِ جمالِ کمالِ معانی کرے نگاہاں مائل  
 پاکِ خصائل، نالِ فضائل اندر عُمُرِ اوائل  
 گلِ مراتبِ حقیقی حَسَلتی، تنزیہی تشبیہی  
 مظہرِ حُمد، حمیدِ حقیقی ایہہ مکشوفِ بدیہی  
 افضل، اطہر، اکمل انور جہیں وچ سب وڈیاں  
 عدمِ تکلف والیاں جس تھیں وھندیاں ندیاں آیاں

(مولانا غلام رسولؒ)

الف اُحدِ دئی دکھالی از خود ہو یا فانی ہو  
 عینوں عین تھتوں سے (حضرت بابو) سر و وحدت سبحانی ہو  
 غفلت کنوں نہ کھلے پردہ دل جاہل بُت خانہ ہو  
 واہ نصیب تہنا ندے (حضرت بابو) جہاں ملیا یا ریگانہ ہو

(حضرت سلطان بابو)

بگیرِ مُصنّفہ عشقِ درنگِ تنِ بڑا سے  
 ہیں در آئینہ جاںِ جمالِ جاناں را  
 (خواجہ معین الدین چشتیؒ)

سوہنا پھل گلاب معشوق بڈھا، راج پترتے سگھر سبجان ہے نی  
 وارث شاہ سالوں نظر آوندائے ایہہ تاں میردی خاص امان ہے نی  
 (بابا وارث شاہ)

گر ترا گوئی ز مستی بواحسن  
 چوں خلیل آمد خیال یار من  
 یا صغیرا بسن یا رطب البدن  
 صورتش بت معنی او بت شکن  
 (مولانا روم)

شرف حسن ازل بینی بچشم جان و دل ہر دم  
 دید حسن خویش با چشم شہود  
 عیاں در جلو جانہا، نہاں در خلوت دلہا  
 خود سختی کرد در ملک وجود  
 (بابا شرف الدین بوعلی قلندر)

ایہہ تلکن بازی و میراے  
 کیوں خلقت باہر صوفی پندی اے  
 عظم عظم کے ٹرو اندھیراے  
 وڑ اندر دیکھو کیہڑاے  
 منہ آئی بات نہر ہندی اے  
 ہر ہر وچ صورت رب دی اے  
 منہ آئی بات نہر ہندی اے  
 (بابا مجھے شاہ)

ارواح نفوس عقول و عظم  
 کل یار اغیار کومن یار و عظم  
 انسان ظلوم جہول و عظم  
 ہر صورت وچ دیدار و عظم  
 (خواجہ غلام فرید)

اس صورت نوں میں جان اکھاں  
 پرح اکھاں تے رب دی شان اکھاں  
 جانناں کہ جان جہاں اکھاں  
 جس شان تھیں شانناں سب بنیاں  
 سبحان الله ما اجملك  
 ما احسك، ما اكملك

کہتے مہر علی، کہتے تیری شمار گستاخ اکھیں، کہتے جا اڑیاں

مکین مکان میں خلوت نشین ہوا۔ امین کو امانت نصیب ہوئی۔ یہ بار امانت ازل سے جس کا مالک حقیقی نے وعدہ فرمایا تھا۔ باطن میں ظہور پذیر ہوا۔ ظلمت و جہل یعنی صفت کثافت کے حامل حضرت انسان، مردِ مؤمن کی جسامت نے آئینے کا روپ دھارا اور نورِ ازل، شانِ جمال و جلال شکلِ امانت میں آشکارا ہوئی اور خاکِ آدم میں صورت پذیر ہوئی۔

”إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا“

ہے بار امانت چاہے سکے زمینِ فلکِ سچے  
”ظالم جاہل“ جسے نہ ہونڈل نہ پونڈل و چکے  
”ظلم“ کماذیاں چنڈاں گلیاں کل گرداں و چ زلیاں  
در الجبوں لاٹاں بلیاں تس وچ خوئیاں چلیاں  
(مولانا غلام رسول)

ہے خودی کیا ہے؛ رازِ درونِ حیات  
اندھیرے اُجالے میں ہے تابناک  
ازل سے ہے یہ کشمکش میں اسیر  
یہ ہے مقصدِ گردشِ روزگار  
حقیقت پر ہے جامہٴ حرفِ تنگ  
فروزاں ہے سینے میں شمعِ نفس  
اے امینے از امانت بے خبر  
لے صفات ”ظلم و جاہولاً“

خودی کیا ہے؛ بیداری کائنات  
من و تو میں پیدا، من و تو سے پاک  
ہوئی خاکِ آدم میں صورت پذیر  
کہ تیری خودی تجھ پہ ہو آشکار  
حقیقت سے آئینہ گفتارِ تنگ  
مگر تابِ گفتار کہتی ہے بس  
غم مخور اندر ضمیر خود نگر  
(علامہ اقبال)

غلومی و جھوٹی ضد نور اند      و لیکن مظہر عین ظہور اند  
 چوں پشت آئینہ باشد مگر      نماید روی شخص از روئے دیگر  
 حضرت قبلہ چو ہدی صاحب بیان فرماتے تھے کہ ”وَفِي أَنْفُسِكُمْ...“  
 کی بصیرت نصیب ہوئی اور حقیقت نور السموات والارض کو ”اقرب  
 من جبل الوریڈ“ پایا۔ یہ مالک حقیقی کا اپنے بندے پر خاص فضل و کرم  
 تھا۔ جو انہیں نبی رحمت۔ سید المرسلین و خاتم النبیین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے  
 طفیل نصیب ہوا۔

## ب۔ فَنَافِي الرَّسُولِ مَقْبُولٍ (عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ) فَنَافِي اللَّهِ وَرَبِّهَا اللَّهُ

اُمّی و بندہ مومن کو شانِ مُصطفائی اور شانِ کبریائی کا مشاہدہ نبی کریم (علیہ  
 الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل اور اُن کی وساطت سے ہی عطا ہوتا  
 ہے اور مرکزِ دولت و صلِّ مقامِ خودی ہے اور جب مقامِ خودی سے پردے  
 اور حجابات اٹھتے ہیں تو اُمّی کو امانتِ الہی عطا ہوتی ہے اور وہ اس دولت کا  
 حامل اور امین بن جاتا ہے اور مردِ حق و اصل بالرسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام)  
 اور واصل باللہ ہو جاتا ہے اور انہی مقامات کو بعض بزرگانِ دین نے فَنَافِي  
 فِي الرَّسُولِ مَقْبُولٍ (عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ) اور فَنَافِي اللَّهِ مَقْبُولٍ کہا ہے اور بقا باللہ  
 وہ مقام بتایا ہے کہ وہ واصلین اولیاء اللہ جو بالخصوص عطا ئے امانتِ الہی و  
 خلوت میں مشاہدہ حق اور جذب و استغناء کے تسلسل سے واپس لوٹ جاتے  
 ہیں یا لوٹا دیئے جاتے ہیں اور جنہیں پھر خلوت میں مشاہدہ حق اور سرور و استغنا  
 میں زیادہ تسلسل و استقلال عطا ہوتا ہے۔ انہیں لطف و کرم کبریا اور نگاہِ رحمت  
 مُصطفیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے طفیل مقامِ بقا باللہ نصیب ہوتا ہے۔

خودی میں ڈوبتے ہیں پھر ابھر بھی آتے ہیں  
مگر یہ حوصلہ مردِ بیخ کا رہ نہیں (علامہ اقبال)

## ج. فنا فی اللہ و تصور شیخ

حضرت قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے فنا فی اللہ یعنی شیخ صاحب کے خیال و تصور میں ڈوبے رہنے اور بالآخر اس میں گم ہو جانے کی یہ ان کو قبلہ شیخ سائیں مراد علی شاہ صاحب چشتی اور نہ ہی قبلہ بابا گاموں شاہ صاحب قادری نے کبھی تلقین فرمائی بلکہ قبلہ سائیں صاحب کہا کرتے تھے کہ درویش سالک خیال میں اور لگن میں ہمہ وقت مقصود کائنات میں ڈوب رہے اور گم رہے جو وقت اور عرصہ بھی شیخ صاحب کے خیال یا لگن میں صرف کرنا ہے۔ اُس سے کروڑوں درجہ بہتر ہے کہ سالک اپنی توجہ و خیال نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی جانب مرکوز رکھے کیونکہ اُمتی اور مردِ مومن کی منزل مقصود آپ رحمت اللعالمین محبوب رب العالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذاتِ بابرکات ہے۔

بمُصطفیٰ برسائِ خویشِ راکہ دینِ ہمہ اوست

گر باؤ نہ رسیدی تمام بولہ بیست (علامہ اقبال)

حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ اگر سالک اپنے شیخ کامل کے خیال اور لگن میں ہی کھویا رہا اور اُس کا آخری وقت آگیا اور وہ اس حال میں جہانِ فانی سے نصرت ہو گیا تو سالک نے کیا کیا؟ اس کے برعکس اگر درویش سالک اپنے شیخ کامل کے حلقہ ارادت میں داخل ہو کر اور اُن سے ذکر و اذکار اور سبق و اسباق لینے کے بعد منزل مقصود کی طرف گامزن ہو جاتا ہے اور خیال و توجہ حضور کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی طرف مرکوز رکھتا ہے اور اسی اشارہ اور حال میں اُس کا آخری وقت

آجاتا ہے اور چاہے وہ منزل مقصود تک نہیں پہنچ پایا۔ مگر یہ درویش میدان مار گیا اور وہ اس جہانِ فانی سے بہت ہی کامیاب رخصت ہوا۔ کیونکہ آخری لمحات میں بھی اس کا خیال اور توجہ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذات مبارک پر تھی اور اس کا اہتمام ذکر اللہ اور درود شریف پر ہوا۔

## د۔ واصیلین اولیاء کرام کی چند منضبی خصوصیات

اللہ تعالیٰ ان واصیلین اولیاء کرام کو خاص اور مختلف ذمہ داریاں سونپ دیتا ہے۔ مثلاً دین کی تبلیغ، علم دین کی اشاعت، درس و تدریس کا سلسلہ و مدرسوں کا قیام، قرآن و احادیث کی تعلیم اور اس پر عمل اور شہرہ بدروح و شیطانی مخلوق و جادو و سحر سے حفاظتی اقدام و تدابیر۔ اصلاح معاشرہ و تسخیر کائنات، قرآن و احادیث کے ظاہر و باطنی علوم کی تعلیم و تربیت، عبادت و ریاضت اور تزکیہ نفس، اتباع احکام قرآن و سنت مبارک اور اطاعت اللہ تعالیٰ و رسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام)، تعلیم قرب و زیارت پاک نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور وصل بالرسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) و وصل باللہ یعنی جلوت و خلوت میں مشاہدہ حق کی تعلیم . . . . .

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ واصیلین اولیاء کرام جو وصل بالرسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور وصل باللہ کی لذتوں اور انوار و تجلیات میں گم رہتے ہیں اور خودی میں ڈوبے رہتے ہیں۔ ہمہ وقت سرور و مستی اور جذبہ استغفار کے عالم میں خود رفتہ رہتے ہیں۔ گرمی سردی، دھوپ بارش اور غذا وغیرہ کا ہوش نہیں ہوتا۔ کبھی ہوش میں آتے بھی ہیں تو جذب و مستی و استغفار ہی طبیعت پر غالب رہتا ہے۔ ان اولیاء کرام کا عوام الناس سے زیادہ تعلق



نہیں ہوتا اور نہ ہی زیادہ لوگ ان کے گرد رہتے ہیں۔ جب کبھی ہوش میں آتے  
 ہیں تو کسی بھی خادم، دوست، طالب یا قریب رہنے والے کو بحکم الہی، راستہ  
 حق، ذکر اللہ اور اسرار و رموز عرفان الہی سے آگاہ و آشنا کر دیتے ہیں اور  
 کچھ اسباق بھی بتا دیتے ہیں۔ پھر دوست و سالک کی تربیت باطنی طور پر از خود ہوتی  
 رہتی ہے اور وہ عرفان کی منازل طے کرتا رہتا ہے۔ بیشتر اوقات ایسا ہوتا ہے  
 کہ دوسرے سمعہ اولیاء اللہ اُس سالک کی نگہداشت رکھتے ہیں اور ملاقات  
 کر کے اُس کی تربیت فرما دیتے ہیں اور کچھ مزید اسباق وغیرہ سے بھی آگاہ کر دیتے  
 ہیں اور اگر سالک کسی مشکل، رکاوٹ یا الجھن میں پھنس جائے تو اولیاء عظام  
 اُس کو ان مراحل و رکاوٹوں سے نکال دیتے ہیں۔ یہ واصلین اولیاء اللہ مالک  
 حقیقی کے ذکر و فکر اور جلوت و خلوت میں مشاہدہ وصل کی لذتوں اور رعنائیوں  
 میں گم رہتے ہیں اور مالک کائنات ہی ان کا مقصود ہوتا ہے جو ان کی بصارت  
 نگاہ و بصیرت قلب میں موجود ہوتا ہے۔ ظاہری طور پر بھی اور باطنی طور پر بھی  
 آنکھیں کھولیں جب بھی اور آنکھیں بند کریں تو جب بھی وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و  
 کرم اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے طفیل مشاہدہ حق میں گم۔ اسی جذب و  
 مستی اور استغثار میں سرشار اور عموماً عموماً اسی حالت میں رہتے ہیں۔ بالآخر ان کا  
 آخری وقت آجاتا ہے اور وہ اس جہان فانی سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ ان  
 میں سے بعض کا قبر کا نشان وغیرہ رہ جاتا ہے جس پر بعد میں عقیدت مند لوگ  
 مزار تعمیر کر لیتے ہیں۔ مگر بعض کا وفات کے بعد قبر وغیرہ کا نشان بھی نہیں رہتا۔  
 اور اس طرح ان کا عام لوگوں کو پہتہ نہیں چلتا۔ ان تمام اولیاء کرام کا زندگی بھر  
 مطمح نظر عشق و اتباع رسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہی رہا اور وہ اسی  
 لگن میں مگن رہے اور کبھی بھی کسی دوست، طالب یا شاگرد سے یہ نہ کہا کہ مرنے

کے بعد اُن کی قبر کسی اچھی جگہ بنوانا، یا اُس پر اچھا سا مزار و گنبد تعمیر کروانا۔ وقت کے بعد اگر دوست و احباب نے ایسا کر دیا اور سال بہ سال عرس کے موقع پر ختم قرآن شریف کا اہتمام کیا اور غزبار میں کھانا تقسیم کیا تو یہ اُن کی سعادت اور عقیدت مندی تھی۔

## ۱۰۔ وَالْمَقْصُودُ مَوْجُودٌ

قبلہ چوہدری صاحب سے استفسار کیا گیا کہ آپ کو اس راہِ عشق پرہ گامزن ہونے اور عرفان الہی کے اسباق لینے کے بعد کتنی مدت میں منزل مقصود تک رسائی ہوئی۔ آپ نے بخوشی و وضاحت فرمائی کہ میں اپنے شیخ مُرشد قبلہ سائیں مراد علی شاہ صاحبِ حشتی سے ذکر اللہ کی تعلیم و اسباق اور قبلہ سائیں کاموں شاہ صاحبِ قادری سے ستر الہی و ستر وحدت کے انکشاف و عقودہ کثافی اور پُرانے اور حاضر العصر بزرگانِ دین کی راہنمائی۔ اسباق و ریاضت کی پابندی۔ نمازِ تہجد اور رُود و شریف میں کثرت۔ ذکر اللہ کے جاری ہونے، رسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ محبت و عشق، یگانگت و پیروی اور پھر سب سے زیادہ نبی آخر الزمان، رحمت للعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی بے حد شفقت و رحمت نطف و النعام کے طفیل اور مالکِ کائنات۔ رب العالمین کے فضل و کرم سے سات آٹھ سال کے عرصہ میں منزل کو پہنچا اور مقصود کائنات تک رسائی نصیب ہوئی۔ اس وقت میری عمر تقریباً بیس برس ہوگی اور مالکِ کائنات نے ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی مشاہدہ ذات سے نوازا۔ یہ سب اُس کی عطا تھی۔ صفات میں بھی کرم فرمایا اور ذات میں بھی۔ کئی ماہ تک تسلسل کے ساتھ اور پھر کئی برس تسلسل کے بغیر مقامِ خودی کھلا رہا اور مشاہدہ حق ہوتا رہا۔ آنکھیں کھولوں جب

بھی آسمان پر۔ فضا میں۔ پہاڑوں اور پیڑوں پر جلوت میں اور آنکھیں بند  
 کروں تو جب بھی جلوت میں حُسنِ جمال و جلال، برتر و عدت سُبحان "بصورت"  
 امانت الہی سامنے ہوتے اور مشاہدہ ذات ہوتا رہتا۔

فَايْمًا تُولُوْا فِثْمَ وَحْبِهِ اَللّٰهُ (پا۔ البقرہ ۱۱۵)

اِنَّا عَرَضْنَا الْاِمَانَةَ عَلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ  
 فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ  
 اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝

(پا۔ الاحزاب ۷۲)

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاَفَاقِ وَفِيْ اَنْفُسِهِمْ حَتٰى يَتَبَيَّنَ  
 لَهُمْ اِنَّهٗ الْحَقُّ ۝

(پا۔ حم سجد ۵۳)

وَفِي الْاَنْفُسِكُمْ ۝ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ (پا۔ الذاریت ۲۱)

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ (فرمانِ حضرت علیؓ)

نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا فیضانِ نظر، مشکل کشائی، دستگیری و رہنمائی  
 ہر آن آپ کی غلامی و نصرت شامل حال رہی اور جب کبھی بھی جہاں کہیں بھی -  
 مشکل، رکاوٹ و الجھن درپیش ہوتی۔ پُرانے بزرگانِ دین۔ اصحابِ کرامؓ۔ خواجہ  
 حضرات اور خود ذاتِ رحمت اللعالمین و خاتم النبیین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) عقدہ کشائی  
 فرمادیتے اور تمام مشکلات، رکاوٹیں اور الجھنیں دور ہو جاتیں۔ راستہ آسان ہوتا  
 گیا اور مشاہدہ ذات نصیب ہوا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور  
 کریم رُؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کی اپنے ادنیٰ غلام پر خاص رحمت و  
 شفقت کے سبب ہوا۔ مطلوب کائنات مقصود ہوا اور مقصود کائنات موجود ہوا  
 وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدٌ ۝



## بزرگان دین سے ملاقاتیں اور مبارکبادیں

حضرت قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ حضور کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مقامِ خودی، مقامِ مشاہدہ ذات کھل گیا اور ہم وقتِ طبیعت مالک کے دیدار میں ڈوبی رہتی۔ اور جسم میں بے پناہ حدت و جلالی کیفیت طاری رہتی۔ اکثر پُرانے بزرگان دین ملتے اور راہنمائی فرمادیتے۔ مبارکباد دیتے اور حوصلہ افزائی ہی فرماتے۔ پہلے پہل بابا نور شاہ اور بابا عنایت شاہ ولی جن کے مزار گاؤں کے پاس ہی تھے، ملتے اور فرمایا کہ ہم بہت خوش ہوئے ہیں۔ عزیز بیٹے کہ آپ کو منزلِ مقصود تک رسائی نصیب ہوئی اور کہا کہ اب درود شریف کا ورد بکثرت کیا کریں اور یہ وہ ورد و عمل مبارک ہے جو اللہ تعالیٰ اور فرشتے بھی کر رہے ہیں۔ انہوں نے مبارکباد دی اور ثابت قدمی کی دعا فرمائی۔

قبلہ چوہدری صاحب کا معمول تھا کہ آپ رات کو دو بجے اُٹھتے۔ موسم گرمائیں اکثر غسل فرماتے اور اپنے باغ سے مٹھی بھر موتیے کے پھولوں کی کلیاں اکٹھی کر لیتے اور مُصلے پر رکھ لیتے اور دو، چار یا چھ نوافل ادا کرتے پھر درود شریف آہستہ آواز میں پڑھتے رہتے۔ اکثر آپ قبلہ درود تاج پڑھا کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ عموماً ایسے ہوتا تھا کہ جونہی میں پانچ سات مرتبہ یا کبھی زیادہ بھی یہ درود پاک ختم کرتا۔ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی آواز مبارک آجاتی۔

آپ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) فرماتے "غلام حیدر" ہم بہت خوش ہوئے ہیں اور کبھی کبھی آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) زیارت پاک بھی عطا فرمادیتے۔ اور درود شریف کی قبولیت کا اظہار بھی فرمادیتے اور میری خوشی کی انتہا نہ رہتی اور میں اُس وقت درود شریف کا پڑھنا بند کر دیتا۔ پھر ذکر الہی میں مشغول ہو جاتا۔ شروع سے لے کر آخر تک قبلہ چوہدری صاحب کا یہی معمول رہا ہے نصیب۔

ایک رات قبلہ چوہدری صاحب اپنے اس معمول سے فارغ ہوئے تو بابا شاہ عنایت ولیؒ کے مزار کی طرف چل دیئے۔ یہ مزار تین چار سو سال پرانا تھا۔ ان بزرگ ولی اللہ کے متعلق مشہور تھا کہ آپ بہت جلالی طبیعت کے ہیں۔ اکثر لوگ ان کے مزار پر حاضری نہیں دیتے تھے۔ اندر داخل ہوتے وقت ڈر لگتا تھا۔ ویسے بھی لوگوں نے سن رکھا تھا کہ یہاں اندر ایک بہت بڑا اڑوٹا رہتا ہے اور بعض نے شاید دیکھا بھی تھا۔ بعض کا خیال تھا کہ مزار شریف کے اندر جنات کا ڈیرہ ہے۔ لوگوں میں خوف کی وجوہ کچھ بے بنیاد نہ تھیں۔ بہر حال قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ میں نے نماز تہجد اور درود شریف سے فارغ ہو کر ایک رات بابا شاہ عنایت ولیؒ کے مزار پر حاضری کا ارادہ کیا۔ کچھ مویٹے کے مچھول لئے اور مزار کی راہ لی۔ اندر داخل ہو کر سلام عرض کیا اور کلیاں قبر پر پھینکیں اور ایک دو دفعہ درود تاج شریف پڑھا۔ میں باہر نکلنے لگا تھا کہ قبر سے بابا شاہ عنایت ولیؒ باہر نکل آئے! انہوں نے سلام کیا فرماتے لگے کہ نصف شب کو نماز تہجد کے بعد ایک دو دفعہ یہاں درود شریف پڑھ جایا کریں۔ بڑا لطف آتا ہے۔ قبلہ چوہدری صاحب نے کہا، بابا جی اچھا دیکھوں گا۔ دوسری شب بھی قبلہ چوہدری صاحب نماز تہجد

کے بعد وہاں گئے اور تیسری رات کو بھی اور درود شریف پڑھ کر اور سلام کر کے واپس آگئے۔ چوتھی، پانچویں رات کو بلکہ کئی راتوں تک وہاں مزار پر حاضری نہ دی۔ حضرت قبلہؒ فرماتے تھے کہ ایک رات میں نماز تہجد درود شریف سے فارغ ہو کر ذکر الہی میں مشغول تھا کہ بابا عنایت شاہ ولیؒ مزار سے نکل کر اُن کے پاس اُن کھڑے ہوئے اور سلام کیا اور فرمائے لگے۔ میرے عزیز دوست! آپ آج کل مزار پر نہیں آتے۔ جتنی دفعہ آپ آتے رہے، درود شریف سن کر طبیعت بہت پُر لطف رہی۔ اب آپ کا انتظار رہتا ہے۔ قبلہؒ فرماتے تھے کہ میں نے عرض کیا۔ بابا جی قبلہؒ! میں اس لئے نہیں آتا کہ میرے درود شریف پڑھنے میں فرق پڑتا تھا اور طبیعت کا رُحجان حضور کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی طرف سے قدرے ہٹ جاتا تھا، لہذا آپ سے معذرت خواہ ہوں اور آپ درگزر فرمائیں گے۔ بابا جیؒ نے فرمایا کہ میرے عزیز دوست ہفتہ میں ایک بار ہی آجایا کرو۔ درود شریف سن کر طبیعت بہت پُر سوز ہو جاتی ہے۔ قبلہؒ فرماتے تھے کہ میں نے عرض کی کہ میں دیکھوں گا۔ پھر بابا جیؒ نے فرمایا کہ مجھے پتہ ہے کہ آپ کی پڑھائی و ریاضت میں حرج ہوتا ہے مگر کبھی کبھار ادھر سے گزرتے وقت ایک دفعہ ہی درود شریف سنا جایا کرو۔ قبلہ چوہدریؒ صاحب کہتے تھے کہ پھر میں جب کبھی ادھر سے گزرتا تو مزار شریف کے اندر داخل ہو کر ایک دفعہ درود تاج شریف پڑھتا۔ بابا جیؒ بہت خوش ہوتے اور رحمت فرماتے۔ قبلہ چوہدریؒ صاحب نے فرمایا کہ مجھے کبھی بھی وہاں سے ڈر نہیں آیا اور نہ ہی اڑ دلا اور جنات نے تنگ کیا۔

قبلہ چوہدریؒ صاحب نے بیان کیا کہ ایک دن میرے استفسار پر

بابا جی شاہ عنایت دلیؒ نے فرمایا کہ میری طبیعت کا میلان ایسا ہے کہ میں نہیں چاہتا کہ دنیا دار لوگ میرے مزار پر حاضری دیں اور دنیاوی خواہشات یہاں بیان کریں۔ یہاں اُن کو واقعی اڑ دیا اور جنات وغیرہ کا ڈر لگتا ہے۔ اور وہ یہاں آنے سے گھبراتے ہیں۔ جب میں دُنیا نے فانی میں زندہ اور موجود تھا اُس وقت بھی میری طبیعت دنیا داروں سے گھبراتی تھی، اور وہ میرے پاس بہت کم آتے تھے۔ یہ میری طبیعت کا رُحمان تھا۔ ہاں اگر کوئی میرے پاس اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی طرف راستہ پوچھنے آتا تھا۔ اُس سے میری طبیعت بہت لگتی تھی اور میں اُس کو فی سبیل اللہ صراطِ مُستقیم بتا دیتا تھا اور اُس کی نگہداشت بھی رکھتا تھا۔ یہی مجھے اچھا لگتا تھا۔



## حضرت مولانا غلام رسول صاحب سے شرفِ ملاقات

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ ایک دفعہ کسی کام کے سلسلہ میں میرا ایک دوست کی ہمراہی میں عالم پور کو ٹرک سے گزر رہا تھا۔ جون کا مہینہ تھا۔ اور شدید گرمی تھی۔ سوچا کہ دوپہر کو اس قصبہ میں آرام کر کے عصر کے بعد یہاں سے آگے روانہ ہوں گے۔ دل میں آیا کہ پہلے حضرت مولانا غلام رسول صاحب کے مزار پر حاضری سے دیں اور دعائے فاتحہ پڑھ لیں۔ بعد میں کسی کے ہاں آرام کریں گے۔ استفسار پر ایک شخص نے بتایا کہ قبلہ مولانا صاحب کا مزار شریف قصبہ سے آدھا میل دور کھیتوں میں ایک کنویں و راہٹ کے پاس ہے۔

ہم وہاں پہنچے اور وضو کیا اور مزار کی جانب ہو لئے۔ ابھی ہم مزار شریف کے باہر ہی تھے کہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب اپنی قبر میں سے نکل کر پہلے ہی دروازے میں کھڑے تھے اور مسکرا رہے تھے۔ میں نے بڑے ادب کے ساتھ انہیں سلام عرض کیا اور مصافحہ کیا۔ انہوں نے وعلیکم السلام کہا اور فرمایا چوہدری صاحب! آپ نے اتنی سخت گرمی میں یہاں مزار پر آنے کی زحمت کی ورنہ میں نے گاؤں جا کر آپ سے ملنے کا ارادہ کیا ہوتا تھا اور مجھے کل ہی علم ہو گیا تھا کہ آپ کل عالم پور

۱۔ عالم پور کو ٹرک ضلع بوشیا پور (مشرقی پنجاب) کا ایک قصبہ ہے۔

۲۔ حضرت مولانا صاحب کتاب احسن القصص (جو بہت سی آیات قرآن شریف و بالخصوص سورۃ یوسف کی تفسیر پر مبنی ہے) کے مصنف ہیں۔ دراصل یہ کتاب طریقت و معرفت حقیقی کے مختلف مراحل و مدارج کی تشریح ہے اور مشاہدات و عرفان الہی کے مختلف پہلوؤں کو بیان کرتی ہے۔ مقام خودی، وصل حقیقی، امانت و نیابت الہی اور مرتبہ اولی الامر کے اسرار کو کھولتی ہے۔



کو ٹلے ہمیں گے۔

میں نے عرض کیا حضرت قبلہ! یہ تو مجھ پر لازم تھا کہ میں عالم پور کو طلبہ نہیں  
اور ایک بہت جتید عالم دین، عشق رسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور عرفان الہی  
میں مستغرق اور جنہیں ظاہر و باطن میں وصل بالذات رسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام)  
وصل باللہ اور امانت الہی کی دولت عظمیٰ عطا ہوئی ان کے مزار شریف پر حاضری  
دوں۔ دعائے فاتحہ پڑھوں اور وہاں بیٹھ کر نبی کریم، رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام)  
کی ذات مبارک پر دُرود شریف پڑھنے کی سعادت حاصل کروں۔ اس بات پر  
حضرت مولانا غلام رسول صاحب مزار کے اندر تشریف لے گئے اور قبر میں بیٹھے  
نظر آتے رہے۔ میں نے پہلے دعائے فاتحہ و مغفرت پڑھی۔ پھر کچھ دیر دُرود شریف  
پڑھتا رہا۔ اس دوران میں جب بھی حضرت مولانا صاحب کی طرف دیکھتا تو وہ  
تبسم فرمادیتے۔ مگر ان کی آنکھوں اور جسم و قلب سے عشق مصطفائی (علیہ الصلوٰۃ والسلام)  
کا بہرہ پور تصرف میری طرف اُمڈھتا رہا اور مجھ پر سرور و مستی چھانی تھی۔

میں نے دُرود شریف ختم کیا تو حضرت مولانا صاحب نے فرمایا چوہدری صاحب!  
آپ نے بہت ہی پُرکینت و عمدہ انداز میں دُرود تاج شریف پڑھا ہے۔ آپ نے قرأت  
سے پڑھا اور مجھے اس کے فیوض و برکات کی ٹھنڈک محسوس ہو رہی تھی اور ذات  
رحمت العالمین و محبوب رب العالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا قُرب ماشاء اللہ  
الحمد للہ بہت ہی مبارک اور اعلیٰ دُرود شریف ہے۔

میں نے حضرت مولانا صاحب سے میدان عشق و عرفان میں تعلیم و تربیت  
اور اس میں بے پایاں کامیابی کے متعلق پوچھا۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب  
مُسکرائے اور فرمایا سب سے پہلے قرآن و حدیث شریف کا علم حاصل کیا اور اس پر  
والدین اور استاد محترم (مرحوم و مغفور) کی کوششوں اور انتھک محنت سے ان

ہدایاتِ عظمیٰ پر عمل پیرا ہوا۔ جوانی کے عالم میں قبلہ شیخ محترم سے کافی حد تک قرآن و حدیث شریف کے علوم باطن و علم لدن کے خزانے سے استفادہ کیا۔ طریقت کے مراحل طے ہوئے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت و اتباع میں اور آپ کی نگاہِ رحمت سے میدانِ عرفان کی منزلیں آسان و روشن ہوتی چلی گئیں۔ حجابات اور اسرارِ الہی کھلتے چلے گئے اور ایک دن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جلوت اور خلوت، آفاق و انفس میں دولت و صل اور امانتِ الہی نصیب ہوئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ظاہر میں "فَاٰیْتَمَّا تُولُوْا فِیْ وُجُوْہِ اللّٰہِ" اور باطن میں "وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِہِ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفْلاَدٌ تَبْصِرُوْنَ کَاْمِشَادُ" حق عطا ہوا۔ نبی کریم، رُوفِ رَحِیْمِ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) مشاہدہ مُصْطَفَاۗیْ اور علم کی دولت سے نوازتے ہے اور مقامِ خودی کھلتا رہا۔ اور مشاہدہ کبریاۗیْ نصیب ہوتا رہا۔ ہَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ

خلق امر دیاں شانناں دے وچ تینوں ملی امیری  
جان نہ جان آفاق تے انفس میں وچ ہے تقدیری  
توں وچ خودی خودوں چھٹ وگیوں خود تھیں خبر نہ پانی  
پھسیاں چھوڑاؤ بندیاں دے دل جھاک ایانیاں لائی  
بھارا امانت چانہ سکے زمیاں فلک بے چاے  
انس ظلوم جہول اٹھایا ہن کیوں عہدوں ہارے  
چھٹے بحر کرم دے قطر لوں دونوں عالم تارے  
انس حقیقت جامع کر کے وچ اس دار اتارے

افضل الطہر اکمل انور ہیں وچ سب وڈیاں  
عدم تکلف والیاں جس تھیں ہندیاں نیاں آیاں  
ظلم کماندیاں جنڈاں گلیاں کل گڑاں وچ ریاں  
دار الجہولوں لاناں بلیاں تیں وچ خودیاں چلیاں

قبلہ چوہدری صاحب بتاتے تھے کہ گفتگو کے دوران میں نے دیکھا کہ حضرت مولانا صاحب کا چہرہ عشقِ مصطفائی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے دمک رہا ہے اور لنگاہیں عشق و مستی میں ڈوبی ہوئی گلابی نظر آرہی ہیں۔ سر اور بازوؤں پر بال دولتِ عشق سے مروڑے اور بل کھائے ہوئے ہیں۔ وہ گندمی رنگ اور سوختہ عشق نظر آ رہے ہیں اور میری طبیعت میراثِ مصطفائی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے تصرف سے پر کیف ہو رہی تھی۔ یہ معلوم ہو رہا تھا کہ حضرت مولانا صاحب کو عشق و محبت اور اطاعت و اتباعِ رسولِ مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں اعلیٰ مقامی اور بہت سرفرازی نصیب ہوئی۔

میں نے اُن سے بڑے ادب سے پوچھا۔ یا حضرت قبلہ! آپ کے جسم کا بالِ عشق و مستی میں ڈوبا ہوا بل کھائے ہوئے اور سوختہ عشق ہے اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے آپ کو ایسا اتباع و قرب نصیب ہے۔ قبلہ! عشق و مستی کا یہ عالم اور قرب کب سے عطا ہیں اور کب تک ایسے ہی رہیں گے؟ حضرت مولانا صاحب نے فرمایا۔ چوہدری صاحب! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ کیفیات و معاملات شروع سے ہی ایسے ہیں اور آخر تک ایسے ہی رہیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ نشہ ظہور اترنے والا نہیں۔ حضرت مولانا صاحب کے جواب سے میری طبیعت مزید پُر بہار ہو گئی۔ قد سے توقف کے بعد میں نے اُن کی جانب دیکھا۔ وہ مسکرا رہے تھے اور میں نے اُن سے جانے کے لئے اجازت چاہی۔

حضرت مولانا صاحب نے فرمایا۔ چوہدری صاحب! دوپہر کا وقت ہے۔ گرمی بہت شدت پر ہے۔ آپ گھر جاویں اور وہاں دو تین گھنٹہ آرام فرماویں۔ میں نے آپ کی آمد کی خبر پا کر کل ہی گھر میں (محترمہ) مائی صاحبہ سے آپ کے یہاں

نہ حضرت مولانا صاحب کی بیوہ محترمہ جنہیں آپ نے قبلہ چوہدری صاحب کی بڑی بہن سے قبلہ دی جہاں محترمہ مائی صاحبہ رہ رہی تھیں وہیں حضرت مولانا صاحب کا پرانا گھر بود و باش کا ٹھکانہ تھا۔

آنے کا کہہ دیا تھا اور انہوں نے رٹی و لٹی اور بسترو وغیرہ کا انتظام کر رکھا ہے۔ آپ بغیر تکلف وہاں جائیں۔ مانی صاحبہ (محترمہ آپ کی بڑی بہن) آپ کے انتظار میں ہیں اور آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوں گی۔ چوہدری صاحب! چلیں میں آپ لوگوں کو گھرتک چھوڑ آتا ہوں۔ پھر حضرت مولانا صاحب مزار شریف سے ہمارے ساتھ ہی باہر نکلے اور کھیتوں کو عبور کرتے ہوئے آبادی تک ہمارے ساتھ آئے۔ ہمیں گھر کا پتہ و نشان بتایا۔ السلام علیکم کہا اور میرے ساتھ مصافحہ کیا۔ رخصت کے ساتھ ہی وہیں پر رُو پوش ہو گئے۔

ہم حضرت مولانا صاحب کے گھر پہنچ گئے۔ وہاں پر محترمہ مانی صاحبہ نے ہمارے لئے کھانا تیار کر رکھا تھا۔ ہم نے لٹی کے ساتھ کھانا کھایا۔ بہت ہی عمدہ پکا ہوا تھا۔ محترمہ مانی صاحبہ نے فرمایا بھائی صاحب (قبلہ چوہدری صاحب کو مخاطب کیا۔) حضرت مولانا صاحب کل تھوڑی سی دیر کے لئے گھر میں نمودار ہوئے تھے اور مجھے آپ کے متعلق کہہ گئے تھے کہ ایک واصل دوست آ رہے ہیں ان کے لئے کھانا وغیرہ اور دوپہر کے ٹھہرنے کا بندوبست کر رکھنا۔ میں نے ان کے حکم کی تعمیل کی ہے اور میں نے آپ کے لئے حضرت مولانا صاحب کی چارپائی پر چادر وغیرہ بچھائی ہے۔ اب آپ لوگ آرام کیلیں۔

محترمہ مانی صاحبہ نے ہمیں حضرت مولانا صاحب کی کافی باتیں سنائیں وہ فرماتی تھیں کہ حضرت مولانا صاحب کا جوانی سے آخر وقت تک قرآن و حدیث کا علم سیکھنے میں ان کا انتہائی شوق ذوق تھا۔ ان کو جب بھی کسی اچھے عالم دین یا ولی اللہ کی خبر ملتی تو ان سے ملنے اور علم حاصل کرنے کی غرض سے اس کے گاؤں

۱۔ محترمہ مانی صاحبہ نے مزید بتایا تھا کہ بسا اوقات حضرت مولانا صاحب گھر میں غائب سے نمودار ہو جایا کرتے ہیں اور کوئی خاص پیغام، اطلاع یا کسی پیچیدہ و اُبھے ہوئے مسئلے کا حل بتا کر چلے جایا کرتے ہیں

یا قبضہ میں جاتے۔ اور میں اکثر دیکھتی تھی کہ جب بھی کوئی شخص اُن سے نبی کریم  
 رُوفِ رَحِيمٍ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذات و صفات مبارک کے بارے میں  
 اُن سے گفتگو کرتا تھا تو حضرت مولانا صاحب کی آنکھوں میں عشق و محبت کے  
 آنسو اُٹھ آتے اور اُن پر رقت طاری ہو جاتی۔ اور اُن کی انتہائی کوشش  
 ہوتی کہ ہر کام اور فعل نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی اطاعت و اتباع میں  
 ہو۔ نماز اور روزہ نہ چھوڑتے تھے۔ اور نیم شب تہجد کے نوافل کی ادائیگی  
 کے بعد تلاوت قرآن شریف اور کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھا کرتے  
 تھے۔ بلکہ دن میں بھی اشراق اور دیگر نوافل پڑھا کرتے تھے۔ اپنے قبلہ  
 شیخ و مُرشد صاحب سے ارادت و نسبت اور سبق اسباق کے بعد وہ اکثر  
 درود و اذکار شریف میں گم رہتے تھے اور کسی سے بھی زیادہ بات چیت  
 نہ کرتے تھے۔

زندگی کے آخری برسوں میں حضرت مولانا غلام رسول صاحب  
 کتاب احسن القصص " لکھنے میں مصروف رہے۔ وہ کبھی کبھی بتا دیا کرتے  
 تھے کہ اس کتاب میں درحقیقت بہت سی قرآن مجید کی آیات و حدیث شریف  
 کا پنجابی زبان میں ترجمہ ہے اور یہ اشعار اُن کیفیات و مشاہدات پر مبنی ہیں  
 جو نبی کریم رُوفِ رَحِيمٍ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہ رحمت کے طفیل اور

حضرت مولانا صاحب کے شیخ و مُرشد کے متعلق قبلہ چوہدری صاحب بتاتے تھے کہ وہ بھی ایک جید  
 عالم دین اور بہت اللہ والے تھے اور ان کا وصال (اگر مجھے یعنی راقم کو صحیح یاد ہے تو) حضرت مولانا صاحب کے  
 اس جہان فانی سے رخصت ہونے کے بعد ہوا۔ جیسا کہ مجھے یاد پڑتا ہے اسی روز دوپہر کے بعد حضرت مولانا صاحب  
 کے گھر ہی انکے قبلہ شیخ و مُرشد سے قبلہ چوہدری صاحب کی ملاقات ہوئی۔ ان کی آنکھوں میں سرور و مستی، رقت کے  
 آنسو اور عشق و محبت کا غلبہ تھا۔ اور انہوں نے فرط محبت سے فرمایا کہ میرا بیٹا (حضرت مولانا صاحب) عشق و مستی اور میدان عرفان میں بہت کامیاب ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسے داخلِ اولیٰ اللہ کا  
 مقام نصیب ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھ پر وارد ہوئیں اور عرفانِ الہی کے جن مناظر کا مجھے مشاہدہ نصیب ہوا، بلکہ پنجابی کے اس مجموعہ کلام کے متعلق حضرت مولانا صاحبِ اکثریت تھے کہ ان اشعار کو لکھنے میں مجھے چنداں تکلف و وقت پیش نہیں ہوئی اور مجھے ایسے ہی معلوم ہوتا تھا کہ بنے بنائے اور گھڑے گھڑائے اشعار میرے دل اور دماغ میں چلے آ رہے ہیں اور بس میں لکھے جا رہا ہوں۔ محترمہ مانی صاحبہ نے حضرت مولانا غلام رسول صاحب کے متعلق بہت اچھے اچھے واقعات اور مشاہدات بتائے اور ہماری بہت تواضع کی۔ عصر کے بعد ہم نے ان سے اجازت طلب کی، شکریہ ادا کیا اور وہاں سے رخصت ہوئے۔

ہوش سہمال قلم چاہی بیٹھی قصدوں واک چلائی  
 آتش دل دی چاھڑا لنبھے ورقاں دُچ وگائی  
 ممت کچھ کریں تعجب کاری ویکھ عجائب کارے  
 تے ممت آکھیں آپ بناون شعر بناون والے

## درویش صوفی برکت اللہ صاحب سے ملاقات

دہلی میں جہاں قبیلہ چوہدری صاحب قیام پذیر تھے۔ وہاں قریب ہی ایک بہت ہی درویش منش صوفی برکت اللہ صاحب رہتے تھے۔ صبح کے وقت تو حضرت قبیلہ درگاہ شریف حضرت سلطان الاولیاء محبوب الہی میں اکثر حاضری دیتے تھے اور وہیں ایک دو گھنٹہ تک درود شریف و اذکار الہی میں مشغول رہتے تھے مگر عصر کے بعد آپ قبیلہ کبھی کبھار حضرت صوفی برکت اللہ صاحب کی قیام گاہ پر چلے جاتے تھے۔ ان سے حضرت قبیلہ کا تعارف بھی درگاہ شریف حضرت نظام الدین اولیاء پر ہی ہوا تھا۔

حضرت صوفی صاحب بہت نفیس طبع درویش تھے۔ ان کی شخصیت بہت ہی پرکشش تھی اور وہ نہایت صاف ستھرا لباس پہنتے تھے صبح کے وقت ایک سفید استری شدہ جوڑا پہنتے اور عصر کے بعد ایک نئے استری شدہ جوڑے میں نظر آتے تھے۔ بظاہر وہ کوئی خاص کام کرتے نظر نہیں آتے تھے، مگر ان کے رہن سہن سے پتہ چلتا تھا کہ وہ شاہانہ بٹھاٹھ سے رہتے ہیں۔ حضرت قبیلہ کی اس وقت عمر ۳۶، ۳۵ برس کے قریب ہوگی اور حضرت صوفی صاحب اس وقت ساٹھ سال کے قریب ہوں گے۔ بچپن اور جوانی میں صوفی صاحب نے کتابت کا پیشہ اختیار کیا تھا اور عرصہ بیس سال تک اسی پیشہ میں منسلک رہے اور

اُن کا نام ہندوستان کے مایہ ناز کاتبوں میں شمار ہوتا تھا۔ بلکہ اچھے اچھے کاتب اساتذہ اُن سے اصلاح لینے آتے تھے۔ دہلی میں ایک اور دوست نے بتایا تھا کہ وہاں اسمبلی کی عمارت میں اردو کی تحریریں محترم حضرت صوفی صاحبؒ کے دستِ مہارت سے تحریر شدہ ہیں۔

## (۱) وظیفہ دستِ غیب

ایک دن صوفی برکت اللہ صاحبؒ بہت خوش اور مروج میں تھے۔ کہنے لگے قبلہ چوہدری صاحبؒ میں آپ کو ایک مختصر سا وظیفہ بتاتا ہوں۔ یہ آیت صبح کی نماز کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان پڑھ لیا کریں۔ یہ وظیفہ سورہ آل عمران (چوتھے پارہ) کی ایک دو آیات پر مشتمل تھا۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے یہ وظیفہ چار پانچ روز تک کیا۔ پھر پڑھنا بند کر دیا۔ ایک دن صوفی صاحبؒ نے پوچھا کہ قبلہ! آپ نے وہ وظیفہ کیا ہے۔ آپ نے کہا۔ ہاں! میں نے کیا تھا۔ دو تین دن کے بعد مجھے اپنے مصلے پر پچاس روپے ملنا شروع ہو گئے تھے۔ میں نے سمجھ لیا کہ یہ تو دستِ غیب کا وظیفہ ہے۔ پھر میں نے یہ پڑھنا بند کر دیا۔ صوفی صاحبؒ نے پوچھا قبلہ! آپ نے یہ وظیفہ ترک کیوں کر دیا؟ حضرت قبلہ نے کہا کہ ایک تو یہ کہ مجھے اس رقم کی ضرورت نہیں ہے۔ تھوڑی بہت زمینداری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ دیا ہے۔ دوسرے اس وظیفہ سے میرے درود شریف و اذکارِ الہی کے اوقات میں کمی ہو گئی تھی اور میں نے محسوس کیا کہ درود شریف و ذکر اللہ میں کمی کے باعث کہیں میں ذاتِ مبارک نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے دور نہ ہو جاؤں۔ صوفی



صاحب کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور کہنے لگے کہ آپ عشقِ رسولِ مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں بہت نچتے ہیں اور بلند ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے میری دعا ہے کہ آپ اس میدان میں مزید نچتے اور بلند ہو جائیں (آمین) صوفی صاحب نے کہا کہ یہ وظیفہ مجھے ایک بزرگ نے عطا کیا تھا اور میں کافی عرصہ سے یہ کر رہا ہوں اور ہر روز میں مصلے پر نمازِ فجر کے بعد پچاس روپے پاتا ہوں (ان دنوں یعنی پاکستان بننے سے دس پندرہ سال قبل پچاس روپے میں ایک تولہ سونا خرید کیا جاسکتا تھا)

### دب، دہلی کے قطب صاحب کا پیغام

ایک دن قبلہ چوہدری صاحب، محترم صوفی صاحب کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے باہر سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ صوفی صاحب نے دروازہ کھولا تو وہ شخص اندر آئے اور سلام کہا اور پھر ذرا دور ہٹ کر صوفی صاحب کے ساتھ کوئی بات چیت کی۔ صوفی صاحب نے انہیں بیٹھنے کو کہا اور شربت و لسی پیش کرنا چاہی انہوں نے کہا کہ پھر ہی۔ آپ مجھے اس دفعہ اجازت دیں۔ کام بہت زیادہ ہے، اب میں جانا چاہتا ہوں اور وہ شخص سلام کہہ کر باہر چلے گئے۔ چند دنوں کے بعد صوفی صاحب نے قبلہ چوہدری صاحب سے کہا۔ قبلہ دہلی کے قطب صاحب دو تین دفعہ تشریف لائے ہیں اور ہر مرتبہ یہی کہہ کر گئے ہیں کہ میری طرف سے قبلہ چوہدری صاحب کی خدمت میں یہ پیغام ہے دیں کہ وہ اہل خدمت اولیاءِ اربابِ جلال الغیب میں کوئی نمونہ قبول فرمائیں۔ کیونکہ انہیں آج کل آپ جیسے صاحبان کی بہت ضرورت

ہے۔ قبیلہ چوہدری صاحب نے کہا کہ کیا دہلی کے قطب وہی شخص نہ تھے جو اُس دن آپ کے پاس آئے تھے اور آپ سے کچھ صیغہ راز میں کہا تھا۔ اور بغیر بیٹھے اور کھائے پیئے چلے گئے تھے، صوفی صاحب نے کہا جی ہاں۔ چوہدری صاحب آپ نے خوب پہچانا۔ پھر آپ رح کا اہل خدمت اولیاء اللہ یا رجال الغیب لوگوں میں شامل ہونے کے متعلق کیا خیال ہے؟ قبیلہ چوہدری صاحب نے جواب دیا کہ میرا ذاتی کوئی ارادہ نہیں ہے۔ میرا تو دل یہی چاہتا ہے کہ درود شریف پڑھتا رہوں اور ذکر اللہ کرتا رہوں اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پاس رہوں ہاں اگر حضور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) خود ایسے ارشاد فرمادیں تو میں بصد شوق و خوشی اور بغیر کسی تاثر کے رجال الغیب میں شامل ہو جاؤں گا۔ صوفی صاحب نے قبیلہ چوہدری صاحب کا یہ پیغام دہلی کے قطب صاحب کی خدمت میں پہنچا دیا۔

(ج) صوفی صاحب کی حج پروانگی اور قبیلہ چوہدری صاحب کو حج کی دعوت

چند دنوں کے بعد قبیلہ چوہدری صاحب پھر حضرت صوفی صاحب کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے تو صوفی صاحب نے کہا: میرا ارادہ ہے کہ میں اس سال حج کی سعادت اور اس نیک فریضہ کی بھی ادائیگی کروں اور مجھے بہت خوشی ہوگی کہ آپ اس سفر مبارک میں میرے ساتھ چلیں۔ زادِ راہ اور خرچہ کا میں نے تمام بندوبست کر لیا ہے۔ ایک دو دوست اور بھی ساتھ چلیں گے۔ آپ کو انشاء اللہ کسی قسم کی سفری تکلیف و پریشانی نہ ہونے دیں گے۔ قبیلہ چوہدری صاحب نے جواب

دیا۔ آپؐ قبلہ تشریف لے جائیں۔ میرا بھی کوئی ارادہ نہیں ہے۔ چند سال بعد سوچوں گا۔ آپؐ کے دلی خلوص و نیک ارادوں کا از حد شکر گزار ہوں اور آپ کے لئے دعا گو رہوں گا۔

ایک دو ماہ بعد قبلہ صوفی صاحبؒ کے حج پر جانے کی تمام تیاریاں مکمل ہو گئیں اور سفر حج کا دن قریب آ گیا۔ صوفی صاحبؒ نے قبلہ چوہدری صاحبؒ سے کہا۔ قبلہ! آپؐ فرمائیں میں حجاز مقدس سے آپؐ کیلئے کیا لاؤں؟ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے جواب دیا کہ آپؐ جب بھی تشریف میں حاضری دیں تو میری اس ادنیٰ انعام کی جانب سے درود و سلام پڑھنے کے بعد دعائیں فرما دیا کریں اور جس وقت آپ روضہ اطہر و النور کے سامنے حاضری دیں تو اس ادنیٰ انعام کی جانب سے بحضور نبی کریمؐ، رحمت اللعالمین (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی خدمت اقدس میں مؤذبانہ درود و سلام اور بہت زیادہ درود و سلام عرض کریں۔

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نُورًا مِّنْ نُورِ اللَّهِ

اور پھر عرض کریں کہ یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ و السلام) کہ آپؐ

کا یہ ادنیٰ انعام آپؐ سے نگاہ لطف و کرم و نگاہ رحمت کا طلب گار

ہے اور آپؐ حضور (علیک الصلوٰۃ و السلام) کے قدموں و قریب میں

رہنا چاہتا ہے اور ظاہر و باطن میں آپؐ (علیک الصلوٰۃ و السلام) کی

زیارت کا متمنی ہے (آمین)

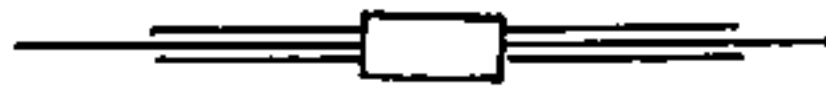
## (د) پیغامِ مبارک (علیہ الصلوٰۃ و السلام)

قبلہ صوفی صاحبِ حجازِ مقدس پہنچ گئے۔ مدینہ منورہ میں حرم شریف میں حاضری دی اور روضہ رسولِ مقبول (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کے سامنے کھڑے ہو کر مُؤدیانہ دُرود و سلام عرض کیا۔ احباب اور بزرگوں کے تمام مسلمانوں کی جانب سے بہت زیادہ دُرود و سلام و دعائیں عرض کیں۔ اور اپنے دوست و رفیقِ قبلہ چوہدری صاحبِ حجاز کی جانب سے بھی بہت مُؤدیانہ و بہت دُرود و سلام پیش کیا اور اُن کیلئے دعائیں عرض کیں۔ صوفی صاحبِ حجاز وقت بھی دربارِ رسالت (علیہ الصلوٰۃ و السلام) میں حاضری دیتے تو تمام احباب و مسلمانوں کی جانب سے دُرود و سلام اور دعائیں عرض کرتے رہتے۔ اور قرآن شریف پڑھتے رہتے۔

ایک دن صوفی صاحبِ روضہ مبارک کے پاس بیٹھے ہوئے مُراقبے میں نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کے حضور دوست و احباب اور قبلہ چوہدری صاحبِ حجاز کی جانب سے دُرود شریف و دعائیں عرض کر رہے تھے کہ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) نے اُن کو اپنی زیارتِ پاک سے نوازا۔ اور ارشاد فرمایا کہ ہمیں سب کی جانب سے دُرود و سلام پہنچ گیا ہے اور (چوہدری) غلام حیدر کی دُعاؤں کا جواب ہم ان کو ہندوستان میں دیں گے۔ قبلہ صوفی صاحب نے تقریباً دو ماہ تک مدینہ منورہ میں قیام کیا اور مکہ مکرمہ میں بھی ایک ڈیڑھ ماہ رہے۔ وہاں بھی دُرود شریف و قرآن شریف پڑھتے رہے۔ تمام دوست اور احباب اور بزرگوں و تمام مسلمانوں کے لئے دعائیں مانگتے رہے۔ کافی

عمرے کئے اور حج مبارک کی سعادت حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور میں  
 حرمین شریفین سے الوداع چاہی اور سفرِ واپسی کا آغاز ہوا۔ تقریباً  
 چار ماہ کے بعد قبلہ حاجی صوفی صاحبؒ و حاجی احباب دہلی واپس پہنچے۔  
 قبلہ چوہدری صاحبؒ کو علم ہوا کہ صوفی صاحبؒ حج کا فرضیہ ادا کرنے  
 کے بعد دہلی واپس پہنچ گئے ہیں تو آپ ان کی خدمت میں دُعا و مبارک  
 کے لئے پہنچے۔ قبلہ صوفی صاحبؒ اٹھ کر ملے اور بغلیہ ہوئے اور کہنے لگے  
 کہ قبلہ چوہدری صاحبؒ مراقبہ میں جب میں نے بحضور نبی کریمؐ  
 (علیہ الصلوٰۃ والسلام) آپ کی جانب سے درود و سلام و دعائیں عرض  
 کیں، تو آپ حضور نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے زیارتِ پاک سے  
 نوازا اور درود و سلام قبول کرنے کے بعد ارشادِ پاک فرمایا کہ (چوہدری)  
 غلام حیدرؒ کی دُعاؤں کا جواب ہم ان کو ہندستان میں دیں گے۔ قبلہ!  
 آپ بتائیں کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ مجھے تو کوئی خاص سمجھ نہیں آئی۔ قبلہ  
 چوہدری صاحبؒ مسکرا دیئے اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریمؐ  
 (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے طفیل دُعاؤں کو قبولیت بخشے گا اور انشاء اللہ  
 تعالیٰ اُس پیغامِ مبارک کا جو جواب نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے آپ کو دیا  
 ہے بہت ہی اچھا نتیجہ نکلے گا۔ صوفی صاحبؒ کے اصرار پر قبلہ چوہدریؒ  
 صاحب نے پیغامِ مبارک کی قدر سے وضاحت کی اور کہا کہ  
 نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی اپنے ادنیٰ غلام پر بے حد نظرِ کرم  
 اور رحمت و شفقت ہے۔ آپ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے  
 مجھے بھی پیغامِ مبارک سے نوازا ہے اور ارشاد ہوا ہے کہ مستقبلِ قریب  
 میں اس ملک کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں گے۔ انگریز چلے جائیں گے۔

ایک حصہ مسلمانوں کو دیا جائے گا اور دوسرا غیر مسلموں کو۔ اس آزادی کی نعمت سے کچھ عرصہ پہلے نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اپنے اس ادنیٰ اُمتی کو ایک اہم ذمہ داری سے نوازیں گے۔ یعنی ایک باطنی اور روحانی محکمہ کی کارکردگی مجھے سونپیں گے۔ اس ذمہ داری و محکمہ کا کام مجھے نئے اسلامی ملک میں کرنا ہوگا اور غیر مسلم حصہ یعنی ہندوستان میں یہ کام کوئی اور مسلمان صاحبان کریں گے۔ میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ اسلامی ملک کے صوبہ پنجاب میں ہجرت کر جاؤں گا اور ہمارے قبیلہ شیخ سائیں مراد علی شاہ صاحبؒ وہ بھی ادھر چلے جائیں گے۔ جو پیغام مبارک آپ کو مدینہ منورہ میں عطا ہوا۔ انہی دنوں اس کی یہ وضاحت نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی جانب سے میرے بڑے بھائی صاحبؒ کے ذریعہ مجھے نصیب ہوئی۔ عشق و محبت کی ان باتوں کے دوران قبیلہ صوفی صاحبؒ اور قبیلہ چوہدری صاحبؒ پر رقت طاری تھی قبیلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ یہ پیغام مبارک میرے لئے بے حد خوش بختی اور سعادت کی علامت تھی اور اس کے بعد مجھ پر نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی محبت کا جذبہ اور زیادہ رہنے لگا۔



## بغداد کی باپ سے ملاقات

ایک دن پھر قبلہ چوہدری صاحب نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مزار پر حاضری دی۔ آپ قبلہ مزار شریف کے وسط میں کھڑے ہو گئے۔ درود شریف پڑھا اور خواجہ قطب صاحب کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ خواجہ صاحب حضور اپنی قبر شریف میں اٹھ کر بیٹھ گئے اور اُن پر آسمان کی جانب سے انوار و تجلیات کی بارش شروع ہو گئی اور انوار و تجلیات کا تصرف اُن کی جانب سے میرے جسم میں سرایت کرنے لگا۔ جلالی کیفیات مجھ پر غالب ہو گئیں۔ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی محبت سے طبیعت لبریز ہو گئی۔ عشق و مستی اور رقت طاری ہو گئی۔ میری زبان از خود کبھی درود شریف پڑھتی اور کبھی ذکر اللہ کا دورہ شروع کر دیتی۔ خواجہ صاحب حضور میری طرف دیکھ رہے تھے اور تلبسم فرما رہے تھے۔ اُن کی گلابی اور جلالی نگاہوں سے عشق و جلال کی شعاعیں میری قلب و نگاہ میں سمار ہی تھیں اور یہ معلوم دے رہا تھا کہ خواجہ قطب صاحب کو نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذات مبارک سے کس قدر عشق و قرب نصیب ہے اور محبوب رب العالمین، رحمت اللعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے آپ کو کس قدر نوازا ہے اور کس قدر سرفرازی عطا فرمائی ہے۔ اس کا اندازہ لگانا مشکل تھا۔ میں تقریباً آدھا پون گھنٹہ تک وہاں بیٹھا رہا اور رقت سے میری

قیض و بازو تر ہو چکے تھے۔ قبلہ خواجہ صاحب حضور اپنی قبر شریف میں روپوش ہو گئے اور میں نے سلام عرض کیا اور واپس پلٹا۔  
یہ سارا منظر وہاں ایک بیٹھے ہوئے بغدادی بابا بھی دیکھ رہے تھے۔ مجھے واپس آتا دیکھ کر وہ اٹھے اور مجھ سے بغلیں ہو گئے۔ کہنے لگے۔ عزیز درویش! خواجہ قطب صاحب نے آپ پر بہت زیادہ التفات و شفقت فرمائی ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ ان کا آپ سے منفرد تعلق ہے۔ کیونکہ میں یہاں کم و بیش گذشتہ گیارہ بارہ برس سے ہوں اور خواجہ صاحب حضور کی ایسی شفقت کسی درویش پر نہیں دیکھی۔ میں عربی ہوں اور بغداد شریف کا رہنے والا ہوں۔ میں یہاں اپنی ایک منزل طے کرنے کے لیے آیا تھا۔ وہ مرحلہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے طے ہو گیا ہے، مگر ابھی تک خواجہ صاحب حضور سے واپسی کی اجازت نہیں مل سکی۔ بغدادی بابا نے کہا۔ حضرت قبلہ! آپ تشریف رکھیں میں آپ کو کلام اللہ کا ایک رکوع بغدادی قرأت میں سناتا ہوں۔

بغدادی بابا نے جو نہی قرأت شروع کی۔ جتنے لوگ درگاہ شریف پر موجود تھے، وہ بغدادی بابا کے ارد گرد جمع ہو گئے اور خاموشی سے قرآن شریف کی قرأت سنتے لگے۔ بغدادی بابا کے گلے و ناک سے کلام اللہ کے الفاظ ایسے صاف و سریلے انداز سے ادا ہو رہے تھے اور ایسے لگ رہا تھا کہ کوئی سربلی بین از خود کلام اللہ سنا رہی ہے۔ اس عربی لہجہ میں الفاظ پاک کی ادائیگی اور حسن قرأت نے فضا اور لوگوں میں وجد طاری کر دیا اور مجھ پر بھی نبی کریم ص (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی محبت کا غلبہ ہو گیا اور رقت طاری ہو گئی اور تمام زائرین سرور و مستی میں مغموم رہے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ خواجہ قطب صاحب



بھی قبر میں بیٹھے ہوئے تلاوت و قرأت قرآن شریف سن رہے ہیں اور ان سے بھی نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے عشق و محبت کے غلبہ اور وجد کی کیفیت عیاں ہو رہی تھی۔ بغدادی بابائے نے جب قرأت ختم کی تو مجھ سے کہا: قبیلہ! ذرا جائیے اور حضور خواجه صاحب سے مجھے بغداد شریف جانے کی اجازت لے دیں۔ قبیلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ میں نے اسی رقت کی حالت میں مزار شریف کے قریب جا کر خواجه قطب صاحب کی خدمت میں پھر سلام کہا اور عرض کیا کہ حضور بغدادی بابا صاحب دہلی سے بغداد جانے کی اجازت مانگتے ہیں۔ خواجه صاحب حضور! قدر سے مسکرائے اور فرمایا کہ بہت اچھا۔ ان سے کہہ دیں کہ ان کی منزل اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی رحمت و شفقت سے طے ہو گئی ہے۔ میں بہت خوش ہوں۔ وہ اگر بغداد شریف جانا چاہتے ہیں تو بخوشی چلے جائیں۔ قبیلہ چوہدری صاحب نے خواجه صاحب کی خدمت میں سلام عرض کیا اور خواجه صاحب حضور قبر میں تشریف لے گئے۔ میں واپس مڑا اور دیکھا کہ بغدادی بابا اپنا بوریا بستر باندھ رہے ہیں اور وہ بہت خوش نظر آ رہے ہیں۔ مجھے آتا دیکھ کر وہ گلے سے لپٹ گئے اور کہنے لگے کہ میں اللہ تعالیٰ بغداد شریف جا رہا ہوں۔ میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے حضور خواجه قطب صاحب سے واپس جانے کی اجازت لے دی۔ میں نے بھی بغدادی بابا سے اجازت چاہی سلام کیا اور دعا کے لئے کہا اور عرض کیا بغداد شریف میں آپ جہاں بھی جائیں تو حضرت غوث پاک اور تمام بزرگان دین کے مزارات پر میری جانب سے مؤدبانہ سلام عرض کریں۔ پھر قبیلہ چوہدری صاحب واپس گھر لوٹ آئے۔

## دہلی میں رجال الغیب سے ملاقاتیں

۱۔ ایک دن قبلہ چوہدری صاحب گرمیوں کے موسم میں بعد از دوپہر سڑک کے ساتھ پیدل راستہ پر جا رہے تھے اور انہوں نے ایک نوجوان مجذوب اہل خدمت درویش کو سڑک سے ہٹ کر بیٹھے ہوئے دیکھا مجذوب ذکر اللہ میں مشغول تھا اور اسے گرمی کی شدت کا کچھ احساس نہیں ہو رہا تھا۔ قبلہ چوہدری صاحب نے دیکھا کہ کبھی وہ پاس پڑے ہوئے گنکر و ٹھیکریوں کو بار بار اٹھاتا۔ کبھی ایک طرف رکھ دیتا، کبھی دوسری طرف۔ کبھی غصے کا اظہار کرتا اور کبھی مسکرا دیتا، مگر ہمہ وقت وہ ذکر اللہ میں مشغول دکھائی دے رہا تھا۔

قبلہ چوہدری صاحب جب پاس سے گزرے تو اسے سلام کیا اور کہا مجذوب با یاد دہلی میں آپ کیا کیا انتظامات کر رہے ہیں؟ مجذوب اہل خدمت درویش جو درحقیقت شہر میں کسی خاص انتظام پر مامور تھے، یہ سن کر گھبرا گئے کہ یہ کس نے ان کو پہچان لیا ہے؟ نوجوان مجذوب نے گھبراہٹ کے عالم میں ذرا بے رخی سے جواب دیا۔ آپ اپنا کام کریں جی! میں اپنا کام کر رہا ہوں۔ قبلہ چوہدری صاحب نے یہ سنا اور سلام کہہ کر آگے چل دیئے۔ ابھی آپ چند قدم ہی آگے بڑھے تھے کہ انہوں نے کسی کو مجذوب کو ڈانٹ پلاتے ہوئے اور اس کی سرزنش کرتے ہوئے

سنا۔ آپ واپس پلٹے اور دیکھا کہ دہلی کے قطبؒ ایک ثانیہ میں کہیں غائب سے وہاں آن موجود ہوئے تھے اور اسی مجذوب کو ڈانٹ رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔ تمہاری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے؟ کچھ دکھائی نہیں دیتا تجھ کو؟ یہ تم نے نہ دیکھا کہ تم کن سے بات کر رہے ہو؟ اور کس بے رُخی و بے ادبی کے ساتھ؟ وہ مجذوب ہاتھ باندھے، سر جھیکائے سب کچھ سُن رہا تھا۔ کہہ رہا تھا۔ قبلہ مجھ سے غلطی ہو گئی۔ مجھے معاف کر دیں قطبؒ صاحب نے کہا۔ تم دہلی میں اہل خدمت کے قابل نہیں ہو۔ تمہیں شاید کسی اور جگہ بھیجا پڑے گا۔ اتنے وقفہ میں قبلہ چوہدری صاحبؒ بالکل قریب آگئے تھے۔ قطب صاحبؒ نے بڑے ادب کے ساتھ اُن سے سلام اور مُصافحہ کیا اور کہا قبلہ! اسے معاف کر دیں۔ یہ بالکل نوجوان چھو کرا ہے۔ ابھی ابھی دہلی میں اسے شہر کے ایک خاص انتظام پر لگایا تھا، مگر اس کی طبیعت ذکر اللہ کی کثرت و حدت کی وجہ سے قدرے جلالی ہے۔ آپ قبلہ! طبیعت میں لال نہ لائیں۔ وگرنہ اسے نقصان پہنچ جائے گا۔ قطب صاحبؒ نے مجذوب سے کہا۔ چلو قبلہ چوہدری صاحب سے معافی مانگو اور آئندہ سے محتاط رہنا۔ کسی اچھے مہلے کو دیکھ لیا کرو اور با ادب ہو کر بات کیا کرو۔ تم نہیں جانتے کہ ہم لوگ ان کی کتنی عزت کرتے ہیں۔ ہم لوگ اہل خدمت میں سے ہیں اور یہ اہل محبت سے۔ تم نہیں جانتے کہ قبلہ چوہدری صاحبؒ کو نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے کتنا عشق و محبت ہے اور کتنا قرب حاصل ہے؟ چلو ان سے بے ادبی و بے رُخی کی معافی مانگو۔ مجذوب درویش نے کہا، قبلہ مجھے معاف کر دیں، مجھ سے غلطی ہو گئی ہے کہ میں آپ کو پہچان نہ سکا۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے کہا مجھے کوئی

کمال در بخش نہیں ہے۔ عزیز در ویش! غلطی میری تھی۔ آپ تو ذکر اللہ اور اپنے انتظام میں مشغول تھے۔ میں ہی ایسے آپ کے کام مغل ہوا۔ آپ نے مجزوب کو گلے لگایا اور اسے بہت سی دعائیں دیں۔ مجزوب در ویش بہت خوش ہو گیا اور دہلی کے قطب صاحب بھی۔ قبلہ چوہدری صاحب نے انہیں سلام کیا اور آگے چل دیئے۔ قطب صاحب نے وعلیکم السلام کہا اور وہیں غائب ہو گئے۔ مجزوب در ویش نے بھی بہت ادب سے وعلیکم السلام عرض کیا اور وہیں بیٹھ گیا اور اپنے کام میں پھر مشغول ہو گیا۔

(ب) دہلی میں اکثر قبلہ چوہدری صاحب ایک دوکان سے لسی و چائے پیا کرتے تھے اور وہ دوکان بھی بڑا نیک اور مرد شناس آدمی تھا اور در ویش لوگوں کی بہت خدمت کیا کرتا تھا۔ بعض سے تو وہ پیسے بھی نہیں لیتا تھا۔ ایک دن قبلہ چوہدری صاحب اُس کی دوکان پر بیٹھے ہوئے تھے اور اُن کے لئے ابھی چائے تیار نہ ہوئی تھی۔ ایک معمر در ویش جو اہل خدمت میں سے تھا آیا اور سلام کیا اور دوکاندار کو کہا کہ میری دہلی سے تبدیلی ہو گئی ہے اور میں ابھی ملتان جا رہا ہوں۔ پھر کبھی ملاقات ہوگی۔ دوکاندار نے کہا کہ چائے تیار ہے۔ ایک کپ پی لیں۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ دوکاندار نے فوراً چائے دو کپوں میں ڈالی ایک کپ قبلہ چوہدری صاحب کو دیا۔ اور دوسرا اہل خدمت در ویش کو۔ اس در ویش نے دو تین ہی گھونٹ میں چائے سے لبریز شدید گرم کپ تقریباً آدھ منٹ میں خالی کر دیا اور دوکاندار کو واپس دے دیا۔ اور کہا کہ ملتان کے قطب صاحب وفات پا گئے ہیں اور وہاں پہنچ کر میں نے شہر کا انتظام سنبھالنا ہے۔ لہذا

بہت جلدی ہے۔ درویش صاحب نے دوکاندار اور قبلہ چوہدری صاحب<sup>ح</sup> کو سلام کہا اور دوسرے ہی لمحہ وہیں کھڑے کھڑے غائب ہو گئے۔

دوکاندار حیران تھا کہ انہوں نے اتنی گرم چائے تقریباً آدھ منٹ میں کیسے پی لی اور ان کا منہ تک نہ جلا اور نہ ہی ان کو کوئی پریشانی ہوئی؟

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ رجال الغیب کو سردی اور گرمی کی شدت کا کوئی احساس نہیں ہوتا۔ کبھی برفانی پہاڑوں پر اور کبھی تپتے ریگستانوں میں۔ انہوں نے اپنے فرائض منصبی سرانجام دینا ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی رحمت و شفقت کے طفیل ان کو ایسی ایسی باتیں اور قوتیں نصیب ہوتی ہیں۔ فاصلے ان کے لئے سمٹ جاتے ہیں۔ پرواز، کشف، قوت اور تصرف کا اختیار بھی ان کو عطا ہوتا ہے۔ یہ حضرات اہل نظر اور ان میں سے بعض اہل باطن بھی ہوتے ہیں اور ان پر علاقے اور لوگوں کے حالات بھی منکشف ہوتے رہتے ہیں۔ تاکہ یہ اولیاء اللہ اپنا کام مستعدی اور صحیح طور پر سرانجام دے سکیں۔ مگر ہمہ وقت یہ حضرات ذکر اللہ و درود شریف میں مشغول رہتے ہیں۔ قبلہ چوہدری صاحب نے چائے ختم کی اوپریے ادا کیئے۔ دوکاندار سے سلام کہا اور واپس آ گئے۔



# نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی تشریف آوری

قبلہ چوہدری صاحب دہلی میں اپنے بڑے بھائی چوہدری غلام احمد خان صاحب کے ہاں ہی رہتے تھے۔ بڑے بھائی صاحب اور ان کی زوجہ محترمہ دونوں ہی بہت نیک، نماز و تہجد کے پابند اور اولیاء اللہ تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دونوں میاں بیوی صاحب حضورؐ اور ان پر نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی بے حد عنایات اور نگاہِ کرم تھی۔ بڑے بھائی صاحب بارگاہِ رسالت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں پیش کار تھے اور مجلس حضور کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں مختلف معاملات کی مشلیں (فائیلیں) پیش خدمت کیا کرتے تھے اور حضور کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ان معاملات پر فیصلے و احکامات و ارشادات فرماتے تھے۔ اہلیہ محترمہ بھی بہت نیک خاتون تھیں اور اکثر ان کو بھی زیارت پاک نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نصیب ہوتی رہتی تھی۔ ایک رات حسب معمول قبلہ چوہدری صاحب ڈیڑھ، دو بجے نوافل و درود شریف پڑھنے کے لئے اٹھے۔ بڑے بھائی صاحب اور بھانجہ صاحبہ پہلے ہی سے نوافل سے فارغ ہو کر قرآن مجید و درود شریف پڑھنے میں مشغول تھے۔ قبلہ چوہدری صاحب نے پانی سے کوٹا بھرا اور صحن میں کھڑے پر رکھ دیا تاکہ وہ غسل خانہ میں طہارت اور وضو وغیرہ کر لیں۔ اتنی دیر میں دوسری طرف سے بھانجہ صاحبہ کی آواز آئی۔

(قبلہ) غلام حیدر! اوپر فضا میں دیکھو۔ حضور کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی سواری جا رہی ہے (ساتھ ہی پانی سے بھرے ہوئے دھاتی ٹوٹے کے اُلٹے کی آواز آئی اور اس میں سے سارا پانی کھرے پر بہ گیا) قبلہ چوہدری صاحب نے ٹوٹے کی طرف توجہ نہ کی اور فوراً آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور دیکھا کہ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی سواری فرشتوں کی معیت میں اوپر سے گزر رہی ہے اور فضا میں چاروں طرف روشنی بکھر گئی ہے اور بہت ہی عمدہ، پُرسرت اور رقت خیز خوشبو آ رہی تھی۔ قبلہ بڑے بھائی صاحب، بھاجہ صاحبہ اور قبلہ چوہدری صاحب کو جی بھر کے نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی زیارت پاک نصیب ہوئی اور حضور کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اپنے سوہنے اُمتیوں کو بیدار اور عباداتِ الہی میں مشغول دیکھ کر تبسم فرما رہے تھے اور یہ اُمتی آہستہ آہستہ ہاتھ باندھے دبی زبان اور دل سے کہہ رہے تھے۔

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نُورًا مِّنْ نُورِ اللَّهِ

اور اُن پر جمالِ رحمتِ للعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے فیضانِ رحمت سے رقت طاری تھی۔

اللہ تعالیٰ کے اُن نیک بندوں کا کہنا تھا کہ فضا میں ایسے نورِ روشنی اور خوشبو کا حسین امتزاج اور رقت خیز بکھراؤ صرف اُنہیں اُس وقت دیکھنا اور محسوس کرنا نصیب ہوتا۔ جب کبھی بھی وہ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

کی زیارتِ پاک سے مُشرف ہوتے ہیں۔ قبلہ چوہدری صاحب نے اپنی  
بھاوج محترمہ کا بہت شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے ان کی توجہ اور نگاہِ اُپر  
فضا میں نبی پاک (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کی سواری کی طرف مبذول کرائی اور  
وہ زیارتِ پاک سے مُشرف ہوئے۔

حضرت قبلہ چوہدری صاحب نے محترمہ بھاوج صاحبہ سے پوچھا  
کہ لوٹے کو کس کی ٹھوکر لگی تھی کہ تمام پانی بہ گیا تھا؟ کیونکہ ان کا وضو  
وغیرہ کرنا ابھی رہتا تھا۔ بھاوج صاحبہ نے فرمایا (قبلہ) غلام حیدر!  
شاید تمہیں یاد ہو کہ کھڑے پر رات کو سونے سے پہلے کسی بچے نے  
پیشاب وغیرہ کیا تھا اور وہ جگہ ناپاک تھی۔ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام)  
کی سواری اُپر گزرنے سے پہلے میں نے دیکھا کہ لوٹے کو فرشتوں نے  
اٹھایا اور اسے اُنڈیل دیا اور پانی تمام کھڑے پر پھیل گیا اور کھڑے کے  
اوپر سے تمام گندگی وغیرہ نالی میں بہ گئی اور تمام جگہ صاف ہو گئی تھی۔  
اُس کے فوراً بعد ہی نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کی سواری فضا میں  
اُپر سے گزری اور ہم سب کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ حضور  
(علیہ الصلوٰۃ و سلام) کی زیارتِ پاک نصیب ہوئی (آمین) حضرت قبلہ نے  
دوبارہ لوٹے کو پانی سے بھرا اور وضو وغیرہ کیا۔ نوافل ادا کیے اور درودِ شریف  
اور ذکرِ الہی میں حسبِ معمول مشغول ہو گئے۔

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند  
اُس دل افروز ساعت پر لاکھوں سلام  
مُصطفیٰ اُجانبِ رحمت پہ لاکھوں سلام  
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام



# نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا لباس کے متعلق ارشادِ پاک

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ قبیلہ چوہدری صاحب پر ذکر اللہ کی جلالی کیفیات کا غلبہ رہتا تھا اور انوار و تجلیات کے فیضان و برکات سے طبیعت میں حدت و بے نیازی سی رہتی تھی۔ کبھی نہایا اور کپڑے تبدیل کر لئے اور کبھی نہایا اور وہی لباس پہنے رکھا۔

قبیلہ چوہدری صاحب نے فرمایا کہ ایک رات حسبِ معمول وہ تقریباً ڈیڑھ دو بجے اٹھے۔ وضو کیا، نوافل ادا کیے اور درود تاج پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ چند ہی منٹوں کے بعد درود شریف پڑھتے پڑھتے اُن کو دربار رسالت مآب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں حاضری نصیب ہوئی۔ انہوں نے دیکھا کہ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تشریف فرما ہیں اور اُن کے سامنے اور دائیں و بائیں جانب اصحابِ اکرام، بزرگانِ دین، اولیاءِ عظام بھی سر جھکائے بیٹھے ہیں اور حضرت قبیلہ کے بڑے بھائی صاحبِ چند، مثلیں اٹھائے ہوئے ہیں اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی خدمت میں پیش کرتے جاتے ہیں اور حضورِ کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اُن پر فیصلے، احکامات و ارشادات فرماتے جاتے ہیں۔ جنہیں بڑے چوہدری صاحب لکھتے جاتے ہیں۔ تھوڑے وقفہ بعد حضورِ کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) بڑے شفیق انداز میں قبیلہ چوہدری صاحب کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا غلامِ حیدر! آپ ٹھیک ٹھاک رہا کریں اور اچھا لباس پہنا کریں کپڑے سادہ ہوں اور اچھے ہوں۔ ہم آپ کو اونچا دیکھنا چاہتے ہیں۔ میں نے

سر جھکائے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) بہت اچھا جیسے آپ حضور (علیک الصلوٰۃ والسلام) کا ارشاد مبارک ہے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ ویسے ہی عمل کروں گا۔ قبلہ چوہدری صاحب کہتے تھے کہ میں نے نگاہیں ذرا اوپر کیں تاکہ چہرہ انور و رحمتِ مصطفوی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے بے پایاں فیضان کا نظارہ کر سکوں اور سیراب ہو جاؤں۔ چہرہ انور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر تبسم دیکھا اور معاً ہی نگاہیں نورِ جمالِ مصطفوی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی تاب نہ لاتے ہوئے خود بخود جھک گئیں۔ میرے دل میں القا ہوا کہ ذاتِ پاکِ رحمت اللعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) مجھے کوئی ذمہ داری سونپنے والے ہیں۔ میں منہ میں درود شریف پڑھ رہا تھا اور عرض کر رہا تھا۔ یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) ادنیٰ اعلام حاضر ہے۔ جیسے آپ حضور (علیک الصلوٰۃ والسلام) کا ارشاد مبارک ہوگا۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ ویسے ہی عمل کروں گا۔ میں نے کوشش کے ساتھ پھر نظریں ذرا اوپر کیں تاکہ چہرہ انور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو پھر دیکھ سکوں، مگر ضیاء رسالت و نبوت اور محبوبِ ربِّ العالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے جمال کی تاب نہ لاتے ہوئے نظریں پھر معاً جھک گئیں نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) بہت خوش تھے اور خوش نصیب حاضرین مجلس نورِ جمالِ مصطفوی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے فیض یاب ہو رہے تھے۔

سُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَجْمَلُكَ مَا أَحْسَنَكَ مَا أَكْمَلُكَ

کہتے ہر علی کہتے تیری ثنا گستاخ اکھیں کہتے جاڑیاں

(سائیں مہر علی شاہ صاحب)

نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے تمام مشلوں پر فیصلے اور ارشادات

فرمادیئے اور آپ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) رخصت ہو گئے اور مجلس  
اختتام پذیر ہوئی اور تمام اصحاب کرام، بزرگان دین، اولیاء عظام اور حاضرین  
بھی ساتھ ہی رخصت ہو گئے۔

صبح کو چوہدری صاحب نماز و ناشتہ سے فارغ ہو کر جب کام پر باہر  
جانے لگے تو بڑے بھائی صاحب نے اپنی اہلیہ سے فرمایا کہ (قبلہ) غلام حیدر  
کو کچھ رقم دے دو۔ یہ اپنی نئی شلوار قمیض کے دو جوڑے سلوالے۔  
شیروانی بھی بنوالے اور کلاہ و پگڑی بھی لے لے۔ یہ مٹھیک مٹھاک  
رہے اور اچھا لباس پہنا کرے۔ محترمہ بھاجہ صاحبہ نے اندر سے پیسے  
لا کر قبلہ چوہدری صاحب کو دے دیئے۔ انہوں نے پیسے پکڑ لئے اور سلام  
کہہ کر باہر کام پر چلے گئے۔ بڑے بھائی صاحب یہ دیکھ کر مسکرا دیئے اور  
کہا کہ آج غلام حیدر نے پیسے پکڑنے سے انکار نہیں کیا۔ حالانکہ پہلے وہ  
کہہ دیا کرتا تھا کہ بھائی صاحب رہنے دیں۔ نئے کپڑے پھر بنوائوں  
گا۔ محترمہ بھاجہ صاحبہ نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا اور کہا! آج غلام حیدر  
کیسے انکار کر سکتا تھا۔ اب اس نے خود نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام)  
سے لباس کے متعلق ارشاد مبارک سن لیا تھا۔ اس کے بعد قبلہ چوہدری صاحب  
ہمیشہ شیروانی، شلوار قمیض اور پگڑی میں نظر آتے تھے۔

علیہ الصلوٰۃ والسلام

۵ قدم نبی سے پچھے ساتوں یارب راہ چلانیں

اندر قوم نبیاں ٹاکیتا توں سرور جس تانہیں

(آمین)

(مولانا غلام رسول)

## رجال الغیب میں شمولیت

ایک دن قبلہ چوہدری صاحب، صوفی برکت اللہ صاحب سے ملنے گئے۔ وہاں باتوں باتوں میں صوفی صاحب نے کہا۔ وہلی کے قطب صاحب پھر آئے تھے اور وہ کہہ گئے تھے کہ آپ کے دوست قبلہ چوہدری صاحب کی رجال الغیب میں شمولیت کے متعلق خود نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) نے ارشاد مبارک فرمادیا ہے اور ان کو ایک اعلیٰ منصب دیا گیا ہے۔ وہ رجال الغیب کے اعلیٰ سطح کی مجلس یا بورڈ کے ایک رکن جن کا چند دن ہوئے انتقال ہوا تھا، ان کی جگہ ایک رکن کی حیثیت سے کام کریں گے اور اپنے فرائض منصبی ادا کریں گے۔ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کا ارشاد مبارک سر آنکھوں پر۔ آمَنَّا وَصَدَّقْنَا۔ میں تو نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کا ادنیٰ غلام ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں خوشی کے ساتھ اور پوری کوشش سے اپنے فرائض نبھاؤں گا۔

قبلہ صوفی صاحب کے ہاں سے اٹھ کر قبلہ چوہدری صاحب آپ محبوب الہی حضرت نظام الدین اولیاء کے مزار پر تشریف لے گئے آپ سلام کہہ کر مزار شریف کے وسط میں ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گئے اور درود شریف پڑھنا شروع کیا۔ معاً ہی حضرت محبوب الہی مزار شریف میں سے نمودار ہوئے۔ آپ حضور مسکرا رہے تھے۔ قبلہ فرماتے تھے کہ ساتھ ہی نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی محبت کے تصرف کی لہریں

حضرت محبوب الہیؑ کی جانب سے میری طرف اُمڈھتی چلی آئیں اور مجھ پر سرور و مستی غالب ہو گئی اور رقت طاری ہو گئی۔ یہ حال کوئی آدھے گھنٹے تک رہا۔ پھر تصرف قدرے کم ہوا۔ میں نے نظریں تھوڑی سی اوپر کیں اور دیکھا کہ حضرت محبوب الہیؑ بیٹھے ہیں اور میری طرف دیکھ رہے ہیں اور بہت خوش نظر آ رہے ہیں اور قدرے توقف کے بعد حضرت محبوب الہیؑ نے میری رجال الغیب کے اعلیٰ سطح کی مجلس یا بورڈ میں شمولیت کی تصدیق کر دی اور فرمایا کہ یہ ارشاد مبارک نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی جانب سے ہے اور ساتھ ہی حضرت محبوب الہیؑ مزار شریف میں روپوش ہو گئے اور میں واپس آ گیا۔

### ۱۔ ارکان کا ملاپ اور بورڈ کا اجلاس

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ اسی رات وقت کافی گزر چکا تھا کہ ایک رجل الغیب جہاں میں لیٹا ہوا تھا، السلام علیکم کہہ کر تشریف لے آئے۔ میں نے اُن کے سلام کا جواب دیا اور انہیں بیٹھنے کو کہا۔ میں سمجھ گیا تھا کہ یہ کوئی ولی اللہ ہیں، جو اچانک غیب سے میرے پاس آئے۔ انہوں نے کہا چوہدری صاحبؒ چلیں۔ مجلس و بورڈ کا اجلاس کرنا ہے۔ چند اہم کام ہیں۔ اُن برسہم نے فیصلے کرنا ہیں۔ انہوں نے ایک خاص پہاڑی کا نام لیا، جو کسی دوسرے ملک میں تھی۔ ہمیں وہاں پہنچنا ہے۔ باقی دونوں ارکان بھی وہیں پہنچ جائیں گے۔ ابھی یہ رجل الغیب پہاڑی کا محل وقوع ہی بتا رہے تھے کہ وہ پہاڑی میری نظروں کے سامنے آ گئی اور ایسے لگتا تھا کہ یہ وہاں سے

صرف چند قدموں کے فاصلے پر ہے۔ میں نے ذرا زور سے **اللا اللہ** کہا اور انہوں نے بھی ذکر اللہ پر زور دیا۔ ہم دونوں فضا میں بلند ہوئے اور چند ہی لمحوں میں اس پہاڑی پر اتر گئے۔ ہمارے ساتھ ہی دوسری سمت سے مجلس و بورڈ کے مزید دو ارکان وہاں پہاڑی پر پہنچ گئے۔

## ب۔ درویشی زبان میں گفتگو

السلام علیکم اور وعلیکم السلام سب نے ایک دوسرے سے کہا۔ معاً قبلہ چوہدری صاحب نے یہ محسوس کیا کہ وہ سب ایک دوسرے کے ساتھ ایک ایسی زبان میں گفتگو کر رہے ہیں جو نہ پنجابی تھی اور نہ اردو، مگر ہر ایک اس زبان کو بخوبی سمجھ رہا ہے اور بول رہا ہے۔ حضرت قبلہ بتاتے تھے کہ جب کبھی بھی دو یا دو سے زیادہ اولیاء اللہ باہم ملتے ہیں خصوصاً اہل خدمت یا رجال الغیب سے تعلق رکھنے والے۔ تو انہیں فوراً اور اسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے درویشی زبان عطا ہو جاتی ہے، جسے سُریانی زبان بھی کہتے ہیں اور درویش و سالک چاہے وہ دنیا کے کسی ملک یا خطہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ وہ ایک دوسرے سے اسی زبان میں بات چیت کرتے ہیں، بلکہ پرانے بزرگان دین و ملائکہ وغیرہ سے بھی اسی زبان میں گفتگو ہوتی ہے۔ یہ زبان بات چیت کے وقت ہی عطا ہوتی ہے اور بعد میں درویش و سالک اس کو اسی وقت تقریباً تقریباً بھول جاتے ہیں۔

تمام ارکان نے قبلہ چوہدری صاحب کو اس مجلس و بورڈ میں شمولیت پر خوش آمدید کہا اور اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ تین چار معاملات زیر بحث آئے۔ ان پر اتفاق رائے سے فیصلہ ہو گیا۔ بعد میں درج ذیل ایک اہم معاملہ زیر غور آیا جس پر قبلہ چوہدری صاحب کی رائے مختلف تھی۔

”فلاں ملک کا بادشاہ یا سربراہ فوت ہو گیا ہے۔ اس کی جگہ کون دوسرا بادشاہ یا سربراہ بنے۔ تین ارکان کی رائے ایک شخص کے حق میں تھی، مگر قبلہ چوہدری صاحب کا خیال کسی دوسرے شخص کے حق میں تھا۔ تینوں نے زمین میں اپنی اپنی چھڑی گاڑ دی اور کہا کہ چوہدری صاحب۔ فیصلہ ہو گیا ہے کہ وہی شخص بادشاہ یا صدر بنے جس کے متعلق ہماری تین کی رائے یکساں ہے۔“

مجلس کا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ سب ارکان اٹھے۔ ایک دوسرے سے السلام علیکم اور وعلیکم السلام کہا۔ ہم نے پھر ذکر اللہ پر زور دیا۔ فضائیں اٹھے اور چند لمحوں میں اپنی اپنی جگہوں پر پہنچ گئے۔ حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ انہوں نے بعد میں تہجد کے نوافل ادا کئے اور درود شریف پڑھنے بیٹھ گئے ہر روز یہ سلسلہ پھر صبح کی نماز تک جاری رہتا اور ناشتہ کے بعد وہ اپنے کام پر چلے جاتے۔ آج انہوں نے اخبار میں وہ تمام اہم باتوں کے متعلق خبریں پڑھ لیں، جن کے متعلق گذشتہ رات مجلس نے اپنے فیصلے کیے تھے اور ایک ملک کا بادشاہ یا سربراہ کے مرنے کی خبر تھی اور ساتھ ہی نئے بادشاہ و سربراہ بن جانے کے متعلق بھی درج تھا۔ یہ وہی نیا سربراہ تھا جس کے حق میں رجال الغیب کے تین ارکان کی رائے تھی۔

## مجلس بورڈ کی کارروائی

اس مجلس کی کارروائی کے متعلق قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ مجلس کی نشست یا اجلاس میں جتنے معاملات پر غور اور فیصلے ہونا ہوتے تھے۔ ان کے متعلق تمام تر واقعات سابقہ نکات اور پہلو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ذہن میں روشن ہو جاتے تھے۔ اور آنکھوں کے سامنے آ جاتے تھے اور اجلاس کا تمام ایجنڈا بورڈ کی نشست کے ساتھ بھی معلوم ہو جاتا تھا اور جس جس ملک کا معاملہ زیر غور آتا۔ اُس ملک کی تمام سیاسی و اقتصادی و علاقائی صورت حال ذہن نشین ہو جاتی اور مناظر آنکھوں کے سامنے آ جاتے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم پر عیاں ہوتا قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ بورڈ کے بعض اراکین مرتبہ کے لحاظ سے ابدال و قطب اور بعض کا مرتبہ و مقام قدرے مختلف بھی ہوتا ہے۔

قبلہ چوہدری صاحب بتاتے تھے کہ اہل خدمت یا رجال الغیب کے بورڈ یا مجالس ایک شہر یا آبادی کی چھوٹی سطح سے شروع ہوتے ہیں اور اسی طرح صوبائی، ملکی یا جغرافیائی خطوں اور دنیاوی سطحوں پر قائم ہیں اور ان میں شامل اولیاء اللہ کی اپنی محنت عبادت و ریاضت کے حساب سے ترقی ہوتی رہتی ہے۔ اور ایک ملک کے لوگ دوسرے ملک میں بھی متعین ہوتے ہیں۔ وہاں ان کا بھیس و زبان و رہن سہن اس ملک کے



باشندوں کی طرح ہوتا ہے، مگر یہ لوگ اپنے اعمال صالح برقرار رکھتے ہیں۔ انہیں سردی و گرمی کا احساس نہیں ہوتا۔ یہ دن میں یا ہفتہ یا عشرہ میں اپنے گھر و کاروبار کی جگہوں وغیرہ پر حاضری دیتے رہتے ہیں تاکہ کسی کو پتہ نہ چل سکے کہ فلاں فلاں شخص اتنے عرصہ سے اپنے گھر یا دفتر سے غائب ہے۔ دفاتر میں بھی ان کی چھٹی یا حاضری کا بندوبست خود بخود ہوتا رہتا ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی نگاہِ رحمت سے ہوتا ہے اور یہ سب حضرات اکثر چھپے اور خفیہ رہتے ہیں اور ان کا کسی کو چنڈاں پتہ نہیں چلتا ہے اور نہ ہی یہ لوگ مستقبل کی خبروں اور واقعات کا کسی کو بتاتے ہیں۔

ان اہل خدمت یا رجال الغیب اولیاء اللہ کی مجالس میں سالکین و دیگر اولیاء کرام شامل ہوتے رہتے ہیں اور اہل خدمت رجال الغیب کا ان مجالس سے تبادلوں ہوتا رہتا ہے اور انہیں تبلیغ و تدریس کے محکمے وغیرہ سپرد کر دیئے جاتے ہیں۔ بہر حال سالکین، تبلیغی و تدریسی اولیاء کرام کا تعلق اور رابطہ انتظامی اہل خدمت رجال الغیب سے وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا ہے۔

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ جب کسی شہر، خطہ یا ملک کے عوام گمراہ و سرکش ہو جاتے ہیں۔ بد اعمالی، فسق و فجور اور بد کرداری ان کا شیوہ بن جاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق، مجلس و بورڈ وہاں ظالم بادشاہ یا صدر وغیرہ اور بد کردار سربراہان مملکت مُسلط کر دیتا ہے۔ عوام میں بد حالی، مفلسی

ٹوٹ کھسوٹ اور بیماریاں اور خطے میں طوفان و سیلاب، ٹڈی اور آفتیں اور گھروں میں بد اعمالی، رشوت خوری و بڑی روزی کے باعث چھپکلی، چوہے، لال بیگ، کٹھنل و کیرے مکوڑے وغیرہ اور بعض اوقات ٹنک میں وبائیں، قحط سالی و خانہ جنگی و زلزلے وغیرہ برپا ہو جاتے ہیں جو بہت تباہی کا باعث ہوتے ہیں۔ ان تمام حالات و واقعات کا علم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے علاقائی بورڈ کی مجالس و مجال الغیب کو ہوتا ہے حتیٰ کہ لوگ توبہ و استغفار کرتے ہیں اور اچھے اعمال کرنا شروع کر دیتے ہیں تو ان میں بد حالی بند کرداری و بیماریاں دور ہو جاتی ہیں اور خوش حالی کا دور دورہ آجاتا ہے۔

## بورڈ کا دوسرا اجلاس

قبلہ چوہدری صاحب بتاتے تھے کہ آئندہ شب پھر ایک رکن تشریف لے آئے اور کہا کہ بورڈ کے اجلاس میں چلنا ہے۔ میں نے کہا کہ میں تیار ہوں۔ ہم نے پھر ذکر اللہ پر زور دیا اور فضا میں بکند ہوئے اور چند ثانیوں میں کسی اور ٹنک میں ایک مخصوص جگہ پر پہنچ گئے۔ ہمارے راستے میں نہ دریا نہ دیوار، نہ پہاڑ اور نہ ٹنکی حد بندی کچھ بھی حائل نہ ہوتی تھی۔ دوسری اطراف سے دوسرے دو ساتھی بھی وہاں آگئے۔ السلام علیکم کے بعد ٹنکی وغیر ٹنکی اہم معاملات زیر بحث آئے اور بورڈ کی مجلس نے فیصلے سے دیئے یہ گفتگو درویشی زبان میں ہوئی اور ہم پر تمام معاملات کی معلومات اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نفع ہو گئیں تھیں۔ ایک معاملہ پر

پھر تین ارکان صاحبان کی رائے اور تھی اور میری کچھ اور بہر حال فیصلہ ہوا اور ان تینوں صاحبان نے اپنی اپنی چھڑیاں زمین میں گاڑ دیں اور کہا کہ فیصلہ ہو گیا ہے۔ مجھے تھوڑا سا نلال ہوا۔ مگر میں چپ رہا۔ نشست کے بعد ہم نے ایک دوسرے سے السلام علیکم کہا اور اللہ پر زور دیا۔ ہم سب فضا میں اڑے اور اپنی اپنی سمت میں نکل گئے۔ میں چند ہی لمحوں میں گھر پہنچ گیا۔ نوافل تہجد ادا کیے اور درود شریف و اذکار میں مشغول ہو گیا۔

### بورڈ کا تیسرا اجلاس

ایک رات پھر بورڈ کے ایک رکن آئے اور اجلاس میں جانے کیلئے کہا۔ میں پہلے ہی سے تیار تھا۔ ہم نے ذکر اللہ پر زور دیا۔ اور بڑی سرعت سے کسی دوسرے ملک میں مخصوص جگہ پر پہنچ گئے۔ چند ہی ثانیوں میں سب ممبران وہاں پہنچ گئے۔ بورڈ کے مشل کار یعنی سیکرٹری صاحب نے آج شب کے ایجنڈے کی باتیں بیان کیں اور اجلاس شروع ہوا تمام معاملات پر متفقہ طور پر فیصلے ہو گئے۔ مگر ایک بات پر پھر قبلہ چوہدری صاحب کی رائے دوسرے اراکین سے مختلف تھی۔ دوسرے تینوں ممبران نے زمین میں اپنی اپنی چھڑیاں گاڑ دیں اور ان کے مطابق فیصلہ ہو گیا، مگر حضرت قبلہ نے زمین سے چھڑیاں نکال کر کہا کہ اس فیصلے پر نظر ثانی کریں۔ کیونکہ میرے خیال میں اگر فیصلہ میری رائے کے مطابق ہو تو بہتر ہوتا۔ مگر ممبران نہ مانے اور انہوں نے دوبارہ چھڑیاں زمین میں گاڑ دیں اور کہنے لگے کہ فیصلہ ہو گیا ہے۔ میری طبیعت میں کافی نلال تھا۔ بہر حال سب نے ایک دوسرے سے السلام علیکم کہا اور ہم رخصت ہو گئے اور چند ہی لمحوں میں میں گھر واپس پہنچ گیا۔

اولیاء اکرام، رجال الغیب اور تمام مؤمنین احکامات و ارشادات "أَطِيعُوا اللَّهَ  
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ مَعْلِيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ" کے پابند ہوتے ہیں۔

## ج۔ بارگاہ رسالتؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں عرضداشت

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ واپسی پر میں نے نماز تہجد کے نوافل ادا کیے اور خصوصی دو نفل بارگاہ رسالتؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں درخواست اور عرضداشت پیش کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور ادا کیے۔ گذشتہ ہفتہ سے میں محسوس کر رہا تھا کہ میرے درود شریف پڑھنے کے اوقات میں کمی واقع ہو گئی ہے اور گذشتہ ہوا کہ مجھے کہیں ذات مبارک نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے دوری نہ ہو جائے اور میں سوچ رہا تھا کہ رجال الغیب و اراکین بورڈ میں میری شمولیت، میری طبیعت کے موافق بھی نہ تھی۔ اسی سوچ میں درود شریف پڑھنے میں مشغول ہو گیا اور میں اپنے آپ کو مسجد نبوی شریف (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں اور روضہ رسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے سامنے بیٹھا ہوا محسوس کر رہا تھا اور عرض کر رہا تھا یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) میری زیادہ خواہش ہے کہ میں آپ (علیک الصلوٰۃ والسلام) کے حضور زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھتا رہوں اور بھیجتا رہوں اور بورڈ میں شمولیت کی وجہ سے میرے درود شریف پڑھنے کے اوقات میں کمی ہو گئی ہے اور میں اپنے آپ کو آپ حضور (علیک الصلوٰۃ والسلام) کی ذات مبارک سے قدیم دوری محسوس کر رہا ہوں۔ یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) آپ میری یہ عرضداشت قبول فرمائیں۔ بورڈ سے مجھے رخصت عنایت فرمادیں۔ اجلاس کا کام میرے موافق نہیں آتا۔ میں آپ حضور (علیک الصلوٰۃ والسلام) کے قریب رہنا چاہتا ہوں۔

انگلی رات میں گھر میں لیٹا ہوا تھا اور ذکر اللہ میں مشغول تھا اور شاید

اسی انتظار میں تھا کہ ابھی کوئی رُجل الغیب آتا ہے اور پھر بورڈ کے اجلاس میں جانا پڑے۔ مگر کوئی صاحب نہ آئے اور اسی طرح آئندہ رات بھی ایسے ہی ہوا اور جب تیسری رات رُجل الغیب نہ آیا تو مجھے یقین ہو گیا کہ مجھے بورڈ سے رخصت بل گئی ہے اور وہاں کسی اور صاحب کا تقرر ہو گیا ہوگا۔ مجھے دلی خوشی ہوئی اور اب رات کو ہی ڈیڑھ دو بجے حسب معمول اٹھ پڑتا اور نوافل ادا کرنے کے بعد صبح کی نماز تک درود شریف و اذکار الہی میں گزارتا۔ اب میں اپنے آپ کو ذاتِ مبارکِ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے قریب محسوس کر رہا تھا۔

کافی دنوں کے بعد مجھے صبح کے وقت وہی بورڈ کے رکن بل گئے۔ سلام و دعا کے بعد میں نے پوچھا کہ بھائی صاحب آج کل کون کون سے فیصلے ہو رہے ہیں؟ اور ہندوستان سے انگریز کب چلے جاویں گے اور کب پاکستان کب بنے گا۔ وہ رُجل الغیب کہنے لگے کہ قبلہ! آج کل آپ بورڈ میں شامل نہیں ہیں اور ہم بورڈ کے فیصلے اراکینِ مجلس کے علاوہ کسی اور کو نہیں بتاتے۔ بہر حال آپ جہاں رہیں خوش رہیں اور بورڈ سے آپ کی واپسی نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ارشادِ مبارک کے تحت ہوئی۔ اب آپ کی جگہ ایک نئے صاحب کی بورڈ میں تقرری بھی ہو چکی ہے۔

د۔ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا دوسرے محکمہ میں تقرری کے متعلق ارشادِ مبارک

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ چند دنوں کے بعد میں نوافل تہجد سے فارغ ہو کر درود تاج شریف پڑھ رہا تھا کہ اچانک میں نے اپنے آپ کو دربار رسالت آب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں بیٹھے پایا۔ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

کے چہرہ مبارک پر تبسم تھا۔ بہت سے بزرگانِ دین بھی حاضر خدمت تھے۔ آپ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے میری طرف نگاہِ کرم فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ ہم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) عنقریب آپ کو ایک نئے محکمہ کی ذمہ داری سونپیں گے۔ میں نے سر جھکائے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) آپ ہی کی رحمت و عنایت ہے۔ جیسے بھی ارشاد مبارک ہو گا۔ میں انشاء اللہ ویسے ہی تعمیل کروں گا۔ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اور بھی بہت سے ارشادات فرمائے۔ میں بیٹھا درود شریف پڑھتا رہا۔ کبھی کبھی میں آنکھ اٹھا کر آپ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھ لیتا۔ مگر ساتھ ہی نگاہیں رسالت و نبوت کے انوار و تجلیات اور جمال و رحمت کے فیضان و تصرف کی تاب نہ لاتے ہوئے فوراً جھک جاتیں۔ تمام حاضرین مجلس بڑے مؤدب بیٹھے تھے اور سب درود شریف پڑھ رہے تھے۔ پھر نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تشریف لے گئے اور ساتھ ہی تمام بزرگانِ دین اور حاضرین مجلس بھی چلے گئے اور یہ منظر مقدس ختم ہوا اور میں نے اپنے آپ کو گھر میں مٹھلے پر بیٹھے ہوئے پایا اور میں بیٹھا ہوا درود شریف پڑھ رہا تھا۔

# نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی خدمت میں حاضری اور حضرت علیؑ سے سعادتِ ملاقات

قبلہ چوہدری صاحب بتاتے تھے کہ ایک رات میں تیزی سے پرواز کرتا ہوا نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی تلاش میں ہندوستان سے عرب شریف جا رہا تھا اور میں نے اپنے اس جذبہ تلاش میں مدینہ منورہ و مکہ مکرمہ اور دیگر شہروں و جگہوں کو گھوم پھر کر دیکھ لیا، مگر مجھے نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نہ مل سکے، مگر میں نے اپنی تلاش جاری رکھی اور مجھے یقین تھا کہ میں بارگاہ رسالت مآب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں جلدی پہنچ جاؤں گا۔ پرواز ہی کی حالت میں مجھے کسی نے آواز دی۔ (قبلاً) غلام حیدر اور آواز سنتے ہی میری پرواز سست پڑ گئی اور قدم خود بخود رُک گئے اور میں پہاڑ کے نیچے دامن پر اتر گیا اور دیکھا کہ تھوڑی دور ایک بہت باریک اور پُر وقار شخص کھڑے ہیں اور میری طرف دیکھ کر مسکرائے ہیں۔ میں دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ یہ کوئی بہت ہی اُوپنچے دیے کی شخصیت ہے کہ جن کی آواز ہی کے تصرف سے میری پرواز سست پڑ گئی اور قدم خود بخود ہی رُک گئے ہیں۔

میں نے قریب جا کر ان کی خدمت عالیہ میں سلام عرض کیا اور انہوں نے بہت ہی شفقت اور مسکرا کر و علیکم السلام کہا اور فرمایا کہ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) یہیں پہاڑ کے دامن میں اصحابِ اکرامؓ کی مجلس

میں موجود ہیں۔ آپ ان کو (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو ڈھونڈ رہے تھے۔ چلیں  
 وہیں چلتے ہیں۔ میں ان شخصیت کا اندازہ ہی لگا رہا تھا کہ یہ ضرور کوئی جلیل القدر  
 اصحابی ہیں۔ کیونکہ ان کی جانب سے نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذاتِ  
 مبارک کے ساتھ کمالِ عشق و محبت اور علم و عرفان کے تصرف کی لہریں میری  
 طبیعت میں سرایت و غلبہ کر رہی تھیں۔ مضبوط و قوی جسم۔ درمیانہ قد،  
 حسین چہرے پر گول کشادہ و گلابی اور عشق و عرفان سے سرشار آنکھیں۔ پٹے دار  
 جاذبِ نظر بال۔ میرے سامنے ایک بہت ہی پُرکشش اور پُر وقار شخصیت  
 تھی۔ میرا دل کہہ رہا تھا کہ یہ ایک جلیل القدر اصحابی ہیں جن کو میں پہلی بار دیکھ  
 رہا ہوں۔ وہ میرے دلہنے ہاتھ پر آگے اور میں قدرے پیچھے ان کے ساتھ  
 ساتھ جا رہا تھا۔

جمالِ عشق و مستی نئے نوازی جلالِ عشق و مستی بے نیازی (علامہ  
 کمالِ عشق و مستی طرفِ حیدر زوالِ عشق و مستی حرفِ رازی اقبال)  
 تھوڑے ہی وقفے کے بعد پہاڑوں کے دامن میں سرور کون و مکاں  
 نبی آخر الزمان (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اصحابِ کرام کی مجلس میں بیٹھے ہوئے  
 نظر آئے۔ دانائے راہ اور میرے راہنما و صد احترام شخصیت نے میری طرف  
 دیکھا اور تبسم فرمایا۔ نگاہ و ہاتھ کے اشارے سے فرمایا۔ ذاتِ مبارک دانائے  
 سبل ختم الرسل، مولائے کُل، سیدنا محبوب رب العالمین و سیدنا رحمت اللعالمین  
 (علیہ الصلوٰۃ والسلام) وہ تشریف فرما ہیں اور معاً ہی ہم نے خود بخود درود شریف  
 پڑھنا شروع کر دیا۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ  
 الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ  
 الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ



اور درود شریف کے پڑھتے ہی پڑھتے میں نے ذاتِ مبارکِ نبی کریم  
 رُفُّ رَحِيم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی خدمت میں قریب پہنچ کر پھر نذرانہ  
 درود و سلام عرض کیا۔ آپ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اپنا ہاتھ مبارک  
 بڑھایا۔ میں نے دونوں ہاتھوں سے تھام لیا اور جھک کر بوسہ دیا اور پھر  
 مبارک قدموں میں سر رکھ دیا۔ ساتھ ساتھ درود شریف پڑھ رہا تھا اور مجھ  
 پر از خود رقت طاری تھی۔ اپنے تئیں سراپا کمی و خطاؤں کا احساس تھا اور  
 رحمتِ کائنات (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے مبارک پاؤں کو چوم رہا تھا اور آپ  
 حضورِ کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اپنا دستِ شفقت میرے ماتھے، سرو پشت  
 پر پھیر رہے تھے۔ میں نے قدرے سر اٹھایا اور چہرہ انور کو ایک آنکھ بھر  
 دیکھا۔ حضورِ کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) مسکرائے اور فرمایا: ہم دیکھ رہے تھے۔  
 کہ غلامِ حیدر بڑی دیر سے ہماری جستجو میں ہے۔ کبھی کسی جگہ اور کبھی کسی  
 گوشے میں ہمیں تلاش کر رہا ہے۔ بالآخر ہم نے (حضرت) علیؑ سے کہا کہ  
 جانیں اور غلامِ حیدر کو جلدی سے ہمارے پاس لے آئیں۔ وہ بڑی بیتابی  
 سے ہمیں ڈھونڈھ رہا ہے۔ میں نے دائیں جانب دیکھا تو حضرت علیؑ بھی  
 مسکرا دیئے۔ وہی شخصیت وہی جلیل القدر صحابیؓ جو مجھے لینے کے لئے اس  
 وادی سے باہر نکلے تھے۔ میں پہلی دفعہ حضرت علیؑ کو دیکھ رہا تھا۔ وہ سراپا عشق  
 رسولِ مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تھے۔ بلکہ وہاں مجلس میں موجود ہر صحابیؓ اپنے  
 عشق و محبت میں یکتا تھا۔ سب بڑی خاموشی سے دل ہی دل میں درود شریف  
 کا ورد کر رہے تھے۔ اور جو کچھ بھی نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ارشاد فرماتے تھے۔  
 وہ انتہائی ادب اور توجہ سے سن رہے تھے۔ کوئی بھی صحابیؓ سوال یا مسئلہ  
 عرض کرتا۔ تو حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) بھی بڑی شفقت سے جواب اور حل عطا

فرمادیتے۔ ہم سب کی نظریں ایک لمحہ چہرہ انور کو دیکھتیں اور پھر معاً جمالِ مصطفویٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی تاب نہ لا کر دوسرے ہی لمحے جھک جاتیں۔

یہ مجلسِ مطہرہ چند منٹ تک جاری رہی پھر نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تشریف لے گئے اور ساتھ ہی حضرت علیؓ اور دوسرے اصحابِ کرامؓ بھی روانہ ہو گئے اور میں نے دوسرے ہی لمحہ اپنے آپ کو دہلی میں پایا۔ یہ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی مجھ ادنیٰ غلام پر خاص عنایت تھی کہ اپنی بارگاہِ عظمیٰ میں بلایا اور بے حد شفقت فرمائی اور یہ سب آپ ہی کی کرم فرمائی رحمت و احسان تھا کہ آپ نے اپنی زیارتِ پاک سے نوازا۔ نیز وہاں حضرت علیؓ اور بہت سے دوسرے اصحابِ کرامؓ کو بھی دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

بینہ پاک منور "نشرح" نور اکھیں "مازاعنون"  
انور اکھیں مہر نبوت روشن نور چہرا عنون

(مولانا غلام رسولؒ)

# حضرت خواجہ علاؤ الدین صابری کے

## مزار شریف پر حاضری

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ وہ کم و بیش روزانہ ہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے مزار شریف پر حاضر ہوتے تھے اور ذکر اللہ اور درود شریف میں مشغول ہو جاتے تھے۔ یہ سلسلہ کوئی گذشتہ پندرہ سال سے جاری تھا۔ جب بھی قبلہ مزار شریف کے احاطہ میں داخل ہوتے تو حضرت خواجہ محبوب الہیؒ اپنے مزار شریف میں اُٹھ کر بیٹھ جاتے اور آپ کہتے تھے کہ حضرت خواجہ محبوب الہیؒ میری طرف دیکھتے رہتے اور توجہ فرماتے رہتے۔ اور مسکراتے رہتے۔ اور نبی کریمؐ، رحمت اللعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی محبت کا طوفان اُبھر آتا اور معاً طبیعت میں سرور و مستی اُبھر آتی اور رقت طاری ہو جاتی۔ کبھی کبھی حضرت خواجہ محبوب الہیؒ بات چیت بھی فرماتے۔ جس میں کہ قرآن شریف کی کسی نہ کسی آیت اور حدیث شریف کی تشریح ہوتی اور یہ تشریح قرآن و حدیث شریف کے اُس وقت کے تراجم سے بلند و مٹھوس ہوتی اور فوراً دل و دماغ قبول کر لیتے اور پختگی سے ذہن نشین ہو جاتی اور بعض اوقات ایسی باتیں اور واقعات سے بھی آپ رُوشناس کروا دیتے۔ جن کے متعلق دربار رسالت مآب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے فیصلے و ارشادات ہو چکے ہوتے تھے۔

بزرگانِ دین و اولیاءِ کرام کو علم و عرفان اور دولت و صل کا نصیب ہوتا  
 درحقیقت ذاتِ مبارک نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) سے محبت و اطاعت اور  
 حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائیگی، اذکارِ الہی، تلاوتِ کلامِ پاک اور درود شریف  
 میں کثرت، صراطِ مستقیم پر سختگی۔ رحمت اللعالمین و رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ و سلام)  
 کی مجالس میں حاضری اور براہِ راست الوارِ رسالت سے فیضیابی و فیضانِ نبوت  
 سے سیرابی درحقیقت دنیا و آخرت کی کامیابی و سرفرازی یہ تمام الشریف العالمین  
 کے فضل و کرم اور اس کے محبوبِ کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کی غلامی کے صدقے  
 میں عطا ہوتا ہے۔

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے میں نے عرض کیا۔ حضورِ خواجہ صاحب  
 میرا جی کر رہا ہے کہ میں کلیر شریف میں حضرت خواجہ علاؤ الدین صابر صاحب کی  
 درگاہ پر حاضری دوں۔ وہ آپ کے بھائی صاحب ہیں اور آپ سب ہمارے  
 اکابرین و باپ دادا ہیں۔ میں نے پہلے بھی دو تین موقعوں پر یہی خواہش کی تھی۔  
 مگر حضور قبلہ! آپ نے فرمایا تھا: ”ابھی ٹھہر جائیں پھر کبھی چلے جانا“ حضرت قبلہ  
 بتاتے تھے کہ میں نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ حضرت خواجہ محبوب الہی سلطان الاولیاء  
 مسکرا دیئے اور فرماتے لگے۔ ہاں آپ چلے جائیں۔ اب آپ کی طبیعت کافی اعتدال  
 پر ہے اور جمالی و جلالی کیفیات اور تصرف کی متحمل ہے۔ محبت و اطاعتِ رسول  
 (علیہ الصلوٰۃ و سلام) بھی بہت نچتر ہے۔ قبلہ بھائی صابر صاحب کے ہاں ضرور  
 جائیں۔ ان کی خدمت میں میرا بھی سلام عرض کریں۔ محترم بھائی صابر صاحب  
 کو حضور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کی ذاتِ مبارک سے بہت ہی زیادہ  
 عشق و محبت ہے۔ ان کی شخصیت میں عشق و اتباع کا جلالی رنگ خصوصی طور  
 پر نمایاں ہے اور ان کی طبیعت میں نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کے ساتھ

محبت و اطاعت کا پُر زور اور تیز تصرف کار فرما ہے۔ محترم بھائی صابر صاحب کے ہاں بھی اور یہاں بھی ہمارے قبلہ مرشدز ہدایا انبیاء شیخ مسعود الدین فرید گنج شکر کی کمال محنت کا ثمر عیاں ہے اور جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور جس قدر بھی علم و عرفان بارگاہ رسالتاً (علیہ الصلوٰۃ و السلام) سے عطا ہوا ہے۔ ظاہر و باطن میں دولت و صل نصیب ہوئی۔ حامل امانت الہی ہوئے اور محبوب رب العالمین، رحمت للعالمین (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کا قریب نصیب ہوا۔ یہ سب ہمارے اُستادِ مکرم و مرشدِ کامل کی ہمارے ساتھ انتھک محنت، ریاضت و مجاہدہ اور محبت بھرے درس و تدریس کا نتیجہ ہے اللہ تعالیٰ اُن کے درجات اور بلند فرمائے اور اُن پر بے حد انوار و تجلیات اور رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین)

## ۱۔ ریلوے سٹیشن پر اہل خدمت درویش کی آمد

قبلہ چوہدری صاحبؒ دوسرے روز کلیر شریف روانہ ہوئے۔ اُن کے ساتھ ایک اور دوست صوفی محمد فاضل صاحبؒ بھی تھے (یہ صوفی فاضل صاحبؒ بعد میں اگست ۱۹۴۷ء میں پاکستان کو ہجرت کرتے وقت دہلی میں ہی ہندوؤں اور سکھوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے تھے) قبلہ چوہدری صاحبؒ و صوفی صاحبؒ دہلی سے سپیشل ریلوے ٹرین میں سوار ہوئے اور رات کو تقریباً ڈیڑھ بجے وہاں ریلوے سٹیشن پہنچے۔ گاڑی میں بھی اور باہر سٹیشن پر بھی کافی بھیڑ تھی اور بیشتر سواریاں حضرت علاؤ الدین صابر صاحبؒ کے مزار شریف کو ہی جانے والی تھیں۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ جو نہی رات کو ہم ریلوے سٹیشن پر اترے تو ہمارے ڈبے کے سامنے ایک بچہ، ساٹھ سالہ باریش درویش ہاتھ میں ایک

لاٹھی لئے کھڑے تھے۔ ہم نے اُن کو سلام کیا۔ وعلیکم السلام۔ اہل خدمت درویش کہنے لگے۔ مجھے حضرت خواجہ علاؤ الدین صابری نے بھیجا ہے کہ دہلی سے دو زائرین ایسی شکلوں و خلیے کے آرہے ہیں رآپ کی شکلیں اور خلیے مجھے دکھا دیئے گئے تھے) اور اُن کو ریلوے سٹیشن سے سیدھا مزار شریف پر چلنے کی سے لے آؤں۔ قبلہ! تو پھر چلیے میرے پیچھے پیچھے آشریف لیتے آویں۔ حضرت صابریؒ آپ کے منتظر ہوں گے۔

راستے میں بہت بھیر تھی۔ اکثر لوگ پیدل ہی مزار شریف کی طرف جا رہے تھے اور بعض سواریوں پر۔ اہل خدمت درویش بابا چلتے جا رہے تھے اور ہم اُن کے پیچھے پیچھے۔ وہ جدھر جدھر مڑتے یا قدم اٹھاتے۔ بھیر میں ہمیں راستہ خود بخود بدل رہا تھا۔ میں نے دیکھا درویش بابا بھی ذکر اللہ کرتے جا رہے ہیں اور ہم بھی۔ ہم تھوڑی ہی دیر میں مزار شریف کے قریب پہنچ گئے۔ درگاہ شریف کے باہر و اندر بہت ہی زیادہ لوگ جمع تھے اور تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ ہم نے ابھی خیال ہی کیا تھا کہ اس راستہ سے اندر جاتے ہیں مزار شریف میں کافی دیر لگے گی۔ معاً ہی درویش بابا نے کہا۔ قبلہ آپ میرے پیچھے اس طرف دوسرے راستے کی طرف سے آئیں۔ وہاں بھیر بھی کم ہے۔ ہم درویش بابا کے پیچھے دوسرے راستے کو مڑ گئے۔ درویش بابا آگے آگے اپنی لاٹھی رکھتے جاتے اور راستہ خود بخود کھلتا جاتا ہم نے درگاہ شریف کے باہر سے منہ ہاتھ دھویا اور وضو کیا اور دوسری طرف سے درویش بابا کے پیچھے مزار شریف کے احاطہ میں داخل ہو گئے اور درویش بابا نے ہمیں مزار شریف کے بالکل سامنے لاکھڑا کیا اور پھر سلام کیا اور چلے گئے۔ ہم نے دیکھا کہ سٹیشن سے لے کر مزار شریف تک کا راستہ چند منٹوں میں طے ہو گیا ہے اور ہمیں احساس تک نہ ہوا۔

## ب حضرت خواجہ علاؤ الدین صابر پیٹیا سے سعادتِ ملاقات

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ میں مزار شریف کے وسط میں کھڑا ہو گیا اور صوفی فاضل صاحب میرے ساتھ ایک طرف کھڑے تھے۔ میں نے درود شریف پڑھا اور حضرت خواجہ صابر پیٹیا کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ میں نے دیکھا کہ فوراً ہی حضرت خواجہ صابر پیٹیا قبر شریف سے نمودار ہوئے اور وہیں میرے سامنے مزار شریف کے اندر بیٹھ گئے۔ انہوں نے وعلیکم السلام کہا اور ہماری خیریت دریافت کی اور فرمایا کہ میں نے اہل خدمت درویش کو ریلوے سٹیشن بھیج دیا تھا کہ وہ آپ کو با آسانی ادھر لے آئے۔ میں نے عرض کی۔ قبلہ خواجہ صاحب! آپ نے بہت کرم فرمایا اور ہمارے لئے درویش بایا کو زحمت اٹھانا پڑی۔ خواجہ صابر پیٹیا مسکرا دیے اور فرمایا۔ زحمت کی کون سی بات تھی۔ ہمارے اپنے ہی بچے تو ادھر آ رہے تھے اور وہ بھی اتنی محبت کے ساتھ پھر ہمارے پاس تشکر کے علاوہ اور کیا تھا کہ ہزرگ واکا یرین جو درحقیقت ہمارے باپ دادا ہیں کس قدر جاہت و شفقت سے پیش آتے ہیں۔ اسی اثنا اور گفتگو کے دوران صوفی فاضل صاحب جنہیں حضرت خواجہ صابر پیٹیا نظر تو نہیں آ رہے تھے۔ مگر وہ سمجھ گئے تھے کہ میں ان سے کوئی بات چیت کر رہا ہوں کیونکہ وہ اکثر میرے ساتھ اولیاء کرام کے مزارات پر جایا کرتے تھے اور ایسی باتوں کا ان کو علم تھا، صوفی فاضل صاحب نے میرے بازو کو اپنی کہتی آہستہ سے لگائی اور ان کا کچھ ذاتی و دنیاوی کام تھا وہ یاد دلایا کہ میں حضور خواجہ صابر پیٹیا سے اس کے متعلق کچھ کہوں۔

(بزرگ بتاتے ہیں کہ یہ تجربے کی بات ہے کہ اولیاءِ اکرامؒ زائرین  
 پر فیوض و برکات جو عبادت و ریاضت، درود شریف پڑھنے،  
 تلاوتِ قرآن مجید و کثرتِ اذکارِ الہی اور اتباعِ رسولِ مقبولؐ  
 (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کے طفیل اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میسر  
 ہوتا ہے، کا تصرف فرماتے رہتے ہیں جن سے ان کے دینی و روحانی  
 مراحل طے اور جائز دنیاوی کام ہوتے رہتے ہیں۔ زائرین بھی مزارات  
 اور ملحقہ مسجد میں خود بھی تو کثرتِ درود شریف، تلاوتِ کلام اللہ اور  
 اذکارِ الہی میں مشغول رہتے ہیں اور ان کی اس عبادت و ریاضت  
 کے فیوض و برکات بھی شامل حال رہتے ہیں، جو ان کے دینی و روحانی  
 اور جائز دنیاوی مشکلات کو آسان اور دور کر دیتے ہیں، مگر عروس  
 کے موقعوں پر اولیاءِ اکرامؒ کا یہ تصرف عمومی و کثرت کے ساتھ ہوتا  
 ہے اور زائرین جس سے اپنی اپنی بساط و مرتبہ مقام کی مطابقت سے  
 فیض یاب و لطف اندوز ہوتے ہیں۔ جس قدر بھی کسی ولی اللہ کو  
 نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ و السلام) سے محبت و قرب حاصل ہوتا ہے۔  
 اس قدر ہی اس کے تصرف کا فیض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے  
 پُر بہار اور فیض رسال ہوتا ہے۔ ایسے موقعوں پر اکثر ان زائرین پر  
 جو عبادت گزار ہوتے ہیں۔ ان پر سرور و مستی و رقت طاری بھی ہو  
 جاتی ہے اور ان کے دل و دماغ میں نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی  
 محبت کا غلبہ اور اتباع کا جذبہ موجزن ہو جاتا ہے۔ بزرگوں کا قول  
 ہے کہ جو اولیاءِ اکرامؒ اذکارِ الہی میں بہت زیادہ مشغول رہے اور  
 ہمہ وقت گم رہے۔ ان کی توجہ و تصرف اکثر جلالی ہوتا ہے اور



دوسرے اولیاءِ اکرامؒ جو اذکارِ الہی کے ساتھ ساتھ درود شریف اور تلاوت کلام اللہ میں زیادہ مشغول رہے۔ ان کی توجہ و تصرف زیادہ تر جمالی ہوتا ہے۔

ابھی صوفی فاضل صاحب نے مجھے صرف کہنی ہی لگائی تھی اور منہ سے کچھ نہ بولے تھے اور پیشتر اس کے کہ میں صوفی صاحب کے کام کے متعلق، حضورِ خواجہ صابرؒ پیما کی خدمت میں کچھ عرض کروں... حضورِ خواجہ صابرؒ پیما نے خود ہی فرمایا۔ ان سے کہہ دیں کہ ان کا کام ہو جائے گا اور یہ خاموشی کے ساتھ کھڑے رہیں (یعنی حضورِ خواجہ صابرؒ پیما کا مطلب تھا کہ صوفی فاضل صاحب خاموشی کے ساتھ جو پڑھنا ہے پڑھتے رہیں، مگر حضورِ خواجہ صابرؒ پیما اور قبلہ چوہدری صاحبؒ کی بات چیت کے درمیان مُخل نہ ہوں) میں نے فوراً صوفی فاضل صاحب سے کہا کہ آپ کا کام انشاء اللہ تعالیٰ ہو جائے گا۔ آپ خاموشی کے ساتھ درود شریف پڑھتے رہیں یا ذکرِ الہی میں مشغول رہیں۔ صوفی صاحب سمجھ گئے اور بعد میں خاموشی کے ساتھ درود شریف و ذکرِ الہی میں مشغول رہے۔

پھر میں نے حضورِ خواجہ صابرؒ پیما کی خدمت میں حضورِ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ محبوب الہیؒ کا سلام پیش کیا۔ حضورِ خواجہ صابرؒ پیما نے تبسم فرمایا اور علیکم السلام کہا اور ارشاد فرمایا کہ دراصل محترم بھائی نظام الدین صاحب کو آپ سے بہت پیار ہے اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ آپ ایک دو دن کے لئے بھی دہلی سے باہر جائیں۔ وہاں اور یہاں ایک ہی بات ہے جو عطاء دولت وصل و عنایات رسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی وہاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے

فضل و کرم سے وہی میراث اور دولت وصلِ مُصطفائی (علیہ الصلوٰۃ و السلام) اور کبریائی یہاں ہے۔ یہ سب کچھ ہمارے اُستادِ مُکرم و مُرشدِ کابل شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی مُشفقانہ درس و تدریسِ قرآنِ مجید و احادیثِ مبارک اور باعمل رہنے کی تلقین و مجاہدہ اور ہمارے ساتھ انتھک محنت و ریاضت کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبِ کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کے طفیل اُن کے درجات اور بلند فرمائے اور اُن پر بے حد انوار و تجلیات و رحمتیں نازل فرمائے (آمین)

خودی کی خلوتوں میں مُصطفائی (علیہ الصلوٰۃ و السلام)

خودی کی خلوتوں میں کبریائی

زمین و آسمان و کرسی و عرش

خودی کی زد میں ہے ساری خدائی

گذشتہ دس پندرہ سال جو آپ نے محترم بھائی محبوبِ الہی کے مزار پر باقاعدگی کے ساتھ حاضری دی ہے اور وہاں پر درود شریف و اذکارِ الہی میں مشغول رہے ہیں۔ بھائی صاحب کی شفقتِ پدرانہ توجہ و نظرِ جمال نے درود و اذکارِ مبارک کے جمال و جلال کو مٹھوس اور نیچا کیا اور طبعیت کو اعتدال دیا اور قلب کو اطمینان نصیب ہوا۔ جلوت اور خلوت میں دولت وصل اور امانتِ الہی روشن تر اور واضح تر ہوئے۔

قبلہ چوہدری صاحب کتے تھے کہ حضرت خواجہ صابر پٹیا جس طرح مجھے محبت و شفقت سے دیکھ رہے اور گفتگو فرما رہے تھے۔ ایسے معلوم دیتا تھا کہ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی عشق و محبت کا طوفان میری طرف اُمنڈھتا چلا آ رہا ہے اور مجھ میں سرایت کر رہا ہے۔ مجھ پر سرور و مستی اور رقت طاری ہو گئی۔ میں درود شریف پڑھنے اور ذکر اللہ میں مشغول رہا

خواجہ صاحبؒ پسند و نصیحت فرما رہے تھے۔ اور میں کبھی اُن کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھتا تو وہ مسکرا دیتے۔ اُن کے گول حسین چہرے پر سیاہ و بادامی گھنے پٹے دار بال اور درمیانہ قدر قبیلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ حضرت خواجہ صابرؒ پٹیا کا علیہ وقد وقامت بہت حد تک حضرت علیؑ (کرم اللہ وجہہ) سے ملتا جلتا تھا (کیونکہ انہیں کئی بار حضرت علیؑ کی زیارت مبارک کی سعادت و شرفِ ملاقات نصیب ہو چکی تھی) قبیلہ کہتے تھے کہ جیسے ہی مجھے حضرت خواجہ صابرؒ پٹیا کی گول موٹی موٹی گلابی آنکھوں سے عشقِ مصطفویؐ (علیہ الصلوٰۃ و السلام) سے سرشار لہریں میرے جسم اور دل و دماغ میں سرایت کرتی نظر آئیں۔ اسی سے تپ چل رہا تھا کہ خواجہ صابرؒ پٹیا کو عشق و اتباع میں ذاتِ مبارک نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ و السلام) سے کتنا قُرب حاصل ہے اور آپ کو دربارِ رسالتؐ (علیہ الصلوٰۃ و السلام) سے کس قدر بلندی و سرفرازی نصیب ہوئی۔

عشق کے مِضاب سے نعمتِ تاریحیات  
 عشق سے نورِ حیات، عشق سے نارِ حیات (علاقہ اقبالؒ)

قبیلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ میں درود شریف پڑھتے جا رہا تھا۔ کبھی حضرت خواجہ صابرؒ پٹیا کی طرف دیکھ لیتا اور کبھی آنکھیں جھکا لیتا۔ تقریباً دو گھنٹے بعد سرور و مستی و رقتِ قدر سے فرو ہوئی تو حضرت خواجہ صابرؒ پٹیا میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور بڑی شفقت سے کہنے لگے۔ بھیر بہت بڑھ رہی ہے۔ زائرینِ جوق و رَجوق چلے آ رہے ہیں۔ ان کو دینِ اسلام سے کتنی رغبت و محبت ہے۔ کوئی نواہل ادا کر رہا ہے۔ کوئی قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہے۔ بعض درود شریف پڑھ رہے ہیں اور

بعض اذکار الہی میں مشغول ہیں اور میرے لئے یعنی اپنے باپ دادا کیلئے دُعائے فاتحہ اور مغفرت پڑھ رہے ہیں۔ مجھے بھی ان کے نوافل تلاوت قرآن مجید، درود شریف اور اذکار الہی سے لطف و کرم، ٹھنڈک و بلندی نصیب ہوتی ہے۔ میں اپنے بچوں کا شکر گزار ہوں اور سب کے لئے دُعا گو رہتا ہوں۔ حضرت خواجہ صابر پُپیا نے پھر مخاطب ہو کر فرمایا اب آپ دہلی کو لوٹ جائیں۔ وہاں دادا جان خواجہ قطب صاحب اور محترم بھائی محبوب الہی صاحب کی خدمت میں خصوصی سلام عرض کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں پر بے حد نعمتیں و رحمتیں نازل فرمائے (آمین)

حضرت خواجہ صابر پُپیا نے پھر اہل خدمت درویش کو بلایا۔ وہ فوراً حاضر ہو گئے۔ جیسے کہیں وہ وہیں کھڑے تھے اور ان کو فرمایا کہ چوہدری صاحب کو پھر سٹیشن پر لے جائیں اور دہلی والی گاڑی پر خیریت سے چڑھا آویں۔ ہم نے حضرت خواجہ صابر پُپیا کو بہت ادب سے سلام عرض کیا اور الوداع کہی۔ حضرت خواجہ صاحب اپنی قبر مبارک میں روپوش ہو گئے اور ہم باہر کی طرف چل بیٹے۔ احاطہ کے باہر نکلتے ہی پھر اہل خدمت درویش بابا نے اپنی لاشمی کے اشارے سے آگے سے راستہ بناتے گئے اور ہمیں بھیڑ میں بڑی سہولت سے خود بخود راستہ ملتا گیا۔ ویسے وہاں کا قریبی ریلوے سٹیشن مزار شریف سے کافی دُور تھا۔ مگر درویش بابا ہمیں ایسے لے گئے کہ ہم جلدی سے چند ہی منٹوں میں ریلوے سٹیشن پر پہنچ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد دہلی جانے والی گاڑی سٹیشن پر رُکئی اور درویش بابا نے ہمیں بڑی اچھی جگہ بٹھایا اور رخصت چاہا۔ ہم نے ان کو سلام کیا اور وہ وہاں سے چل بیٹے ہم تقریباً صبح کے وقت دہلی پہنچ گئے۔ دو تین دن کے بعد صفوی فاضل صاحب ملے۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت صابر پُپیا کے ہاں میں نے جب کام کی دُعا کی تھی تو وہ کام اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہو گیا ہے۔

عقل و دہل و نگاہ کا مُرشدِ اولین ہے عشق + عشق نہ ہو تو شرع و دین بتکدہ تصور لا (اقبال)

# حضرت عوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کی تشریف آوری

حضرت قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ :

میں فولادی کارخانے ٹاٹا میں بڑی محنت اور لگن سے کام کیا کرتا۔ کام کے دوران میں ذکرِ الہی میں مشغول رہتا۔ کام خود بخود اچھا ہو جاتا۔ کارخانے کا مالک اور انگریز مینجر بہت خوش تھے۔ انہوں نے مجھے بہت جلدی ترقی بھی دے دی۔ تمام دن فولادی بھٹیوں کے سامنے میری ڈیوٹی ہوتی۔ سوڈا بوتل اکثر پینے کو ملتی۔ مگر مجھے ذکر اللہ کی تپش کی بدولت ہر وقت ڈھکتی ہوئی بھٹیوں کی گرمی و حرارت کا احساس بھی نہ ہوتا تھا۔ میرے آس پاس اور بہت سے جوان کارکن وہاں کام کرتے تھے۔ مگر وہ ہر وقت پسینہ سے شرابور رہتے تھے۔ ذکر اللہ کی برکت سے میری طبیعت اعتدال پر ہی رہتی تھی اور زیادہ حرارت کا چنداں احساس نہیں ہوتا تھا۔ کپڑے میلے کچیلے رہتے۔ نہانے کی حاجت بھی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ کام کے اوقات میں بھی اور دیگر اوقات میں بھی، طبیعت ذکرِ الہی میں ڈوبی رہتی۔

موسم گرم تھا۔ اور ایک دن کام سے فارغ ہونے کے بعد میں مغرب سے پہلے گھر سے باہر نکل کر چہل قدمی کر رہا تھا۔ کافی کھلی جگہ تھی اور موسم اعتدال پر تھا کہ اچانک فضا میں سے ایک مقرر بارش

اور بارعجب بزرگ میری طرف آتے ہوئے دکھائی دیئے اور جوہنی وہ میرے قریب آئے تو فضا میں سے زمین پر اتر آئے اور السلام علیکم فرمایا اور میں نے بہت با ادب ہو کر وعلیکم السلام کہا۔ میرے جسم و جان میں سرور و مستی زور پکڑتے جا رہی تھی۔ اُن کے پُر وقار چہرے میں حُسن جلال و جمال تھا اور عشقِ مُصطفوی (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کے نور میں رنگی ہوئی محبوبی شعاعیں میری طبیعت میں سرایت کرتی جا رہی تھیں اور میں بے خود ہو رہا تھا۔ میں پہچان گیا تھا کہ آپ شیخ عبد القادر جیلانی غوثُ الاعظم ہیں اور وہ بھی معاً مسکرا دیئے۔ یہ میری حضرت غوثُ الاعظم سے پہلی ملاقات تھی۔

آپ نے زمین پر ہاتھ مارا اور فوراً وہاں ایک شفاف پانی سے لبریز ایک چھوٹا سا حوض بن گیا۔ حضرت غوثُ الاعظم نے مجھے چوٹی سے اٹھایا اور پانی میں ایک غوطہ دیا اور باہر نکال لیا۔ یہ حوض ختم ہو گیا۔ پھر دوسری جگہ زمین پر ہاتھ مارا اور ایک اور صاف پانی کا چھوٹا سا حوض بن گیا۔ آپ نے پھر مجھے اٹھا کر پانی میں غوطہ دیا، پھر باہر نکال لیا اور یہ حوض ختم ہو گیا۔ تیسری بار پھر اور جگہ زمین پر ہاتھ مارا اور پھر صاف و شفاف پانی کا چھوٹا سا حوض بن گیا۔ آپ نے پھر مجھے با آسانی اٹھا کر پانی میں غوطہ دیا اور باہر نکال لیا۔ یہ حوض بھی ختم ہو گیا۔ ہر بار جب حضرت غوثُ الاعظم مجھے پانی میں غوطہ دیتے اور کچھ آیات پڑھتے اور جب باہر نکالتے پھر کچھ آیات پڑھتے اور دُرود شریف پڑھتے جاتے تھے۔ فرمانے لگے کہ اب جسم صاف ہو گیا ہے اور جادو کے اثرات بھی ختم ہیں اور مجھے فرمایا کہ جسم و لباس کی صفائی اذکارِ الہی کے ساتھ ساتھ

ہوتی رہنی چاہے اور مجھے تلقین فرمائی کہ جسم و لباس صاف ستھرا رہنے چاہئے۔  
پھر مسکرا دیئے۔ میں نے دیکھا کہ آپ نے مجھے دعائیں دیئے جا رہے ہیں۔  
اور کہا کہ میں اب جاتا ہوں۔ میں نے سلام عرض کیا۔ آپ نے وعلیکم کہا۔  
اور میرے سر پر ہاتھ پھیرا و پیار دیا اور فوراً چل دیئے اور فضا میں ہی  
غائب ہو گئے۔ (اُس وقت قبلہ چوہدری صاحب کی عمر پچیس برس  
کے لگ بھگ ہو گی)

محترمہ بی بی رابعہ بصری کے ساتھ ہمیشہ امامینِ حنا

## کی غائبانہ مدد

قبلہ چوہدری صاحب نے فرمایا کہ میں اُن دنوں بنگال میں ہی ہوتا تھا۔ رات کافی گزر چکی تھی۔ چاند کے آخری ایام تھے۔ فضا میں کافی تاریکی تھی۔ مجھے نیکم اپنے گاؤں کے بہشتی امام دین صاحب کا خیال آیا۔ وہ ہمارے گھر میں بڑی محبت و محنت سے کبھی کبھار پانی لایا کرتے تھے۔ میری والدہ صاحبہ اُس پر بہت شفقت فرمایا کرتیں تھیں۔ اُسے بہت دعائیں دیا کرتیں تھیں اور اُس کے گھر میں اجناس اور وقتاً فوقتاً مالی امداد بھی بہم پہنچایا کرتی تھیں اور مجھے وہ بہشتی پختے اور مکئی بھون کر بچپن میں کھلایا کرتے اور مجھ سے بہت شفقت سے پیش آتے تھے۔ وہ بہت ہی پر میزگار اور نیک آدمی تھے۔

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ میں نے رات کی تاریکی میں دیکھا کہ وہ بہشتی امام دین صاحب اُجڑام سے کوئی سو میل دور ”دسوا“ جہاں وہ کسی کام کے سلسلے میں گئے ہوئے تھے۔ وہاں جنگل میں وہ طوفان و باد و باراں میں گھرے ہوئے ہیں اور ادھر ادھر کافی درخت ٹوٹ رہے تھے اور وہ بیچارے آفت و مصیبت میں پھنسے ہوئے ہیں۔ میرے دل میں خیال پیدا ہوا۔ ہو سکے تو اُس کی مدد کرنی چاہیے۔



میں نے ذکر الہی پر زور دیا اور پرواز شروع ہو گئی۔ میں فضا میں ہی تھا کہ دوسری جانب سے پرواز کرتے ہوئے بی بی رابعہ بصری صاحبہ بھی میرے ساتھ ہو لیں اور فرمانے لگیں چوہدری صاحبہ! چلو اس نیک بہشتی کی مدد کرتے ہیں۔ اور وہ ہماری نظروں کے سامنے تھے۔ ہم چند ہی لمحوں میں جنگل میں پہنچ گئے۔ بہشتی کو ایک بازو سے محترمہ بی بی رابعہ بصری صاحبہ نے پکڑا اور ایک بازو سے میں نے پکڑا اور ہم نے ذکر اللہ پر زور دیا۔ اور پھر پرواز شروع ہو گئی۔ فضا میں چند ہی لمحات گزرے ہوں گے ہمارا گاؤں اجڑا م آ گیا اور ہم نے آہستگی سے اُسے گاؤں کے باہر ہی زمین پر اتار دیا۔ اُس وقت پوہ پھٹ رہی تھی اور نماز صبح کی اذان کی آوازیں بھی ہمارے کانوں میں پڑ رہی تھیں۔ بہشتی نے مجھے پہچان لیا۔ اور اُس کے منہ سے اچانک نکلا۔ چوہدری غلام حیدر تم کہاں سے آئے ہو، خیریت سے ہو۔ بہت مہربانی میں نے منہ پر انگلی رکھ کر اُسے چپ رہنے کا اشارہ کیا اور ساتھ ہی میں اور محترمہ بی بی رابعہ بصری صاحبہ پھر فضا میں اُٹھے اور بلند ہو گئے۔

راستے میں میں نے محترمہ بی بی صاحبہ سے پوچھا کہ امام دین صاحب تو میرے گاؤں کے رہنے والے تھے اور مجھ سے بہت محبت و شفقت فرماتے تھے۔ مجھے تو اُن کو طوفان میں گھرا ہوا دیکھ کر خیال آیا کہ میں اُن کی مدد کروں۔ آپ وہاں جانب سے راستے میں مجھے کیسے آن ملیں؟ محترمہ بی بی صاحبہ نے فرمایا کہ چوہدری صاحب آپ بنگال میں تھے اور میں چین میں تھی۔ میں آپ کو دیکھ رہی تھی اور جب آپ فضا میں

بلند ہوئے اور مغرب کی طرف جا رہے تھے۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ  
 "دسوا" کی طرف بہشتی امام دین صاحب کو طوفان سے نکلانے جا رہے  
 ہیں۔ میں نے بھی سوچا کہ میں آپ کے ساتھ چلوں اور اس کا رخیر  
 میں حصہ لوں اور میں آپ کے ساتھ ہولی۔ مگر چوہدری صاحب نے  
 اللہ تعالیٰ کو ایسے ہی منظور تھا۔ امام دین صاحب بہت نیک آدمی  
 تھے اور طوفان میں گھرے ہوئے وہ درود شریف اور قرآن شریف  
 کی آیات کا ورد کر رہے تھے۔ اور ہم دونوں وہاں حکماً پہنچ گئے اور  
 اُسے اٹھایا اور اجر طام چھوڑ دیا۔ بعد میں محترمہ بی بی صاحبہ پھر بائیں  
 جانب چین کی طرف نکل گئیں۔ میں نے اُن کو سلام عرض کیا اور بنگال  
 واپس پہنچ گیا۔ قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ یہ تمام سفر اللہ تعالیٰ  
 کے فضل و کرم سے چند منٹوں میں ہی طے ہو گیا تھا۔

چند سال بعد قبلہ چوہدری صاحب کا واپس اجر طام جانا ہوا۔ تو  
 بہشتی امام دین صاحب جو اُن کی گاؤں میں آمد کا اکثر پوچھا کرتے تھے۔  
 انہوں نے قبلہ چوہدری صاحب کو اپنے طوفان میں گھر جانے، درود شریف  
 اور قرآن شریف کی آیات پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے گریہ زاری و دعا مانگنے  
 اور آپ لوگوں کا دہاں میری مدد کو آنے کا واقعہ دہرایا اور پوچھنے لگے  
 کہ چوہدری صاحب یہ پتہ نہ چل سکا کہ آپ کے ساتھ دوسرے ساتھی  
 کون تھے؟ میں نے کہا وہ محترمہ بی بی رابعہ بصری صاحبہ تھیں اور  
 ہم دونوں وہاں "دسوا" میں معیشت ایزدی کے تحت ہی پہنچے  
 تھے۔ اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام)  
 کی نگاہِ رحمت کے سبب ہوا۔

## بنگال سے واپسی

حضرت قبلہ چوہدری صاحب بنگال میں دو تین سال تک ہے ہر چند کہ اُن کو علاقہ بہت پسند تھا اور وہ اپنے آپ کو بھی کام میں کافی مشغول رکھتے، مگر وہ ہر طرف جاؤو کے پھیلاؤ اور کھلے عام عورتوں اور مردوں کے ناچ و گانوں کے جشنوں و محفلوں کی جھڑمٹ سے تنگ آ چکے تھے، مگر قبلہ چوہدری صاحب یہی فرماتے تھے کہ ان کو کثرتِ ذکرِ الہی اور دُرود شریف کے ورد نے شیطانی ماحول اور طاغوتی اثرات سے بچائے رکھا۔ بالآخر ایک روز وہاں بنگال سے کوچ کرنے کا فیصلہ کر لیا سٹیل ہل سے استعفیٰ دے دیا۔ انگریز میجر نے کافی رُو کا اور مزید ترقی دینے کا وعدہ کیا، مگر آپ نے یہی کہا کہ میں پنجاب جا کر اپنی زمین پر کھیتی باڑی کرنا چاہتا ہوں اور اُسے آباد کرنا چاہتا ہوں۔ دوست و احباب نے بھی اُن کو رُوک جانے کی درخواست، مگر انہوں نے کہا کہ مجھے اب یہاں بہت گھبراہٹ محسوس ہوتی ہے اور یہ گھبراہٹ کہیں میرے ذرا دکار اور دُرود شریف کے اوقات کو متاثر نہ کرے اور حضور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) سے دُور نہ کرے۔ اب احباب نے اُن کو بخوشی جانے کی اجازت دے دی۔ قبلہ چوہدری صاحب نے اُن کو نماز، قرآن شریف و دُرود شریف پڑھنے کی تلقین کی اور کہا کہ یہی نبدۂ مومن کی میراث ہے اور یہی مومن کی میراث ہے اور یہی عمل ہمیں شیطان اور طاغوت سے بچاتا ہے اور عازمِ دہلی ہوئے، جہاں وہ چند روز اپنے بڑے بھائی صاحب کے ہاں رُوکے اور بعد میں موضع اجڑام آ گئے۔

## شادی خانہ آبادی

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ میں گاؤں تو عارضی طور پر گیا تھا اور خیال تھا کہ والدہ محترمہ کی خدمت میں قدم بوسی کے بعد واپس دہلی بڑے بھائی صاحب کے پاس آجاؤں گا۔ مگر میرے گاؤں پہنچتے ہی والدہ محترمہ نے شادی کا سلسلہ شروع کر دیا۔ گاؤں میں لڑکی تو پہلے ہی رشتہ داروں میں ڈھونڈ رکھی تھی اور والدہ محترمہ کو شہہ تھا کہ اب (قبلہ) غلام حیدر صاحب کہیں پھر ادھر ادھر نکل گیا تو پھر سال دو سال کے بعد ہی گاؤں لوٹے گا جب انتظامات مکمل ہو گئے اور والدہ محترمہ نے بڑے بھائی صاحب اور بال بچوں کو دہلی سے بلوایا اور تمام رشتہ داروں کی موجودگی میں سادگی سے ایک دن نکاح و شادی کر دی۔ قبلہ چوہدری صاحب شادی کے بعد تھوڑا عرصہ ہی گاؤں میں رہے اور اس اثناء وہاں اپنے پیرو مرشد قبلہ سائیں جی اور دیگر بزرگوں کی خدمت میں آتے جاتے رہے۔ گاؤں میں تھوڑے ایام گزارنے کے بعد آپ قبلہ دہلی میں بڑے بھائی صاحب کے ہاں آگئے اور پھر پاکستان بننے تک آپ کم و بیش وہیں رہے۔ کبھی کبھی وہ اپنے اہل خانہ کو بھی ساتھ لے آتے اور کبھی گھروالے اجڑام چلے جاتے۔ شادی کے دو تین سال بعد آپ قبلہ کے ہاں اللہ تعالیٰ نے ایک صاحبزادہ دیا، جس کا نام محمد شبیر رکھا گیا۔ چوہدری شبیر صاحب اکیلے ہی رہے۔ ان کا کوئی اور بعد میں بھین بھائی نہ ہوا۔

## دہلی میں آمد

دہلی میں قبلہ چوہدری صاحبؒ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ اپنے بڑے بھائی قبلہ چوہدری غلام احمد خانؒ صاحب کے پاس ہی رہے۔ اُن کا معمول تھا کہ نیم شب نوافل اور درود شریف و ذکر الہی میں مشغول رہتے اور پھر صبح کی نماز سے فارغ ہو کر ناشتہ کرنے کے بعد آپ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ یا محبوبؒ الہی، سلطان الاولیاء خواجہ نظام الدین اولیاءؒ یا سلطان نصیر الدین چراغؒ یا خواجہ باقیؒ یا سلطان شاہ کلیم اللہ کے مزار پر چلے جاتے اور نمازِ ظہر تک وہیں رہتے۔ درود شریف و ذکر اللہ کثرت سے کرتے رہتے۔ بعد میں گھر واپس چلے جاتے۔

## پنی ڈیلیوڈمی میں ملازمت

کچھ عرصہ کے بعد قبلہ چوہدری صاحب نے دہلی میں پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کے سٹورز میں ملازمت اختیار کر لی اور چند سال ملازمت اختیار کرنے کے بعد جب محکمہ میں یونین بننے بنانے کے چکر شروع ہوئے۔ اور افسران و دیگر عملہ نے سٹورز میں دھاندلی اور کھانے پینے کی کوششیں تیز کر دیں تو ان معاملات سے تنگ آ کر اور بڑے بھائی صاحب کے مشورہ سے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ آپ قبلہ؟ اب فراغت کے لمحات میں پڑانے بزرگوں کی کتابیں پڑھنے اور لکھنے میں مصروف رہتے۔ کبھی آپ گاؤں تشریف لے جاتے پندرہ بیس دن رہنے کے بعد پھر دہلی واپس آ جاتے۔

## کتاب "حرمِ دل"

قبلہ چوہدری صاحب فراغت کے اوقات میں اپنے مشاہدات پر مبنی کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے۔ موضوع زیر بحث یہی ہوتا کہ ایک اُمتی کو کن طریق سے محبوبِ ربِّ العالمین، ذاتِ رحمت اللعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے ظاہر و باطن سے قرب نصیب ہوتا ہے اور کیسے اُس کا اپنے نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے پختہ تعلق جوڑ جاتا ہے۔ یہ مسودہ کتاب سالک کے ادائل کے مراحل سے لے کر آخر تک کی منازل پر کئی باب پر مشتمل تھا۔ پُرانے بزرگانِ دین اور قبلہ چوہدری صاحب کے مشاہدات پر مبنی کئی مضامین تھے جس میں کہ مقصود کائنات نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی غلامی، آپ حضور سے وابستگی اور آپ کی زیارتِ مبارک کے لئے اسباقِ طریقت و معرفت سادہ اور آسان انداز میں درج کئے گئے تھے۔ حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ کتاب کاتبِ لباب یہ تھا کہ سالک اپنا خیال، نگاہ و توجہ ذاتِ پاک نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر مرکوز رکھے۔ ذکرِ الہی کرے تو جب بھی اور درود شریف پڑھے تب بھی اور تلاوتِ قرآن مجید کرے تو پھر بھی اپنے آپ کو خرمین شریفین میں بیٹھا ہوا تصور کرے۔ ایسا کرنے سے بہت زیادہ فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ دن بھی

آجاتا ہے کہ درویش خود کو جسمانی طور پر بھی اپنے آپ کو خرمین شریفین میں  
موجود پاتا ہے۔

## إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اس مسودہ میں بہت سے اسرارِ الہی، ارضی و سماواتی درج تھے۔  
اور بزرگانِ دین اور درویشوں پر حضورِ کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی خصوصی  
رحمت و شفقت اور انعام و اکرام کا بہت تذکرہ تھا۔ بہر حال مشاہداتِ  
ظاہری و باطنی اور اقوالِ زریں کا ایک اعلیٰ مرقع تھا۔

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ اس مسودہ کی کتابت و طباعت  
کروا کر اسے کتابی شکل میں لانا تھا کہ تقسیم ہند و پاکستان کے قیام کے  
ایام آگئے اور اسی گڑ بڑ میں یہ مسودہ وہیں دہلی میں ہی رہ گیا پاکستان  
میں آنے کے بعد قبلہ چوہدری صاحب نے کتاب "حکیم دل" کو دوبارہ  
ترتیب دیا۔ دو تین کتابیں اور بھی لکھیں جن میں سے "آئینہ راز" اور  
"خیال و عشق" کے نام یاد ہیں۔ ان کتابوں کے مسودات، حضرت قبلہ کے  
صاحبزادے محترم شبیر صاحب اور دیگر احباب کے پاس ہیں اور ان  
مسودات کا حضرت قبلہ نے اعادہ و تصحیح ابھی فرمانا تھا کہ ان کا آخری وقت  
آگیا اور وہ اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گئے۔



## ایک فرضی غوث سے ملاقات

حضرت قبیلہ چوہدری صاحب ہفتہ میں تین چار دن حضرت نظام الدین سلطان الاولیاء محبوب الہی کے مزار پر ناشتہ کے بعد چلے جاتے اور دوپہر تک وہیں درود شریف و ذکر اللہ میں مشغول رہتے۔ ایک دن وہ مزار شریف کے احاطہ میں داخل ہوئے اور کیا دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ ایک بہت مہتمم شخص جن کی عمر تقریباً ستر (70) سال ہوگی، اُن کے گرد جمع ہیں اور وہ بہت پسند و نصیحت کر رہے ہیں۔ وہ شخص اپنی بزرگی کی نشانیاں و کرامتیں سناتا کر لوگوں کو بہت متاثر و مرغوب کر رہے تھے اور اُن کے مریدین و عقیدت مندوں کو یہ تاثر تھا۔ کہ وہ وقت کے غوث ہیں۔

حضرت قبیلہ کے دل میں بھی خیال آیا کہ اگر یہ شخص وقت کے غوث ہیں تو ان سے شرفِ ملاقات کرنا چاہیے۔ اور ان سے ظاہری و باطنی وصل کے متعلق مزید باتیں پوچھنا چاہیے۔ علم و عمل میں اضافہ ہوگا اور ذہنی و قلبی کشادگی ہوگی۔ حضرت قبیلہ (اُس وقت آپ کی عمر تیس پینتیس برس کے درمیان ہوگی) آگے بڑھے اور بڑے ادب و احترام سے عرض کیا کہ قبیلہ باباجی! میں آپ سے مقامِ وصل کی کشادگی اور وصل دوست کی کثرت چاہتا ہوں۔ آپ باباجی! کوئی سہل و آسان طریقہ بتائیں۔ درویش باباجو پہلے اپنے عقیدت مندوں سے بہت باتیں کر رہے

تھے سوچ میں ڈوب گئے۔ کچھ وقفہ کے بعد سہرا اٹھایا اور کہا۔ بر خور دار! میرے عزیز! اپنا سوال دھرائیں۔ حضرت قبلہؒ نے پھر اپنا سوال و مدعا بیان کیا۔ درویش بابا پھر سوچ میں پڑ گئے۔ پھر کہنے لگے، عزیز دوست! میرا خیال تھا کہ تم بھی باقی لوگوں کی طرح یہ کہو گے کہ درویش بابا میری شادی فلاں جگہ ہو جائے۔ میرے کاروبار میں بہت زیادہ مٹا فٹ ہو جائے، مجھے اچھی نوکری مل جائے وغیرہ۔ مگر عزیزم آپ کا سوال تو بہت اونچا ہے۔ آپ کل میرے پاس آویں تو میں مراقبہ کر کے اس کا جواب حضرت محبوب الہیؒ سے پوچھوں گا۔ اور آپ کو بتا دوں گا۔ حضرت قبلہؒ اچھا کہہ کر اور حضرت سلطان الاولیاءؒ سے اجازت لے کر اور سلام کہہ کر گھر واپس آ گئے۔

دوسرے روز پھر قبلہ چوہدری صاحبؒ ناشتہ کے بعد حضرت نظام الدین سلطان الاولیاءؒ کے مزار پر حاضر ہوئے، سلام عرض کیا اور درود شریف و ذکر میں مشغول ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ درویش بابا کے پاس گئے۔ درویش بابا اکیلے ہی بیٹھے تھے اور عقیدتمندوں کا ہجوم وغیرہ اب ختم ہو چکا تھا۔ اور وہ بہت افسردہ دکھائی دے رہے تھے۔ حضرت قبلہؒ نے ادب سے سلام کیا اور عرض کیا کہ بابا جی! میرے سوال کا جواب عنایت فرمادیں۔ درویش بابا نے حضرت قبلہؒ کو دیکھا۔ ان کی آنکھوں میں آنسو اُٹھ آئے اور کہنے لگے کہ میرے عزیز! میرے پاس تو کوئی جواب نہیں ہے، بلکہ میرا حال تو بگڑ گیا ہے۔ میں نے حسب وعدہ آج صبح آتے ہی حضرت محبوب الہیؒ کی خدمت میں آپ کا سوال پیش کیا اور عرض کیا قبلہ حضور! مقام وصل میں کشادگی اور وصل دوست میں اصناف کس طرح ہوتی ہے؟ آپ نے ذرا غصہ کے انداز میں کہا کہ یہ تو آپ کا سوال نہیں

ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضورؐ ایہ سوال ایک نوجوان درویش نے مجھ سے کل کیا تھا اور مجھے اس بات کی کچھ سمجھ نہ تھی۔ لہذا میں نے اُن سے یہ کہا کہ اس کا جواب میں کل آپؐ کو سلطان الاولیاء محبوبؑ الہی سے لے کر دوں گا۔ حضرت محبوبؑ الہی نے ارشاد فرمایا۔ اُس نوجوان درویش چوہدری غلام حیدر صاحبؑ سے ہمارا منفر و تعلق ہے۔ وہ واصل درویش ہیں۔ جو راستہ ہم نے طے کیا ہے اُسی راستے پر گامزن ہیں ہم اُن پر نگاہ رکھے رہتے ہیں۔ اور اُن کی رہنمائی و پاسبانی کرتے رہتے ہیں۔ جب وہ مزار شریف کے احاطہ میں آجاتے ہیں تو ہماری نگاہ اور توجہ اُن پر رہتی ہے اور اُن کو حضور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) سے اتنا عشق و محبت ہے کہ وہ اپنا خیال و توجہ حتیٰ الوسع ذات مبارک رحمت اللعالمین (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی طرف لگائے رکھتے ہیں اور وہ اسی محبت اور وصل میں اضافہ چاہتے ہیں۔ یہ بات آپ کی سمجھ میں نہیں آسکتی، کیونکہ آپؐ نے اپنی زندگی کا قیمتی اور بیشیتر حصہ کشف القبور میں گزار دیا۔ جو دولت و وصل نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کے مقابلے میں ایک بے معنی چیز ہے۔ آپ یہاں سے چلے جائیں اور کسی کامل درویش کو پکڑیں اور اُس سے صیغہ رہنمائی حاصل کریں۔

درویش بابا کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر قبلہ چوہدری صاحبؑ کو کافی ترس آیا، کیونکہ آپؐ نے اُسی درویش بابا کو اسی مقام کا درویش سمجھا تھا اور لوگ بھی انہیں غوث بابا سمجھتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ حضرت قبلہؒ نے اُن سے ایسا سوال کیا تھا۔ درویش بابا نے قبلہ چوہدری صاحبؑ سے کہا کہ نوجوان درویش بابا مجھے کیا علم تھا کہ آپؐ کا اور حضرت محبوبؑ الہیؒ کا

واحد و منفرد تعلق ہے۔ مجھ سے غلطی سرزد ہوئی کہ میں نے ایسے راستے کا سوال  
 حضور سلطان الاولیاءؒ کی خدمت میں کر دیا جس پر میں گامزن نہیں  
 تھا۔ مجھ سے تو اب کشف القبور بھی چھین گیا ہے اور اب میرے پاس  
 کوئی بھی نہیں آتا۔ درویش بابا نے کہا۔ قبلہ چوہدری صاحب! آپ مجھے  
 حضور سلطان الاولیاءؒ سے معافی لے دیں اور کشف القبور واپس دلا دیں  
 میں یہاں سے چلا جاؤں گا اور لوگوں کو کبھی بھی متاثر نہیں کروں گا۔

قبلہ چوہدری صاحب! درویش بابا پر ترس کھا کر حضور محبوبِ الہی  
 سلطان الاولیاءؒ کی خدمت میں عرض کیا۔ حضور! اس بابا کو معاف کر دیں۔  
 یہ میری غلطی تھی کہ میں نے اُن کو اصل درویش سمجھا اور اُن سے یہ سوال کر  
 دیا۔ اُن کو تو ابھی تک درویش کامل کی صحبت ہی میسر نہیں ہوئی۔ اسی لئے  
 تو وہ کشف القبور کو ہی درویشی کی منزل بنائے بیٹھے تھے۔ حضور سلطان الاولیاءؒ  
 مزار شریف کے اندر ہی مسکراتے دکھائی دیئے اور فرمایا، اچھا ٹھیک  
 ہے میں اُن کو کشف القبور لوٹائے دیتا ہوں۔ مگر آپ اُن سے یہ کہہ دیں کہ وہ  
 یہاں سے چلے جائیں اور لوگوں کو غلط باتیں نہ بتائیں اور قطب و غوث ہونے کا  
 دعویٰ نہ کریں۔ قبلہ چوہدری صاحب! فرماتے تھے کہ جب میں درویش بابا کی جگہ  
 کی طرف لوٹا تو وہ اپنا بستر وغیرہ باندھ رہے تھے اور بہت خوش تھے۔ کہنے لگے  
 نوجوان درویش بابا حضور سلطان الاولیاءؒ نے مجھے معاف کر دیا ہے اور مجھے  
 کشف القبور بھی واپس مل گیا ہے۔ آپ کی بہت مہربانی۔ اب میں یہاں  
 سے جا رہا ہوں۔ قبلہ چوہدری صاحب! نے کہا درویش بابا! آپ کسی  
 مردِ کامل کو تلاش کریں اور مالکِ حقیقی کا راستہ اختیار کریں۔ کیونکہ یہ کشف و کرامات اور  
 عملیات وغیرہ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی محبت کے سامنے سببِ معنی و بیہی ہیں۔

# حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مزار پر حاضری اور سعادتِ ملاقات

۱۔ حضرت قبلہ چوہدری صاحبِ دہلی میں جہاں رہتے تھے، وہاں سے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی صاحب کا مزار شریف کافی دور تھا، مگر پھر بھی مہینہ میں ایک دو دفعہ وہاں حاضری ضرور دیتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ جب کبھی بھی میں وہاں حاضر ہوتا طبیعت میں عشق و جلال کا بہت غلبہ ہو جاتا تھا۔ اور بندہ بے نیاز ہو جاتا تھا۔ ذکر اللہ خود بخود تیزی و شدت اختیار کر جاتا تھا۔ اور ایسے لگتا تھا کہ جسم ابھی ہوا میں اڑا ہی اڑا۔ بڑے صبر و ضبط سے جسم کو قابو میں رکھنا پڑتا تھا۔ وہاں بیٹھ کر میں کوشش کے ساتھ درود شریف پڑھتا تھا۔ پھر طبیعت میں جمال و اعتدال پیدا ہوتا، مگر نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی محبت اور سرور میں ہمہ وقت غلبہ رہتا اور خواجہ قطب صاحب کی جانب سے عشق و جلال کا تصرف اتنا تیز اور پُر زور ہوتا کہ وہاں درویش بہت کم بیٹھک کرتے تھے۔ درویش بس آتے تھے، سلام کیا، بیٹھ کر پانچ دس منٹ تک درود شریف پڑھا، پھر سلام عرض کیا اور چل دیئے۔

خواجہ قطب صاحب روحانی و باطنی ترقی کے لئے رہنمائی فرماتے تھے۔ مگر دنیاوی خواہشات و کاموں میں زیادہ دلچسپی رکھنے والے اشخاص پر التفات نہیں فرماتے تھے۔ خواجہ قطب صاحب کی طبیعت میں اذکارِ الہی میں شدت اور کثرت سے جلال بہت نمایاں تھا اور آپ عشق و اتباعِ رسولِ مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں بہت منفرود و یکتا تھے۔ آپ کا وصال اور

اس دنیائے فانی سے کوچ کا منظر عشقِ مصطفیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں  
پختہ و سوختہ ہونے کی دلیل ہے۔

کشتگانِ جنجیرِ تسلیم را

ہرزماں از غیبِ جلالتے دیگر است

حضرت قبلہؑ نے فرمایا کہ میں مزارِ شریف کے باہر وسط میں قبرِ مبارک کی طرف  
منہ کر کے بیٹھ گیا پہلے درودِ شریف پڑھا پھر حضرت خواجہ قطب صاحبؒ کی  
خدمت میں سلام عرض کیا۔ آپ خواجہ صاحب سامنے آگئے اور ایسے لگتا تھا  
کہ قبر میں آپ حضورِ قعدہ کی صورت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ خواجہ قطب صاحبؒ  
میری طرف دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔ میں درودِ شریف پڑھ رہا تھا، مگر خواجہ  
قطب صاحبؒ کی جانب سے تصرف اتنا پر کیف اور پُر زور تھا کہ طبیعت میں  
خود بخود نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی محبت اور عشق تیز ہوئے جا رہا تھا۔  
جلال و مستی غالب ہو رہی تھی۔ میں نے عرض کیا قبلہ خواجہ صاحب حضورؑ!  
آپ ہمارے باپ دادا ہیں اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ نبی کریم  
(علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی محبت اور اطاعت اور میدانِ عرفان میں بہت  
بلندی عطا فرمائی ہے اور ظاہر و باطن میں آپ حضور کو دولتِ وصل و امانتِ  
الہی میں سرفرازی نصیب ہوئی ہے۔ حضور! آپ میری رہنمائی فرمائیں  
کہ ظاہر میں تو "فَتَقَرَّ وَجْهَ اللَّهِ" مشاہدہ حق اور صورتِ وصل  
ہے، مگر باطن میں "الْأَنْفُسُ يَا قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ" میں مشاہدہ حق  
کے علاوہ کیا کہیں اور جگہ بھی مقامِ امانت اور صورتِ وصل ہے حضور  
خواجہ قطب صاحبؒ جو میری طرف دیکھ رہے تھے اور ایسے لگتا تھا کہ  
آپ بھی درودِ شریف پڑھنے اور ذکرِ اللہ میں مشغول ہیں۔ میرے سوال پر

قدے تبتم فرمایا اور ہاتھ سے ایک طرف اُوپر کو جانے کا اشارہ کیا۔ میں پھر زود شریف پڑھنے میں مشغول ہو گیا اور خیال میں ہی اپنا مدعا دہرایا۔ آپ قبلہ نے پھر ہاتھ سے اُوپر کی طرف جانے کا اشارہ کیا۔ میں نے خواجہ قطب صاحبؒ کی خدمت میں سلام کیا اور اشارہ کی بہتت ہو لیا۔

ایک دو سالک درویش وہاں کھڑے تھے۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے اُن سے پوچھا کہ وہاں اُوپر کی طرف کیا ہے؟ درویش حضرات نے جواب دیا کہ وہاں حضرت خواجہ حمید الدین ناگوری صاحبؒ کا مزار شریف ہے۔ ذرا اُوپچائی پر ساتھ ہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ خواجہ ناگوری صاحبؒ ہمارے خولجہ قطب صاحب کے قرآن و حدیث شریف و دینی علوم کے استاد ہیں۔ مگر طریقت، معرفت اور باطنی علوم میں خواجہ ناگوری صاحبؒ بعد میں خواجہ قطب صاحبؒ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے تھے اور مرید ہوئے۔

## حضرت خواجہ حمید الدین ناگوریؒ کے مزار پر حاضری اور شرفِ ملاقات

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ میں حسب ارشاد خواجہ قطب صاحبؒ اُوپر چلا گیا اور مزار شریف کے منہ والی طرف ہو کر ایک جگہ بیٹھ گیا اور زود شریف پڑھ کر خواجہ ناگوری صاحبؒ کی خدمت میں سلام پیش کیا اور عرض کیا۔ قبلہ! مجھے خواجہ قطب صاحبؒ نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور میں نے عرض کیا کہ حضور اظاہر میں تو مالکِ حقیقی "فَشَرُّ وَجْهٍ اِلٰهٍ" کی شان میں جلوہ گر ہے۔ مگر باطن میں "النَّفْسُ يٰ قَلْبُ مُؤْمِنٍ" کے علاوہ کیا کہیں اور بھی مقام وصل ہے؟ جہاں مقصود کائنات خلوت نشین ہے؟ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے اپنا سوال دہرایا۔

مقام اُس کا ہے دل کی خلوتوں میں ۛ خدا جانے مقامِ دل کہاں ہے  
 قبلہ چوہدری صاحب نے دیکھا کہ خواجہ ناگوری صاحب قبر میں سے باہر آ گئے۔  
 اور قبر کے وسط میں بیٹھ گئے اور فضا سے اُن کے اوپر ایک ٹوری بقعہ تھا جو آسمان  
 تک بلند تھا۔ قبلہ خواجہ صاحب نے وعلیکم السلام کہا اور میرے قلب پر انگلی  
 رکھ کر فرمایا میرے عزیز! باطن میں یہی مقامِ امانت اور وصل ہے۔ یہی مقام  
 خودی ہے اور یہیں مشاہدہ حق صورت پذیر ہوتا ہے۔ خواجہ ناگوری صاحب  
 ساتھ ساتھ یہ درود شریف پڑھ رہے تھے

بَلِّغِ الْعُلَى بِكَمَالِهِ      كَشَفِ الدُّجَى بِجَمَالِهِ  
 حَسَنَاتُ جَمِيعِ خِصَالِهِ      صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ

اور جو نہی خواجہ صاحب صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ فرماتے تھے۔ اپنے دامن ہاتھ  
 کی انگشت شہادت میرے قلب پر رکھ دیتے تھے اور تبسم فرماتے تھے۔ یہ  
 درود شریف قبلہ خواجہ صاحب نے کئی بار پڑھا اور بار بار انگلی میرے قلب  
 پر رکھی اور کہا کہ باطن میں یہی مقام وصل ہے اور بڑی شفقت کے ساتھ فرمایا۔  
 میرے عزیز! ہمارا بھی یہی راستہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ کریم (علیہ  
 الصلوٰۃ والسلام) کے صدقے میں آپ کو ظاہر و باطن میں وصل عطا فرمایا ہے۔  
 اور امانت کا حامل بنایا ہے۔ اس دولت کی نگہبانی کرتے رہنا اور اسی راہ پر  
 گامزن و قائم رہنا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید ترقی، بلندی اور وسعت عطا فرمائے  
 میں نے دل میں آمین کہا۔ قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ عشقِ مصطفوی  
 (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا تصرف خواجہ ناگوری صاحب کی طرف سے اتنا  
 تیز و پر کیفیت آ رہا تھا کہ مجھ پر سرور مستی بہت زیادہ غالب ہو گئی تھی اور رقت  
 طاری تھی اور یہ معلوم دیتا تھا کہ خواجہ ناگوری صاحب بہت ہی بلند پایہ



بزرگ ہیں اور عشق و جمالِ مصطفیٰ (علیہ الصلوٰۃ و السلام) میں انہیں نہایت قرب  
اور سرفرازی نصیب ہوئی۔ کوئی آدھ پون گھنٹہ تک خواجہ ناگوری صاحبؒ  
درود شریف پڑھتے رہے اور مجھ پر توجہ فرماتے رہے۔

۔ خودی کا نشین تیرے دل میں؟ جس طرح آسمان آنکھ کے تل میں ہے  
پھر خواجہ ناگوری صاحبؒ قبر میں روپوش ہو گئے۔ میں نے سلام کہا اور  
حضور خواجہ قطب صاحبؒ کے مزار پر آ گیا۔ وہاں تھوڑی دیر تک درود شریف  
پڑھا۔ خواجہ قطب صاحبؒ بھی اپنی قبر شریف میں بہت خوش نظر آ رہے  
تھے۔ میں نے اجازت طلب کی اور سلام عرض کیا اور واپس گھر آ گیا۔

# حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی بس میں تشریف آوری

حضرت قبیلہ چوہدری صاحب بتاتے تھے کہ دہلی میں ان کے ایک دوست نے ایک بس خریدی اور اس نے ارادہ کیا کہ میں سب سے پہلے ایک دن تمام دستاویزوں کو اس بس میں بٹھا کر مہرولی شریف خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی مزار شریف پر لے جاؤں اور سب لوگ دعائے فاتحہ، درود شریف، قرآن پاک اور نوافل پڑھیں گے اور دعاؤں اور حاضری کے بعد واپس لوٹیں گے۔ اس نے یہ پروگرام سب کو بتا دیا اور گھر سے نکلنے کے بعد باری باری سب کو بس میں بٹھا کر میرے یہاں آگیا اور میں بھی بس میں سوار ہو گیا اور سامنے والی نشست چھوڑ کر پیچھے بیٹھ گیا۔

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ بس میں چڑھتے ہی میں نے دیکھ لیا تھا کہ ڈرائیور کے ساتھ والی اگلی نشست پر حضرت قبیلہ خواجہ صاحب سے پہلے سے ہی تشریف فرما ہیں۔ میں نے بڑے ادب کے ساتھ اشارے سے ان کی خدمت میں سلام عرض کیا اور پیچھے بیٹھ گیا۔ ڈرائیور طے شدہ پروگرام کے مطابق ایک خاص راستے سے مہرولی شریف جا رہا تھا اور خاص خاص جگہوں اور اڈوں سے جو دوست و احباب وہاں کھڑے تھے ان کو بھی بس میں بٹھاتا جا رہا تھا۔ ایک بات جو قابل ذکر اور قابل غور تھی وہ یہ کہ جو شخص بھی بس میں سوار ہو رہا تھا وہ اگلی نشست، جو بظاہر خالی نظر آ رہی تھی، کے اوپر نہیں بیٹھ رہا تھا بلکہ خود بخود پیچھے والی خالی نشستوں کی طرف آ جاتا اور اطمینان سے بیٹھ جاتا۔ بہر حال ہم سب ایک گھنٹہ میں مزار شریف پہنچ گئے۔ اور حضرت

قبلہ خواجہ قطب صاحبؒ بھی بس سے اتر کر اپنی قبر میں روپوش ہو گئے  
 میں نے ان کو جاتے ہوئے بڑی عزت کے ساتھ پھر سلام عرض کیا۔ سب لوگ  
 مزار شریف پر تقریباً ایک گھنٹہ ٹھہرے اور دعائے فاتحہ۔ دُرود پاک۔ قرآن شریف  
 اور نوافل ادا کئے۔ بس کی سلامتی اور اس کے مالک کی کاروبار میں ترقی کے لئے  
 اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کیں۔

حضرت قبلہؒ بیان کرتے تھے کہ سفر کے دوران اور آخر تک حضرت قبلہ  
 خواجہ قطب صاحبؒ کی جانب سے ہماری طرف عشق و محبت کا تصرف آتا  
 رہا اور ہم سب لوگ اپنے تئیں اس پر بہار تصرف سے لطف اندوز ہوتے رہے۔

# خواجہ محبوب الہی کے مزار پر حاضری اور ایک ہندو سے جلوہ

## کی دان و تقسیم

ویسے تو اکثر قبلہ چوہدری صاحب حضرت خواجہ نظام الدین سلطان الاولیاء، محبوب الہی کے مزار شریف پر حاضری دیا کرتے تھے۔ ایک تو مزار شریف ان کے گھر کے قریب تھا۔ دوسرے جو نہی آپ قبلہ احاطہ میں داخل ہوتے تو حضور محبوب الہی کی نگاہ جمال و توجہ پر آپ پر مرکوز ہو جاتی اور وہاں جتنے درویش و سالک حاضر ہوتے تھے یہی کہتے تھے کہ اب خواجہ محبوب الہی کسی اور درویش پر التفات نہیں فرمائیں گے۔ بس اس نوجوان درویش (یعنی قبلہ چوہدری صاحب) پر توجہ مرکوز رکھیں گے۔

حضرت قبلہ فرماتے تھے، کہ خواجہ محبوب الہی کی نگاہ و توجہ میں میراث جمال مصطفوی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا تصرف اتنا تیز اور پرہیزگار ہوتا تھا کہ حضور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی جمالِ محبت میں بہت اضافہ ہو جاتا تھا۔ طبیعت سوز و رقت میں ڈوب جاتی۔ اور پُرسُرت ہو جاتی۔ شدت اور حدت اعتدال پر آ جاتیں حضرت خواجہ صاحب کی محبوبی نگاہوں سے میراث جمال منتقل ہوتا۔ اور آپ حضور پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انوار و تجلیات اور فیضانِ رحمتِ مصطفائی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی بارش کا سماں رہتا اور درویشوں، سالکین، زائرین، مجذوبین و عارفین کی۔ اسی انعامِ فیضان

سے تشنگی دور ہوتی۔

نہاں ہے تیری محبت میں رنگِ محبوبی  
بڑی ہے شان، بڑا احترام ہے تیرا  
اگر سیاہِ دلم، داغِ لالہ زار تو ام  
وگر کشادہ جبینم، گلِ بہار تو ام  
شگفتہ ہو کے کلیِ دل کی پھول ہو جائے  
یہ التجائے مسافر قبول ہو جائے

اُس دن جمعرات کا دن تھا۔ مزارِ شریف پر قبلہ چوہدری صاحبؒ  
جب درود شریف اور حضورؐ خواجہ محبوب الہیؒ کے سلام سے فارغ  
ہو گئے تو ایک درویش نے اُن کو اپنی طرف بلایا اور کہا کہ یہاں بیٹھیں۔  
آج آپ یہاں ایک نیا منظر دیکھیں گے۔ یہ کافی معزز درویش تھے۔  
اور اکثر مزارِ شریف پر قبلہ چوہدری صاحبؒ کی آمد کے منتظر رہتے  
اور کبھی کبھی آپ سے درویشی کے موضوع پر بات کر لیا کرتے تھے۔  
نھوڑی ہی دیر میں ایک ہندو نے تانگہ سے ایک تازہ حلوہ کی بھری  
ہوئی کافی بڑی پرات اتاری۔ اُس نے اور اُس کے نوجوان بیٹے  
نے اُس پرات کو مزارِ شریف کے قریب لاکر رکھ دیا۔ پھر دونوں  
نے حضرت محبوب الہیؒ کی خدمت میں جھک کر مؤذبانہ سلام کیا۔  
پھر تمام حلوہ غریب، فقراء و زائین میں دان اور تقسیم کر دیا۔ ہندو  
اور اُس کا نوجوان بیٹا پرات کو اٹھا کر باہر لے جا رہے تھے کہ  
معزز درویش نے نوجوان ہندو جس کا نام موہن تھا (آواز دی ہوہن  
ڈرا ادھر آئیو! چوہدری صاحبؒ سے بلیو! موہن نے اپنے باپ

سے کہا پتاجی! آپ پر ات لے کر گھر جائیں۔ میں درویش بابا سے مل کر آتا ہوں۔ درویش بابا سے اُس کی ملاقات پہلے بھی کبھی کبھار ہو جاتی تھی۔

نوجوان موہن نے درویش بابا کے پاس آن کر بڑے ادب سے سلام کیا اور قبلہ چوہدری صاحب کو بھی سلام کیا۔ درویش بابا نے کہا۔ موہن بیٹا! تم اپنا اس درگاہ شریف پر حاضری اور حلوہ بانٹنے کا تمام قصہ قبلہ چوہدری صاحب کو بھی سناؤ۔ یہ تھوڑا عرصہ قبل ہی ہوشیار پور سے یہاں دہلی میں آئے ہیں۔

موہن کی عمر اُس وقت تقریباً بیس برس ہوگی۔ اُس نے کہا: ہمارا ج درویش بابا جی! آپ کو تو پتہ ہے کہ مجھے پانچ چھ برس سے لگاتار پیٹ میں درد اور اسہال کا عارضہ تھا۔ میرے پتا تو بڑے دھن والے آدمی ہیں۔ انہوں نے ہندوستان کے تمام ڈاکٹروں، ویدوں، حکیموں سے میرا علاج کروایا، مگر مرض چند دن کے لئے تھوڑی بہت رُک جاتی، مگر مکمل آرام نہ آتا۔ میرے پتا نے انگریز ڈاکٹروں کا بھی بہت علاج کروایا، مگر آفاقہ نہ ہوا اور میں لاغر تر ہوتا چلا گیا۔ ایک دفعہ پتاجی نے انگلینڈ جانے کا بھی پروگرام بنایا۔ مگر انگریز سول سرجن نے مشورہ دیا کہ مرض اب لا علاج ہو چکا ہے۔ آپ خواہ مخواہ پیسے ضائع کریں گے، مرض میں کچھ آفاقہ نہ ہوگا، بلکہ اس لڑکے کے لئے ایک ماہ کا سمندر می سفر مزید نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ پتاجی نے لہذا انگلینڈ جانے کا ارادہ ختم کر دیا۔ پھر وہی پُرانا طریقہ شروع ہو گیا۔ کبھی انگریزی اور کبھی دیسی علاج ہوتا رہا۔

میں نے ایک دن اپنی ماما سے کہا کہ ماما جی: اب میرا آخری وقت قریب آ گیا ہے۔ مجھے آپ ایک دفعہ اجازت دے دیں اور میری خواہش ہے کہ میں مسلمانوں کے درویش بابا حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی درگاہ پر حاضری دوں اور وہاں آہ و زاری کروں اور مسلمانوں کے اللہ سے وہاں جا کر اپنی صحت کی دُعا مانگوں ماما جی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اُس نے کہا بیٹا: مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے، مگر تمہارے پتا جی نہیں مانیں گے۔ میں نے اپنے پتا جی سے یہی کہا۔ مگر وہ طبیعت کے بہت سخت تھے اور اپنے مذہب پر بہت پکے تھے۔ انہوں نے ماما سے کہا۔ موہن مرتا ہے تو مر جانے دو۔ میں اُس کو مسلمانوں کے درویش باباؒ کی درگاہ پر جانے کی ہرگز اجازت نہیں دوں گا۔ ماں نے کہا۔ یہ درویش باباؒ تو اپنی زندگی میں مسلمانوں و دیگر مذاہب کے لوگوں کے بیٹے یکساں مہربان تھے۔ اور تمام ہندوستان کے لوگ اُن کے پاس آتے جاتے تھے۔ اور اللہ سے اپنی مُراد پاتے تھے۔ اُن کے دادا پڑدادا مہساراج غریب نواز ہندالولی سرکارؒ کو دیکھ لیں۔ وہاں اُن کی درگاہ پر آج بھی مسلمان، ہندو و سکھ، عیسائی و پارسی بلکہ انگریز بھی جاتے ہیں۔ اور آپ نے تاریخ میں پڑھا ہوگا۔ انگریز وائسرائے اور مغل اکبر بادشاہ جس کو بڑے راجپوت ہندو راجوں نے متفقہ طور پر اپنی بیٹی و بہن کا رشتہ دیا۔ وہ بادشاہ بھی اور بہت سے ہندو راجے و ہساراجے ہندالولی مہاراج کے دربار میں حاضری دیتے چلے آئے ہیں، بلکہ خواجہ غریب نوازؒ ہندالولی مہاراج جب انہوں نے اس دنیائے فانی

سے کوچ نہیں کیا تھا۔ تب انہوں نے تمام مذاہب کے لوگوں کو گلے لگایا تھا۔ صلح و آشتی کا سبق دیا تھا اور سب کو پیار و محبت کی مالا میں پرو دیا تھا۔ میری ماما نے پتا سے کہا کہ نظام الدین اولیاءؒ اسی غریب نواز ہند الولیؒ مہاراج کا پوتا پڑپوتا ہیں، جس نے راجپوتانہ کے ساگر کو جسے ہندو جادوگروں اور دیو و جنات کے پُجاریوں نے خشک کر رکھا تھا۔ اللہ سے دعا کی اور ساگر میں پانی بھر گیا اور ہر خاص و عام کو بل گیا۔ اس سے تمام مخلوقِ خدا، انسان، حیوان و پرندے اور سب سیراب ہوئے۔ اس نظام الدین اولیاءؒ کی رگوں میں بھی وہی خالص صلح و آشتی و محبت والا خون ہے۔ میرے خیال میں تم موہن کو مت روکو۔ وہ مرگ کے بالکل قریب ہے۔ اسے وہاں جانے دو۔ اپنے من کی لگن پوری کرنے دو۔ مجھے پورا وشواش ہے کہ مسلمانوں کا اللہ موہن کا بھی بھلا کرے گا۔ موہن نے کہا۔ درویش باباجی؟ پھر میرے پتانے مجھے یہاں اسی درگاہ بابرکت پر حاضری دینے کی اجازت دے دی۔

دوسرے دن ہم نہائے دھوئے اور صاف ستھرے کپڑے زیب تن کیے اور پتاجی مجھے اور ماما جی کو ٹانگہ میں بٹھا کر درگاہ شریف کے سامنے لے آئے اور میری ماں سے کہا۔ تم دونوں اندر جا سکتے ہو۔ میں باہر ہی ٹھہروں گا۔ ماما جی نے مجھے سہارا دے کر ٹانگہ سے اتارا۔ اور جب چند درویش لوگوں نے دیکھا کہ ہم ماں بیٹا مزار شریف کے اندر جانا چاہتے ہیں اور مجھ سے اپنے آپ چلا نہیں جا رہا، تو درویش آدمیوں نے مجھے کندھوں سے پکڑ کر اور سہارا دے کر مزار شریف کے پاؤں کی



جانب لاکھڑا کیا۔ میں اسی جگہ بیٹھ گیا اور دیوار و مٹی پر سر رکھ کر اپنے الفاظ میں مسلمانوں کے اللہ سے اپنی صحت کی دعائیں مانگنے لگا۔ مجھے تکلیف کافی تھی اور میرے منہ میں یہ الفاظ خود بخود نکلے جا رہے تھے۔ باباجی نظام ولیؒ میں تیری درگاہ پہ آیا ہوں۔ یہ مسلمانوں کی بہت بابرکت جگہ ہے میں پاپی ہندو بھی اس جگہ آیا ہوں۔ باباجی میرے لئے اپنے اللہ سے دعا فرمادیں کہ میں ٹھیک ہو جاؤں۔ میں گریہ وزاری کرتا رہا اور دعائیں مانگتا رہا۔ ساتھ ساتھ میں رو بھی رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد مجھے قدرے سکون محسوس ہوا اور غنودگی آگئی اور میں نے نیم خوابی حالت میں دیکھا کہ باباجی نظام ولیؒ قبر سے نکل کر میرے سامنے آگئے ہیں اور میں نے اپنا سر ان کے قدموں میں رکھ دیا اور زار و قطار رونے لگا۔ باباجیؒ ہمارا ج نے بڑی شفقت سے اپنا ہاتھ میرے سر پر پھیرا، پشت پر منہ پر اور پیٹ پر پھیرا اور ساتھ ساتھ باباجیؒ منہ میں مسلمانوں والا کلمہ شریف پڑھ رہے تھے اور مجھے بہت سکون مل رہا تھا۔ باباجیؒ کہہ رہے تھے۔ موہن بیٹا تم بہت گھبرا گئے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ سرکارؒ میں بہت لاچار ہو گیا ہوں ڈاکٹروں نے مرض کو لا علاج کہہ دیا ہے۔ باباجیؒ نے فرمایا۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ شفا ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مرض بالکل ختم ہو جائے گا اور میں دیکھ رہا تھا، جوں جوں بابا نظام ولیؒ کلمہ شریف پڑھ رہے تھے اور میرے جسم پر ہاتھ پھیر رہے تھے مجھے سکون مل رہا تھا اور محسوس ہو رہا تھا کہ تکلیف کم ہوتی جا رہی ہے۔ باباجیؒ مسکرا رہے تھے۔ پھر باباجیؒ نے اپنا ہاتھ ہٹا لیا اور قبر میں

رُوپوش ہو گئے اور میں نے اپنا سر دیوار اور زمین سے اُوپر اٹھایا۔  
 اور دیکھا کہ ایک طرف ماتا جی کھڑی ہیں اور دوسری طرف وہی  
 دونوں درویش۔ میں ہمت کر کے خود بخود اُٹھا اور بابا جی نظام ولیؒ  
 ہمارا ج کی خدمت میں سلام پیش کیا اور ماتا جی نے بھی آداب کیا۔  
 اور ہم واپس مڑے۔ وہ درویش مجھے سہارا دینا چاہتے تھے، مگر میں  
 اب خود بخود آہستہ آہستہ قدم اُٹھا رہا تھا۔ درویشوں نے مجھے سیڑھیاں اُترتے  
 وقت تھوڑا سا سہارا دیا اور پتا جی باہر تانگہ کے قریب کھڑے تھے اور ہمارا  
 انتظار کر رہے تھے۔ مجھے خود بخود آنا دیکھ کر وہ بھی بہت خوش  
 ہوئے۔ انہوں نے باہر سے حضرت نظام ولیؒ کی خدمت میں آداب  
 پیش کیا اور مجھے سہارا دے کر ٹانگے میں بٹھایا اور ہم گھر آ گئے۔ دن بدن  
 میرے جسم میں طاقت آتی گئی اور میں تنومند ہوتا گیا۔ اب میں اللہ کے کرم  
 سے بالکل ٹھیک ہوں اور اس واقعہ کے بعد سے میں اور میرے  
 پتا جی اور کبھی کبھی ماتا جی بھی ہر جمعرات کو یہاں تقریباً بیس<sup>(۲۰)</sup> سیر حلوہ  
 پکا کر لاتے ہیں اور غربا و فقراء میں بانٹتے ہیں اور ہر جمعرات کو حضرت  
 نظام الدین اولیاءؒ ہمارا ج کی خدمت میں مؤذبانہ سلام پیش کرتے  
 ہیں اور آداب بجا لاتے ہیں اور کبھی کبھی بابا جیؒ سامنے آجاتے ہیں  
 اور شفقت فرماتے ہیں اور مسکراتے ہیں۔ میں بہت خوش ہوتا ہوں  
 یہ اللہ کی دین ہے اور ہاں درویش بابا ہمارا ج نظام ولیؒ زندہ ہیں  
 زندہ ولی ہیں۔ پھر ہم سے موہن نے اجازت لی اور اپنی پرات  
 وغیرہ اُٹھا کر گھر چلا گیا۔



# دُرُودِ پَاک (عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ)

اور

## — سُلْطَانِي سِکھ، سِرْدَار —

۲۰-۱۹۲۵ء کے درمیان ایک دفعہ حضرت قبلہ چوہدری صاحب، زرعی زمین خریدنے کے سلسلہ میں ریاست بیکانیر گئے۔ تین چار ایام وہاں ایک سرائے میں قیام کیا۔۔۔ رات کو دو ڈھائی (۱/۲ - ۲) بجے آپ جب نماز تہجد کے نوافل اور دُرُودِ پَاک پڑھنے کے لئے اُٹھتے تو تقریباً اسی وقت ساتھ والے کمرہ سے بہت خوش کن دھیمے دھیمے لہجہ میں کسی شخص کے دُرُودِ پَاک پڑھنے کی آواز سنائی دیتی۔

ایک دن حضرت قبلہ کی ۱/۲ - ۸ بجے اس ہمسایہ شخص سے کمرہ سے نکلنے وقت اجانک ملاقات ہو گئی حضرت قبلہ نے سلام دعا کے بعد اس سے فرط محبت و عقیدت میں ایک دم بغلیں ہو گئے اور کہا سردار جی! نیم شب آپ، آپ دُرُودِ پَاک پڑھتے ہو تو میں جی ہاں، مہاراج! سردار جی نے کہا جناب! ہم سُلْطَانِي سِکھ، خالص سردار ہیں اور ہم اپنے آپ کو، مہاراج عبدالقادر جیلانی، بغدادی، سُلْطَانِ وَلِي غوث پاک کے مريد اور بالکاسم سمجھتے ہیں۔ ہم شراب، شرک، بھجوا اور فحاشی وغیرہ سے پرہیز کرتے ہیں۔ نیم شب ہم نہا کر صاف ستھرے لباس میں سیدو کالکی اوتار سلہ سنی پَاک (عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ) پر دُرُودِ پَاک پڑھتے ہیں اور رب سچا ہم سے بلائیں اور آفتیں دور کرتا رہتا ہے اور ہم پر برکتیں و نعمتیں اتارتا رہتا ہے۔

لے حضرت قبلہ کو اس کے بعد بھی فرضی غوث ملے اور جن کے تذکرہ کی یہاں خاص اہمیت نہیں ہے۔

## سچا رب تو ایک ہی ہے (سنت ہسری اکال)

ہم کبھی کبھار نماز بھی پڑھ لیتے ہیں۔ رب نے ہمیں محبت و ہمت دی ہے اور ہم سلطانی سکھ رات کے علاوہ دوسرے اوقات میں بھی سچی پاک (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر درود پاک پڑھ لیتے ہیں۔ نیز تقریباً ہر ماہ سلطان ولی جیلانی بغدادی، غوث پاک مہاراج کو ثواب بھیننے کے لئے نہا کر صاف ستھرے لباس میں پہلے درود پاک پڑھتے ہیں اور پھر لوگوں میں مٹھائی اور نان و سالن بانٹتے ہیں۔ سو ہمارے قبول کر لے (آمین)۔۔۔

سلطانی اور دیگر خالص سکھوں نے سلطان ولی غوث پاک سے عقیدت کے بندھن میں، ہندوستان خصوصاً پنجاب میں دو مسلمان بزرگوں سے جہتِ صحیحیت و بیٹھک رکھی۔

(۱) اجودھن (پاکپتن) میں، باباجی فرید گنج شکر چشتی مہاراج جن کے سوئے اقوال سے بہت سے سکھ بزرگوں نے استفادہ کیا، باباجی گورونانک نے اور بعد میں آنے والے سکھ سرداروں نے ۵۵۰-۴۵۰ سال قبل گزرتے صاحب پوتر کتاب کو ترتیب دیا، فرید بانی + فرید بانی + فرید بانی (یعنی باباجی فرید کا بیان باباجی فرید کے اقوال) ہم کبھی کبھی پاکپتن جاتے ہیں اور باباجی فرید مہاراج کے دربار میں وہاں لوگوں میں مٹھائی دینے کا ارادہ بانٹتے ہیں۔

۱۷ کالی / آخری

۱۷ سب خالص سکھ سردار باباجی فرید کو اپنا بزرگ، مہاراج و محسن مانتے ہیں، اور سکھ راجوں اور مہاراجوں کے راج میں "فرید آباد" کے نام سے ایک قصبہ بنایا گیا جو مشرقی پنجاب میں اب کافی بڑا شہر بن چکا ہے۔

اور ایسے ہی

(۲) لاہور میں بابا جی میا نمبر قادری مہاراج، جن کے ہاتھوں سے  
سکھ سرداروں نے امرتسر میں، ۱۹۰۰ء۔ ۱۹۰۱ء سال قبل  
گورو دوارہ سردار صاحب کی سنگ بنیاد کی پہلی اینٹ  
رکھوائی اور سینکڑوں سکھ خالصہ افراد موت کا شکار ہونے  
سے بچ گئے۔ ہم اکثر لاہور بابا جی میا نمبر مہاراج کے دربار  
جاتے رہتے ہیں اور وہاں لوگوں میں شریانی اور بھندارہ تقسیم  
کرتے ہیں۔

سُورَةُ الْمَائِدَةِ ۵، آيَةُ مَبَارَكَةٍ ۳۲۔۔۔  
وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَانَتْ مَاءَ حَيَاةٍ لِّلنَّاسِ

جَمِيعًا

ترجمہ :- اور جس نے پچا لیا کسی جان کو تو گویا اس نے پچا  
لیا تمام انسانوں کو

۳۱ اب سب سکھ مانتے اور جانتے ہیں کہ تقریباً ۱۹۰۰ء۔ ۱۹۰۱ء سال قبل، گورو دوارہ /  
دربار صاحب کی امرتسر میں تعمیر کے موقع پر جب خالصہ سکھ سرداروں نے کرپانیں اور  
تلواریں میدان میں نکال لی تھیں اور ہر خالصہ گروہ کا یہی نعرہ اور بول تھا کہ ہمارا سردار  
دربار صاحب کی سنگ بنیاد کی پہلی اینٹ رکھے گا اور معاطہ سکھوں میں باہم فساد اور  
گشت و خون کے قریب سے قریب تر پہنچ چکا تھا۔۔۔ بقیہ ص ۱۴۱۔۔۔

تو چند سلطانوں نے موقع کی نزاکت و شدت کا اندازہ لگاتے ہوئے، لاہور میں  
آن کر بڑی منت و سماجت کے ساتھ اور بڑی عاجزی و مجبوری کے ساتھ بابا جی  
میا نمبر صاحب قادری، جو سلطان ولی غوث پاک جیلانی بغدادی مہاراج  
کے سلسلہ کے بیٹے و پوتے ہیں، ان کو بہت عزت و احترام سے اور بہت ادب و توجہ سے

## قبلہ میں شیخ صاحب کے ملاقات

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل جلوت و خلوت میں مشاہدہ حق ہوتا رہا۔ طبیعت میں بہت جلال و استغناء رہتا تھا۔ کھانے پینے کو بھی جی نہیں چاہتا تھا اور نہ ہی زیادہ بات چیت کو۔ محترمہ والدہ صاحبہ مسیحا بہت خیال رکھتی تھیں۔ بعض اوقات زبردستی دودھ پلا دیتی تھیں۔ جن کو میں انکار نہیں کر سکتا تھا۔ ذکر الہی کے تسلسل سے غذا کی حاجت بھی نہیں رہتی تھی۔ جسم میں گرمی بہت رہتی تھی۔ جو بھی ہاتھ لگاتا، کہتا کہ چوہدری صاحب آپ کو تو بہت زیادہ بخار ہے۔ مگر مجھے اور والدہ صاحبہ کو علم تھا کہ ذکر اللہ کے اثرات ہیں اور بخار وغیرہ نہیں ہے مگر والدہ صاحبہ مجھے ہر حال میں آنکھوں کے سامنے ہی دیکھنا چاہتی تھیں اور حتیٰ الوسع باہر نہیں جانے دیتی تھیں اور میں گھر بیٹھ کر ذکر اللہ اور درود شریف میں مشغول رہتا یا پھر کبھی کبھار باغ میں چلا جاتا تھا۔

ایک روز میں قصد کر کے قبلہ سائیں مراد علی شاہ صاحب یعنی اپنے شیخ و مرشد صاحب کی خدمت میں حاضری دینے کی غرض سے گاؤں سے باہر گیا اور حضرت سائیں جی کی ڈیرہ کی راہ لی۔ میں نے دُور سے دیکھا کہ سائیں جی گاؤں کی طرف رخ کئے باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجھے پاس آتا دیکھ

کراٹھ کھڑے ہوئے۔ میں نے ادب کے ساتھ سلام عرض کیا۔ وعلیکم السلام کہہ کر انہوں نے مجھے گلے لگالیا اور بہت پیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے صدقے میں تمہارا مقام وصل کھول دیا ہے۔ تمہیں بہت بہت مبارک ہو۔ اب اس کی نگہداشت رکھنا۔ میری طبیعت بہت خوش ہوئی ہے۔ قبلہ سائیں جی نے پوچھا کہ یہ دو تین سال کا عرصہ تم کہاں رہے کبھی ملاقات نہ کی۔ قبلہ چوہدری صاحب نے عرض کیا کہ میں مقام ذات پر ذکر اللہ اور درود شریف کے ساتھ زور دیتا رہا۔ کبھی کسی سمت نکل جاتا اور کبھی کسی سمت۔ اکثر اوقات یہ بھی پتہ نہ ہوتا تھا کہ میں کہاں جا رہا ہوں اور کیوں جا رہا ہوں۔ طبیعت ذکر میں ڈوبی رہتی تھی اور کبھی گھر کا رخ بھی نہ کیا تھا۔ لہذا آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا۔ قبلہ سائیں جی نے کہا کہ یہ طبیعت کا میلان تھا اور سالک کا اس پر اختیار نہیں ہوتا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے تم کو منزل مقصود سے ہمکنار کیا ہے۔ میں بے حد خوش ہوں۔

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ میں نے سائیں جی سے عرض کیا قبلہ آپ نے مجھے ذکر الہی تو بتایا اور سکھایا تھا، مگر ستر الہی اور مقصود کائنات کے متعلق آپ نے مجھے نہ سمجھایا۔ یہ عقدہ کشائی و رہنمائی مجھے بابا گاموں شاہ صاحب قادری سے نصیب ہوئی۔ سائیں جی نے فرمایا کہ بابا گاموں شاہ صاحب قادری صاحب حال اور واصل بزرگ ہیں چاہے میں بتا دیتا یا انہوں نے کرم فرما دیا۔ یہ ایک ہی بات تھی اور مجھے پتہ تھا کہ تمہاری طبیعت میں اتنا جذبہ خلوص و عشق رسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہے کہ تم یہ میدان مار جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے

ایسا ہی کیا۔ اب کسی روز بابا گاموں شاہ صاحب کی خدمت میں جانا اور میری طرف سے بھی اُن کا شکریہ ادا کرنا اور زندگی بھر ان کا احسان مند رہنا۔ میری بھی جب اُن سے ملاقات ہوگی میں بھی اُن کا شکریہ ادا کروں گا۔

میں جتنے روز گاؤں میں رہا گا ہے بگا ہے قبلہ سائیں جی کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا اور اس دوران قبلہ بابا گاموں شاہ صاحب قادری کی خدمت میں بھی حاضر رہی دی اور اُن کا اپنی طرف سے اور قبلہ شیخ صاحب کی طرف سے شکریہ ادا کیا اور اُن کی دعائیں لیں۔

بیل گاڑی / رتھ میں بٹھا کر ام ترس لے آئے تھے۔۔۔۔۔ بقیہ صفحہ ۱۴۱

تو بابا جی میانمیر صاحب نے سب سیکھوں و سرداروں کی رضامندی کے ساتھ اور سیکھوں میں بے جا کشت و خون بچانے کی خاطر، دربار صاحب کی سنگ بنیاد کی پہلی اینٹ رکھ کر سینکڑوں خالص سیکھ افراد کو موت کا شکار ہونے سے بچا لیا تھا۔ اور بعد میں بہت سے سیکھ اشخاص نے دولتِ اسلام کو اپنا لیا تھا۔

سے (پوٹر) گرتھ صاحب کی ترتیب اور گوردوارہ / دربار صاحب کی سنگ بنیاد کے واقعات پاک پریس اور انڈین ٹی وی ز کی نشر و اشاعت سے ماخوذ ہیں۔



## اجڑام میں ایک چٹائی عامل سے ملاقات

انہی دنوں ایک چٹائی کا عامل جس کی عمر ساٹھ برس کے لگ بھگ تھی موضع اجڑام میں داخل ہوا۔ اور اپنی چٹائی قوت سے لوگوں کو بہت متاثر کرنے لگا۔ گاؤں میں اس بزرگ کی آمد کا بہت چرچا ہونے لگا۔ خاص طور پر جب آدمی کھیتی باڑی و دیگر کاموں کے سلسلے میں گھروں سے باہر چلے جاتے تھے تو بہت سی عورتیں اس عامل کی خدمت میں حاضر ہوتیں اور حاجت روائی اور مشکل کشائی کی درخواست کرتیں۔ جو مرد یا عورت بھی اس کے پاس حاضر ہوتا تو وہ عامل پہلے ہی اس کا نام، والد و خاوند کا نام، گھر والے افراد کے نام اور پتہ وغیرہ بتا دیتا۔ لوگ بہت متاثر ہوتے اور اسے بہت بڑا ولی اللہ سمجھنے لگے۔ بعض لوگوں کے تو بہت سارے کام بھی ہوئے اور بعض کی عرصہ دراز کی گمشدہ اشیاء مل گئیں اور بعض کو گذشتہ حالات کے متعلق بتا دیا گیا۔ ہفتہ دو ہفتہ سے وہ عامل اجڑام میں ڈیرہ ڈالے ہوئے تھا اور لوگوں سے نذرانے اور عطیات وصول کر رہا تھا۔

ایک دن قبیلہ چوہدری صاحب کا ایک دوست بہت اصرار کے ساتھ کہ گاؤں میں بہت بڑے بزرگ آئے ہوئے ہیں ان کو اس عامل کے پاس لے گیا کہ چلو بزرگ کی زیارت کرتے ہیں۔ عامل نے قبیلہ چوہدری صاحب کو دیکھتے ہی کہا ایسے ایسے چوہدری غلام احمد صاحب تشریف لائیے (یہ نام

قبلہ کے بڑے بھائی صاحب کا تھا، جو آپ سے دس پندرہ سال عمر میں بڑے تھے اور دہلی میں محکمہ ڈاک خانہ جات میں حکومت کی ملازمت کر رہے تھے، قبلہ چوہدری صاحب نے کہا کہ جناب میرا نام غلام حیدر ہے اور میں چوہدری غلام احمد صاحب کا چھوٹا بھائی ہوں (کچھ دیگر مرد و عورتیں بھی وہاں موجود تھے اور یہ پہلا موقع تھا کہ عامل کی زبان سے کسی کا غلط نام نکلا اور گاؤں والے بڑے حیران ہو رہے تھے کہ بزرگ بابا نے آج پہلی غلطی کی ہے) عامل خاموش ہو گیا اور آگے کچھ بات بھی نہ کر سکا۔ نہ ان کی گذشتہ زندگی کی بابت اور نہ ہی کچھ اور حاجت روائی کے متعلق۔ پھر اپنے عقیدت مندوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ تھوڑا سا گڑ (شکر) لاؤ وہ اسے دیا گیا اور تھوڑی ہی دیر میں گڑ ختم ہو گیا۔ دراصل وہ گڑ جنات کھاتے جاتے تھے۔ پھر اور گڑ منگوایا اور وہ بھی جنات کھا گئے۔

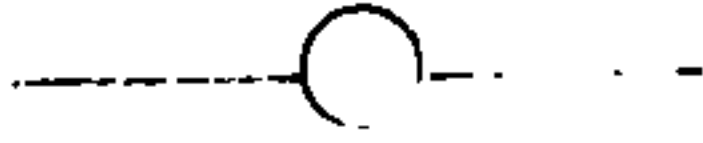
قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ میں یہ منظر اپنی باطنی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔ وہ عامل گڑ کھلا کر جنات کو پاس بلاتا تھا، مگر وہ گڑ کھا جاتے تھے اور اس کے پاس نہیں آتے تھے اور نہ ہی کوئی خبر اس کو بتاتے تھے (گاؤں والے بہت حیران ہو رہے تھے کہ بزرگ بابا کی زبان کیوں گنگ ہو گئی ہے) قبلہ چوہدری صاحب نے پھر ذکر اللہ پر زور دیا اور جنات کا عامل سے جو غلامانہ تعلق تھا وہ توڑ دیا۔ حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ میں نے دیکھا کہ جنات کا تعلق اس عامل سے منقطع ہو گیا ہے اور وہ عامل اکیلا رہ گیا ہے۔ اس کا تاثر اور لوگوں کو متاثر کرنا بالکل ختم ہو گیا ہے، وہ بہت پشیمان اور شرمندہ نظر آنے لگا۔ بہت سے لوگ چلے گئے اور وہ قبلہ چوہدری صاحب سے معافی مانگنے لگا اور عرض کرنے لگا کہ میرے جنات مجھے واپس کروادیں۔ میں یہاں

سے چلا جاؤں گا۔

قبلہ چوہدری صاحب نے عامل سے کہا۔ بابا آپ نے ساٹھ برس کی عمر میں کیا حاصل کیا۔ بڑے پتلے کاٹے ہوں گے اور جان جوکھوں میں ڈالی ہو گی اور چند جنات کو مقید کر لیا۔ یعنی بابا نے دس بیس سال کی محنت سے ایک مخلوق کو قبضہ میں کیا اور وہ بھی ذکر اللہ کی ایک ہی ضرب سے آزاد ہو گئے۔ کاش تو نے یہ محنت و ریاضت خالق کو ملنے اور اسے حاصل کرنے میں صرف کی ہوتی تو اب تک آپ مالک کائنات سے بہت کچھ پا جلتے اور وہ مستقل دولت ہوتی اور آپ کا تعلق خالق سے پختہ ہوتا۔ بابا آپ نے دس بیس سال زندگی کے بالکل ضائع کر دیئے۔ بابا جاؤ کسی درویش کی تلاش کرو اور صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے کی کوشش کرو۔

وہ عامل بابا بالکل اکیلا رہ گیا۔ اب نہ اُس کے پاس لوگ آتے تھے اور نہ وہ کسی کو متاثر کر سکتا تھا۔ اُس نے قبلہ چوہدری صاحب کی بہت محنت سمجھتے اور کہا کہ میرے جنات واپس کروادیں، مگر قبلہ چوہدری صاحب نے اس کو یہی سمجھایا کہ بابا خالق سے تعلق جوڑو نہ کہ مخلوق سے اور وہ بھی انسان سے کم ترہ بہر حال عامل بابا دوسرے تیسرے روز حضرت قبلہ کی والدہ محترمہ سے ملا اور اُن سے گزارش کی کہ آپ اپنے بیٹے سے کہیں کہ میرے جنات مجھے واپس دلادیں، میں اس گاؤں سے چلا جاؤں گا۔ والدہ محترمہ نے اس پر ترس کھایا اور کہا کہ بیٹا اس کے جنات اسے نوٹا دو تا کہ یہ یہاں سے چلا جائے۔ پھر حضرت قبلہ نے جنات سے رجوع کیا اور اُن سے بابا کے ساتھ رہنے کو کہا۔ بابا از جنات سے کہا کہ مخلوق خدا کو تنگ نہ کرنا۔ وگرنہ پھر اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آ جاؤ گے اور بابا سے مزید کہا کہ بابا جی

آپ عمر میں مجھ سے بہت بڑے ہیں۔ میری یہی خواہش ہے کہ آپ مخلوق سے تعلق جوڑنے کی بجائے خالق حقیقی کی طرف رجوع کریں اور یہ راستہ بھی آسان ہے اور اس میں مصائب بھی نہیں ہیں اور دیکھ لو گے کہ تھوڑے ہی عرصے میں خالق و مالک اپنے محبوب کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کے صدقے میں کیسے نوازتا ہے۔ بابا نے دیکھا کہ اس کے چٹات پھر اس کے پاس آگئے ہیں۔ ہاں کہہ کر قبلم چوہدری صاحب سے اجازت لے کر وہاں سے چل دیا۔



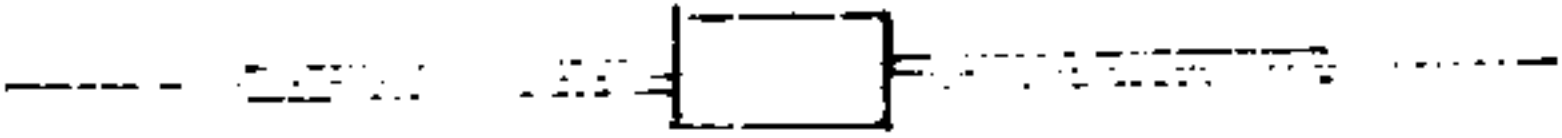
## گاؤں میں ایک بارش والے عاقل کی آمد

گذشتہ واقعہ کے تھوڑے ہی دنوں بعد جڑام میں ایک اور درویش بابا کی آمد ہوئی اور وہ اپنے عمل سے لوگوں کو بارش کروا کر دکھاتا اور لوگ بہت متاثر ہوتے تھے۔ اُس بابا کا طریق کار یہ تھا کہ جس وقت بھی ایک روٹی کھانے کے بعد دوسری روٹی کھانی شروع کرتا تو بارش ہونا شروع ہو جاتی۔ لوگ اُس کو اپنے کھیتوں میں لے جاتے اور وہاں اُس کو دو دو پراٹھے کھلاتے اور کھیتوں پر بارش کرواتے۔ گاؤں میں اور اردگرد اُس بابا کا بہت چرچا ہونے لگا۔

ایک روز کوئی دوست قبیلہ چوہدری صاحب کو اُس بابا کے پاس لے گیا اور بارش کا عمل اُس نے دوسری روٹی کھا کر اُن کو بھی دکھایا۔ قبیلہ چوہدری صاحب سے وہ بابا عمر میں بہت بڑا تھا۔ اُس سے آپ نے دریافت کیا کہ بابا آپ نے اس عمل کی خاطر کتنے سال چلہ کشی میں صرف کیے اور کیا حاصل کیا ہے بارش کروانا۔ بابا جی کیا آپ نے اس بارش کے عمل میں مالک کائنات کا نظارہ کیا جو خالق حقیقی ہے اور وہ ہر شئی پر قادر ہے؟ بابا نے کہا کہ نہیں تو آپ قبیلہ نے فرمایا۔ تو بابا جی آپ نے اس عمل میں دس بیس سال کا طویل عرصہ ضائع کر دیا اور بارش جو ایک مخلوق ہے، اُس کے ساتھ تعلق جوڑا۔ کاش آپ نے خالق کائنات سے تعلق پیدا کرنے کے لیے عمل کیا ہوتا اور آپ کو کیا کیا فیوض و اکرام عطا ہوا ہوتا اور ساتھ ہی ساتھ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا

قرب بھی نصیب ہو گیا ہوتا۔

ایک نوجوان درویش سے ایسی نچتہ باتیں سن کر درویش بابا کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور کہنے لگا کہ میں بہت نادم ہوں۔ واقعی میں نے زندگی کا ایک طویل حصہ خواہ مخواہ کے عمل میں ضائع کر دیا اور التماس کے ساتھ کہا۔ میرے عزیز دوست! میری راہنمائی فرما اور مجھے سیدھا راستہ سمجھا حضرت قبلہؑ نے اُس بابا کو قبیلہ سائیں مراد علی شاہ صاحبؒ یا بابا گاموں شاہ صاحبؒ قادری سے ملنے کو کہا تا کہ اُن سے وہ سیدھے راستے کا سبق حاصل کر سکے۔ درویش بابا پھر وہاں سے چل دیا۔



## وظیفہ تسخیر جنات

ایک روز قبلہ چوہدری صاحب اپنے شیخ و مرشد قبلہ سائیں مراد علی شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہاں کچھ لوگ اپنے بال بچوں سمیت پہلے ہی سے قبلہ سائیں جی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور اپنے گھر و عورتوں پر جنات کے سایہ کی شکایت کر رہے تھے اور قبلہ سائیں صاحب ان کو حلال روزی کی تلقین، زکوٰۃ کی ادائیگی، سو دسے پرہیز، ظلم، تکبر و جھوٹی و جھوٹ اور دھوکہ دہی سے اجتناب، حقوق العباد و حقوق اللہ پر عمل اور مسلمان کا سچا و مخلص اور صحیح العقیدہ ہونے کی تلقین فرما رہے تھے۔ ساتھ ساتھ درود شریف کثرت کے ساتھ آیتہ الکرسی، آیتہ الکریمہ اور چاروں قل شریف و دیگر آیات مع درود شریف پڑھ کر آسیب زدہ فرد کو دم کرنے اور دم شدہ پانی پلانے کی ان کو باتیں بتا رہے تھے اور بعض اوقات خود بھی دم فرماتے تھے۔ لوگوں کو کافی فائدہ پہنچ جاتا تھا اور ان کا آسیب وغیرہ ختم ہو جاتا تھا اور وہ لوگ اپنی بد اعمالیوں و بد کرداریوں سے تائب ہو کر راہِ راست پر گامزن ہو جاتے تھے۔

قبلہ سائیں جی فرما رہے تھے کہ آسیب، یا شیاطین و جنات ہماری بد اعمالی، بد کرداری، غلط راستے پر چلنے، زکوٰۃ کی عدم ادائیگی اور خصوصاً حقوق العباد سے انحراف، ظلم و تکبر، جادو و لٹونہ، حقوق اللہ کی مخالفت، حرام روزی، فریب اور دھوکہ دہی وغیرہ کرنے سے انسان پر قابض ہو جاتے ہیں یا اس کے بچوں یا اہل خانہ پر گرفت کر لیتے ہیں۔ پھر ان سے اُلٹے پلٹے کام سرزد کرواتے ہیں۔ بعض کو کسی عارضہ میں یا دماغی امراض میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ آسیب، جنات یا شیاطین جس وقت اس شخص، عورت یا بچے کو چھوڑتے ہیں تو وقتی طور پر وہ ٹھیک ہو جاتے ہیں، مگر

آسیب کے واپس آنے پر دعائی امراض کا دورہ یا دُہی عارضہ پھر پلٹ آتا ہے۔ انسان پھر اُسی اذیت میں مُبتلا ہو جاتا ہے۔ جب تک انسان اپنی بد اعمالی اور بد کرداری وغیرہ سے توبہ نہیں کرتا اور راہِ راست پر نہیں آتا اُس وقت تک دوا و دُعا بھی زیادہ دیر تک مؤثر و کارگر نہیں رہتی۔ بلکہ اُس پر دُم کرنا، دُم والا پانی پلانا اور قرآن شریف کی آیات کا تعویذ باندھنے کو دینا، درحقیقت یہ سب کچھ اُس کو صراطِ مستقیم پر لانے کی تدبیریں ہیں۔ جیسے جیسے وہ اپنے اعمال کو ٹھیک کرتا جائے گا۔ ویسے ویسے وہ یا اُس کے اہل خانہ ٹھیک ہوتے چلے جاویں گے۔

”مثال کے طور پر ایک مکان ٹھیک تعمیر ہوا ہو تو اگر اُس کی چھت پر لگاتار مینہ برستا ہے تو پانی کے قطرے اندر نہیں آتے اور بارش کا پانی مکان کی چھتوں سے باہر کا باہر ہی بہہ جاتا ہے اور اگر مکان کی تعمیر ناقص ہوئی ہو تو تھوڑی سی بھی بارش سے پانی اندر ٹپکنا شروع ہو جائے گا یہی حال انسانی جسم کا ہے۔ اگر اعمال، روزی حلال، کردار و اعمال ٹھیک ہیں تو آسیبِ شیطاں، جادو ٹوٹنہ، اور بد نظر وغیرہ اس پر اثر انداز نہیں ہوتے اور اگر اعمال، روزی کردار، ایمان اور حقوقِ العباد وغیرہ ٹھیک نہیں تو آسیبِ شیطاں، جادو ٹوٹنہ اور بد نظر وغیرہ انسانی جسم پر بہت جلد گرفت کر لیتے ہیں اور صحیح عامل و عالم اور ولی اللہ کی دُم و دُعا یا دوا اپنا اثر تو دکھاتی ہے اور آفاقہ بھی ہو جاتا ہے، مگر عارضی طور پر۔ کچھ وقفہ یا عرصہ کے بعد پھر انسان پُرانے عارضہ یا آسیب وغیرہ کے اثرات میں مُبتلا ہو جاتا ہے۔ جب تک وہ بنیادی طور پر اپنے آپ کو درست نہیں کرتا۔ ان عارضوں میں وقتاً فوقتاً مُبتلا رہتا ہے۔“

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ سائیں جیؒ نے مجھ سے کہا غلامِ حیدر! یہ قرآن شریف کی چند آیات ہیں۔ ان کا دُرود شریف کے ساتھ دُرود کر لیا کرو۔



اور قبلہ سائیں جی نے وظیفہ اور ورد سمجھا دیا اور فرمایا۔ آسیب زدہ لوگوں کو فی سبیل اللہ دم کر دیا کرنا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان کو بہت فائدہ پہنچے گا اور بالآخر وہ راہِ راست پر بھی آجائیں گے۔

قبلہ چوہدری صاحب نے تین چار دن اس وظیفہ کو کیا تو ایک دن کچھ جنات حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا اور کہا کہ آقا ہم اس وظیفہ کے تابع ہیں اور آج سے آپ کے خادم ہیں۔ آپ جو ارشاد فرمائیں گے ہم بجالائیں گے۔ آپ کہیں گے تو ہم کسی شخص کو بھی چمٹ جائیں گے اور اسے عارضہ میں مبتلا کر دیں گے اور ان کے لواحقین کے دلوں میں یہ بات بھی ڈال دیں گے کہ آپ اگر اس عارضہ یا آسیب سے چھٹکارا چاہتے ہیں تو آپ حضرت قبلہ چوہدری غلام حیدر صاحب عاملِ کامل کی طرف رجوع کریں ان کے دم سے یہ عارضہ و آسیب ختم ہو جائے گا اور آپ قبلہ جو چاہیں ان سے ہدیہ قیمت، عوضانہ یا خدمت لیں۔ آپ چند دنوں میں مالا مال ہو جائیں گے اور آپ کا دُور دُور تک چرچا ہو جائے گا اور ہم جنات آپ کے تابع اور فرمانبردار رہیں گے اور آپ کی شہرتِ عالمیت کی جھنڈے گاڑ دیں گے۔ قبلہ چوہدری صاحب نے جنات سے کہا کہ آپ فی الحال چلے جائیں۔ جب ضرورت پڑے گی تو میں بلوالوں گا۔ قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ میں نے یہ وظیفہ سات آٹھ روز تک کیدہر روز وظیفہ کے بعد جنات حاضر ہو جاتے اور اپنی اپنی باتیں بڑھ چڑھ کر کرتے رہتے اور کارروائیاں سناتے رہتے اور عرض کرتے کہ قبلہ آپ ایک دفعہ ہمیں حکم کر کے تو دیکھیں۔ ذرا اشارہ کریں تو ہم کسی بھی مرد و زن کو عارضہ میں مبتلا کر دیں گے اور آسیب میں گرفتار کر لیں گے۔

اور وہ لوگ بھاگتے ہوئے آئیں گے اور آپ کے قدموں میں گر پڑیں گے یا پھر آپ کہیں کہ ہم آپ کے لئے بہت سا غلہ لے آتے ہیں اور بے موسمی پھل و سبزیاں حاضر کر دیا کریں گے۔ میں ان کی باتیں سنتا رہا اور ان کی حرکت دیکھتا رہا۔ کبھی وہ چھوٹے دیکھائی دیتے، کبھی بہت ہی زیادہ لمبے۔ کبھی وہ منہ سے آگ نکالتے، کبھی انسانی شکل میں بات کرتے اور کبھی غیب ہو کر۔ میں نے سات آٹھ روز تک یہ تماشہ اپنے گرد و پیش دیکھا اور بالآخر سوچا کہ جنات بھی ایک مخلوق ہیں اور وہ بھی انسان سے کمتر پھران میں دلچسپی لینا یا ان کے ساتھ تعلق رکھنا کوئی معنی خیز بات تو نہ ہوگی۔ دل نے کہا کہ تعلق تو مالک خالق سے استوار کرنا اور جڑ ارکھنا ہی حقیقت میں معنی خیز ہے، وہی غیر فانی ہے، ازلی وابدی ہے، حقیق و قیوم ہے اور وہی ذات لائق تعلق ہے۔ قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ مجھے یہ بھی احساس ہوا کہ ذکر و اذکار کرنے اور درود شریف پڑھنے کے اوقات کافی متاثر ہو رہے ہیں اور توجہ اپنے مرکز سے قدرے کم ہو گئی ہے۔ میں نے سوچا کہ جوانی کا عالم ہے۔ طبیعت ابھی پختہ نہیں ہے۔ میں کہیں تسخیر جنات کے شوق میں نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذات مبارک سے دور نہ ہو جاؤں۔ میں نے جنات کو اگلے ہی روز بلا کر کہا کہ تم آزاد ہو۔ میں تم کو مقید نہیں رکھنا چاہتا اور ان سے خدا حافظ کہہ دیا۔

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ میں دو تین روز کے بعد اپنے شیخ قبلہ سائیں جی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ قبلہ کچھ پسند و نصیحت فرما رہے تھے۔ چند اشخاص نے پھر جنات کی شرارتوں کا ذکر کیا اور اپنے گھر میں آسیب کی شکایت کی۔ سائیں جی نے ان لوگوں کو کچھ پڑھنے کے لئے کہا۔ حقوق العباد اور

حقوق اللہ درست کرنے کو کہا۔ پھر میری طرف مخاطب ہو کر کہا: غلام حیدر! آپ نے وہ تسخیرِ جنات والا وظیفہ کر لیا کیا؟ میں نے کہا جی سائیں جی میں نے آٹھ دس دن تک کیا تھا اور چند جنات حاضر ہونا شروع ہو گئے تھے اور انہوں نے میرا خادم و غلام ہونے کا اعلان بھی کیا۔ میں نے وہ تمام واقعات قبیلہ سائیں جی کی خدمت میں عرض کر دیئے، جو جنات وغیرہ میرے سامنے کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا قبیلہ سائیں جی! آٹھ دس دن کے ان حالات و تسخیرِ جنات و ان کے مشاہدات کے بعد میں نے تمام جنات کو کہہ دیا کہ تم آزاد ہو اور ان سے الوداع کہہ دیا۔ قبیلہ سائیں جی نے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ میں نے عرض کیا قبیلہ! کہ ان کے وظیفہ کرنے سے اور ان کی آمد سے میرا بہت سا وقت صرف ہوتا تھا اور صلوٰۃ تہجد و رُود شریف اور ذکر اللہ کے اوقات متاثر ہوتے تھے اور طبیعت میں ناپختگی کے سبب میں نے سوچا کہ کہیں میری توجہ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے ہٹ نہ جائے اور کہیں میں آپ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذات مبارک سے دُور نہ ہو جاؤں۔ اسی وجہ سے میں نے وہ وظیفہ بھی ترک کر دیا اور جنات کو بھی چھوڑ دیا۔ قبیلہ سائیں جی نے فرمایا: غلام حیدر! میرا بھی یہی خیال تھا۔ چونکہ تمہاری توجہ اور دل و دماغ خلوت میں بھی اور خلوت میں بھی نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذات مبارک پر جمے رہتے ہیں اور وصل چاہتے ہیں۔ مجھے پتہ تھا کہ تم یہ وظیفہ نہیں کرو گے۔ تم اپنے عشقِ رسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں بہت پکے ہو اور انشاء اللہ تعالیٰ پکے ہی رہو گے۔ آمین! قبیلہ سائیں جی نے قبلہ چوہدری صاحب کو بہت سا پیار و دعائیں دیں۔ قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ

اس کے بعد میں نے ذکر اللہ اور دُرُود شریف پر ہی زور دیتا رہا۔

بلدیاں رہیں جگر وچ لاٹاں بھکھ بھکھ شوق وصالوں

سرسے اک سبھ کچھ جاوے، ٹٹ تعلق حالوں

قبلہ چوہدری صاحب نے بسا اوقات فرمایا کہ میں نے بعد میں بھی کبھی

تسخیرِ جنات کی کوشش کی اور نہ ہی کسی آسیب زدہ فرد میں خاص دلچسپی

لی — اور ہاں اگر کبھی کوئی مرد یا عورت میرے پاس آتے خواہ وہ آسیب یا

جادو میں گرفتار ہوتے، مگر اللہ کے راستے کے مُتلاشی ہوتے۔ میں اُن کو یہی

ذکر سُلْطَانُ النَّصِيرِ بتا دیتا اور ذکر اللہ کرنے کا طریقہ بتا دیتا تو وہ سیدھا راستہ

اختیار کر لیتے۔ اُن کے حالات بدل جاتے اور ساتھ ہی ساتھ آسیب و جادو

بھی اللہ کے فضل و کرم سے ختم ہو جاتے۔

اپنی زندگی میں قبلہ چوہدری صاحب نے جنات و جادو کے چار پانچ

واقعات بیان کیے تھے جو قابل ذکر ہیں اور مندرجہ ذیل ہیں۔

## 9۔ آسیب زدہ مکان میں رہائش

ایک دفعہ پاکستان بننے سے پہلے ضلع ہوشیار پور میں قبلہ چوہدری صاحب

کے ایک دوست نے ایک مکان کرایہ پر رہنے کے لئے لیا۔ اُس

مکان کی شہرت اچھی نہ تھی، جو بھی کوئی آتا، وہ تین چار دن رہنے

کے بعد جنات سے پریشان ہو کر مکان خالی کر کے چلا جاتا تھا۔

بہر حال مالک مکان نے اُن کے دوست کو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ اس

مکان میں جنات و آسیب کا دور دورہ ہے۔ آپ کی مرضی ہو تو

مکان میں آجائیں ورنہ کوئی اور مکان رہائش کے لئے دیکھ لیں۔

دوست نے قبلہ چوہدری صاحب سے اس بات کا ذکر کیا اور بالآخر دونوں احباب نے مکان کرایہ پر لینے کا ارادہ کر لیا۔ مالک مکان اُن کو دیکھ کر بہت خوش ہوا کہ چلو کوئی تو مکان میں رہنے کے لئے تیار ہوا ہے۔ قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ ابھی ہم مکان میں بیٹھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ ادھر ادھر سے تھوڑا بہت شور مچاتے ہوئے جنات کافی تعداد میں اُن حاضر ہوئے اور سلام کیا اور کہنے لگے کہ جتنی مدت تک قبلہ چوہدری صاحب اور اُن کے دوست اس مکان میں رہیں گے ہم مکان میں نہیں رہیں گے اور نہ ہی کسی کو تنگ کریں گے۔ ہمیں قبلہ چوہدری صاحب کا بہت احترام ہے اور ہماری قوم ان کو بہت عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ کیونکہ انہوں نے ہماری ایک جماعت کو مستحضر و مقید کرنے کے بعد بالکل آزاد کر دیا تھا۔ ہم ہمیشہ ان کے احسان مند رہیں گے اور اگر اب بھی یہ اشارہ فرمائیں ہمیں ان کی خدمت کر کے خوشی ہوگی، مگر یہ ہماری طرف التفات نہیں فرماتے۔ بہر حال قبلہ چوہدری صاحب کے دوست نے مکان کرائے پر لے لیا اور قبلہ چوہدری صاحب بھی بسا اوقات شہر میں کبھی جانا ہوتا تو اپنے اس دوست کے ہاں ہی قیام فرماتے۔

## ب۔ ذکر اللہ سے جنات سے نجات

اسلام پورہ لاہور سے ایک دن ایک نوجوان قبلہ چوہدری صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے اوپر اور اپنی بیوی پر جناتی قبضہ کی

داستانِ اَلْمُسْتَانِ۔ کہنے لگا کہ قبلہ! ہماری شادی کے بعد ایک بہت بڑا طاقت ور جن ہمارے گھر میں بے روک ٹوک ہمارے گھر میں گھس آتا ہے۔ میری بیوی کو بہت تنگ کرتا ہے اور میری مزاحمت پر مجھے بہت مارتا ہے۔ اُس کا یہ روزانہ کا معمول ہے۔ سُوْرَج چھپے آجاتا ہے اور گھنٹہ دو گھنٹہ کے بعد لوٹ جاتا ہے۔ میں اس عرصہ میں بہت سے عاملین کے پاس گیا ہوں۔ اور بعض عاملین اور بزرگ لوگوں کو اپنے گھر میں بھی لایا ہوں، مگر اُن کے عمل و تعویذ گنڈا سے جن کا آنا جانار کا نہیں ہے۔ بلکہ اُس نے بعض عاملین کی اُن کے عمل کے دوران پٹائی بھی کی ہے۔ بس وہ ہر شام گھر میں آجاتا ہے۔ کمرے بند بھی ہوں تو آجاتا ہے اور مجھے بہت مارتا ہے اور بیوی کو بڑا بھلا کہتا ہے اور تنگ کرتا ہے۔ قبلہ! میں بہت ہی اذیت میں مبتلا ہوں۔ میں نے آپ کے متعلق سُننا ہے کہ آپ بھی اللہ کے بزرگ ہیں۔ آپ ہمارے گھر چلیں۔ دَم کر دیں یا ہمیں کوئی تعویذ دے دیں۔

قبلہ چوہدری صاحب نے فرمایا۔ نہ میں بزرگ ہوں اور نہ جنات کا عامل۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو ذکرِ الہی کرنا سمجھا دیتا ہوں۔ اور ایسا کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ جن و بدروح وغیرہ آپ کے قریب نہ آسکیں گے۔ حضرت قبلہ نے اسے ذکرِ اللہ "سُلْطَانَا النُّصَيْرُ" سانس کے ساتھ کرنے کا طریقہ سکھا دیا اور کہا کہ گھر جا کر اپنی بیوی کو بھی یہ ذکرِ اللہ اسی طرح سانس کے ساتھ کرنا بتا دینا اور یہ ذکرِ گھنٹہ دو گھنٹہ تک ذرا توجہ کے ساتھ کرتے رہنا تاکہ رُک نہ جائے۔ پہلے چند روز ذکرِ اللہ تکلف اور توجہ کے ساتھ کرنا پڑے گا، مگر بعد میں یہ سوتے جاگتے

خود بخود چلتا رہے گا۔ روکنے سے بھی نہ رکے گا۔ اب آپ گھر جائیں، اور دونوں ذکر کرنے کی مشق کریں۔ نوجوان گھر روانہ ہو گیا۔

دوسرے روز نوجوان صبح قبلہ چوہدری صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور ساتھ اپنے مٹھائی کا ڈبہ لیتے آیا اور بہت خوش تھا۔ کہنے لگا حضرت قبلہ! ہم دونوں میاں بیوی جیسے آپ نے بتایا تھا ذکر الہی میں مشغول رہے۔ مغرب کے بعد ہم اپنے کمرے میں بیٹھ گئے اور دروازہ حسب معمول بند کر دیا اور ہم نے توجہ کے ساتھ ذکر اللہ میں شدت اختیار کی۔ وہ جن اپنے وقت پر آیا۔ دروازے کے باہر شور مچاتا رہا۔ اوکھی منہ سے شعلے نکالتا اور کبھی چیخیں مارتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ کل پہلا موقع تھا کہ وہ کمرے کے اندر داخل نہ ہو سکا پہلے تو چاہے دروازہ دکھڑکیاں بند ہوں تب بھی اندر آجاتا تھا۔

قبلہ چوہدری صاحب نے فرمایا: یہ مٹھائی لے جاؤ اور غراب میں بانٹ دینا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنا فضل و کرم کر دیا ہے اور اب ذکر اللہ پر قائم رہنا اور حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائیگی کا خیال رکھنا۔ حلال کی روزی کھانا۔ حلال سوچنا۔ اور کبھی کسی کے ساتھ زیادتی اور ظلم نہ کرنا اور اگر آپ نے پہلے کبھی ایسا کیا ہے تو جن کے ساتھ زیادتی کی ہے ان سے معافی مانگو اور ان کا حق لوٹا دو۔ اللہ تعالیٰ سے سچے دل سے توبہ کرو اور آئندہ صحیح راہ اختیار کرنا۔ مجھے دوبارہ ملنے کی بھی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ یہ ذکر اللہ آپ لوگ کرتے رہیں انشاء اللہ تعالیٰ جنات و شیاطین سے آپ محفوظ رہیں گے۔ نبی کریم رحمت اللعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی اپنی اُمت پر بے حد شفقت و رحمت ہے

کہ قرآن و سنت اور اذکارِ مبارک ہمیں آپ حضور (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کے ہی طفیل ربّ العالمین سے عطا ہوئے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا۔ یہ ذکر اللہ بھی ہمیں نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کے صدقے میں ہی ملا ہے۔ جنات ہوں یا کوئی اور مخلوق ہو سب خالق کے تابع ہیں۔ سرکشی و مخلوقِ خدا کو ایذا رسانی کی کسے اجازت ہے ہاں ہم پر لازم ہے کہ ہم حقوق العباد و حقوق اللہ کا خیال رکھیں۔ نوجوان نے اجازت طلب کی اور بڑے شکرانہ انداز میں اٹھا اور گھر لوٹ گیا۔

## ج۔ اراضی پر جنات کا ڈیرہ

قبلہ چوہدری صاحب نے اور ان کا بچا ماندہ خاندان ۱۹۴۷ء کے اواخر میں پاکستان پہنچ گیا۔ حضرت قبلہ نے اوائل میں ایک ڈیرہ سال کراچی و لاہور میں بسر کیا۔ بڑے بھائی صاحب اور ان کے اہل خانہ تو تقسیم ہند کے ہنگاموں ہی میں دہلی میں شہید ہو گئے تھے۔ چھوٹے بھائی صاحب کو لاہور میں محکمہ ٹیلیفون میں جگہ مل چکی تھی۔ مگر تمام خاندان کو ہوشیار پور میں چھوڑی ہوئی زرعی زمین کے عوض ضلع حیم یار خان میں موضع آباد پور و دولت پور میں اراضی ملی۔ حضرت قبلہ کی اس وقت عمر تقریباً پچاس برس تھی۔

ارضی کی دیکھ بھال تو برادری کے نوجوان کرتے تھے اور مزارعوں کی مدد سے جو وہاں پاکستان سے پہلے کے آباد تھے تمام کھیتی باڑی ہوتی تھی۔ دولت پور کی زمین کے وسط میں تقریباً ایک ایکڑ کا ٹکڑا باقی زمین سے قدرے اونچا تھا اور نہری پانی کی نارسائی کی وجہ سے بخر



تھا۔ اس ٹکڑے میں دو تین درخت تھے، مگر وہ بھی سبز نہ تھے اور بے آباد دکھائی دیتے تھے۔

حضرت قبلہؑ کو رقبہ میں رہتے ہوئے کوئی چھ سات ماہ کا عرصہ گزرا ہو گا کہ ایک دن ایک سائیں بابا جس کی عمر ساٹھ برس کے قریب ہوگی، بنجر زمین کے درختوں کا چکر لگاتے ہوئے نظر آیا۔ پھر وہ مزارعوں کے پاس گیا اور پوچھا کہ اس زمین کا قبضہ حکومت نے کن شخص کو دیا ہے۔ مزارعوں نے قبلہ چوہدری صاحبؒ اور ان کے خاندان والوں کے نام بتا دیئے۔ پھر وہ سائیں بابا حضرت قبلہؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا قبلہؑ! آپ کا کیا نام ہے۔ حضرت قبلہؑ نے اپنا نام بتا دیا بلکہ آپ نے پوچھا کہ سائیں بابا بیٹھ جائیں۔ چائے دلستی پیئیں۔ آپ اطمینان سے بیٹھ کر بات کریں کہ آپ کو کیا چاہیئے؟ یا آپ کس شخص کو ملنا چاہتے ہیں؟

سائیں بابا نے کہا قبلہؑ! میں آپ سے ہی ملنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا کہ میں جنات کا عامل ہوں اور میں ہر سال اس رقبہ میں آتا رہا ہوں اور مالک مجھے بہت انعام و اکرام دے دیتے تھے۔ کیونکہ جنات جو کہ بنجر رقبہ کے درختوں میں بہت عرصہ سے رہ رہے تھے۔ ان لوگوں کو بہت تنگ کیا کرتے تھے۔ کبھی ان کے مویشیوں کو ہلاک کر دیتے تھے اور کھا جاتے تھے اور کبھی اجناس اور فصلوں کو دیران کر دیتے تھے۔ میں یہاں تقریباً ہر سال آتا تھا اور اپنے عمل سے ان جنات کو بہت حد تک مقید کر جاتا تھا۔ پھر یہ جنات رقبہ میں اودھم نہیں مچا سکتے تھے۔ اور زمیندار مجھے کافی رقم دے دیتے تھے اور میری کافی خدمت کرتے

رہتے تھے۔ آج میں نے ان تمام درختوں کے ارد گرد چکر لگا کر کافی چھان بین کی ہے، مگر کوئی بھی جن اب وہاں رہتا نظر نہیں آیا۔ لگتا ہے کہ تمام جنات وہاں سے اپنا ڈیرہ اٹھالے گئے ہیں اور کسی دوسری جگہ کو کوچ کر گئے ہیں۔ میں بہت حیران تھا کہ یہ جنات تو بہت سرکش تھے۔ بلکہ میرے علاوہ کسی اور عامل کو بھی نہ گردانتے تھے صرف ٹھوڑا بہت مجھ سے ڈرتے تھے اور اب خود بخود کدھر چلے گئے ہیں۔

حضرت قبلہ! مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ یا تو آپ بہت بڑے جنات کے عامل ہیں یا بہت بڑے بزرگ ولی اللہ ہیں۔ حضرت قبلہ نے کہا کہ نہ تو میں جنات کا عامل ہوں اور نہ بزرگ۔ میں تو نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا ایک ادنیٰ غلام ہوں، یہی میری میراث ہے۔ سائیں بابا نے پوچھا کہ قبلہ! یہ جنات تو بہت طاقتور و سرکش تھے اور ان کے سامنے بڑے بڑے عاملین عاجز آ گئے تھے۔ یہ جنات رقبہ سے از خود کیسے اپنے ڈیرے اٹھا کر رُپوش ہو گئے ہیں۔ حضرت قبلہ نے جواب دیا۔ میں نے بھی جنات کو یہاں سے کوچ کرتے دیکھا تھا۔ یہ ان کی اپنی مرضی تھی اور اگر انہوں نے میری عزت کی ہے تو یہ ان کی مہربانی تھی۔ حضرت حضرت قبلہ نے سائیں بابا سے کہا۔ میں کوئی کام بھی کروں تو کوشش کرتا ہوں کہ درود شریف کا ورد جاری رہے یا پھر ہمہ وقت ذکر الہی کا دور کرتا رہوں۔ سائیں بابا میں نے تو حضور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی غلامی کو عملیات سے بہت بہتر سمجھا اور اسے ہی اختیار کرنے کی کوشش کی ہے۔ ذکر اللہ جو خالص ذکر ہے۔ اسے توجہ کے ساتھ تمام وقت سوتے جاگتے جاری رکھتا ہوں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا

فضل و کرم ہے۔ خالق کائنات ہی تو مالک حقیقی ہے۔ اسی کے ساتھ تعلق جوڑا ہے، نہ کہ جنات و دیگر مخلوق کے ساتھ۔ تسخیر جنات و موکلین کے وظائف و عملیات میں توجہ دینا وقت صرف کرنا اور اکثر حالات میں اپنے جسم و جان کو تکالیف و مصائب میں ڈالنا۔ یہ تو صریحاً وقت کو ضائع کرنے والی بات ہے اور بعض اوقات یہ جنات عاقل کو غافل پا کر جان سے بھی مار ڈالتے ہیں اور اگر ان تمام پریشانیوں اور دشواریوں کے بعد کامیابی حاصل بھی ہو گئی تو کیا حاصل ہوا؟ جنات اور موکلین! یعنی ایک مخلوق سے تعلق پیدا کیا، جو انسان سے بھی کمتر ہے۔ سائیں بابا! کیا ہی اچھا ہوتا، اگر آپ نے یہ وقت نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی غلامی و اطاعت میں گزارا ہوتا اور مالک خالق سے تعلق استوار کیا ہوتا، نہ کہ مخلوق و جنات سے، سائیں بابا! نام سائیں بابا اور اس نے اجازت طلب کی اور سلام کہہ کر چل دیا۔

### د۔ ذکر اللہ سے قہقہوں کی روشنی مدہم

(۱) یہ بھی پاکستان بن جانے کے بعد کراچی کا واقعہ ہے۔ قبلہ چوہدری صاحب نے اپنے ایک دوست عمران صاحب کو ذکر اللہ "سُلْطَانًا النَّصِيْرًا" کرنے کا طریقہ سمجھایا۔ عمران صاحب نے بہت شوق و ذوق و کثرت سے ذکر اللہ کرنا شروع کر دیا۔ وہ صبح بس میں بیٹھ کر اپنے دفتر جاتے اور عصر کے وقت گھر لوٹتے۔ سردیوں میں تو وہ نماز مغرب کے بعد ہی بس پکڑتے اور گھر آتے تھے۔ ایک شام عمران صاحب گھر واپس آ رہے تھے۔ وہ ذکر الہی میں مشغول تھے اور

کنڈکٹر سے ٹکٹ لینے کے لیے جوہنی نظر اونچی کی، بس کے اندرونی تمام قہقہے ماند پڑ گئے اور ان کی روشنی مدہم ہو گئی ٹکٹ لینے کے بعد نظر نیچی ہوئی تو روشنی بحال ہو گئی۔ پہلے تو عمران صاحب نے اسے وہم سمجھا۔ مگر انہوں نے کسی بار اور چند روز مختلف بسوں میں بیٹھ کر یہ عمل دہرایا۔ جوہنی وہ ذکر اللہ کرتے کرتے نگاہیں اوپر اٹھاتے تھے تو بس کی اندرونی بتیوں کی روشنی کم ہو جاتی تھی اور نگاہیں نیچی کرنے پر روشنی بحال ہو جاتی تھی۔ عمران صاحب نے ایک اور تجربہ کیا۔ انہوں نے ذکر اللہ کو چند منٹ جبراً روک کر بتیوں کی طرف نظر اٹھائی تو دیکھا کہ روشنی مدہم نہیں ہوئی، مگر جوہنی دوبارہ ذکر اللہ شروع کیا تو روشنی کم ہو گئی۔ انہوں نے گھر میں بھی یہی مشاہدہ کیا۔

ایک دن انہوں نے قبیلہ چوہدری صاحب سے اس مشاہدہ کی بات کی اور تمام قصہ بیان کیا۔ آپ نے عمران صاحب کو شام کے وقت بادامی چشمہ و عینک استعمال کرنے کو کہا اور فرمایا کہ ذکر اللہ کی برکت سے ایسی باتیں ہوتی رہتی ہیں، مگر سالک درویش کو ایسے مشاہدات پر رُکنا نہیں چاہیے۔ نہ ہی ان کو منزل سمجھنا چاہیے اور نہ ہی دوسرے لوگوں کو متاثر کرنا چاہیے۔ ورنہ سالک ایسے ہی مشاہدات میں الجھ کر رہ جاتا ہے۔ بعض اوقات سالک کو اس راستے میں بہت سی مستقبل کی باتوں اور آئندہ ہونے والے واقعات کا پتہ چل جاتا ہے۔ بعض اوقات اُس کے دُم کرنے میں بہت شفا آ جاتی ہے اور وہ اگر کسی مریض کو دُم کرے تو وہ ٹھیک ہو جاتا ہے اور کسی کے لئے دُعا کرے تو اُس کا کام فوری طور پر ہو جاتا ہے۔ ایسی تمام باتیں سالک کے مشاہدہ میں آتی

ہیں۔ اُس کا پُرچا خوب ہونے لگتا ہے اور بہت سے عقیدت مند اور جاہل مند اس کے گرو ہو جاتے ہیں اور کافی نذر و نیاز کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ دعوتوں اور ضیافتوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور بہت سے اہل ثروت لوگ جائز و ناجائز دولت بھی بچھا کر کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ درویشوں کو ان تمام باتوں سے گریز کرنا چاہیے۔ ورنہ یہ تمام باتیں راہ دوست میں حائل ہو جاتی ہیں اور سالک انہی میں بھنس جاتا ہے اور منزل مقصود تک نہیں پہنچ پاتا۔

وہ صوفی کہ تھا خدمتِ حق میں فرد

محبّت میں یکتا، حمیت میں مرد

عجم کے خیالات میں کھو گیا

یہ سالک مقامات میں کھو گیا (علامہ اقبالؒ)

قبلہ چوہدری صاحب نے عمران صاحب سے کہا، عزیز برخوردار! آپ باقاعدگی سے ذکر اللہ، قرآن مجید، دُرود شریف و نماز و غیرہ کی پابندی کرتے رہیں اور صراطِ مستقیم پر گامزن رہیں۔ ایسے مقامات پر ٹھہریں نہیں اور آگے نکل جائیں اور منزل مقصود کی طرف بڑھتے رہیں۔ یہ مقام معنی خیز نہیں ہے کہ سالک نگاہ اُوپنی کرے اور بتیوں کی روشنی مذہم ہو جائے۔ جب آپ آگے بڑھیں گے تو یہ مقام خود بخود گزر جائے گا۔ راہِ حق میں ایسی باتیں کھلونوں کی طرح ہیں۔ اس کے بعد عمران صاحب نے دیکھا کہ وہ ذکر اللہ پر تو بڑی پختگی سے گامزن تھے، مگر چند ہفتوں کے بعد اگر اب وہ نگاہیں اُوپر بھی اٹھاتے تھے تو تمہوں کی روشنی کم نہ ہوتی تھی۔ یہ مقام اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے گزر گیا تھا۔

# ذکر اللہ سے اولیائے کرام کی تشریف آوری

## اور شیاطین کا فرار

عمران صاحب۔ ذکر الہی دراہِ حق پر گامزن رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو استقامت بخشی اور وہ آگے بڑھتے رہے۔ وہ دفتر و گھر کے کام کاج کے بعد اکثر قبلہ چوہدری صاحب کی خدمت میں حاضر رہتے اور مختلف پہلوؤں پر اُن سے رہنمائی حاصل کرتے رہتے۔ ایک دن انہوں نے اپنی رہائش بدل لی اور گورا قبرستان کے ملحقہ آبادی میں ایک کوٹھی کرایہ پر لے لی اور وہاں منتقل ہو گئے۔ کراچی اُن دنوں یعنی ۲۸-۱۹۴۷ء میں ایک چھوٹا سا شہر تھا اور یہ مکان کافی کھلی جگہ میں اکیلے ہی تھا اور ابھی آس پاس دوسرے مکانات تعمیر نہ ہوئے تھے۔ ابھی فی الحال وہ اس گھر میں اکیلے ہی آئے تھے۔ یہ ان کی پہلی رات اس گھر میں تھی۔ انہوں نے نماز کے بعد با وضو ہو کر دروازے کھڑکیاں بند کر دیں۔ کھڑکیوں کے آگے سے پردے بٹا دیئے۔ موسمِ قدر سے ٹھنڈا تھا اور چاندنی رات تھی جو بہنی انہوں نے بستر پر ذکر الہی پر زور دیا تو گھر کے باہر سے بہت ہی عجیب ڈراؤنی چیخیں سنائی دینے لگیں۔ کبھی چیخیں بلند ہو جاتیں اور کبھی کم، اور ساتھ ساتھ کچھ بچے اور کچھ بڑے عجیب سے لوگ گھر کے ارد گرد گھومتے نظر آنے لگے۔ جب وہ منہ کھولتے اور چیخیں مارتے تو اُن کے منہ سے آگ کے شعلے نکلتے دکھائی دیتے۔ کبھی یہ لوگ ناچتے، کبھی فضا میں بلند ہو جاتے۔ پھر زمین پر آ جاتے اور شور مچاتے و چنگھاڑیں نکالتے۔ عمران صاحب بہت خوف زدہ ہو گئے، گھر میں اکیلے ہی تو تھے۔

مگر انہوں نے ذکر اللہ کو ترک نہ کیا، بلکہ ذکر مزید توجہ و شدت سے کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ان شیاطین و جنات کے رونے کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں۔ جیسے کوئی ان کو ڈنڈے سے پیٹ رہا ہے۔ انہوں نے کھڑکی کے شیشوں سے دیکھا کہ ایک بہت ہی مُعمر بزرگ سفید کپڑوں میں ملبوس، سر پر عمامہ باندھے ہوئے، ہاتھ میں عصا لئے ان شیاطین کو ڈنڈے مار رہے ہیں۔ بزرگ باباجیؒ نے گھر کے دو تین چکر لگائے اور جنات کی پٹائی کی اور چند ہی لمحوں کے بعد یہ لوگ چیخیں مارتے اور روتے ہوئے بھاگ گئے۔ عمران صاحب نے ان کو بھاگتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے سنا کہ یہ ہماری جگہ تھی عمران یہاں کیوں آیا۔

بزرگ باباجیؒ نے گھر کے ارد گرد اور چکر لگائے۔ باہر چاند کی بہت روشنی تھی۔ عمران صاحب نے مُعمر بزرگ کو، اپنے محسن باباجیؒ کو بہت اچھی طرح دیکھا۔ اُن کی عمر کوئی اسی برس کے قریب لگتی تھی، مگر اُن کی شخصیت بہت نومند اور رعب دار تھی اور بہت طاقت ور اور مضبوط دکھائی دے رہے تھے۔ اتنی دیر میں باباجیؒ نے زور سے اِلَّا اللّٰہُ کہا اور کمرے کے اندر بلا روک ٹوک عصا سمیت تشریف لے آئے۔ انہوں نے سلام کہا۔ عمران صاحب نے بہت ہی مؤدب انداز میں کھڑے ہو کر وعلیکم السلام عرض کیا۔ بزرگ باباجیؒ نے عصا پر دونوں ہاتھ رکھ کر ذرا توقف فرمایا۔ عمران صاحب نے اُن کو بیٹھنے کے لئے کہا، مگر انہوں نے فرمایا: عمران بیٹا! تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں؟ نہیں باباجیؒ عمران صاحب نے کہا۔ انہوں نے تبسم اور بہت

شفقت سے کہا۔ "میں بابا فرید گنج شکر ہوں۔" ہم اپنے تمام بچوں و جوان  
 سالکین کو دیکھتے رہتے ہیں اور جب بھی ان پر کوئی آفت و بلا حملہ  
 کرتی ہے یا شیاطین و جنات تنگ کرتے ہیں، تو ہم اپنے بچوں کی  
 اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حفاظت کرتے ہیں۔ مشکل آتی ہے تو  
 ان کی رہنمائی کرتے ہیں۔ رکاوٹ آتی ہے تو وہاں سے ان کو نکال دیتے  
 ہیں۔ کوئی الجھن یا پیچیدگی درپیش ہو تو عقدہ کشائی کر دیتے ہیں۔ مشورہ  
 اور مسائل کا حل قرآن مجید و سنت مبارک نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام)  
 کی روشنی میں آسان و سہل بنا دیتے ہیں۔ غرضیکہ ہم اپنے ننھے بچوں کی  
 دیکھ بھال کرتے رہتے ہیں۔ کبھی حضرت علی ہجویریؒ یا صاحب یا شیخ  
 عبدالقادر جیلانیؒ غوث الاعظمؒ یا کوئی ولی اللہ بزرگ کسی جگہ پہنچ جاتے  
 ہیں اور مشکل میں پھنسے ہوئے سالکین کو وہاں سے نکال دیتے ہیں اور اگر  
 کبھی مسلمان درویش کفار و منافقین کی غیاریوں میں گرفتار ہے یا  
 جادوگروں و شیاطین جنات کے زرخے میں آگیا ہے اور اسی طرح  
 کے کسی مصائب و آلام میں جکڑا گیا ہے، تو کبھی امام ابوحنیفہؒ و حضرت  
 غوث الاعظمؒ و خواجہ غریب نوازؒ اس کی مدد و عقدہ کشائی فرما دیتے  
 ہیں۔ تمام اولیائے کرامؒ اور بلکہ کئی بار خود ذات مبارک سرکارِ دوعالم  
 رحمت للعالمین (علیہ الصلوٰۃ و السلام) اکیلے تشریف لے آتے ہیں اور  
 خوش نصیب امتی کی ہر مشکل آسان و رہنمائی اور فتح و نصرت فرما  
 فرما دیتے ہیں اور ہر بلا، و بار، تنگ دستی و قحط، مرض اور الم و غیرہ  
 سے نجات عطا فرما دیتے ہیں اور کبھی آپ حضور کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام)  
 کے ہمراہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ و السلام و اصحاب اکرام رضوان اللہ تعالیٰ



علیہم اجمعین اور بزرگان دین رحمۃ اللہ علیہم بھی ہوتے ہیں لا آئین نہ ہے نصیب

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

ہم پکاریں یا نبی یا نبیؑ آپ کہیں امتی امتی

امتی تیری قسمت پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

حضرت بابا فرید گنج شکرؒ نے فرمایا: عمران بیٹے! گھبرانا نہیں۔ ذکر اللہ

دُرود شریف، حلال، روزی اور قرآن شریف و سنت مبارک نبی کریمؐ

(علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر کار بند رہنا اللہ تعالیٰ سے اب جنات و شیاطین

وغیرہ تنگ نہیں کریں گے۔ سب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے

بھاگ گئے ہیں۔ اس راستے پر سختی سے گامزن رہنا، یہ راستہ سیدھا

نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی بارگاہ و دربار رسالت میں لے جاتا ہے۔

حضور نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذات مبارک ہی مقصود کائنات

ہے۔ پھر اسب کا یہی سیدھا راستہ ہے اور صراطِ مستقیم کو یہی بقا

ہے۔ ہم سب آپ کو دیکھتے رہتے ہیں اور سالکین و مسلمانوں کی

نگہداشت و امداد کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کبریاء

(علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے طفیل آپ کا اور ہم سب کا حافظ و ناصر ہو آئین

عمران صاحب نے کہا۔ بابا فرید صاحب شکر گنجؒ نے عمران صاحب

کی پشت پر تھپکی دی۔ السلام علیکم کہا، کمرے سے باہر نکل گئے اور

فضا میں روپوش ہو گئے۔ عمران صاحب پر رقت طاری تھی اور

انہوں نے بمشکل و علیکم سلام کہا اور ذکر اللہ میں مشغول ہو گئے۔

دوسرے روز یہ تمام واقعہ قبلہ چوہدری صاحبؒ کی خدمت

لے معلوم ہوا ہے کہ آج کل عمران صاحب صادق آباد میں مقیم ہیں۔

میں حرف بحرف سنا یا۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ بہت خوش ہوئے اور عمران صاحب کو گلے لگالیا اور پیار کیا۔ اور فرمایا کہ بزرگان دین ہمارے باپ دادا ہیں اور اپنے بچوں کا ضرور خیال رکھتے ہیں۔

## ۱۔ بنگال میں جادو گروں سے ٹکراؤ

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے۔ ابھی جوانی کا عالم ہی تھا۔ عمر تقریباً پچیس برس کی ہوگی۔ طبیعت میں ذکر الہی سے بہت سرور و مستی غالب رہتی تھی۔ گھر سے تین چار روز غائب رہنا، جہاں شام پڑ گئی، وہی رات بسر ہو جاتی اور قدرت کی طرف سے کھانے پینے اور سونے کا بندوبست خود بخود ہو جاتا تھا۔ آپ قبلہ بتاتے تھے کہ میں نے والدہ محترمہ سے اجازت لے رکھی تھی کہ جب میرا دل کرے گا میں بڑے بھائی صاحبؒ کے ہاں دہلی چلا جاؤں گا۔ اگر ان کے پاس نہ گیا تو سٹیل مل۔ ٹاٹا نگر بنگال چلا جاؤں گا۔ کیونکہ ان دنوں وہاں سٹیل مل میں اجڑام و ہوشیار پور کے تین چار آدمی پہلے ہی سے کام کرتے تھے اور والدہ محترمہ کو ان کا پہلے ہی سے علم تھا۔ آپ قبلہ ایسے ہی ایک دن دہلی چلے گئے اور محترم بڑے بھائی چوہدری غلام احمد خان صاحبؒ جو کہ محکمہ ڈاک خانہ جات میں ملازم تھے ان کے ہاں چند دن قیام کرنے کے بعد بنگال چلے گئے اور وہاں اپنے گاؤں اور شہر والے احباب کے ساتھ رہنا سہنا شروع کر دیا۔ چند دنوں کے بعد قبلہ چوہدری صاحبؒ کو بھی سٹیل مل میں ملازمت مل گئی۔

آپ قبلہ صبح دوستوں کے ساتھ کام پر چلے جاتے اور شام کو گھر لوٹتے  
 اور بڑی محنت سے کام کرتے تھے۔ مل اور گھر کے درمیان چھوٹی چھوٹی  
 بستیاں تھیں اور محلے تھے اور ان کو ان محلوں و گلیوں سے گزرنا پڑتا  
 تھا۔ چند دنوں کے بعد انہوں نے دیکھا کہ جس گلی میں سے یہ لوگ  
 گزرتے تھے وہاں بوڑھے مرد و عورتیں (بنگالی) عام طور پر گھروں کے  
 باہر بیٹھے رہتے تھے اور تمباکو نوشی گپیں لگاتے رہتے اور بعض  
 الٹے سیدھے ناموں کی مالائیں بچتے رہتے تھے۔ عورتیں بھی باہر نکل  
 کر باہر بیٹھ جاتی تھیں۔ وہ موسیقی کے ساتھ گانے کی مشق کرتیں اور  
 کبھی کبھی رقص بھی کرتیں تھیں۔ اسی گلی میں ایک بوڑھا ہندو اپنی  
 نوجوان لڑکیوں کے ساتھ مل کر سب الٹی سیدھی مالائیں بچتے رہتے  
 تھے اور کبھی ساز کے ساتھ گانا گاتے تھے حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ  
 میں ذکر الہی میں مشغول رہتا تھا اور نظر بر قدم ہی رکھتا تھا تاکہ کسی  
 کے شر کا کوئی اثر نہ ہو۔ جوانی کے عالم میں آپ قبلہ کی صحت بہت  
 ہی اچھی تھی۔ سینہ بہت کشادہ۔ قد درمیانہ۔ ہاتھ زمینداروں جیسے  
 بہت مضبوط۔ رنگ صاف ستھرا اور آنکھیں بہت ہی پرکشش  
 جھوری و سبزی مائل تھیں۔ ایک دن ان نوجوان عورتوں نے ان کا راستہ  
 روکا اور گانا گایا کہ اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔ مگر آپ ذکر الہی میں مشغول  
 رہتے ہوئے آگے چلے گئے اور رُکے نہیں۔ یہ منظر ان کا باپ بھی چوتھے  
 سے دروازے کی دہلیز پر بیٹھا دیکھ رہا تھا۔ اُسے حضرت قبلہ کی  
 بے توجہگی پر بہت دکھ ہوا اور اُس نے قبلہ کو نقصان پہنچانے اور  
 بدلہ لینے کا ارادہ کر لیا۔

دوسرے روز جب قبلہ سٹیل بل سے واپس آرہے تھے۔ اُس  
 بوڑھے ہندو نے زور زور سے عجیب عجیب الفاظ مالا پر کہنے  
 شروع کر دیئے اور اُس کی جوان بیٹیاں بھی پاس کھڑی اپنے باپ  
 کے جادو کا اثر دیکھ رہی تھیں۔ حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ میں اپنے  
 جسم کو بھاری محسوس کرنے لگا۔ حتیٰ کہ پاؤں اٹھانا بھی مشکل ہو  
 گئے۔ میں سمجھ گیا کہ بوڑھا مجھ پر جادو کے وار کر رہا ہے۔ پھر قدم  
 رُک گئے اور کوشش کے باوجود بھی حرکت نہیں ہو رہی تھی، مگر  
 دل و دماغ صحیح و سالم تھے۔ میں نے فوراً درود شریف پڑھا  
 اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی طرف رجوع کیا۔ بعد میں ذکر اللہ  
 خود بخود تیز سے تیز تر ہونا شروع ہو گیا اور میں نے محسوس کیا کہ  
 میرا جکڑا ہوا جسم اب آزاد ہو چکا ہے۔ میں نے بھی سانس کھینچ کر  
 ذکر اللہ کی ایک ضرب جادو گر پر لگائی اور دوسرے ہی لمحہ وہ  
 جادو گر اپنے چبوترے سے دھڑام نیچے گلی میں آن گیا۔ وہ زخمی ہو  
 گیا۔ اُس نے پھر میرے پاؤں پکڑ لیے اور زار و قطار روتے لگا  
 اور کہتا تھا کہ چوبدھی ہمارا ج مجھے اپنے اللہ کے واسطے معاف کر  
 کر دیں۔ میرا جسم آگ میں جل رہا ہے ہمارا ج مجھ پر ترس کھائیے۔  
 مجھ پر شانتی کیجیے۔ مجھے اُس کی اس حالت پر دل میں رحم آیا اور  
 اُسے کہا کہ آئندہ جادو کسی پر نہ کرنا اور پھر اُسے معاف کر دیا۔  
 اتنے میں کافی لوگ وہاں اکٹھے ہو گئے تھے اور میرے دوست  
 بھی وہاں آچکے تھے۔ پھر ہم وہاں سے چل دیئے۔

دوسرے روز سے میرے دوست مجھے سٹیل بل کو اپنے ساتھ

لے کر جاتے اور واپس آتے۔ ہم نے اپنا راستہ بھی اب بدل لیا تھا۔  
 پہلے ایک دو دوستوں کا گھر آتا تھا اور بعد میں ہمارا پندرہ بیس  
 دن کے بعد پھر ایک بوڑھا جاڈو گرجو کہ دوسرے محلے کا رہنے  
 والا تھا۔ ہمارے ایک دوست کے ساتھ کسی بات پر الجھ پڑا  
 اور اسے دھمکی بھی دی کہ میں آج رات تمہیں جاڈو کے ذریعہ  
 سے ختم کر دوں گا۔ وہ جاڈو گرا اپنے جاڈو میں بہت ہی ظالم  
 اور ناگ مانا جاتا تھا۔ اتنی دیر میں ہم بھی وہاں آگئے اور جاڈو گر  
 سے اپنے دوست کی بات رفع دفع کروانے کی کوشش کی، مگر وہ  
 جاڈو گر پھر بھی ہمارے دوست کو مجسم کرنے کی اور ختم کرنے کی  
 دھمکی دیئے جا رہا تھا۔ ہم وہاں سے چل دیئے اور اپنے گھر آگئے۔  
 رات کو میں نے اپنے دوست سے کہا کہ ہمارا نماز اور  
 قرآن شریف پڑھتے ہیں۔ ہم نے ایسا ہی کیا۔ نماز سے فارغ  
 ہونے کے بعد میں نے گھر کا دروازہ اور کھڑکیاں بھی کھول دیں  
 تاکہ دیکھیں کہ جاڈو گرا اپنا کتنا زور لگاتا ہے۔ ہم دونوں مصلے پر  
 بیٹھ گئے۔ مکان کا درود شریف، آیتہ الکرسی، چاروں قل شریف  
 اور پھر درود شریف پڑھ کر حصار کر لیا۔ پھر درود شریف پڑھنے  
 میں مشغول ہو گئے اور خیال میں ہم نے اپنے تئیں مدینہ منورہ  
 میں مسجد نبوی (علیہ الصلوٰہ وسلم) میں بیٹھے ہوئے تصور کیا  
 اور خیال میں ہم روضہ مبارک حضور نبی کریم (علیہ الصلوٰہ وسلم)  
 کے سامنے درود شریف پڑھتے رہے۔ میرا دوست تو تقریباً ایک  
 گھنٹہ بعد مصلیٰ پر ہی بیٹھے بیٹھے سو گیا۔ میں درود شریف اور ذکر الہی

میں مشغول رہا۔

رات کے تقریباً گیارہ بجے ہونگے کہ ہمارے مکان کے باہر اور اردگرد شااں شااں کی ڈراؤنی آوازیں اور بھیانک آگ کے شعلے دکھائی دینے لگے، مگر میں اپنے ذکرِ الہی میں مشغول رہا اور یہ سب کچھ دیکھتا رہا۔ بھیانک شعلے مکان کے اندر گھسنے کی کوشش کرتے، مگر وہ اندر نہ آسکے۔ یہ کچھ دیر تک جاری رہا، بالآخر تنگ آن کر میں نے جادو گر کا تصور کر کے، ذکر اللہ پر زور دے کر ایک دو ضربیں لگائیں وہاں سے ایک "ہائے اور بہت بڑی چیخ" کی آواز ہمیں سنائی دی پھر فوراً بعد شااں شااں کی ڈراؤنی آوازیں اور بھیانک آگ کے شعلے بند ہو گئے۔ بعد میں میں نے دو نفل نماز شکرانہ ادا کیے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اُس نے ہمیں اپنے محبوبِ پاک (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کے صدقے میں جادو گر کے حملے اور جادو سے بچایا۔ صبح ہم اُٹھے۔

ہنا دھو کر نماز ادا کی اور پھر حسبِ معمول کارخانہ گئے۔ جب ہم جادو گر کے محلہ میں سے گزرے تو معلوم ہوا کہ رات کو اچانک جادو گر کے کپڑوں کو آگ لگ گئی اور اُسے کوئی نہ بچاسکا اور وہ آنا فنا آگ میں بھسم ہو گیا۔

ب۔ ذکرِ الہی سے ایک قدم کہاں اور دوسرا قدم کہاں

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ بنگال میں رہ کر میں ذکرِ الہی پر پھر زور دینے لگا۔ زیادہ اس لیے کہ ہم گنڈہ لٹنے کرنے والے لوگوں اور جادو گروں کے شر سے محفوظ رہیں۔ میرے ساتھ رہنے والے

درود شریف اور کلمہ طیبہ کا ورد کرتے رہتے۔ موسم گرما میں ایک دن  
 کا واقعہ ہے کہ نماز عصر کے بعد کافی دیر نہیں کھلی جگہ پر چپل قدمی  
 کر رہا تھا اور نظر بر قدم تھی، جیسے کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے  
 ذکرِ الہی بڑے زور و شدت سے رواں دواں تھا۔ میں نے کیا  
 دیکھا؟ کہ میں نے ایک قدم ایک جگہ سے اٹھایا اور میں ہوا میں  
 مُعلق ہو گیا اور دوسرا قدم ہوا میں ہی اٹھایا اور پھر اس قدم کو  
 زمین پر جبر سے رکھا۔ میں نے دیکھا کہ میں بہت دور ایک اُنجانے  
 علاقے میں ہوں اور آس پاس کوئی دکھائی نہیں دیتا تھا، کچھ  
 معلوم نہ دیتا تھا کہ کتنا فاصلہ طے ہو گیا ہے اور میں کس علاقہ یا  
 ملک میں ہوں؟ دوبارہ میں نے پلٹ کر پھر ذکر اللہ پر زور دیا۔  
 اور ایک قدم اٹھایا اور میں ہوا میں مُعلق ہو گیا اور پھر دوسرا  
 قدم میں نے جبر کے ساتھ زمین پر رکھا تو میں نے دیکھا کہ میں کافی  
 پرواز کے بعد تقریباً اسی جگہ واپس لوٹ آیا ہوں، جہاں سے پہلے  
 پرواز شروع ہوئی تھی۔ گھر کو واپسی کے وقت میں تمام راستہ بھر  
 درود شریف پڑھتا آیا کہ ذکر اللہ کے زور سے دوبارہ پرواز نہ  
 شروع ہو جائے۔ ایسے واقعات بعد میں بھی کئی دفعہ ہوئے۔

بَلِّغِ الْعِلْمَ بِكَمَالِهِ  
كَشَفِ الدُّبْحَ بِجَمَالِهِ  
حَسُنَتْ جَمِيعُ خِصَالِهِ  
صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ

## شیخ سعدی سے شرفِ ملاقات

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ میں ہوشیار پور سے گاؤں جا رہا تھا۔ اور میرے ذہن میں شیخ سعدی کے کسی شعر کا ایک مصرع بار بار ابھرتا مگر دوسرا مصرع یاد نہ آیا۔ اچانک ایک گوشے سے ایک مُعْتَمِر شخص نمودار ہوا۔ اُن کے سر پر ٹوپی تھی اور ہاتھ میں عصا، انہوں نے میرے قریب آ کر مجھے السلام علیکم کہا۔ میں نے مصافحہ کیا اور وعلیکم السلام عرض کیا۔ انہوں نے بغیر میرے استفسار کے اُس شعر کا دوسرا مصرع مجھے سُنا دیا اور مُسکرا دیئے۔ میں بہت خوش ہوا کہ اجنبی بابا صاحب نے مصرع سُنا کر میری بے چینی دور کر دی ہے۔

دوسرے ہی لمحہ میرے دل نے کہا کہ یہ مُعْتَمِر شخص تو شیخ سعدی ہیں۔ میں نے جذبہ خوشی سے اُن کا ہاتھ ذرا دبایا اور کہا۔ سعدی بابا آپ اوہ مُسکرا دیئے اور اپنا ہاتھ چھڑا یا۔ پھر السلام علیکم کہا اور فوراً ہی غائب ہو گئے۔ شیخ سعدی کا شمار واصلین اولیاء کرام میں ہوتا ہے۔ اُن کے شعر پڑھنے کے ساتھ ہی مجھ پر سرور و مستی اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی محبت کا غلبہ ہو رہا تھا اور رقت طاری ہو رہی تھی۔ یہ سب کچھ آنا فانا ہوا۔



# عُرسِ بابا انور شاہ خان صاحب اور

## مولانا نواب دین صاحب سے ملاقات

### ۱۔ بابا انور صاحب کے مختصر حالات زندگی

قبلہ بابا انور شاہ صاحب، قبلہ چوہدری صاحب کے دادا شیخ تھے۔ وہ درحقیقت ریاست رامپور کے نواب (جانشین) تھے۔ پٹھان خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ جب ان کے والد محترم نواب تھے تو انہوں نے برطانوی فوج کی ملازمت اختیار کر لی تھی۔ میجر کے عہدے پر فائز ہونے کے بعد ان کی ملاقات قبلہ بابا خاکی شاہ صاحب سے ہوئی۔ جن کے اسباق اور درس و تدریس اور سادگی سے بابا انور شاہ صاحب اتنے متاثر ہوئے کہ ان کے حلقہ دارادت میں داخل ہو گئے۔ حکومت برطانیہ کی ملازمت چھوڑ دی۔ اذکار الہیہ اور درود شریف میں ہمیشہ مشغول رہتے تھے۔ محترم نواب (والد) صاحب کی وفات کے بعد ان کے چھوٹے بیٹے (بھائی) نے بڑی مشکل سے بابا خاکی شاہ صاحب کے ڈیرے کا پتہ لگایا، اپنے بھائی بابا انور شاہ صاحب سے ملاقات کی اور بتایا کہ والد صاحب فوت ہو چکے ہیں۔ آپ رامپور چلیں اور نوابی سنبھالیں، مگر آپ کی دنیا بدل چکی تھی۔ آپ نے چھوٹے بھائی صاحب سے کہا مجھے نوابی نہیں چاہیے۔ آج کے بعد میں اس کا حقدار نہیں بنوں گا۔ میری طرف سے تم رامپور کے نواب ہو۔ محترمہ والدہ صاحبہ سے میرا سلام کہنا اور میرے لیے استقامت و کامیابی کی دعا کرتے رہنا۔ تقریباً چھ ماہ بعد

ان کی والدہ محترمہ چھوٹے بیٹے کے ساتھ وہاں آئیں اور بابا انور شاہ صاحب سے مل کر انہیں رامپور جانے کو کہا۔ مگر انہوں نے والدہ صاحبہ سے یہی عرض کیا کہ مجھے نوابی کی کوئی خواہش نہیں ہے اور میں بخوشی چھوٹے بھائی کے حق میں دستبردار ہو چکا ہوں۔ والدہ صاحبہ کو مایوس دیکھ کر بابا خاکی شاہ صاحب نے بھی کہا: انور خان! تم رامپور جانا چاہتے ہو تو چلے جاؤ۔ میری طرف سے رہنمائی اور تعلیم و تربیت میں فرق نہ آئے گا۔ مگر بابا انور خان صاحب نے کہا کہ میں رامپور کی نوابی کب کی چھوڑ چکا ہوں اور اب آپ کی رہنمائی و صحبت میں نبی کریم سرکارِ دو عالم اور مقصود کائنات (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا وصل اور قرب حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ پھر انہوں نے اپنی والدہ محترمہ سے کہا۔ مجھے بخوشی اجازت دے دو کہ میں اس راہِ عظیم پر گامزن رہوں اور میرے لئے دعا گو رہنا کہ میں استقلال و استقامت سے صراطِ مستقیم پر چل کر سرورِ کائنات (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی رحمتوں اور وصل سے ہمکنار ہو سکوں۔ والدہ صاحبہ نے آمین کہا اور سر پر پیار دے کر واپس رامپور چلی گئیں۔ اس کے بعد آپ کے چھوٹے بھائی نواب کی گدی پر مسند افروز ہوئے۔ بابا انور خان کانی عرصہ قبلہ بابا خاکی شاہ صاحب کی صحبت میں رہے اور پھر نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ظاہری و باطنی شان میں وصل کی دولت عطا ہونے کے بعد ہوشیار پور آن کر مقیم ہو گئے۔ جہاں پر سائیں مراد علی شاہ صاحب (قبلہ چوہدری صاحب کے شیخ محترم) اور بابا حسین شاہ صاحب نے ان کے حلقہ ارادت میں داخل ہو کر روحانی تربیت حاصل کی اور باطنی فیوض و برکات سے بہرور ہوئے۔ انہیں یہاں دولت وصل اور امانت الہی عطا ہوئی۔ زندگی کے باقی ایام موضع نمونہ شریف میں بابا انور شاہ خان صاحب

نے گزارے۔ جو موضع ہوشیار پور میں واقع ہے اور ضلع جالندھر کی حد کے بالکل قریب ہے۔ قریباً سنہ ۱۹۱۹ء کے شروع میں ان کا وصال ہوا۔ وہیں دفن ہوئے بعد میں عقیدت مندوں نے اس جگہ مزار شریف تعمیر کروایا۔

## (ب) عُرس مبارک پر حاضری

ہر سال بابا انور شاہ خان صاحب کے عقیدت مند عرس مبارک مناتے تو سائیں مراد علی شاہ صاحب کو جن کا ڈیرہ قریب ہی تھا، فیوض و برکات کی خاطر وہاں لے جاتے۔ قیام پاکستان سے ایک سال قبل عرس مبارک کے موقع پر قبلہ سائیں صاحب اور قبلہ چوہدری صاحب دونوں گاؤں میں موجود تھے۔ لہذا دونوں نے ہی اس تقریب بابرکت میں شرکت فرمائی۔ قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ قبلہ سائیں صاحب لنگر خانہ سے ہٹ کر ایک الگ جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھے اپنے پاس بلا لیا اور ذکر الہی اور ایسا اور رموز کی باتیں بتاتے رہے۔ فرمانے لگے سالک اور درویش کو لنگر، قوالی، عروس اور دیگر رسومات کو درویش کی منزل اور مقصود نہ سمجھ لیتا چاہیے۔ سالک و درویش کی نگاہ و توجہ کامرکز ذات مبارک نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کو ہی ہونا چاہیے اور اس کو اسی ذات پاک (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کے قریب سے قریب تر ہونے کی کوشش کرنا چاہیے۔ یہی امتی اور سالک کی منزل مقصود ہے نہ کہ کشف و کرامت یا مریدوں و عقیدتمندوں کی تعداد اور لنگر و شہرت و چرچا وغیرہ۔

## (ج) مولانا ابوب دین صاحب سے ملاقات

مولانا ابوب دین صاحب کا امرتسر، جالندھر، ہوشیار پور بلکہ تمام پنجاب

میں چوٹی کے علماء میں شمار ہوتا تھا۔ آپ بہت اُوپنچے اور صاحبِ محبت عالم دین تھے۔ آپ درس و تدریس اور وعظ و خطاب میں نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی اتباع و محبت اور قرآن و سنت کی مطابقت پر بہت زور دیتے تھے۔ آپ سیاست و فرقہ بندی سے بہت اجتناب کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ علاقے کے تمام لوگ مسلمانوں کے علاوہ ہندو، سکھ اور عیسائی بھی آپ کو نگاہِ قدر سے دیکھتے تھے۔ مولانا صاحب وعظ و خطاب کے ساتھ ساتھ پیری و مریدی بھی کرتے تھے۔ اور وہ کسی سلسلہ طریقت میں باقاعدہ سند و خلافت یافتہ تھے۔ اُن دنوں مولانا صاحب بھی حسبِ معمول اپنے صدیا ڈیڑھ صد مریدوں، عقیدت مندوں کے ساتھ قبلہ بابا انور شاہ خان صاحب کے عرس مبارک کے موقع پر موضع موند شریف میں تشریف فرما تھے اور نگر و قوالی کے انتظامات کی دیکھ بھال کر رہے تھے۔

## (د) مقصودِ مومن

تھوڑی دیر کے بعد مولانا صاحب، قبلہ سائیں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا۔ قبلہ سائیں مراد علی شاہ صاحب اور پیں نے اُٹھ کر مولانا صاحب کے ساتھ مصافحہ کیا۔ وعلیکم السلام کہا۔ مولانا صاحب وہیں بیٹھ گئے اور میرے استفسارات اور قبلہ سائیں صاحب کی تشریحات و جوابات کو بڑے غور و دلچسپی سے سنتے رہے۔ میں نے قبلہ سائیں صاحب سے عرض کیا کہ واقعی کشف و کرامت، دم ڈھاگہ و تعویز مریدوں اور عقیدت مندوں کی تعداد، لوگوں کی حاجت روائی، شہرت و چرچا، عروس پر حاضری، اہتمام و تقسیم نگر اور بلکہ مرتبہ و مقام کی تمتا وغیرہ ایک قسم کی

نفسانی خواہشات ہیں؟ اور سالک اور مومن کی راہ منزل مقصود میں  
 حجابات و رکاوٹ ہیں؟ ... اور بقول علامہ اقبالؒ  
 ع یہ سالک مقامات میں کھو گیا

اور بسا اوقات یہ خواہشات مقصود مومن اور ذات مبارک نبی کریمؐ  
 (علیہ الصلوٰۃ و سلام) سے قُرب کے بجائے دُوری کا سبب بن جاتی ہیں  
 حق تو یہ ہے کہ راہِ حق میں مردِ حق اور سالکِ محبت و عشق میں مرتبہ و مقام  
 اور ان خواہشات کو ترک کر کے آگے بڑھتا جائے تاکہ وہ نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ و  
 سلام) تک رسائی حاصل کر کے قریب سے قوی تر ہونے کی فکر و کوشش میں  
 رہے۔ آمین ثم آمین

غوثِ قطب رہن اُسے اُریسے عاشقِ جاوَن اگیرے ہو  
 جس منزل توں عاشق پہنچن غوث نہ پاوَن پھیرے ہو  
 (حضرت سلطان باہو)

### (۱۱) آمانت، خلافت و نیابت

(قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ میں نے اپنے خیالات کا اظہار  
 جاری رکھتے ہوئے کہا) کہ مردِ حق کو مقصودِ کائنات، رحمت اللعالمین و  
 رُوفِ رحیم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کی ذاتِ پاک سے ظاہر و باطن میں دولت  
 وصل نصیب ہو اور امانتِ الہیہ کا مشاہدہ عطا ہو اور جب صفات ظلمی و  
 جہولی یعنی انسانی ظلمت و جہل و کثافت، بایمان و گدازِ جسم کی پشت کو  
 اُٹنیہ دار بناوے تو یہ دولت وصل و امانت، قلبِ مومن میں اُجاگر  
 اور متشکل ہو جائے اور خودی خاکِ آدم میں صورت پذیر ہو جائے۔

بھارا امانت چا نہ سکے زمیاں فلک بیچا پے  
 اُنس ظلوم جہول اٹھایا ہن کیوں عہدوں ہارے  
 ظالم جاہل بے تہ ہوندوں نہ پوندوں وچ کا سے  
 ایہ بے مدح مذمت تاہیں اس وچ ناز سائے  
 ظلم کماندیاں جنڈاں گلیاں کل گرداں وچ رلیاں  
 دار الجہولوں لاناں بلیاں تس وچ خودیاں چلیاں

(مولانا غلام رسول، احسن القصص عالم پور کولہ فیروز پوری)

ظلمی و جہولی ضد نور اند      ولیکن منظر عن طہور اند  
 چو پشت آئینہ باشد مکرر      نماید روی شخص از روی دیگر

(مفتاح العجاز فی شرح گلشن راز۔ بوستان اسرار حضرت سید محمد غیاث نور بخش گیلانی)

اندھیرے اجالے میں ہے تابناک      من و تو میں پیدا من و تو سے پاک (ظلم و جہول)  
 ازل سے ہے یہ کشاکش میں اسیر      ہوئی خاک آدم میں صورت پذیر (امانت الہی)  
 حقیقت پہ ہے جامہ حرف تنگ      حقیقت ہے آئینہ گفتار رنگ  
 فروزاں ہے سینے میں شمع نفس      مگر تاب گفتار کہتی ہے بس (علامہ اقبال)

اور جب نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) احکامات تبلیغ اور درس و تدریس  
 اور امور انتظامیہ و عدلیہ وغیرہ کے متعلق مردِ حق کو ارشاد فرمادیں، تو یہی اس  
 کے لئے خلافت و نیابت معنوی ہے۔ اور یہ مردِ حق کے لئے اولی الامر  
 ہونے کا سبب و پیش خیمہ ہے۔

س، اُولی الامر۔ اُولو الامر اور صاحب امر

محترم قبیلہ سائیں حبی اور قبیلہ چوہدری صاحب کی گفتگو سے مولانا صاحب

کو معلوم ہوا کہ دولت و صل سے مالا مال، امانت الہی کا حامل، خلافت و نیابت کا اہل، اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور رسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کی اطاعت میں بیکتا، عشق و عرفان میں فردا، گفتار و کردار میں برہان، صاحب تسلیم و رضا، مردِ حق کو اولی الامر، اول الامر، صاحب امر کا مرتبہ و مقام عطا ہوتا ہے۔ چاہے وہ مردِ حق درس و تدریس میں ہو۔ ذوالعِلم و ابلاغ میں ہو، کسی حکومتی منصب پر فائز ہو۔ یہ امتی پر نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کی نگاہِ شفقت و رحمت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و شانِ کریمی ہے۔ پھر ملک و ملت اس مردِ حق کی پیروی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے (حدیث قدسی شریف مفہوم و ترجمہ)  
 ”جب میرا بندہ میرے قریب ہو جاتا ہے تو پھر یہ حالت ہو جاتی ہے کہ میں اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں اُس کا کان بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے۔ اور میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں اُس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔“

علامہ اقبالؒ نے اس حدیث قدسی کو اپنے اشعار میں یوں بیان کیا ہے۔

از رموزِ جزو کل آگہ بود دو جہاں قائم بامر اللہ بود

ہاتھ ہے اللہ کا، بندہ مومن کا ہاتھ

غالب و کار آفرین، کارکش، کارساز

خاکی و نوری نہاد، بندہ مولا صفات

ہر دو جہاں سے غنی، اس کا دل بے نیاز

قبلہ چو بدری صاحب کی بے پاک گفتگو سن کر بولا نا نواب دین صاحب

پر رقت طاری تھی۔ ایسی کھلی و صاف باتیں انہوں نے پہلے نہ سنی تھیں انہوں نے بڑے مؤذبانہ انداز میں قبلہ سائیں صاحب سے استفسار کیا۔ کہ کیا یہ سب کچھ، یعنی میدانِ عرفان میں ایسے ہی ہوتا ہے، کیونکہ مولانا صاحب کو قبلہ سائیں صاحب سے بہت عقیدت تھی۔ اور وہ ان کی زبان سے تصدیق چاہتے تھے۔ قبلہ سائیں صاحب نے کہا: مولانا نواب دین! غلام حیدر (قبلہ) نے بالکل ٹھیک باتیں کی ہیں اور یہ تمام حقیقت پر مبنی ہیں اور عرفان و مشاہدہ کی باتیں ہیں۔

مولانا صاحب نے عرض کیا کہ قبلہ! میں تو بغیر تکمیل اور خلافت معنوی کے لوگوں کو مرید کرتا رہا اور جو کچھ مجھے آتا تھا انہیں علم و عرفان کی تعلیم دیتا رہا۔ یعنی بالکل ادھوری تعلیم، مولانا صاحب نے کہا کہ میں نے تو شیخ و مرشد صاحب سے سندِ خلافت لینے کے بعد ہی لوگوں کو مرید کرنا شروع کر دیا تھا حالانکہ حق بات یہی ہے کہ خلافت معنوی تو درویش و سالک کو نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی جانب سے عطا ہوتی ہے۔

قبلہ سائیں صاحب نے فرمایا، مولانا صاحب! آپ نے حق سمجھا ہے۔ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) جیسے حکم و ارشاد ہو اس کی اطاعت لازم ہے اور ان احکامات و ارشادات کی تکمیل و تمیل سے ہی برکت، اعانت، فتح و نصرت اور رحمت شامل حال ہوتی ہے اور مردِ حق کو نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے اس کا تعلق و قرب ہی، جادو گروں، سفلی عاملین، شیاطین و جنات کے مقابلے میں امتیازی شان عطا کرتا ہے اور ان پر حاوی و غالب رکھتا ہے۔ ورنہ بعض اوقات، جادو گروں و سفلی عاملین اپنی تماشاگری و کسبی کمالات میں مسلمان عاملین کے کشف و کسبی کمالات کے ہم پلہ ہو جاتے ہیں، مگر



مردِ مؤمن کی سرورِ کائنات رحمت اللعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے پختہ نسبت و قرب ہی اُس کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اُن پر غلبہ عطا کرتا ہے۔

## ص۔ مریدین کو رخصت

مولانا صاحب نے ایک لمبی سانس بھری اور افسردہ لہجہ میں اپنے آپ سے کہا کہ میں نے زندگی کا بیشتر حصہ چلہ کشتی اور وصال میں صرف کر دیا۔ اور کچھ حصہ پیری و مریدی میں بغیر خلافت معنوی حاصل کیے گزار دیا۔ اب قبلہ سائیں جی! میں نبی کریمؐ رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ ہی پختہ تعلق جوڑنا چاہتا ہوں۔ حضورؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذاتِ مبارک کو ہی منزلِ مقصود بنانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ میری اپنی درویشی میں تکمیل نہیں ہوئی ہے اور تعلیم بھی اُدھوری ہے۔ مولانا صاحب اپنی جگہ سے اٹھے اور عرس میں حاضر تمام مریدین کو بلا لائے اور سب کے سامنے بلند آواز سے کہا:

مجھے بابا انور شاہ خان صاحب کے اس عرس مبارک کے موقع پر یہاں قبلہ مراد علی شاہ صاحب اور قبلہ چوہدری غلام حیدر خان صاحب سے طریقت و معرفت کے اعلیٰ موضوع پر گفتگو کرنے کا موقع ملا اور ان بزرگوں سے میں نے اس تعلیم میں بہت زیادہ استفادہ کیا ہے اور بفضلِ تعالیٰ مجھے آج درویشی کی حقیقت اور خلافت و نیابت معنوی کا علم ہوا ہے کہ مردِ مؤمن کی منزلِ مقصود ذاتِ مبارک رحمت اللعالمین نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہیں اور امتی کو آپ

حضور (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کی اطاعت و اتباع میں ہی سرگرم عمل  
 رہنا چاہیے۔ دل و دماغ اور ذکر و فکر میں آپ کی ذات مبارک سے  
 ہی منسلک رہنا چاہیے اور آپ سے ہی نچتہ تعلق جوڑنا ہے اور  
 اسے اُجاگر سے اُجاگر تر کرتے رہنا چاہیے۔ مولانا صاحب پر رقت  
 طاری تھی اور وہ اپنے عقیدت مندوں اور مُریدوں سے کہہ رہے  
 تھے۔ دوستو عزیزو! جیسے کہ میں نے عرض کیا ہے کہ طریقت و  
 معرفت میں میری تعلیم ابھی اُدھوری ہے۔ میں خلافت معنوی کا  
 حامل نہ تھا۔ جب کہ میں نے آپ لوگوں کو بیعت کرنا شروع کر دیا  
 آپ مجھے فی سبیل اللہ معاف فرمادیں کہ میں نے آپ لوگوں کا بہت  
 سا وقت ضائع کیا اور اپنے ساتھ بحیثیت مُرید منسلک رکھا۔  
 آج آپ کو میری طرف سے پوری اجازت و رخصت ہے کہ آپ  
 کسی مردِ حق درویشِ کامل کی تلاش کریں۔ اور اُس سے بیعت  
 کریں اور تعلیم و تربیت حاصل کریں۔ میرے لئے بھی آپ  
 دعا کریں کہ میں بھی کسی درویشِ کامل سے منسلک ہو جاؤں  
 اور مقصودِ کائنات نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کے بارگاہِ علی  
 تک پہنچ جاؤں اور میں آپ کے لئے دعا گو رہوں گا۔ ہاں جو  
 دوست و احباب یہاں موجود نہیں ہیں، اُن سے جب بھی جس  
 کی ملاقات ہو اُن کو میرا یہی پیغام پہنچادیں کہ انہیں میری طرف  
 سے بخوشی اجازت و رخصت ہے کہ وہ کسی درویشِ کامل کو تلاش  
 کریں اور اُس سے طریقت و معرفت کے اسباق لیں۔ میں اس  
 قابل نہ تھا اور اُن سے بھی میری جانب سے معافی مانگ لیں۔

میں آپ سب کا بہت ممنون و شکر گزار ہوں گا کہ آپ نے میری باتیں سنیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہے۔ السلام علیکم!  
 عقیدت مند اور مرید بھی زور ہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ نہیں  
 قبلہ! ہم آپ کے ساتھ ہی رہیں گے، ہمیں آپ نے بہت شفقت  
 اور محبت دی ہے اور ہم نے آپ سے بہت کچھ سیکھا ہے، مگر  
 مولانا صاحب نے کہا نہیں میرے عزیزو! مزید وقت ضائع نہ  
 کریں۔ آپ کسی درویش کا بل کی طرف رجوع کریں اور میں بھی  
 انشاء اللہ تعالیٰ یہی کوشش کروں گا۔ اچھا اللہ حافظ تمام عقیدتمندوں  
 اور مریدوں نے بادلِ نخواستہ و علیکم السلام کہا اور اپنی جگہوں  
 سے اٹھے اور گھروں کو لوٹ گئے۔

### ط۔ مولانا صاحب کی راہِ حق کے لئے خواہش

مولانا صاحب نے پھر قبلہ سائیں صاحب سے رجوع کیا اور عرض کیا  
 قبلہ آپ مجھ پر رحم فرمائیں اور فی سبیل اللہ مجھے مالکِ حقیقی کا راستہ بتائیں۔  
 اور میری راہنمائی فرمائیں، تاکہ میں بھی اُس کے فضل و کرم سے بارگاہِ عظمیٰ  
 بارگاہِ رسالت مآب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تک پہنچ جاؤں۔ اب مجھے دنیا  
 اور پیری مریدی سے کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ اب میں محبوب ربِّ العالمین  
 رحمت اللعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے نختہ تعلق جوڑنا چاہتا ہوں۔ قبلہ!  
 آپ میری تربیت فرمائیں اور صحیح راستے پر گامزن کر دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا  
 دونوں جہانوں میں بھلا کرے۔

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ قبلہ سائیں صاحب نے ان سے کہا

مولانا صاحب! یہاں پیری مریدی جیسا کوئی مکتب نہیں ہے ہم دوستی اور محبت کے ماحول و دائرے میں رہتے ہوئے بغیر کسی تکلف کے فی سبیل اللہ مخلص و پچھے ہمتلاشی و طلبکار کو راہِ حق بتا دیتے ہیں اور ہمیں کوئی خواہش نہیں ہے کہ ہمارے عقیدت مندوں میں اصناف ہو بلکہ ہمیں پیری مریدی سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

## ع. مولانا صاحب کی قبلہ سائیں صاحب سے ارا و تمندی

بالآخر مولانا صاحب کے اصرار و خواہش پر قبلہ سائیں صاحب نے انہیں ذکرِ سُلْطَانَا النَّصِيْرُ یعنی ذکرِ اِلَّا اللّٰه بتا دیا اور اُسے سائیں کے ساتھ کرنے کا طریقہ بھی سمجھا دیا۔ مولانا صاحب کو راہِ حق کا پتہ بتا دیا اور مقصودِ کائنات اور اس کے گھر کی نشاندہی کر دی اور مولانا صاحب سے کہا۔ اب ہمت کریں۔ اپنے اندر غواض و غوطہ زن ہو کر اور دوستِ حقیقی کا مقامِ خودی میں مشاہدہ کریں اور اس کی پہچان و عرفان اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاصل کریں۔ پھر حجابات اٹھنے پر انشاء اللہ تعالیٰ مقامِ خودی و اسرارِ نہانی کھلیں گے۔ یہ میدانِ سچائی، خلوص، عشق و محبت اور اطاعت کا ہے۔ اُمتی و سالک جس قدر پختگی کے ساتھ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) سے محبت و اطاعت کا رشتہ قائم رکھے گا مراحلِ منزل اُسی قدر آسانی کے ساتھ طے ہوں گے اور ایک دن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مردِ حق پر سترِ الہی و سترِ کائنات عیاں ہو جائے گا۔ ان مراحل کو طے اپنی نفی سے کریں اور نگاہِ وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدٌ اُثْرٌ پر رکھیں جو باقی ہے۔

۵ الف اللہ چینی دی بوٹی میرے من و چ مرشد لانی ہو  
 نفی اثبات واپانی ملیں ہر رنگیں ہر حسابی ہو  
 اِلَّا اللّٰہ گھر میرے آیا جس آن لہا یا پالا ہو  
 اسال بھر پیالا خضروں پیار حضرت باہو آبجیاتی والا ہو حضرت سلطان ہو  
 ۵ نفی ہستی کرشمہ ہے دل آگاہ کا  
 لاکے دریا میں موتی ہے نہاں اِلَّا اللّٰہ کا  
 یہ موج نفس کیا ہے؟ تلوار ہے  
 خودی کیا ہے؟ تلوار کی دھار ہے  
 عشق را از شغل "لا" آگاہ کن  
 آشنائے رمز "اِلَّا اللّٰہ" کن (علامہ اقبال)  
 راگ نفی اثبات نوں گا و نائیں کر کے کزنگ قلبوت و اسازمیاں  
 ذکر شغل تے فکرے و چ رہنا ہو ہو و انت آواز میاں  
 (بابا وارث شاہ)

### ۶. خلافت معنوی

قبلہ سائیں صاحب نے فرمایا مولانا صاحب! میں نے فی سبیل اللہ  
 دوست حقیقی کا راستہ آپ کو بتا دیا ہے۔ آپ اپنا تعلق ارادت اپنے موجودہ  
 شیخ صاحب سے رکھیں یا مجھ سے جیسے آپ کا دل چاہے، ویسے آپ کو  
 اب مجھ سے ملنے کی بھی چنداں ضرورت نہیں پڑے گی۔ ہاں اگر کسی  
 وقت کسی قسم کی کوئی عقدہ کشائی چاہیں تو بلا جھجک تشریف لے آویں۔  
 مجھے خوشی ہوگی کہ میں ایک اچھے عالم دین کی راہنمائی کے قابل ہوں۔ البتہ  
 میں آپ سے ایک گزارش کروں گا کہ لوگوں کو علم باطنی کی اس وقت تعلیم دیا

یا اُن کو اپنا مرید اُس وقت بنائیں جب آپ سمجھیں کہ ظاہر و باطن میں آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دولت و صل نصیب ہو گئی ہے یا پھر تعلیم و تربیت اور درس و تدریس وغیرہ کے متعلق جیسے بھی حضورِ کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) حکم و ارشاد فرمادیں ویسے ہی عمل کر لیں، یہی خلافتِ معنوی ہوگی۔

مغرب کا وقت ہو چکا تھا۔ بابا انور شاہ خان صاحب کا عرس بھی مولانا صاحب کی دعا و قبلہ سائیں صاحبہ و قبلہ چوہدری صاحبہ اور تمام حاضرین کی دعاؤں کے ساتھ اختتام کو پہنچا۔ لوگ دعا و سلام کر کے جا رہے تھے۔ قبلہ سائیں صاحبہ اور قبلہ چوہدری صاحبہ نے مولانا صاحبہ کو معانقہ کے ساتھ الوداع کہی۔ مولانا صاحبہ کی آنکھوں میں اظہارِ تشکر کے آنسو تھے۔ قبلہ چوہدری صاحبہ نے قبلہ سائیں صاحبہ سے معانقہ کیا اور دعاؤں کے ساتھ رخصت ہوئے۔ یہ قبلہ چوہدری کی اپنے قبلہ شیخ صاحبہ سے اُن کی زندگی میں شاید آخری ملاقات تھی۔ پھر چند ہی ماہ بعد پاکستان بن گیا۔ دونوں حضرات یعنی قبلہ سائیں صاحبہ اپنے قافلے کے ساتھ ہجرت کر کے ماہ اگست ۱۹۴۷ء میں لاہور پہنچ گئے۔ اور قبلہ چوہدری صاحبہ دہلی سے اپنے قافلے کے ساتھ براستہ لاہور و حیدرآباد کراچی پہنچ گئے اور ایک دو سال وہاں قیام پذیر رہے۔

قبلہ چوہدری صاحبہ فرماتے تھے کہ پاکستان سے قبل مولانا نواب دین صاحبہ نے قبلہ سائیں صاحبہ سے دو تین مزید ملاقاتیں کیں۔ اپنے روحانی کوائف بتائے اور اسباق وغیرہ کو دہرایا اور پکا کیا۔ پاکستان بننے کے بعد سنا ہے کہ مولانا صاحبہ ضلع راولپنڈی

یا سرگودھا میں مقیم ہوئے اور تاحیات وہیں رہے۔ اُن کی وفات کا کوئی  
علم نہیں ہے۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ قبلہ مولانا صاحب نے مقام عرفان  
میں کیا مرتبہ پایا؟ مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ مولانا صاحب  
بڑے سچے، پُر غلوں، اوصاف حمیدہ کے حامل، جمیّد عالم دین،  
اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی محبت و اطاعت میں پختہ تھے۔

# ایک سالک کی پرواز میں معاونت

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ ایک دفعہ مجھے پرواز کے دوران ایک نوجوان سالک فضا میں معلق نظر آیا۔ میں اس کے قریب گیا اور پوچھا: نوجوان سالک! نہ تو آپ اوپر جا رہے ہیں نہ نیچے کو نہ دائیں نہ بائیں، نہ آگے نہ پیچھے۔ کیا ماجرا ہے؟ کیا آپ اپنی مرضی سے رُک گئے ہیں یا پھر کوئی اور بات ہے؟ نوجوان سالک نے بڑی گھبراہٹ و پریشانی میں جواب دیا: قبلہ! میں رات کو بیٹھے ذکر اللہ میں مشغول تھا کہ اچانک چسمانی پرواز شروع ہو گئی اور میں کمرے کی چھت سے بھی بلا تکلف باہر نکل آیا اور آسمان کی طرف فضا میں پرواز کرنے لگا۔ میں نے ذکر اللہ جاری رکھا اور اوپر اڑتا گیا۔ مگر اب یہاں پہنچ کر میں رُک گیا ہوں۔ ہر چند کہ میں ذکر اللہ پر زور دیتا ہوں۔ مگر میں کسی جانب بھی حرکت نہیں کر سکتا ہوں۔ میں تے تصویرِ شیخ بھی کیا ہے۔ مگر میں کسی طرف بھی نہیں چل سکتا ہوں۔

قبلہ چوہدری صاحب نے وضاحت کی کہ میں بھی ذکر الہی میں مشغول تھا اور میں نے نوجوان سالک پر توجہ کی اور اس کے حالات فوراً مجھ پر روشن ہو گئے۔

یہ نوجوان سالک کسی درویش کی صحبت میں بیٹھا کرتے تھے۔ درویش صاحب کو نہ تو نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے کسی کی تربیت کرنے کا



ارشاد مبارک ہوا تھا اور نہ ہی وہ خود کسی مستند درویش یا بزرگ کے اجازت یافتہ  
 خلیفہ تھے۔ یہ درویش صاحب اپنی مجلس میں اذکارِ الہی کے مختلف پہلوؤں پر  
 پر روشنی ڈالا کرتے تھے اور ان اذکار کے معجزے و خوبیاں جیسے کہ بزرگانِ دین  
 کی کتب میں رقم ہیں۔ اپنے عقیدت مندوں و مریدوں میں بیان کیا کرتے  
 تھے۔ وہ درویش صاحب خود عرفانِ الہی و اذکارِ الہی کے اعجاز و اوصاف  
 اور درویشی سے شناساں نہ تھے۔ اس نوجوان سالک نے اُن کے بتائے  
 ہوئے ذکر اللہ پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ نتیجتاً اُن کو پرواز شروع ہو گئی، لیکن  
 پھر وہ ایک مقام پر آ کر رک گئے۔ بالآخر میں نے نوجوان سے کہا کہ  
 درود شریف پڑھیں۔ پھر ذکر اللہ کریں۔ میں نے بھی درود شریف پڑھنا  
 شروع کر دیا اور نوجوان کا بازو پکڑ کر نیچے کی طرف لانا شروع کر دیا۔ ہم نے  
 چند ہی منٹوں میں زمین پر اس کے گھر کے قریب قدم رکھا۔ نوجوان سالک  
 اس معاونت پر میری طرف مشکورانہ انداز میں دیکھ رہا تھا۔ میں نے نوجوان سے  
 کہا کہ اب کسی نا اہل و ناتجربہ کار درویش کے بتانے سے کوئی بھی ذکر  
 نہ کرنا۔ کیونکہ اس نے خود راستے نہیں کیا ہوتا اور وہ دوسروں کی کیا  
 راہنمائی کر سکتا ہے۔ البتہ درود شریف کثرت سے پڑھا کریں۔ اللہ تعالیٰ  
 اپنا فضل و کرم فرمائے گا۔ اگر عرفانِ الہی کے میدان میں ترقی کرنا ہے۔  
 تو کسی مستند و اہل مقام درویش کی تلاش کریں اور اس سے درس اور  
 راہنمائی حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ میں نے نوجوان کو  
 سلام کیا۔ پھر ذکر اللہ اور پرواز کر کے چند ہی لمحوں میں واپس دہلی پہنچ گیا۔

# بڑے بھائی صاحب اور ان کے اہل خانہ

## کی شہادت۔ قیام پاکستان

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ مجھے قیام پاکستان کا علم ماہ اگست ۱۹۴۷ء سے ایک یا دو سال قبل روحانی ذرائع سے ہو چکا تھا اور یہ بھی اطلاع بل چکی تھی کہ قبلہ بڑے بھائی صاحب و بھیا وجہ صاحبہ اور ان کے بچے تمام دہلی میں شہید کر دیئے جائیں گے۔ جب کہ میں پاکستان ہجرت کر جاؤں گا۔ اور بالآخر میں اور میرے گھر والے صوبہ پنجاب میں آباد ہوں گے اور پاکستان میں نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) روحانیت کے کسی محکمہ کی ذمہ داری مجھے سونپیں گے۔

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ بڑے بھائی صاحب دربار رسالت (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کے پیش کار تھے۔ یعنی وہ مجالس میں نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کی خدمت میں مختلف امور کی مثالیں (فائلیں) پیش کیا کرتے تھے۔ جن پر نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) اپنے ارشادات و احکامات بتا دیا کرتے تھے۔ ان منصبی فرائض کی بدولت بڑے بھائی صاحب کو پاکستان کے بننے، فسادات، لوگوں کی ہجرت اور اپنی دگھر والوں کی شہادت کا پتہ چل چکا تھا۔

قبلہ چوہدری صاحب بتاتے تھے کہ ایک دن بڑے بھائی صاحب (چوہدری غلام احمد خان صاحب) مجھ سے کہنے لگے (یہ بات بھی کوئی قیام پاکستان

سے ایک یا دو سال پہلے کی تھی) غلام حیدر انشا اللہ تعالیٰ پاکستان بن جائے گا۔ میں نے کہا جی ہاں بھائی صاحب۔ انہوں نے پھر کہا۔ آپ لوگ تو ہجرت کر کے پاکستان چلے جائیں گے اور وہاں کے صوبہ پنجاب میں آباد ہو جائیں گے۔ میں نے پھر اثبات میں سر ہلایا۔ بھائی صاحب نے کہا۔ ہم لوگ ادھر رہ جائیں گے۔ بہت فسادات ہوں گے اور خون بہے گا۔ بہت سے مسلمان شہید ہو جائیں گے۔ یعنی مرد، عورت و بچے اور مجھے اطلاع مل چکی ہے کہ میں بھی (یعنی بڑے بھائی صاحب) بیوی بچوں سمیت یہیں دہلی میں شہید ہو جائیں گے۔ میں افسردہ سا تھا۔ کیونکہ یہ خون منظر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے مجھ پر بھی عیاں ہو چکے تھے۔ میں نے پھر کہا جی بھائی صاحب۔ انہوں نے پھر کہا (قبلہ) غلام حیدر! تم افسردہ نہ ہو جاؤ۔ مالک و خالق کی ایسے ہی منشا ہے۔ بہر حال مجھے خوشی ہے کہ مسلمانوں کا الگ ملک قیام پذیر ہو گا۔ اور تم لوگ وہاں بحیریت پہنچ جاؤ گے۔ وہاں پاکستان میں تمہیں علم و عرفان میں مزید ترقی نصیب ہوگی اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کا اور زیادہ قرب عطا ہوگا۔ اور وہاں سرور کائنات۔ ذات رحمت العالمین (علیہ الصلوٰۃ و سلام) تمہیں خاص ایک منصب و ذمہ داری عطا فرمائیں گے۔ بہر حال ہماری دُعا ہے کہ مسلمان اکٹھے ہو جائیں اور آپ سب کو دینی و دنیاوی ترقیاں نصیب ہوں۔ آمین ثم آمین !!

## اعلان قیام پاکستان اور فسادات کا آغاز

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے۔ ۱۹۴۷ء کے آغاز میں ہی انہیں اور بڑے بھائی صاحب کو تقسیم ہند کے متعلق انگریزوں کے منصوبے اور

انگریز ہندو گٹھ جوڑ کا علم ہو چکا تھا۔ بہار میں فسادات اور پنجاب میں کسی حد تک نقل مکانی شروع ہو چکی تھی۔ ۱۹۲۶ء کے وسط میں پنجاب میں بھی فسادات شروع ہو گئے تھے۔ بڑے بھائی صاحب کے دوست و احباب ان کے پاس آتے اور انہیں ہوشیار پور اور وہاں سے لاہور جانے کا مشورہ دیتے، مگر بڑے بھائی صاحب انہیں تسلی و تشفی دے دیتے کہ انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان بن جائے گا اور سب حالات ٹھیک ہو جائیں گے آپ لوگ لاہور وغیرہ چلے جائیں۔ ہم بھی پروگرام بنائیں گے اور مجھے اکثر کہتے (قبلہ غلام حیدر) تم ہوشیار پور چلے جاؤ اور وہاں سے اپنے بال بچے اور چھوٹے بھائی چوہدری محسن خان صاحب کو لے کر لاہور چلے جاؤ۔ میرا دل بڑے بھائی صاحب کو اکیلے دہلی میں چھوڑ کر جانے کو نہیں چاہتا تھا۔ البتہ ہم نے چھوٹے بھائی محسن خان صاحب کو ہوشیار پور بھیج دیا۔ اور اُسے کہہ دیا کہ وہاں سے سب کو لے کر لاہور چلے جائیں۔ میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ وہاں پہنچ جاؤں گا۔

بہر حال اعلانِ آزادی ہو گیا۔ ریڈ کلف کمیشن نے بنگال اور پنجاب کی تقسیم بھی کر دی جس میں انہوں نے ہندوؤں کو بہت فائدہ پہنچایا اور بہت سے مسلمان اکثریت والے اضلاع اور تحصیلیں بھی ہندوستان کی طرف ڈال دیں۔ بہار، پنجاب اور دہلی میں فسادات زور پکڑ چکے تھے۔ ہندو، سکھ اور غیر مسلم مسلمانوں کو شہید اور ان پر زیادتیاں کر رہے تھے۔ میں بڑے بھائی صاحب کو اکیلے نہیں چھوڑ رہا تھا کہ شاید ان کو کسی وقت بھی میری ضرورت پڑے۔ بالآخر ایک دن میں گھر پر نہ تھا کہ ہندوؤں اور سکھوں کے ایک جتھے نے گھر پر حملہ کر کے بڑے بھائی صاحب، بھانجہ صاحبہ اور

سب بچوں کو شہید کر دیا گیا اور صوفی فاضل صاحب انہی دنوں شہید کر دیئے گئے (إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ) جب گھر کی طرف لوٹا تو باہر ہی کسی دوست نے بتا دیا کہ آپ گھر نہ جائیں وہاں سب کو شہید کر دیا گیا ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں چند دوستوں کے ہمراہ ہم ٹانگے میں بیٹھ کر کیمپ کی طرف روانہ ہو گئے

## پاکستان کو ہجرت اور غیبی امداد

حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ دو دوست ٹانگے میں آگے بیٹھے ہوئے تھے میں اور ایک اور دوست پیچھے تھے۔ راستے میں چند سکھوں نے ٹانگے پر حملہ کر دیا۔ مگر معاً غیب سے گھوڑے پر سوار ایک بہت مضبوط و قوی رجل الغیب ایک سکھ کے ٹھلے میں ہاتھ میں سنگی تلوار لہراتے ہوئے نمودار ہوا اور بہت زور سے بولا۔ خبردار! اگر کسی نے حملہ کیا۔ ان کو جانے دو۔ اُس کی آواز میں اتنی قوت اور شدت تھی کہ حملہ آور جہاں تھے وہیں رُک گئے اور واپس ہو گئے (اللہ تعالیٰ کو مجھے بچانا مقصود تھا۔) پھر قریب آ کر وہ بولے۔ چوہدری صاحب آپ اطمینان سے کیمپ اور ریلوے سٹیشن جائیں کوئی بھی آپ پر حملہ نہیں کرے گا۔ اُس کے بعد ہم سکون کے ساتھ کیمپ پہنچ گئے، مگر راستے میں ہم نے بہت سے شہید مسلمانوں کی لاشیں دیکھیں۔ دوسرے روز ریلوے سٹیشن سے ایک گاڑی چلی جو مختلف راستوں سے ہوتی ہوئی تقریباً تین چار دن میں لاہور پہنچی۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور آزاد فضا میں سکھ کا سانس لیا۔ تین چار دن بعد ہمیں گاڑی میں بیٹھا کر حیدرآباد بھیج دیا گیا اور وہاں سے پھر کراچی منتقل کر دیا گیا۔

## وصال حضرت قبیلہ سائیں مراد علی شاہ صاحب

حضرت قبیلہ سائیں مراد علی شاہ صاحب اپنے قافلے کے ساتھ ہجرت کر کے ماہ اگست ۱۹۲۷ء میں لاہور پہنچے۔ اُن کے ساتھ موضع اجڑام کے بہت سے عقیدتمند لوگ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ جن میں ایک چوہدری نیاز محمد خان صاحب بھی تھے، جو قبیلہ چوہدری صاحب کے رشتہ داروں میں سے تھے۔ قبیلہ سائیں صاحب پاکستان بننے کے فوراً بعد ہاجر کیمپ میں ہی دو ماہ بعد قدسے بیمار ہوئے اور چند دن علیل رہنے کے بعد ۶ نومبر ۱۹۲۷ء کو اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ اور آپ کے عقیدتمندوں نے آپ کو لاہور میں قبرستان حضرت میاں میر صاحب میں دفن کر دیا۔ بعد میں وہاں چوہدری نیاز خان صاحب و چوہدری سرور خان صاحب نے آپ کا چھوٹا سا مزار تعمیر کر دیا جو کہ مزار بابا بانتھے شاہ صاحب سے تقریباً چار گز دور جنوب کی جانب ہے۔ چوہدری نیاز خان صاحب اور ان کے خاندان کو ضلع بہاولنگر میں زرعی زمین مل گئی اور وہ وہاں آباد ہو گئے۔

ایک شنید کے مطابق ۱۹۸۳-۸۴ء میں قبیلہ سائیں صاحب اپنے ان عقیدتمندوں کو متعدد دفعہ خواب میں ملے، جس کی تعبیر میں اُن عقیدتمندوں نے محکمہ اوقاف پنجاب اور کمنٹری لاہور سے اجازت لی اور آپ کا جسدِ خاکی قبر سے نکال کر بحفاظت فورٹ عباس لے گئے۔ دوبارہ جنازہ پڑھ کر اُن کو وہاں دفن کر دیا گیا اور مزار بنوا دیا۔ لاہور کا مزار شریف بھی محترم چوہدری سرور خان صاحب نے دوبارہ بنوا دیا۔ قبیلہ سائیں مراد علی شاہ صاحب نے تقریباً ۹۰ برس کی عمر پائی۔

# کراچی میں قیام

کراچی میں قبیلہ چوہدری صاحب کے ساتھ دہلی سے شہاب الدین صاحب اور غلام محمد مصطفیٰ صاحب آئے۔ کراچی میں یہ ایک چھوٹے سے مکان میں رہائش پذیر ہوئے۔ یہ مکان متروکہ ملکیت سے تھا اور بہاری مسجد، محمد علی مارکیٹ کے پاس تھا۔ ان کے قریب ہی حکیم اختر صاحب و مسرت صاحب جن کے ساتھ مہاجر کیمپ میں ملاقات ہوئی تھی، رہتے تھے۔ دن بھر سب لوگ کام کرتے تھے اور شام کو ایک ہی جگہ بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور دھلی کی یاد تازہ کرتے تھے۔ کراچی میں قبیلہ چوہدری صاحب تقریباً دو سال رہے۔ اس دوران وہ ایک دو مرتبہ لاہور آئے، وہاں اپنے اہل خانہ چھوٹے بھائی صاحب اور خاندان کے دوسرے افراد نیز قبیلہ سائیں صاحب کا پتہ کیا۔

۱۔ قبیلہ سائیں صاحب کی وفات کا سن کر ان کی قبر مبارک پر گئے اور فاتحہ پڑھی۔ قبیلہ سائیں صاحب سے ملاقات ہوئی۔ وہ کافی

۱۔ شہاب الدین صاحب دہلی میں یہ قبیلہ چوہدری صاحب کے ساتھ ہی کام کرتے تھے اور اکٹھے ہی رہتے تھے۔ دراصل یہ صوبہ یوپی کے رہنے والے تھے اور ۱۹۲۷ء میں ان کی عمر تقریباً چالیس برس ہوگی۔

۲۔ یہ سہارن پور کے رہنے والے تھے۔ ۱۹۲۷ء میں ان کی عمر تقریباً بیس برس ہوگی۔ کراچی میں ہی انہوں نے بی اے ریل ایل بی کیا اور محکمہ ٹیکس میں ملازم ہو گئے اور چند برس پہلے ریٹائر ہوئے۔ ان کا ماہ جون ۱۹۹۰ء میں انتقال ہوا ہے۔ پڑھائی و نگہانی کا ان کو بہت شوق تھا اور انہوں نے ایک کتاب مسلمانان سہانپور اور تحریک دارالعلوم دیوبند بھی لکھی ہے۔

خوش نظر آئے۔ مگر اس دفعہ کوئی خاص بات نہ ہوئی اور قبلہ چوہدری صاحب نے  
 اُن کو سلام کر کے واپس آگئے۔

### (ب) چھوٹے بھائی چوہدری محسن خان صاحب

دہلی میں محکمہ ٹیلی فون و ٹیلی گراف میں ملازم تھے۔ انہوں نے لاہور  
 میں آن کر اپنے محکمہ میں ڈیوٹی لے لی اور پھر وہیں سے تقریباً ۱۹۶۸ء میں  
 ریٹائر ہوئے۔ خاندان کے دوسرے افراد تو رحیم یار خان میں آباد ہو گئے اور  
 وہاں اُن کو زرعی زمینیں مل گئیں قبلہ چوہدری صاحب کے صاحبزادے  
 چوہدری محمد شبیر صاحب نے ہوشیار پور میں ۱۹۴۶ء تک میٹرک تک پڑھا  
 تھا۔ بعد میں بہاولپور سے ڈرافٹ مین کا کورس کیا اور وہاں محکمہ انہار میں  
 ملازمت کر لی۔ وہ چار پانچ سال قبل رحیم یار خان سے محکمہ انہار سے ہی  
 ریٹائر ہوئے ہیں۔ وہ اور اُن کے بال بچے سیٹلائٹ ٹاؤن رحیم یار خان  
 میں سکونت پذیر ہیں۔ دو بیٹے ملازمت کر رہے ہیں اور چھوٹے بچے پڑھ  
 رہے ہیں۔

### (ج) بہاری مسجد کراچی

بہاری مسجد میں مسلمان چٹات اکثر نماز پڑھنے انسانی صورت میں آتے اور  
 خصوصاً عشاء تہجد اور فجر کی نمازوں میں ان کی کافی تعداد ہوتی تھی۔ قبلہ

۱۰ چوہدری محسن خان صاحب کا انتقال حال ہی میں چودہ (۱۴) اگست ۱۹۹۰ء بروز منگلوار  
 بمطابق ۲۲ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ کو لاہور میں بجلی کا سخت جھٹکا لگنے سے واقع ہوا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ  
 رَاجِعُونَ مرحوم نے تقریباً ۵۵ برس عمر پائی۔ اُن کے ایک دو بیٹے محکمہ ٹیلی فون میں ملازم ہیں  
 اور دوسرے اپنا کاروبار کرتے ہیں۔



چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ ایک رات میں تہجد کی نماز کے لئے اٹھا۔ گھر میں مٹکے وغیرہ میں پانی نہیں تھا۔ میں نے شہاب الدین صاحب کو اٹھایا کہ جاؤ وہاں سامنے مسجد سے ایک ڈول پانی بھر کر لاؤ۔ جب شہاب صاحب مسجد میں آئے تو انہوں نے بہت سے نمازی اجنبی صورتوں میں وضو کرتے ہوئے دیکھے۔ انہوں نے جلدی سے اپنا ڈول ایک ٹونٹی کے نیچے رکھ دیا۔ حالانکہ وہاں ایک شخص ابھی وضو کرنے میں مصروف تھا۔ نمازی نے ڈول پر سے کر دیا اور کہا کہ ذرا ٹھہر جاؤ۔ مگر شہاب صاحب جو صحت و جسم کے لحاظ سے کافی مضبوط تھے، ان کو غصہ آ گیا اور انہوں نے نمازی کا ہاتھ جھٹک کر پھر ڈول نیچے کر دیا۔ ان کا ایسا کرنا ہی تھا کہ نمازی کی آنکھیں سُرخ چمکدار ہو گئیں اور قد بہت بلند ہو گیا اور انہوں نے شہاب صاحب کو دونوں ہاتھوں سے دبوچ کر نیچے پٹختا چاہا، مگر ساتھ ہی ایک دوسرے جن ساتھی سے کہنے لگا کہ اگر مجھے قبلہ چوہدری صاحب کی عزت اور لحاظ نہ ہوتا تو میں تمہاری ہڈیاں پسلیاں توڑ دیتا۔ شہاب صاحب وہاں سے ڈول میں جتنا پانی تھا لیکر بہت ڈرتے ہوئے اور سہمے ہوئے گھر واپس آ گئے۔ پانی قبلہ چوہدری صاحب کی خدمت میں وضو کرنے کے لئے پیش کیا۔ ڈر اور گھبراہٹ میں ہی تمام ماجرا سنایا۔ قبلہ چوہدری صاحب نے کہا: شہاب بھائی! اس مسجد میں رات بھر بہت سے مسلمان جنات آتے ہیں اور عبادت کرتے رہتے ہیں۔ ان سے آپ کو الجھنا نہیں چاہیے تھا۔ خواہ مخواہ وہ کوئی نقصان پہنچا دیتے۔ ابھی یہ باتیں ہو رہی رہی تھیں کہ وہ نمازی جن بھی وہاں پہنچ گئے اور انہوں نے قبلہ چوہدری صاحب کی خدمت میں بہت ادب سے سلام عرض کیا

اور کہا: قبلہ! آپ کو پانی یا کسی بھی چیز کی ضرورت پڑے یا کوئی اور شے بازار سے منگوانا ہو، ہمیں گھر ہی سے آواز دے دیا کریں۔ ہم جنات میں سے کوئی نہ کوئی مسجد میں ضرور ہوتا ہے۔ جتنے ایام بھی یہاں آپ قیام پذیر نہیں۔ ہم ہمیشہ آپ کی خدمت کے لئے حاضر رہیں گے اور ہمیں خوشی ہوگی کہ ہم اللہ کے برگزیدہ بندے کے کام آئے اور شہاب صاحب سے کہہ دیں کہ وہ اطمینان سے آکر پانی وغیرہ لے جایا کریں۔ قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ میں نے مسلمان جن کا شکریہ ادا کیا اور شہاب صاحب کو بھی سمجھا دیا کہ ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان کی عزت کرنا چاہیے اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت و شفقت سے پیش آنا چاہیے۔ چاہے وہ انسان ہو یا جن ہم سب مسلمان نبی کریمؐ، رحمت للعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے اُمتی و ادنیٰ اُغلام ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی جھگڑا ہمیں زیب نہیں دیتا اور نہ ہی یہ فعل اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

(د) ایک مُشرفِ با زیارتِ پاک (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

### مسلمان سے مُشرفِ مُلاقات

کراچی میں اکثر قبلہ چوہدری صاحبؒ و تمام احباب، حکیم انصاری صاحب کے ہاں یا پھر بہاری مسجد کے پاس اپنے گھر میں مغرب کے بعد وہاں اکٹھے ہو جاتے تھے اور وہیں چائے دکھانا وغیرہ کھا لیتے تھے اور پھر عشا کے بعد تک قبلہ چوہدری صاحبؒ نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی زیارتِ پاک اور قرب حاصل کرنے کے لئے مختلف درود شریف اور اذکار بتایا کرتے تھے اور تمام احباب نبی پاکؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

کی محبت میں ڈوبے رہتے تھے اور سب بہت لطف اندوز ہوتے تھے۔  
 عمران صاحب جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے ان کو بھی قبلہ چوہدری صاحب  
 سے ملاقات کا شرف بھی انہی مجالس میں ہوا تھا۔  
 قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ ایک شخص جن کو ہم شاید مرزا صاحب  
 کے نام سے جانتے تھے وہ شام کو مغرب کے بعد اپنے ایک یاد و چھوٹے  
 بچوں کے ہمراہ وہاں مجلس میں آکر بیٹھ جاتے اور عشاء کے بعد اجازت لے  
 کر چلے جاتے۔ اس دوران وہ ہماری سب کی گفتگو اور سوال و جواب سنتے  
 رہتے۔ مگر خود کبھی کچھ نہ بولتے تھے۔ بس خاموش بیٹھے رہتے اور عشاء کے  
 بعد رخصت ہو جاتے۔ کم و بیش ایک ماہ کے بعد حضرت قبلہ نے ان سے  
 پوچھا کہ جناب! آپ روز تشریف لاتے ہیں اور خاموشی کے ساتھ دو تین  
 گھنٹے تک بیٹھ کر چلے جاتے ہیں۔ آپ نے کبھی کوئی سوال نہیں پوچھا اور  
 نہ ہی کبھی شریک گفتگو ہوئے ہیں۔

ان صاحب نے جواب دیا۔ قبلہ! درحقیقت اللہ تعالیٰ کا ہم سب  
 پر لانا تھا فضل و کرم ہے۔ کافی عرصہ سے ہم سب یعنی میں اور میرے بیوی  
 بچے نماز عشاء کے بعد جس قدر بھی ہو سکے درود شریف پڑھ کر سوتے ہیں۔  
 اور تقریباً ہر رات ہم سب کو نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی زیارت پاک  
 نصیب ہوتی ہے اور حضور کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہمیں کچھ نہ کچھ ہدایت  
 ارشاد فرماتے رہتے ہیں اور یہ ہماری بے حد خوش بختی ہے۔ ہمارا عمل مجاہدہ  
 کچھ خاص نہیں ہے۔ مگر یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر بے پناہ فضل و کرم ہے۔ ہماری  
 سوچ و بچار اور کاروبار میں بہت برکت و رحمت شامل حال ہے اور  
 ہمیں کبھی کسی قسم کا دھوکہ و فریب اور خسارہ نہیں ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ

ہمیں حلال کا بہت اچھا ذوق عطا کر رہا ہے۔ یہ سب کچھ اُس مالکِ کاکرم ہے۔ ہم میں کوئی خوبی نہیں ہے۔ البتہ ایک ڈیڑھ ماہ یعنی جب سے ہم ادھر آ رہے ہیں۔ یہاں پر عشق و محبت سے بھری گفتگو سن کر ہم میں نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی محبت مزید تیز ہو جاتی ہے اور آپؐ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی اتباع اور دُرود شریف پڑھنے کے جذبے اور ذوق و شوق کو فروغ ملتا ہے اور زیارتِ پاک (علیہ الصلوٰۃ والسلام) مزید واضح انداز میں ہونے لگی ہے اور ایسے معلوم دیتا ہے کہ ہمارے حجابات کم ہوتے جا رہے ہیں۔ میرا اور میرے تمام اہل خانہ کا بہت اچھا کام بن رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم سب کو تقریباً ہر رات نبی پاکؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ (آمین)

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا  
کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

قبل چوہدری صاحبؒ ایسی محبت بھری باتیں سن کر بہت خوش ہوئے۔ اور کہا، میرے معزز دوست! آپ کا کام بہت ہی اچھا بنا ہوا ہے۔ نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) بغیر کسی شیخ صاحبِ یادِ الٰہی کے وسیلے کے آپ سب کو اپنی زیارتِ پاک (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے نواز رہے ہیں اور آپ سب کا حضورِ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ براہِ راست تعلق قائم ہے۔ یہ بہت ہی خوش نصیبی اور اللہ تعالیٰ کے انتہائی فضل و کرم کی بات ہے۔ آپ کو کسی شیخ یا پیر صاحب کی احتیاج نہیں ہے اور نہ ہی آپ کو مجھ سے کوئی سبق لینے کی چنداں ضرورت ہے، بلکہ آپ ہم سب کے لئے دعا فرمایا کریں کہ اللہ تعالیٰ

ہم سب دوست و احباب کا نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) سے تعلق  
 پختہ و مضبوط کرے اور ہم سب کو ہمیشہ دنیا و آخرت میں آپ حضور  
 (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی محبت، اتباع و غلامی نصیب کرے (آمین)  
 آپ کبھی کبھار یہاں تشریف لے آیا کریں یا ہم آپ کے ہاں حاضر ہو  
 جایا کریں گے۔ آپ سے مل کر یقیناً ہماری محبت و اتباع میں اضافہ ہوگا۔

### (س) نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کے یدِ شفقت سے کمزور دور

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ ایک دفعہ کراچی میں ہی میرے  
 کمزور شروع ہوئی۔ پہلے تو دوائی وغیرہ نہ لی۔ مگر درد و تین دن کے بعد  
 بڑھ گئی۔ بلکہ کمر سے کولہوں میں اور پھر ٹانگوں میں پہنچ گئی۔ پہلے حکیم صاحب  
 سے دوا لی۔ بعد میں ایک ڈاکٹر صاحب کی طرف رجوع کیا، مگر کوئی افادہ  
 نہ ہوا اور درد بڑھتی گئی۔ (حضرت قبلہ کی اس وقت عمر تقریباً پچاس برس  
 تھی) حتیٰ کہ ایک ہفتہ بعد میری حالت ایسے ہو گئی تھی کہ دوست و احباب  
 ہی مجھے اٹھا کر پاخانے و غسل خانے میں رفع حاجت و وضو وغیرہ کیلئے  
 بیٹھا دیتے اور دس پندرہ منٹ کے بعد جب میں فارغ ہو جاتا تو اٹھا  
 کر بستر یا مصلے پر بٹھا دیتے۔ چائے اس کے علاوہ میں کچھ نہیں کھاتا تھا۔  
 اور ساتھ ساتھ ڈاکٹر صاحب کی دوائی بھی لیتا رہا۔ مگر مرض بڑھتا ہی گیا  
 جوں جوں دوا کی۔

بالآخر دس گیارہ روز بعد میں نے ایک رات دوستوں سے کہا۔  
 آپ سونے سے پہلے مجھے وضو کروا کر بستر پر ہی بٹھا دیں۔ میں یہیں  
 نماز، نوافل و درود شریف پڑھتا رہوں گا اور آپ سب بے شک سو جائیں

دوستوں نے مجھے سونے سے پہلے چائے بنا دی۔ وضو کروا دیا اور بستر صاف کر کے اُس پر بٹھا دیا تھا اور حسبِ معمول ساتھ والے کمرے کی بتی جلتی چھوڑ کر میرے والے کمرے میں ہی سو گئے۔ میں نے بستر پر ہی نماز و نوافل ادا کیئے اور پھر تھوڑے وقت کے لئے ذکرِ الہی پر زور دیا۔ اور اس کے بعد درود شریف پڑھنے میں مشغول ہو گیا۔ میں نے ایسے ہی خیال کیا کہ جیسے میں مسجدِ نبویؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں روضہ مبارک کے پاس بیٹھا ہوں اور درود شریف قرأت کے ساتھ آہستہ آواز میں پڑھ رہا ہوں اور بارگاہِ رسالتِ مآب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں خیال ہی خیال میں درود شریف کا نذرانہ پیش کر رہا ہوں (حضرت قبلہ اکثر درود تاج اچھی اور آہستہ قرأت میں بڑے مؤدب انداز و لہجہ میں پڑھا کرتے تھے) تمام دوست سوچکے تھے اور میں درود شریف پڑھنے میں مشغول تھا۔ جب کبھی درد کی شدت محسوس ہوتی تو ساتھ ہی دل سے آواز نکل جاتی۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ انْظُرْ حَالَنَا (علیک الصلوٰۃ والسلام)

درود شریف پڑھتے پڑھتے تقریباً دو گھنٹہ بعد میری آنکھ لگ گئی اور میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضورِ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہمارے گھر شریف لے آئے ہیں اور کمرہ خود بخود روشن ہو گیا ہے۔ میں نیم خوابی و نیم بیداری کی حالت میں درود شریف پڑھ رہا ہوں اور رسالتِ مآب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو خوش آمدید کہہ رہا ہوں۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ (آپ پر لاکھوں  
الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ اور کروڑوں  
الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ درود و سلام ہوں)

میں نے بڑے ادب کے ساتھ اور جھک کر آپ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ مصافحہ کیا۔ ہاتھ چومے اور پھر مبارک قدموں کو بوسہ دیا۔ مجھ پر رقت طاری تھی۔ مجھے اپنی خطاؤں کا احساس ہو رہا تھا اور رسالت مآب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے عطاؤں کا نزول۔ درد بہت کم محسوس ہو رہی تھی۔ آپ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ارشاد فرمایا۔ غلام حیدر! درد نے کیا بہت پریشان کر دیا ہے؟ جی ہاں۔ یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) اور کوئی دوائی اپنا اثر نہیں دکھا رہی۔ میں نے سر کو قد سے اٹھا کر اور چہرہ اوز کی طرف دیکھ کر عرض کیا۔ ذات مبارک رحمت للعالمین و رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے بتسم فرمایا اور اپنا ید شفتت میری کمر پر جہاں سے درد اٹھ رہی تھی، وہاں دو تین بار پھیرا اور معائیں نے محسوس کیا درد بالکل غائب ہو گئی ہے۔ رسالت مآب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے پھر بڑے ہی مشفق انداز میں ارشاد فرمایا۔ غلام حیدر! اب کیسے محسوس کر رہے ہیں؟ یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) میں اب بالکل ٹھیک محسوس کر رہا ہوں۔ نہ اب کوئی درد ہے اور نہ کوئی پریشانی لاحق ہے۔ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے بتسم فرمایا۔ میں نے چہرہ اوز پر پھر ایک بھر پور نگاہ ڈالی اور درود شریف دھراتا رہا۔

الصَّلَاةُ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ

(آپ پر لاکھوں دکر ڈروں درود و سلام ہوں)

نبی کریم! رحمت للعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پھر تشریف لے گئے

کمرہ سے ضیاء نور آپ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ ہی لوٹ گئی۔  
 اور میں اسی رقت کی حالت میں چار پائی پر دراز ہو گیا۔  
 رات کے دو بجے پھر آنکھ کھل گئی۔ نوافل و درود شریف پڑھنے کے  
 لئے بیدار ہوا۔ میں ہمت کر کے چار پائی سے اٹھا اور چند قدم بڑی احتیاط  
 سے اٹھائے۔ پھر خود ہی چل کر غسل خانے تک گیا اور وضو کر کے واپس  
 لوٹا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جسم میں نہ کوئی درد تھی اور نہ کوئی  
 اکڑاہٹ۔ میں اپنے تئیں قوی و بالکل صحت مند محسوس کر رہا تھا۔ صبح  
 کی نماز کے وقت تمام دوست اٹھے اور مجھے ٹھیک دیکھ کر بہت خوش  
 ہوئے اور ساتھ لپٹ گئے اور سب نے بیک آواز ہو کر کہا کہ آج رات  
 ہم نے خواب میں دیکھا کہ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہمارے کمرے میں تشریف  
 لائے ہیں۔ کمرے میں نور ہی نور اور بہت ہی اعلیٰ ٹھیک پھیل گئی ہے۔  
 رسالت مآب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر آپ درود شریف پڑھتے جا رہے ہیں  
 اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) آپ کی کمر و جسم پر یہ شفقت پھرتے جا  
 رہے ہیں اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے آپ سے ارشاد فرمایا: غلام حیدر!  
 اب کیسے محسوس کر رہے ہیں؟ یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام)  
 میں اب بالکل ٹھیک محسوس کر رہا ہوں۔ نہ اب کوئی درد ہے اور نہ کوئی  
 پریشانی لاحق ہے۔ آپ نے مبارک قدموں سے قدرے سر اٹھا کر اور  
 چہرہ انور کو دیکھتے ہوئے یہ جواب دیا۔ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے  
 تبسم فرمایا اور سرور کائنات (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پھر تشریف لے گئے۔ آپ  
 بھی درود شریف پڑھ رہے تھے اور ہم بھی دل ہی دل میں درود شریف  
 پڑھ رہے تھے اور کمرے سے ضیاء نور و ٹھیک سمٹ گئی اور لوٹ گئی۔ صبح



سب احباب نے نوافل شکرانہ ادا کئے کہ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہم سے  
 ہاں تشریف لائے اور سب کو اپنی زیارت پاک سے نوازا اور مجھے اللہ تعالیٰ  
 کے فضل و کرم سے صحت و تندرستی عطا ہوئی۔ شام کو نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام)  
 کی آمد و زیارت پاک اور میری صحت کی خوشی میں احباب نے مٹھے چاول  
 بنائے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فیوض و برکات کیلئے ختم دلویا۔

حسن یوسف، عیسیٰؑ، بیضا داری، اچھے خوباں، رہم دارند، تو تنہا داری

افضل، اطہر، اکمل، انور، جس میں سب و ڈائیاں

عدم تکلف و الیاں جس تھیں وہ ہندیاں ندیاں آسیاں

رحمت جہاں نور کھلا رہے مرضاں دلاں گویاں

ڈبڈیاں جانڈیاں کڈھ کرم تھیں بیڑیاں بنے لایاں

رحمت عالم، سایہ عالی، قامت سایوں خالی

خوشبو عرق بدل سرمایہ پاک کتاب نرالی

(مولانا غلام رسول)

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

(مولانا احمد رضا خان)

## (س) بابا منگھو پیر سے شرفِ ملاقات

کراچی میں قیام کے دوران ایک دن دوست و احباب پر وگرم  
 بنا کر اور قبیلہ چوہدری صاحب کو ساتھ لے کر منگھو پیر کے مگر مچھ اور گرم  
 چشمے دیکھنے کے لئے وہاں چلے گئے۔ ۱۹۲۶-۲۵ء میں یہ علاقہ کراچی شہر

سے کافی دُور باہر واقع تھا اور لوگ یہاں سیر و تفریح کے لئے ہی آتے تھے۔ قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ ہم نے وہاں ارد گرد تمام علاقے میں کافی سیر و تفریح کی اور گر مچھ اور گرم چشے بھی دیکھے۔ ایک دو گھنٹہ وہاں استراحت بھی کی۔ دوپہر کے بعد وہاں سے واپس ہوئے اور جب ہم مزار شریف کے سامنے سے گزر کر بس و ٹانگہ اڈہ کی طرف آ رہے تھے تو ایک شخص مزار کے دروازے میں کھڑے مسکرا رہے تھے اور ان کی جانب سے نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی محبت و عشق کی لہریں میرے جسم میں سرایت کر رہی تھیں۔ میں فوراً سمجھ گیا یہ تو صاحب مزار ہیں اور ہم لوگوں کو شرفِ ملاقات دینے کے لئے مزار سے نکل کر باہر کھڑے ہیں۔ میں نے بڑے ادب سے ان کو سلام عرض کیا اور انہوں نے بڑی شفقت سے وعلیکم السلام کہا۔

میں نے دوستوں سے کہا۔ بھئی ذرا رُک جائیں۔ مزار شریف کے اندر جا کر دعائے فاتحہ و مغفرت اور درود شریف پڑھتے ہیں۔ پھر چلیں گے۔ ہم سب مزار شریف کے اندر چلے گئے اور ہم سب نے دعائے فاتحہ و مغفرت اور درود شریف پڑھا۔ صاحب مزار اپنی قبر میں بیٹھے ہوئے ہماری دعاؤں اور درود شریف پڑھنے سے بہت خوش ہو رہے تھے۔ میں نے پہلے تو معذرت کی کہ بابا جی! آپ نے بہت مہربانی فرمائی کہ آپ ہمارے لئے مزار کے باہر دروازہ میں تشریف لے آئے۔ ورنہ یہ تو چھوٹوں کا اور بچوں کا فرض ہے کہ اپنے باپ و دادا کے مزار پر حاضری دیں اور دعائے فاتحہ و مغفرت اور درود شریف پڑھیں۔ بابا منگھو پیر فرمانے لگے کوئی بات نہیں۔ مجھے اندازہ تھا کہ آپ کو یہاں مزار کی خیر نہیں ہے اور اگر

میں آپ کی واپسی کے وقت مزار کے باہر کھڑا نہ ہوتا تو میری اپنے اچھے بچوں سے ملاقات نہ ہوتی اور آپ سیدھے واپس شہر چلے جاتے۔

میں نے عرض کیا باباجی! آپ کو منگھوپڑ کیوں کہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: یہ تو یہاں کے لوگوں نے ایسے ہی مشہور کر دیا ہے۔ گرم چشمے تو میری زندگی میں بھی یہاں تھے۔ اس پانی میں گندھک کے اثرات ہیں اور یہ پانی خارش وغیرہ کے لیے کافی مفید ہے، مگر یہ مگر مجھے تو میری وفات کے بعد لوگ یہاں بارشی تالابوں میں لے آئے اور ان کی نسل پھر کافی پھیل گئی اور گرد کے گاؤں کے لوگ یہاں چشموں کے پانی سے نہاتے تھے اور مگر مجھ وغیرہ سے کھیل و تماشے میں مصروف رہتے تھے۔ باباجی منگھوپڑ فرمانے لگے میرا اصل نام تو بابا سلطان ہے اور میں بابا صاحب غلام فریدی کے تقریباً ایک یا ڈیڑھ صد سال بعد یہاں حکماً آیا تھا۔ دین اسلام کی تبلیغ اور درس و تدریس کا سلسلہ یہاں شروع کیا تھا۔ پہلے میں نے قرآن و حدیث شریف کی تعلیم حاصل کی اور پھر حقیقی سلسلہ کے ایک شیخ کابل سے بیعت کی اور ان کے حلقہ ارادت میں داخل ہوا اور ان سے مزید قرآن و حدیث علم لدن و معرفت حاصل کیا۔ ہمارے شیخ کابل کا ہم پر احسان تھا کہ ہمیں نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی غلامی و قرب نصیب ہوا اور عرفان الہی عطا ہوا اور پھر مجھے اس علاقے میں دین اسلام کی تبلیغ کا حکم ملا اور میں اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ یہاں پہنچا اور درس و تدریس کے لئے ایک مدرسہ بنایا۔ اور گرد زیادہ علاقوں میں کفرستان تھا۔ اور وہاں ہندو جادوگروں اور جنات و شیاطین گھن چکر جوگیوں کا راج تھا۔ مسلمان تعداد میں بہت تھوڑے تھے اور وہ اکاؤنڈ کا چھوٹی سی بستیوں میں مقیم تھے۔ شروع میں تو

مسلمان بچے و بچیاں قرآن شریف اور احادیث مبارک کی تعلیم حاصل کرتے رہے، مگر تھوڑے ہی عرصہ میں ہماری تبلیغ و روحانی قوت میں اللہ تعالیٰ نے برکت ڈالی اور برہمن پر قبضت، کھشتری و جادوگر ہندوؤں کے ظلم و استبداد سے تنگ آئے ہوئے ہندو کافی تعداد میں مسلمان ہوتا شروع ہو گئے بعد میں آہستہ آہستہ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے فیضانِ انوارِ رحمت کی بدولت اور قرآن و احادیث شریف کے فیوض و برکات سے قرب و جوار کی تمام نسبتوں و علاقوں میں ظلماتِ کفرستان ختم ہو گیا اور ہر سونور تجلیات پھیل گیا۔ تمام شیطانی، جناتی و طلسماتی قوتیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسخر ہو گئیں اور مٹ گئیں اور الْحَمْدُ لِلّٰہِ پُرانا دیبل آج کے مسلمانوں سے بھرپور شہر کراچی میں بدل گیا۔ یہ سب کچھ قرآن و احادیث مبارک کے انوار و تجلیات کی بدولت ہوا۔

مزار شریف کے اندر تقریباً ایک گھنٹہ گزرا ہو گا۔ میرے ساتھ تھی واپس جانے کے خیال میں تھے حضرت سلطان بابا المعروف منگھو پیر بابا نے ہمیں اجازت دی اور فرمایا کہ وقت ہو چکا ہے۔ اب آپ گھر واپس جائیں اور ہمیں بہت سی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ ہم مغرب سے پہلے گھر پہنچ گئے۔

# باطنی علماء کی صف میں شمولیت کی بشارت

## دو (ظاہری) علماء اور شمولیت

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ ایک رات میں حسب معمول تقریباً دو بجے اٹھا اور نوافل ادا کرنے کے بعد درود شریف پڑھ رہا تھا کہ یکدم کمرے میں روشنی ہو گئی اور بڑی اچھی بھینی بھینی مہک پھیل گئی اور سرور کائنات نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) چند اصحاب کرامؓ کے ساتھ تشریف لے آئے۔ اور مجھے درود شریف پڑھنے میں مشغول دیکھ کر خوشی کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا غلام حیدر! ہم نے تمہارا نام عالموں کی صف میں شامل کر لیا ہے۔ یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) آپ پر لاکھوں اور کروڑوں درود و سلام ہوں۔ میں نے مؤتب دکھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) یہ آپ ہی کی نگاہِ رحمت ہے اور اپنے ادنیٰ امتی و غلام کے لیے اعلیٰ انعام و اکرام ہے۔ ورنہ یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) آپ جانتے ہی ہیں کہ میں پڑھا لکھا ہوا نہیں ہوں۔ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ارشاد فرمایا۔ ہاں ہمیں معلوم ہے، مگر اس کا بندوبست ہم فرمائیں گے۔ اس ارشادِ مبارک کے ساتھ ہی آپ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) رخصت ہو گئے۔ اور اصحاب کرام بھی ساتھ روانہ ہو گئے۔ کمرے سے نور و ضیاء سمٹ گئے، مگر وہ خاص مہک بہت دیر تک رہی مجھ پر رقت طاری تھی اور پھر بیٹھ کر درود شریف پڑھنے لگ گیا۔

## (ب) باطنی علماء میں شمولیت

صبح نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں کافی دیر تک سوچتا رہا۔ نبی کریم ﷺ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا ارشادِ پاک تو برحق ہے کہ میرے پڑھے لکھے نہ ہونے کے باوجود بھی علم تو مجھے جیسے ضرورت ہوگی عطا کر دیا جائے گا۔ مگر ان عالم، فاضل لوگوں سے میری کیسے نبھے گی۔ کیونکہ اکثر یہ مسائل پر ایک دوسرے سے اُجھتے دھجکڑتے رہتے ہیں اور ان کا آپس میں اتفاق رائے نہیں ہوتا؛ اور میرا ان لوگوں کے ساتھ کیسے گزارا ہوگا؟

اگلی نصف شب پھر میں حسبِ معمول نوافل کے بعد درود تاج شریف پڑھ رہا تھا کہ نبی کریم ﷺ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پھر تشریف لے آئے۔ چند اصحاب بھی ساتھ تھے۔ اسی طرح پہلے کمرہ میں روشنی ہوئی اور پھر مہک خاص پھیل گئی۔ میں نے آپ حضور کریم ﷺ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی تعظیم میں کھڑے ہو کر درود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔

الصَّلَاةُ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
الصَّلَاةُ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ  
الصَّلَاةُ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ

مجھ پر رقت طاری تھی۔ نبی کریم ﷺ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے تبسم فرمایا۔ غلام حیدر! کیا اُلجھن و پریشانی ہے؟ ہم نے تمہارا نام درحقیقت باطنی علوم کے عالموں کی صف میں شامل کیا ہے۔ یہ لوگ تو اولیاء اللہ ہوتے ہیں۔ مشاہدات اور مسائل میں باہم اختلاف نہیں رکھتے اور نہ ہی جھگڑتے ہیں۔ میری خوشی کی انتہا نہ تھی۔ میں رقت میں درود شریف پڑھتے جا

رہا تھا اور کبھی حضور کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کا چہرہ انور دیکھ لیتا تھا نظریں  
 نور و الفصحی کی تاب نہ لاتیں اور خود بخود جھک جاتیں۔ میرے دل میں  
 پھر خیال ابھرا کہ نہ مجھے ظاہری علم سے آشنائی ہے اور نہ باطنی سے۔ کام  
 کیسے چلے گا۔ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) مدینۃ العلم، رحمت للعالمین  
 پھر مسکرائے اور ارشاد فرمایا۔ غلام حیدر! کیوں متفکر ہوتے ہو؟ علم کی  
 جس قدر اور جیسے ضرورت ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ عطا ہوگا۔ ہم عنقریب  
 تمہیں ایک خاص ذمہ داری بھی سونپیں گے تم کسی قسم کے فکر و پریشانی  
 کو خاطر میں نہ لاؤ تمام بند و بست وقت پر ہو جائے گا۔ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام)  
 نے تبسم فرمایا اور آپ تشریف لے گئے۔ روشنی و مہک۔ ساتھ ہی  
 چلی گئی اور میں پھر بیٹھ کر درود شریف پڑھنے میں مشغول ہو گیا۔

### (ج) نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) سے عطائے مرتبہ شیخ العالم

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ گزشتہ بشارتوں کے دو تین  
 دن بعد میں حسب معمول نصف شب درود شریف پڑھ رہا تھا کہ پھر  
 کمرہ میں خوشبو و ضیا پھیل گئی اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) تشریف  
 لے آئے اور کافی اصحاب اکرام بھی ساتھ تھے۔ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام)  
 نے ارشاد فرمایا، غلام حیدر! ہم تمہاری نصف شب نوافل کی ادائیگی اور  
 تمہارے درود شریف پڑھنے سے بہت خوش ہیں اور ہم نے تمہیں شیخ العالم

لہ یہ واقعہ چوہدری صاحب نے مجھے بیس برس پہلے لاہور میں بتایا تھا، مگر مجھے کم و بیش بھول  
 چکا تھا۔ اب یہ واقعہ دوبارہ مجھے چوہدری لطیف صاحب فیصل آباد والے جو قبلہ چوہدری صاحب  
 کے شاگردوں میں سے ہیں۔ انہوں نے اس کی یاد دہانی کرائی تو میں نے لکھ دیا ہے۔

کا مرتبہ عطا کیا۔ یا رسول اللہ آپ پر لاکھوں درود اور سلام ہوں۔ میں نے درود شریف پڑھتے ہوئے بڑے ادب کے ساتھ کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یہ آپ کی اپنے ادنیٰ اُمتی اور ادنیٰ غلام پر بے حد نگاہ رحمت اور غایت ہے۔ میں اس قابل نہ تھا اور نہ ہوں۔ یہ تمام آپ کی رحمت و شفقت اور مہربانی ہے۔ مجھ پر رقت طاری تھی اور میں درود شریف پڑھتے جا رہا تھا۔

الصَّلَاةُ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ

نبی کریم، مدینۃ العلم، رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) مُکرائے اور ارشاد فرمایا۔ ہم علم بھی عطا کریں گے جس وقت بھی جس قدر اور جیسے علم کی ضرورت ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ دل و دماغ پر اترتا رہے گا۔ اور اس طرح ہم اپنے اُمتی۔ مُقربین و اولیاء اللہ کی راہنمائی کرتے رہتے ہیں اور یہ لوگ بفضل اللہ تعالیٰ اس طرح مُنکر و مُناقضین و مُشْرِکین اور ظلم و طاغوت اور شیاطین پر غلبہ و فتح و نصرت حاصل کرتے ہیں اور ایسے ہی اہل علم و مشاہدہ اور انعام یافتہ اولیاء اللہ درس و تدریس، تعلیم و تربیت تبلیغ دین، خدمتِ خلق و انتظامی امور وغیرہ کے فرائض منصبی پر فائز کیے جاتے ہیں اور ان لوگوں کو قرآن و سنت مبارک پر عمل و اتباع کے سلسلہ میں نصرت و قوتِ سلطان عطا ہوتی ہے اور ان کو کُفر و شرک اور ظلم و طاغوت کے مقابلے میں ہمیشہ غلبہ نصیب ہوتا ہے اور یہ لوگ کبھی بھی مرکز و دین کے لیے خفت و شرمساری کا باعث نہیں بنتے۔ یہ ہمارے مُقرب و محبوب اُمتی ہوتے ہیں۔ (آمین)۔ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام)



پھر تشریف لے گئے۔ میں اُن کی خدمتِ عظمیٰ و اقدس میں کھڑے ہو کر ادب کے ساتھ درود و سلام کا ہدیہ پیش کرتا رہا۔ اور وہ میری آنکھوں کے سامنے فضائیں بہت دُور چلے گئے۔ مجھ ناچیز پر نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کا یہ خاص انعام تھا۔ مجھ پر رقت طاری تھی اور میں بیٹھ کر صبح کی نماز تک اذکارِ الہی اور درود شریف پڑھتا رہا۔

# ایک مجذوب کی خدمت میں حاضری

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ کراچی میں قیام کے دوران ایک نوجوان مجذوب جس کی عمر پچیس برس کے لگ بھگ ہوگی حاضر خدمت ہوا اور کہا کہ مجھے روحانی طور پر حکم ملا ہے کہ میں آپ کے گھر بار کا خیال رکھوں آپ کی خدمت کروں اور ساتھ ساتھ درود شریف اور اذکارِ الہی بھی باقاعدگی سے کرتا جاؤں اور آپ سے تصبیح و رہنمائی لیتا جاؤں اور اس وقت میرے راستے و منزل میں جو مشکلات اور رکاوٹیں ہیں انہیں آپ کی صحبت و رہنمائی سے عبور کروں۔ یہ محترم مجذوب قبلہ چوہدری صاحب کے ہاں کراچی میں سات آٹھ ماہ تک ٹھہرے۔ اس عرصہ میں وہ نماز و اذکار اور وظائف کے علاوہ گھر کے کام میں تمام افراد کے ساتھ برابر کے شریک ہوتے تھے اور ہمہ وقت ذکرِ الہی میں بھی مشغول رہتے تھے۔ مغرب کے بعد شام کا کھانا تمام دوست اور مجذوب صاحب اور قبلہ چوہدری صاحب اکٹھے بیٹھ کر کھاتے اور پھر عشاء اور عشاء کے بعد تک گفتگو کا سلسلہ جاری رہتا۔ موضوع گفتگو نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی سیرتِ پاک و خلائق اور اوصافِ حمیدہ و معجزات وغیرہ پر ہی ہوتا۔ درود شریف پڑھنے کے ادب و اوقات، اذکارِ الہی، صوم و صلوٰۃ، حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائیگی، حصول رزقِ حلال و سچے مقال اور سچا راستہ اور دیگر عوامل جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور رسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی اطاعت و اتباع میں

ہوں اور جن سے نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذاتِ مبارک سے قُرب اور وصل نصیب ہوتا ہو۔ یہی موضوعات محور باتِ چیت ہوتے۔ سونے کے بعد نصف شب کو تقریباً دو اڑھائی بجے اٹھنا اور نوافل کی ادائیگی کے بعد صلوٰۃ الصبح تک اذکارِ الہی اور درود شریف میں مشغول رہنا اس گھر میں یہی معمولات تھے۔ جن پر مجذوب صاحب بھی بڑے ذوق و شوق کے ساتھ عمل پیرا تھے۔ اور باقاعدگی کے ساتھ حصہ لیتے تھے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ قبلہ چوہدری صاحبِ عملیات، جنات و مؤکلمین کی تسخیر تعویذ گنڈہ، دم دھاگہ، رشتوں اور کاروبار میں ترقی کے لئے عوامل اور ایسی دیگر باتوں سے بہت ہی زیادہ پرہیز کرتے تھے اور نہ ہی اپنے دوست و احباب کو ان کا سبق و مشورہ دیتے تھے۔ ان کے پاس ایک ہی مجرب نسخہ تھا۔ اذکارِ الہی۔ درود شریف و صراطِ مستقیم پر عمل پیرا ہونا، اور ان کے نزدیک ہر دکھ درد کا علاج، مشکلات و رکاوٹوں کا حل، دینی، روحانی اور جائز دنیاوی ترقی و کارِ اہنی عوامل میں مضمحل تھا۔

وہ محترم مجذوب ایک صبح اپنا بستر بوری یا سیٹھنے لگے۔ قبلہ چوہدری صاحب کے استفسار پر انہوں نے عرض کیا۔ حضرت قبلہ! میری مشکل حل ہو گئی ہے اور روحانی مرحلہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے طے ہو گیا ہے اور اب آپ سے اور تمام احباب سے رخصت کی اجازت چاہوں گا تاکہ میں اپنی جگہ پر بیٹھ کر میرے ذمہ جو بھی نظامِ خدمت کے فرائض منصبی سپرد ہوں گے، انہیں خوش اسلوبی سے نبھاؤں۔ قبلہ چوہدری صاحب نے فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ آپ کی منزل کا مرحلہ طے ہو گیا ہے۔ مگر میرا خیال ہے کہ آپ یہاں چند دن اور رُک جائیں تاکہ آپ کی طبیعت

میں مزید پختگی و اعتدال آجائے۔ پھر چلے جانا۔ بہر حال مجذوب صاحبؒ  
دو تین ہفتے کے لئے وہ مزید وہاں رُک گئے اور پھر قبلہ چوہدری صاحبؒ سے  
اجازت لی۔ سب کے ساتھ الوداع کہی اور کسی اور شہر چلے گئے۔

## رب، حضرت قبلہ کے مجذوبیت کے بارے میں تاثرات

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ مجذوب حضرات کی کافی قسمیں بیان  
کرتے تھے۔

۱۔ ایسے مسلمان جنہوں نے کسی بزرگ، ولی اللہ کی کتب و تحریروں سے  
وظائف و اذکار الہی اخذ کر کے بغیر کسی اُستاد یا شیخِ کامل کی صحبت اور  
اجازت کے اُن کا ورد شروع کر دیا۔ ایسے لوگ وظائف و اذکار کے جلالی و  
جمالی اثرات سے واقف نہیں ہوتے اور پھر ان وظائف و اذکار کے ساتھ  
دُرود شریف و قرآن مجید کی تلاوت زیادہ نہیں کرتے۔ لہذا وظائف کی  
شدت و جدت سے اُن کا ذہنی توازن متزلزل ہو جاتا ہے اور وہ دیوانہ وار  
گھومتے اور پھرتے رہتے ہیں۔ کبھی کپڑے پہنے رکھتے ہیں اور کبھی مچھاڑ  
دیتے ہیں۔ اُن کے یہ تاثرات اُس وقت تک ٹھیک نہیں ہوتے جب  
تک وہ یہ عوامل نہ چھوڑیں یا پھر پاک و صاف ہو کر دُرود شریف اور  
قرآن مجید کثرت کے ساتھ نہ پڑھیں یا پھر جب تک اُن پر درویشِ کامل  
کی نظر و تصرف نہ ہو اور بعد میں یہ لوگ اُس کی صحبت اختیار کریں اور  
صراطِ مستقیم و راہِ سلوک پر گامزن ہو جائیں۔

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ یہ مجذوب لوگ کئی کئی  
مہینے و سالہا تک وظائف و اذکار کی سرور و مستی میں گم رہتے ہیں اور

جذب کی حالت جب فرو ہوتی ہے تو وہ اپنے آپ کو کم و بیش وہیں پاتے ہیں جہاں سے چلے تھے۔ لہذا وہ زندگی کا کافی حصہ اپنی نااہلی و ذاتی تجربات کی وجہ سے ضائع کر دیتے ہیں۔ حضرت قبلہؑ ایسے لوگوں کے لئے یہ نصیحت کرتے تھے کہ وہ از خود کوئی وظائف، اذکار و عملیات نہ کریں۔ جب تک وہ کسی مردِ کامل کی صحبت اختیار نہ کر لیں۔ البتہ وہ صوم و صلوات و حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے بعد کثرت کے ساتھ درود شریف، قرآن حکیم پڑھیں اور نوافل ادا کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کے ساتھ ساتھ صراطِ مستقیم کی اور کسی مردِ حق کے ملنے کے لئے دعا کرتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ان کو صراطِ مستقیم اور صحیح درویش ضرور مل جائے گا۔

۲۔ ایسے لوگ جنہوں نے کسی مجذوب درویش کی صحبت اختیار کر لی اور مجذوب درویش نے ان کو کچھ وظائف اور اذکارِ الہی بتا دیئے اور وہ ان پر عمل پیرا ہو گئے یا پھر اُس مجذوب درویش نے ان پر اپنی نظر تصرف کیا۔ عموماً پھر وظائف کی حدت سے یا پھر مجذوبی تصرف سے ان لوگوں کا ذہنی توازن برقرار نہیں رہتا اور دیوانہ دار گھومتے پھرتے رہتے ہیں۔ کبھی کبڑے پہنے رکھتے ہیں اور کبھی پھاڑ دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

حضرت قبلہؑ فرماتے تھے کہ یہ لوگ بھی کئی کئی مہینے و سالہا تک وظائف اذکار اور مجذوبی تصرف کی سرور و مستی میں گم رہتے تھے اور جو نہی جذب کی حالت ختم ہوتی ہے تو یہ لوگ اپنے آپ کو کم و بیش وہیں پاتے ہیں، جہاں سے چلے تھے۔ نیز بعض اوقات ان کی مجذوبی حالت کے بعد ان محترم مجذوب درویش صاحب کا انتقال ہو چکا ہوتا ہے۔ لہذا ان کی زندگی کا کافی حصہ ان تجربات میں گزر چکا ہوتا ہے۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ ایسے

لوگوں کے لئے بھی پسند و نصیحت فرماتے، جیسے کہ اوپر تحریر کیا گیا ہے۔  
 ۳ حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ بیان کرتے تھے کہ بعض ایسے سالکین  
 ہیں جنہوں نے اپنے پیر و مرشد صاحب سے بیعت کی، راہ سلوک اختیار کیا  
 کافی محنت و مجاہدہ کیا اور اس دوران وہ وظائف و اذکارِ الہی کی شدت  
 اور حدت سے مجذوب ہو جاتے ہیں۔ ہمہ وقت اُن پر سرورِ مستی غالب رہتی  
 ہے (ان مجذوب حضرات کی بھی چند اقسام ہیں)۔

۱۔ ایسے سالکین مجذوب جن کے پیر و مرشد ایک کامل درویش  
 ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)  
 کی نگاہِ رحمت کے طفیل اور مرشد صاحب کی صحیح تعلیم و تربیت  
 اور صحبت و تصرف سے جذب کی حالت میں بھی میدانِ عرفانِ الہی  
 میں رُو حانی منازل طے کرتے رہتے ہیں اور ان کے شیخ محترم اُن پر نگاہ  
 رکھتے ہیں کہ جب اُن کے ان شاگردوں کو دنیاوی ماحول اور لائٹوں  
 سے ہٹ کر انہیں اس مجذوبی عرصہ میں کافی رُو حانی ترقی حاصل ہو گئی  
 ہوتی ہے تو وہ اپنی نگاہِ تصرف سے انہیں جذب کی حالت سے بلہرے  
 آتے ہیں اور انہیں پاک صاف رہنے، صوم و صلوٰۃ وغیرہ کی پابندی  
 اور کثرت کے ساتھ درود شریف اور قرآنِ پاک پڑھنے کی ہدایت کرتے  
 ہیں۔ اس طرح اُن کی جذب کی حالت آہستہ آہستہ اعتدال پر آ  
 جاتی ہے اور وہ سالک اپنے شیخ محترم کی صحبت اور تعلیم و تربیت  
 سے رُو حانی ترقیوں کی منازل طے کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

مگر حضرت قبلہؒ یہ طریقہ بہتر خیال فرماتے تھے کہ یہ احسن ہے کہ سالک  
 راہِ سلوک اور رُو حانی منازل بغیر مجذوبی حالت میں جانے کے طے کرتا ہے اور

شیخ محترم کے تصرف سے اُس پر مجذوبیت حاوی نہ ہو، کیونکہ سالک پر تصرف اور مجذوبیت حاوی کرنے کے بعد پتہ نہیں ہوتا کہ اس دوران شیخ محترم زندہ بھی رہیں گے یا نہیں؟ اور یہ خیال کہ چند ماہ یا سال دو سال بعد اپنے شاگرد سالک کو پھر تصرف کر کے دوبارہ اعتدال اور راہ سلوک پر لاسکیں گے، اُن کا یہ ارادہ اور خیال پایہ تکمیل کو بھی پہنچ سکے گا یا نہیں؟ لہذا تصرف شیخ کی وجہ سے رونا ہونے والی مجذوبیت، مرد سالک کے لئے بہتر اور فائدہ مند نہیں رہتی۔ البتہ اگر اسباق و اذکار سے سالک پر جذب کی حالت خود بخود طاری ہو جاتی ہے تو یہ بے اختیار ہی عمل ہے۔ مگر بعد میں درود شریف اور قرآن حکیم کو بکثرت پڑھنے سے سالک کی حالت آہستہ آہستہ اعتدال پر آ جاتی ہے

ب۔ ایسے سالک مجذوب جن کے پیرو مرشد کا بل درویش نہیں ہوتے اور وہ اپنے شاگردوں کو از خود عملیات، وظائف و اذکار بتا دیتے ہیں اور شاگرد صاحبان جو کافی محنت و مجاہدہ سے اپنے نااہل شیخ کے بتائے ہوئے وظائف پر عمل کرنا شروع کر دیتے ہیں اور کچھ عرصہ بعد اُن کا دماغی توازن متزلزل ہو جاتا ہے اور وہ دیوانہ وار گھومتے پھرتے رہتے ہیں

وقت آنے پر ان مجذوب حضرات کو ایک مقام پر انتظامیہ میں بھیج دیا جاتا ہے اور انہیں کسی قصبہ و شہر وغیرہ میں اہل خدمت کا شعبہ دے دیا جاتا ہے اور یہ اہل اللہ ایک صوبائی یا ملکی قطب یا غوث کی راہنمائی و نگرانی میں کام کرتے رہتے ہیں اور ایسے اہل اللہ پر ابتداء میں اکثر جذب کی حالت طاری رہتی ہے اور یہ لوگ

عوام الناس سے الگ تھلگ رہ کر اہل خدمت میں اپنے فرائض سر انجام دیتے رہتے ہیں اور ساتھ ساتھ ان کی روحانی ترقی بھی ہوتی رہتی ہے۔ حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ ان پر مجذوبی حالت کم و بیش اس لئے حاوی رہتی ہے کہ ان اہل اللہ کے متعلق لوگوں کو تپہ نہ چل سکے اور ان کا عوام الناس سے زیادہ رابطہ نہ رہے۔ جب یہ اہل اللہ ترقی کرتے کرتے اہل خدمت یا انتظامیہ کے محکمے میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی نگاہِ رحمت سے قطب ابدال یا غوث وغیرہ بنتے ہیں تو ان پر جذب کی حالت عموماً ختم ہو جاتی ہے۔



# شان رسالت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) قرآن حکیم کی روشنی میں

(اختصار کے ساتھ)

رَبَّنَا وَإِنَّا لَمِنَ الَّذِينَ لَمَّ بَعْثُ رَبِّهِمْ رَسُولًا  
مِّنْهُمْ .....  
كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا  
مِّنكُمْ .....  
(سورة البقرہ، آیات ۱۲۹، ۱۵۱)

اے ہمارے رب ان میں ان ہی میں سے  
ایک رسول مبعوث فرما .....  
جیسا کہ ہم نے تم میں تم ہی میں سے رسول  
مبعوث فرمایا .....  
جو تم کو ہماری آیات پڑھ کر سناتے ہیں اور تم کو کتاب  
وحکت کی تعلیم دیتے ہیں اور تمہارا تزکیہ کرتے ہیں۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ  
إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ  
أَنْفُسِهِمْ .....  
(آل عمران، آیت ۱۶۴)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مومنین پر بہت احسان  
فرمایا ہے کہ ان میں ان ہی میں سے رسول  
مبعوث کیا۔ (جو ان کو ہماری آیات پڑھ کر سناتے ہیں  
ان کا تزکیہ کرتے ہیں اور ان کو کتاب وحکت کی تعلیم دیتے ہیں  
اور اس سے پہلے یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے)

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ  
إِلَيْكُمْ جَمِيعًا .....  
(الاعراف، آیت ۱۵۸)

آپ فرمادیجئے کہ اے لوگو! بیشک میں تم سب  
کی طرف رسول اللہ بن کر آیا ہوں .....  
بنا کر بھیجا۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ  
(الانبیاء آیت ۱۰۷)  
... وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَ  
خَاتَمَ النَّبِيِّينَ .....  
(الاحزاب آیت ۳۳)

اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت  
بنا کر بھیجا۔  
حضرت محمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تمہارے  
مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لکھیں آپ تو اللہ  
کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

(سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والے ہیں)  
حضرت محمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اللہ  
کے رسول ہیں...

اور وہ اپنی خواہش سے گفتگو ہی نہیں  
فرماتے وہ تو وہی فرماتے ہیں جو ان پر وحی  
ہوتی ہے۔ ان کو تعلیم فرمائی شدید قوت  
والے نے۔

رحمن ہی نے ان کو قرآن کی تعلیم فرمائی۔

وہ عالم الغیب ہے پس وہ اپنے غیب  
کو کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔

سو جس رسول سے وہ راضی ہو جاتا ہے...

اور وہ غیب کی بات بتانے میں ذرا  
بخل نہیں فرماتے۔

اور عنقریب آپ کا رب آپ کو وہ  
کچھ عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند  
فرما دیا۔

مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ط....

(الفتح، آیت ۲۹)

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۗ  
اِنْ هُوَ اِلَّا وَّحْيٌ يُّوْحٰى ۗ  
عَلَّمَهُ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۗ

(النجم، آیات ۳، ۴، ۵)

الرَّحْمٰنُ ۗ لَا عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۗ

(الرحمن آیات ۱، ۲)

عِلْمَ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى  
غَيْبِهٖ اَحَدًا ۗ

اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَسُوْلٍ ...

(الحج آیات ۲۶، ۲۷)

وَمَا هُوَ عَلٰى الْغَيْبِ بِضٰنِنٍ ۗ

(التكوير، آیت ۲۴)

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ

فَتَرْضٰى ۗ

(الضحىٰ آیت ۵)

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۗ

(الانشراح آیت ۴۰)

## قبلہ چوہدری صاحب کی رحیم یار خان میں سکونت

۱۔ قبلہ چوہدری صاحب کے خاندان کے افراد دیگر عزیز واقارب کو ہوشیار پور میں چھوڑی ہوئی زمین کے بدلے میں موضع آباد پور اور دولت پور ضلع رحیم یار خان میں زمین مل گئی اور وہ تمام لوگ وہیں رہائش پذیر ہو گئے۔ حضرت قبلہ کے چھوٹے بھائی محکمہ ٹیلیفون و تار کے لاہور ڈویژن میں جگہ مل گئی اور انہوں نے لاہور میں سکونت اختیار کر لی۔ حضرت قبلہ کی ہوشیار پور والی زمین کے یونٹوں کا فیصلہ محکمہ مال و آباد کاری، بہاولپور ڈویژن اور ملتان ریجن نے تقریباً تیرہ چودہ سال بعد ۱۹۶۱ء کے لگ بھگ کیا اور متروکہ زمین موضع آباد پور ضلع رحیم یار خان میں بڑی تگ و دو اور مشکلات کے بعد ملی، مگر چونکہ دریں اثناء آپ کے صاحبزادے چوہدری شبیر صاحب کو محکمہ انہار، رحیم یار خان میں ڈرافٹمین کی حیثیت سے ملازمت مل چکی تھی اور انہیں سرکاری گھر کینال کالونی میں مل گیا تھا۔ لہذا قبلہ چوہدری صاحب نے رحیم یار خان میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

## (ب) پاکستان میں دیگر عزیز واقارب کی سکونت و رہائش

موضع اجڑام، ہوشیار پور کے دیگر عزیز واقارب، ضلع بہاولنگر میں زرعی زمین ملنے کی وجہ سے وہاں آباد ہو گئے۔ ان میں چوہدری نیاز خان صاحب (جو چند سال قبل فوت ہو گئے) کے نام کا تذکرہ قدسے ضروری تھا۔

کیونکہ یہ قبیلہ چوہدری صاحب کے رشتہ دار ہونے کے ساتھ ساتھ پیر بھائی بھی تھے۔ موضع اجڑام کے دیگر افراد موضع بہمنی والا ضلع فیصل آباد میں آباد ہوئے اور ان میں سے چند صاحبان کو لاہور میں ملازمت ملنے کی وجہ سے وہ لاہور ہی میں مقیم ہو گئے۔ ان میں حاجی نور محمد صاحب جو محکمہ ڈاک لاہور میں پوسٹ ماسٹر تھے اور اسلام پورہ (کرشن نگر) میں رہائش پذیر تھے اور دوسرے چوہدری محمد لطیف صاحب، جو پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ بھاو لپور میں انسٹرکٹر تھے۔ اور آج کل ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ فیصل آباد میں ہیں۔ ان دو احباب کا یہاں تذکرہ ضروری ہے۔ جب چوہدری لطیف صاحب بھاو لپور میں انسٹرکٹر تھے، ماہ جنوری ۱۹۶۶ء میری (یعنی راقم کی) تقرری بھی اسی پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ بھاو لپور میں بحیثیت ایک لیکچرار کے ہوئی تھی اور وہیں چوہدری لطیف صاحب سے ملاقات ہوئی اور پھر ہم اکٹھے ایک ہی مکان میں ایک دو سال کے عرصہ کے لئے ٹھہرے رہے۔

۴۔ میری یعنی راقم کی گورنمنٹ میں سب سے پہلے تقرری پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ بھاو لپور میں ماہ جنوری ۱۹۶۶ء میں ہوئی۔ چوہدری محمد لطیف صاحب کی اور میری ملاقات وہیں انسٹی ٹیوٹ میں ہوئی چوہدری صاحب اس وقت غیر شادی شدہ تھے اور وہ ایک اور غیر شادی شدہ دوست خالد صاحب کے ساتھ دن یونٹ کالونی کے ایک مکان میں اکٹھے رہتے تھے۔ یہ لوگ مجھے بھی اپنے ساتھ لے گئے اور میں راقم ان احباب کے ساتھ ٹھہر گیا۔ اس وقت میں بھی غیر شادی شدہ تھا۔ اور میری عمر تقریباً پچیس برس تھی اور مجھے قبلہ چوہدری صاحب کے ساتھ شرف ملاقات چوہدری لطیف صاحب کے ہاں ہی ہوا۔

۵۔ حاجی نور محمد صاحب (مرحوم) جن کا انتقال جنوری ۱۹۸۲ء کو لاہور میں ہوا۔ یہ وہی میں محکمہ ڈاک میں ملازم ہوئے تھے اور لاہور میں ہجرت کے بعد وہ محکمہ ڈاک لاہور میں منتقل ہو گئے۔ محترم نور محمد صاحب نے حج قبلہ چوہدری صاحب کے ساتھ ۱۹۵۹ء میں کیا تھا اور حضرت قبلہ کے زیر تربیت اور ارادت مند احباب میں حاجی نور محمد صاحب سے پہلے اشخاص میں سے تھے۔ اور حضرت قبلہ جب کبھی لاہور آتے تو محترم حاجی صاحب کے ہاں اسلام پورہ میں ہی قیام فرماتے۔ محترم حاجی صاحب نے آج سے دس بارہ سال قبل ایک کتاب "مقام آدم" بھی تصنیف کی اور حضرت قبلہ کی کتاب "حرم دل" کے مسودہ کو نظر ثانی اور تیار کرنے میں بہت ہمت لگاتے تھے۔

## اج، ملتان کے قطب سے ملاقات اور زمین کی الاٹمنٹ

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ زرعی زمین کے یونٹوں کی منتقلی کے سلسلہ میں قبیلہ چوہدری صاحب اور ان کے چھوٹے بھائی صاحب کی مثل بہاولپور ڈویژن سے دفتر آباد کاری و بحالیات ملتان ریجن کو بھیج دی گئی۔ دس بارہ سال حضرت قبیلہ اور ان کے رفقاء اس معاملہ میں کوشش کرتے رہے کہ زمین کی الاٹمنٹ کا مسئلہ جلدی حل ہو جائے۔ مگر دفاتر کے چند لالچی اہلکاروں نے ایک دفعہ مثل گم کر دی اور پھر تقریباً ایک دو سال تک گم رہی۔ حضرت قبیلہ نے بہاولپور اور ملتان کے دفاتر میں بہت چکر لگائے کہ مثل مل جائے، مگر ثمرت اور لالچ کی وجہ سے اہل کاروں نے اسے دبائے رکھا تھا۔

بالآخر ایک دن حضرت قبیلہ ملتان دفتر کے باہر پیشی کے انتظار میں بیٹھے تھے کہ اچانک ایک رجل الغیب بالکل پاس ہی سے نمودار ہوئے اور بڑے تپاک و ادب سے سلام و مصافحہ کیا۔ کہنے لگے کہ میں ملتان کا قطب ہوں۔ چند دن پہلے مجلس رجال الغیب یعنی بورڈ نے فیصلہ کیا ہے کہ (قبیلہ) چوہدری صاحب کی زمین کی گمشدہ مثل لالچی اہلکاروں کے قبضہ سے برآمد کی جائے اور انہیں رحیم یار خان میں زمین الاٹ کی جائے۔ قبلہ! آج آپ جب پیشی کے لئے جب اندر جائیں گے تو مثل بھی مل جائے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ فیصلہ بھی آپ کے حق میں ہو جائے گا۔ یہ لالچی اہلکار رشوت کھانے کے چکر میں لوگوں کو ناجائز تنگ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی شر سے ملک و قوم کو بچائے۔ آمین! تھوڑی ہی دیر کے بعد قبیلہ چوہدری صاحب کو دفتر کے اندر سے پیشی

کے لئے آواز پڑی۔ آپ اندر گئے۔ مثل وہاں موجود تھی اور آفیسر مجاز نے چند ہی منٹوں میں آپ کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ اور رحیم یار خان میں موضع آباد پور اور دولت پور میں اپنے اہل خاندان کے پاس ہی زمین کی الاٹمنٹ کے احکامات جاری کر دیئے۔ اور آفیسر مجاز نے کہا۔ (قبلہ) چوہدری صاحب مجھے بہت افسوس ہے کہ آپ کی مثل کافی عرصہ تک گم رہی اور آپ کو انتظار کی زحمت اٹھانا پڑی۔ حضرت قبلہ دفتر سے باہر آئے تو ادھر ادھر دیکھا کہ شاید قطب صاحب نظر آجائیں تو ان کا شکریہ ادا کر دوں۔ مگر قطب صاحب وہاں نہ تھے

## (د) ملتان میں بزرگان دین کے مزار پر حاضری

زمین کی الاٹمنٹ کے سلسلہ میں قبلہ چوہدری صاحب کا رحیم یار خان سے بہاولپور اور ملتان آنا جاننا رہتا تھا۔ اور ملتان میں آپ اکثر حضرت شاہ شمس سبزواری، حضرت بہاؤ الدین زکریا اور حضرت شاہ رکن عالم کے مزارات پر حاضری دیا کرتے تھے اور ان اولیاء کرام سے اکثر سعادت گفتگو ہوتی۔ مگر حضرت قبلہ نے کبھی کسی خاص واقعہ یا بات چیت کے متعلق نہیں بتایا۔

## (س) حضرت خواجہ غلام فرید سے سعادت ملاقات

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ کراچی سے رحیم یار خان منتقلی کے بعد آپ اکثر اپنے صاحبزادہ صاحب کے پاس ہی رہتے تھے اور اکثر وہاں آپ طریقت معرفت اور درویشی کے مختلف مراحل و پہلوؤں پر کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے تھے۔ اس دوران کبھی لاہور چلے جاتے اور وہاں اپنے بھائی صاحب اور حاجی نور محمد صاحب کے پاس چند ایام رہ کر واپس آجاتے اور اس طرح تمام

عزیز واقارب و اہل اجرام والوں کی خیریت کا علم ہو جاتا۔

آپ بتاتے تھے کہ ایک دفعہ میں ذکر الہی اور درود شریف پڑھنے میں مشغول تھا کہ پرواز شروع ہو گئی۔ پھر میں بہاولپور ڈویژن کا تمام صحرائی علاقہ دیکھ رہا ہوں۔ بعض مقامات پر نہریں، سبزہ زار و نخلستان دیکھے مجھے یک دم خیال آیا کہ یہ تمام منجانب اللہ تعالیٰ ہے کہ مجھے رحیم یار خان کے اردگرد کے تمام علاقہ جات دکھائے جا رہے ہیں۔ جہاں مجھے اب رہنا ہے اور شاید اسی علاقہ میں مجھے وہ خاص فرائض منصبی عطا ہوں گے۔ جن کی بشارت دہلی میں اکثر بار ہو چکی تھی میں نے ایک میدان میں ایک بہت مہتمر بابا کو اپنی لائٹھی پر ٹیک لگائے کھڑے دیکھا اور ان کے سامنے بہت ہی بڑا بھیر بکریوں وغیرہ کاریوڑ تھا جو کہ گھاس وغیرہ کھا رہا تھا۔ اور مہتمر بابا اس ریوڑ کی دیکھ بھال کر رہے تھے۔ میں نے کوشش کی باباجی کے سامنے کی بجائے پیچھے سے نکل جاتا ہوں تاکہ باباجی کے کام میں مداخلت نہ ہوں اور پرواز میں کوتاہی بھی نہ ہو، مگر جو نہی باباجی کے پیچھے سے گزرنے لگا۔ باباجی نے فوراً مڑ کر کہا۔ برخوردار، میرے عزیز، ذرا رُکنا۔ بات سُننا۔ میں رُک گیا اور باباجی کے سامنے جا کر ان کو سلام عرض کیا۔ باباجی نے وعلیکم سلام کہا اور فوراً اپنی لائٹھی میرے ہاتھ میں دے دی اور کہا۔ میرے عزیز! اب اس ریوڑ کی دیکھ بھال آپ کریں گے۔ میں بہت بوڑھا ہو چکا ہوں۔ میں نے بھی لائٹھی باباجی کو واپس کرتے ہوئے کہا۔ باباجی آپ ریوڑ کی بہت اچھی طرح سے دیکھ بھال کر رہے ہیں میں اس خوبی کے ساتھ ان کی دیکھ بھال نہیں کر سکتا۔ باباجی نے کہا۔ میرے عزیز! اب حکم ایسا ہی ہے۔ اب آپ یہاں ریاست کی زمین پر سکونت پذیر ہو گئے ہیں۔ اب یہ کام آپ ہی کو کرنا ہے اور باباجی لائٹھی مجھے دے کر آپ فوراً غائب ہو گئے۔

بعد میں میں فوراً سمجھ گیا کہ یہ خواجہ غلام فرید تھے، جو بھیر اور بکریوں وغیرہ میری دیکھ بھال میں دے گئے ہیں۔ مجھے علم ہو گیا کہ یہ ریورنہ تھا۔ بلکہ ایسے مسلمان لوگوں کی جماعت تھی، جن کی روحانی تعلیم و تربیت میرے سپرد کی جائے گی۔ اس کی ایک شکل مجھے دکھادی گئی۔ حضور قبلہ خواجہ غلام فرید سے اس کی بعد بھی کئی مرتبہ سعادت ملاقات ہوئی اور آپ نے تعلیم و تربیت اور درس و تدریس میں نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے محبت و عشق و اتباع پر ہی زور دینے کی تلقین فرمائی اور بتایا کہ اس علاقہ کے لوگ محبت و اتباع رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں بہت پُر خلوص اور پختہ ہیں اور اہل محبت و عرفان درویشوں کی راہ میں آنکھیں بچھا دیتے ہیں اور آپ ان کو بہت اچھا پائیں گے۔

تتی رورو واٹ نہاراں  
جیس کارن سو سختی جھاگی  
کڈہیں سالول موڑ مہاراں  
پھر ڈوھاگی دیس براگی  
تھیواں باغ بہاراں  
جیندی ڈیکھاں سالول ساگی  
کڈہیں سالول موڑ مہاراں

(خواجہ غلام فرید)

## (س) رحیم یار خان میں حکمت و مطب

قبلہ چوہدری صاحب کی مجالس میں اگر کسی وقت کوئی ذوق حکمت والے شخص آجاتے تو ان کو بہت ہی نادر، نایاب و محترم حکیمی نسخے لکھوا دیتے اور لوگوں کو کافی فائدہ پہنچ جاتا۔ ان نایاب حکیمی نسخوں کے متعلق تفصیل کے ساتھ انشاء اللہ تعالیٰ بعد میں بیان ہوگا۔ اس وقت یہ بتانا ضروری ہے کہ جس وقت تک حضرت قبلہ کو زرعی زمین کی الاٹمنٹ نہیں ہوئی تھی آپ



قبلہ نے چند ماہ کے لئے رحیم یار خان میں حکمت کا مطب کھولا تھا۔ چند ہی دنوں کے بعد کافی مریض آنے شروع ہو گئے۔ حضرت قبلہؒ اکثر نسخہ لکھوا دیا کرتے اور مریض لوگ بازار سے ادویات لے لیا کرتے تھے اور بعض اوقات حضرت قبلہؒ اپنے مطب سے بھی دوائیاں دے دیتے تھے اور ان کے پیسے مریضوں سے لے لیتے تھے اور بعض مریض حضرات کو قرآن مجید کی آیات اور درود شریف پڑھنے کو بھی بتا دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مریضوں کو بہت فائدہ پہنچ رہا تھا۔ حضرت قبلہؒ فارغ اوقات میں، مطب میں بھی اذکارِ الہی اور درود شریف میں مشغول رہتے تھے، مگر چند ہی ماہ بعد آپ نے مطب بند کر دیا۔

دوست و احباب کے استفسار پر کہ حضرت قبلہؒ اچھا مطب اچھا بھلا چل نکلا تھا تو آپ نے اس کام کو خیر باد کیوں کہہ دیا؟ قبلہ چوہدری صاحب نے اس ضمن میں بتایا کہ حکمت و مطب کے ان چند ماہ کے دوران تین چار مریض بڑی نازک حالت میں میرے پاس آئے۔ میں نے ان کی نبض اور تشخیص کے مطابق ان کو نسخے تو لکھوا دیئے اور وہ شہر سے دوائی لے کر اپنے گاؤں والے چلے گئے، مگر تمام شام بلکہ رات بھر کئی دفعہ مجھے ان مریضوں کا خیال دل و دماغ میں ابھرتا رہا۔ کہ باری تعالیٰ پتہ نہیں ان کی حالت کیسے ہے۔؟ طبیعت قدرے سنبھلی ہے کہ نہیں، بخار کم ہوا ہے کہ نہیں، قے و متلی وغیرہ بند ہوئی ہے کہ نہیں.....؟ اور ان خیالات کی انجھن میں اذکارِ الہی اور درود شریف پڑھنے کے میرے اوقات بھی بہت متاثر ہوئے ہیں، بلکہ ان اوقات میں خیال بیٹ جاتا اور طبیعت میں کیسوی پیدا نہ ہو پاتی۔ میں نے سوچا کہ میں اذکارِ الہی اور درود شریف

میں کمی کے باعث کہیں نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذاتِ مبارک سے دُور نہ ہو جاؤں۔ بس اسی خیال سے مطب کو بند کر دیا اور زیادہ تر توجہ اور دھیان کھیتی باڑی کی طرف منتقل کر دیا۔ اس کام میں یعنی ہل چلاتے، بیج بوتے، کھا د ڈالتے اور فصل کی کٹائی کرتے وقت ذکر اللہ اور درود شریف میں خیال دیکسوئی نہیں بنتی تھی بلکہ اذکارِ الہی و درود شریف کے تصرف و برکت سے بیل وغیرہ بھی زیادہ خوش اور صحت مند نظر آتے تھے۔ بلائیں دُور رہتی تھیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پیداوار میں بھی اضافہ رہتا تھا۔

## حضرت میاں میر صاحب اور قبیلہ شیخ و مرشد صاحب سے ملاقات

قبیلہ چوہدری صاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں لاہور گیا اور کچھ ذاتی کام کر کے واپس ریم یار خان آ گیا۔ دوسرے ہی دن میں گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ قبیلہ سائیں جی شیخ و مرشد صاحب ہاتھ میں چھڑی کا سہارا لیے ہوئے بیٹھک کے باہر نظر آئے۔ پھر اندر تشریف لے آئے اور السلام علیکم کہا۔ میں نے بڑے ادب کے ساتھ وعلیکم السلام کہا۔ قبیلہ سائیں جی نے فرمایا۔ غلام حیدر! ایک دو دفعہ آپ لاہور آئے۔ اور میری قبر پر بھی نہ آئے اور فاتحہ بھی نہ پڑھی کیا آپ نے ہمیں مردہ سمجھ لیا ہے؟ دیکھ لیں میں ادھر کھڑا ہوں اور مردہ تو نہیں ہوں؟ میں نے عرض کیا سائیں جی! ایسا تو نہیں ہے، بس میں کام کر کے لاہور سے واپس آ گیا۔ بس کوتاہی ہوئی کہ میں ان دنوں آپ کے مزار پر حاضری نہیں دے سکا۔ میں نے کہا سائیں جی! آپ بیٹھیں اور اپنے حالات و کوائف خیریت سے بتائیں۔

قبیلہ سائیں جی نے فرمایا۔ غلام حیدر! وہ شخص مرتا نہیں ہے جس کو نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی غلامی اور محبت و اتباع میسر ہو جائے۔ موت اس کے لیے ایک پردہ ہوتی ہے۔ اسے بعد میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور انعام سے جو زندگی عطا ہوتی ہے۔ اس کا عوام الناس کو شعور نہیں ہے۔ یہ بھی ایک خاص تعلیم ہے، جو قرآن و حدیث شریف کے تابع ہے، مگر عام علما اور مسلمان اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ بڑے انوس کا مقام ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے علوم

۱۔ قبیلہ سائیں مراد علی شاہ صاحب کا مزار شریف لاہور میں حضرت میاں میر کے قبرستان میں واقع ہے۔

کاسمندرا اور خزانہ عطا کیا ہے۔ مگر ہم اس سے بہت کم فائدہ اٹھاتے ہیں اور بے بہرہ رہتے ہیں۔ میں نے کہا قبلہ سائیں جی! آپ صحیح فرماتے ہیں۔ قبلہ سائیں جی نے کہا۔ غلام حیدر! اب آپ اپنی پہلی فرصت میں لاہور آئیں اور میری قبر پر ان کر دُعائے فاتحہ و مغفرت اور ایک دو دفعہ درود تاج شریف ضرور پڑھ کر جانا۔ میں نے عرض کیا۔ قبلہ سائیں جی! بہت اچھا۔ پھر قبلہ سائیں جی نے اٹھے اور السلام علیکم کہہ کر چل دیئے اور معاً ہی فضا میں روپوش ہو گئے۔

میں ایک دو دن کے بعد ہی لاہور روانہ ہو گیا اور وہاں حضرت میاں میر صاحب کے مزار اور قبلہ سائیں جی کے مزار پر حاضری دی اور دُعائے فاتحہ و مغفرت اور درود تاج شریف پڑھا۔ حضرت میاں میر صاحب نے زیارت سے نوازا۔ دولتِ وصل کی لہریں اور عشق و عرفان کی پُرسوز شعا عین ان کی جانب سے میرے جسم میں سرایت کر رہی تھیں۔ معلوم دیتا تھا کہ آپ کا محبت و عشق اور مجاہدہ و اتباعِ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) میں بہت بڑا مقام ہے۔ آپ کی طبیعت بہت ہی سادہ مگر اتباعِ قرآن و سنتِ مبارک میں لبریز نظر آتی تھی۔ وہ میری طرف دیکھ کر مسکرا رہے تھے اور میں ان کو دیکھ کر پُرسوز ہو رہا تھا۔

حضرت شیخ میاں میسرولی ہر خفی از نورِ جاں اوجلی

بر طریقِ مُصطفیٰ محکم پیئے (علیہ الصلوٰۃ و السلام)

ثربتش ایساں خاکِ شہرِ ما مشعلِ نورِ ہدایتِ بہرِ ما

(علامہ ڈاکٹر محمد اقبال)

قبلہ سائیں جی نے بھی ملاقات فرمائی۔ اور بہت خوش ہوئے۔ فرمانے لگے۔ جب لاہور آنا ہو تو کبھی ادھر بھی آجایا کریں۔ آپ کے ذکر الہی اور درود شریف پڑھنے سے طبیعت اور پرکیت ہو جاتی ہے اور بھی عقیدت مند اور مسلمان لوگ

جب دعائے فاتحہ و مغفرت اور قرآن شریف اور درود شریف پڑھتے ہیں تو بہت سکون اور ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔

میں نے اجازت طلب کی اور انہوں نے میرے واپس ہونے پر فرمایا کہ غلام حیدر! تربیت کا فرض منصبی جو نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے عطا فرمایا ہے اسے دوست و احباب اور شاگردوں میں بہت پیار و شفقت سے پھیلانا اور ذات مبارک نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو اولیت دیتے رہنا، جو ذات مبارک مقصود و موجود ہے اور جس کو دوام ہے۔ باقی ہم سب امتی، اور ادنیٰ غلام ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ظاہر و باطن اور اول و آخر میں اسی نسبت پاک سے ہماری پہچان ہوگی۔ انہوں نے کہا، آپ جائیں۔ آپ پر نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی شفقت و نگاہ رحمت رہے اور اللہ تعالیٰ کی حفظ و امان آپ کے محبت بھرے الفاظ سے مجھ پر سرور و مستی غالب ہوئی۔ بالآخر میں نے قبیلہ سائیں حبی کی خدمت میں سلام عرض کیا اور واپس ہوا۔

## سعادتِ حجِ مُبارک

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ سال ۱۹۵۸ء یا ۱۹۵۹ء میں دو تین دوستوں کے ہمراہ حجِ مُبارک پر جانے کا ارادہ کیا۔ سب نے درخواستیں اور پیسے جمع کروا دیئے۔ اُن دنوں درجہِ عرشہ، بحری جہاز میں تقریباً دو ہزار روپے زرِ مبادلہ کے ساتھ خرچ ہوتے تھے اور عرب شریف میں تین ساڑھے تین ماہ تک رہنا پڑتا تھا۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ اور احباب نے اوائل کے جہازوں میں جانے کا فیصلہ کیا۔ خشک راشن، احرام اور زادِ راہ تیار کیا اور تمام احباب کراچی سے پہلے والے جہازوں میں روانہ ہوئے۔ راستے میں اذکارِ الہیٰ نماز، تلاوتِ قرآنِ پاک اور دُردِ شریف پر زور رہا۔ دس روز کے بعد جہازِ جدہ کی بندرگاہ پر بخیر و عافیت پہنچ گیا۔

۱۔ جدہ اترتے ہی اپنے مُعلم سے ملے اور مدینہ منورہ جانے والی بس میں سوار ہو گئے۔ شہرِ مقدس میں پہنچنے پر مُعلم کے آدمیوں نے ایک چھوٹا سا مکان لے دیا۔ سامانِ بخوبی وہاں پہنچایا۔ نہادھو کر مسجدِ نبویؐ شریف میں حاضر ہو گئے۔ ہم نے مسجدِ شریف میں داخل ہوتے ہی دو نوافل ادا کیئے، پھر دُردِ شریف پڑھتے ہوئے روضہِ مُبارک کے سامنے آ گئے۔ وہاں مُعلم نے دُردِ وسلام پڑھوایا۔ مُعلم کے ساتھ ساتھ ہم بھی دُردِ وسلام دُھراتے جا رہے تھے۔ ہمارا دل و دماغ زبان و خیال سب نذرانہٴ دُردِ وسلام بخصور سرورِ کائنات، رحمتِ للعالمین و رُوفِ رحیم

۱۴ حاجی نور محمد صاحب (مرحوم)، اسلام پورہ لاہور اور صفوی محمد یعقوب صاحب نیلا گنبد لاہور

(علیہ الصلوٰۃ والسلام) پیش کر رہے تھے۔

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ

(آپ پر لاکھوں کروڑوں درود و سلام)

آنکھوں میں آنسو تھے۔ اپنی گناہ گاری پر شرمساری تھی۔ دوست و احباب

کا درود و سلام بھی عرض کیا۔ دعائیں بھی مانگیں سب کے لئے۔ پاکستان اور

دنیا سے اسلام کے لئے، پھر معلم صاحب ذرا آگے بڑھے۔ ہم نے سیدنا ابو بکر صدیقؓ

کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ اسی طرح معلم نے ذرا آگے بڑھ کر سیدنا عمر فاروقؓ عظیم

کے روبرو بدیہ سلام پیش کیا اور پھر سیدنا جبرائیلؑ کی خدمت میں باب جبریل کے

سامنے سلام عرض کیا۔ معلم نے ہمیں یہ سب کچھ سمجھا دیا اور پھر ہم مسجد شریف میں

بیٹھ کر نوافل، قرآن پاک اور درود و سلام پڑھتے رہے۔ یہ ہمارا روزانہ کا معمول تھا۔

## ب۔ یدِ شفقتِ نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ جمعۃ المبارک کے ایک دن ہم نماز

شروع ہونے سے کافی پہلے حرم شریف میں آگئے اور ہمیں روضہ اطہر کے بالکل

قریب دوسری صف میں جگہ ملی۔ ہم سب وہیں بیٹھ گئے۔ کبھی نوافل ادا کرتے

اور کبھی درود شریف کا ورد کرتے۔ آہستہ آہستہ لوگ آ رہے تھے اور حرم شریف

بھرے جا رہا تھا۔ اتنے میں روضہ مبارک کے اندر سے نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

کا یدِ مبارک باہر نکلا اور یدِ شفقت سے یہ اشارہ ہو رہا تھا کہ اگلی صف میں آ

جاؤ! حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ میں نے ادھر ادھر دیکھا کہ کوئی اور شخص ہے،

جس کو پہلی صف میں بلایا جا رہا ہے۔ میں نے دیکھا کہ اگلی صف میں ایک اور نمازی کے لئے جگہ بھی بن گئی ہے۔ یہ شفق پھر جالی مبارک سے باہر نکلا اور وہی اشارہ ہو رہا تھا کہ پہلی صف میں آ جاؤ! میں نے پھر ادھر ادھر دیکھا۔ کہ شاید کوئی اور نمازی اس اشارے کو دیکھ کر اگلی صف میں آ رہا ہو۔ مگر ادھر ادھر سے کوئی شخص بھی آگے نہیں بڑھا۔ پھر میرے جی نے کہا کہ شاید یہ شفق سے یہ اشارہ مبارک میرے لئے ہے۔ میں اپنی جگہ سے اٹھا اور پہلی صف میں جالی مبارک کے قریب بیٹھ گیا اور دو شریف پڑھنے لگا۔ بعد میں یہ شفق پھر باہر نمودار نہیں ہوا اور میں سمجھ گیا کہ یہ اشارہ مبارک حضور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا اپنے اس ادنیٰ غلام کیلئے تھا کہ میں روضہ مبارک کے اور قریب ہو جاؤں۔ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی یہ اپنے امتی پر بے حد عنایت و شفقت تھی۔ مجھ پر برکت طاری تھی اور ساتھ ساتھ میں دو شریف پڑھ رہا تھا اور دل سے یہ آواز نکل رہی تھی کہ یا رسول اللہ! علیک الصلوٰۃ و السلام! آپ نے مجھ ادنیٰ غلام پر کتنی مہربانی فرمائی ہے کہ پاکستان سے مجھے یہاں آنے کی سعادت بخشی اور پھر آپ حضور (علیک الصلوٰۃ و السلام) نے اپنے ید مبارک کی زیارت پاک نصیب فرمائی اور مجھے اپنے قریب جگہ عطا فرمائی اور لا انتہا عنایت و شفقت فرمائی۔

الصَّلَاةُ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ الصَّلَاةُ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ  
الصَّلَاةُ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا بَنِيَّ اللَّهُ الصَّلَاةُ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا نُورَ مَنْ نُورِ اللَّهُ

ج۔ مگر مکرّمہ کو روانگی

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ ہم مدینہ منورہ میں اڑھائی (۲½) ماہ سے زیادہ ٹھہرے۔ تہجد سے عشاء تک نمازیں ہم نے حرم شریف میں ہی ادا کرتے تھے۔



دیگر اوقات میں تلاوتِ کلام اللہ اور درود شریف پڑھتے رہتے۔ مسجد قبا۔ مسجد قبلتین، مساجد خندق میں بھی نوافل ادا کیے۔ جنت البقیع اور میدانِ احد میں مدفون اہل بیت اصحابِ اکرامؓ، شہداء اور تمام بزرگانِ دین کے لئے دعا اور فاتحہ پڑھی۔

## دس کا بندوبست

مدینہ منورہ میں ڈھائی یا تین ماہ تک رہے۔ ہمیں معلم نے کہا رکھا تھا کہ اب آپ کسی نہ کسی دن مکہ مکرمہ روانہ ہو جائیں۔ کیونکہ اب حج مبارک میں صرف چند روز رہ گئے ہیں، بلکہ ایک دن صبح کے وقت معلم نے کہا کہ آج شام کو آخری بس جائے گی۔ اگر اس بس میں آپ نہ گئے تو پھر آپ کو اپنے انتظام پر ٹیکسی پر جانا ہوگا۔ بلکہ کل سے ٹیکسی بھی مشکل سے ملے گی۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ میں نے معلم سے کہا آپ فکر نہ کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ بس یا ٹیکسی کا بندوبست ہو جائے گا۔ میں معلم کو کیا بتاتا کہ ابھی تک ہمیں حضور نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے مدینہ منورہ چھوڑنے کے متعلق ارشادِ مبارک نہیں ہوا۔ نہیں اور میرے ساتھی ہم حرم شریف گئے اور باقاعدگی کے ساتھ نمازیں پڑھیں اور پھر وضو مبارک کے سامنے پیش ہوئے اور حسبِ معمول بارگاہِ رسالتؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں نذرانہ درود و سلام عرض کیا۔ ہمیں اپنے تئیں خطاؤں اور گناہوں کا احساس ہو رہا تھا، مگر نبی کریمؐ، رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی جانب سے سراپا رحمت و عنایات کا فیضان و تصرف ہو رہا تھا۔ ہم پر رقت طاری ہو گئی۔ اسی دوران نیم جذب و نیم ہوش کی حالت میں مجھے اشارہ محسوس ہوا کہ نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے جیسے ارشادِ مبارک فرمایا ہے کہ غلامِ حیدر!

آپ سب کل صبح نماز فجر کے بعد مکہ مکرمہ روانہ ہو جائیں اور بس وغیرہ کا بندوبست بھی انشاء اللہ تعالیٰ ہو جائے گا۔

نماز عشاء کے بعد ہم واپس اپنی جگہ پر لوٹے اور ہم سب نے اپنا زادِ راہ سمیٹا اور باندھ لیا۔ اگلی صبح حرم شریف کو آتے ہوئے اپنا سامان بھی ساتھ لے آئے اور بابِ مجید کے سامنے رکھ دیا۔ حرم شریف میں تہجد کے نوافل اور فجر کی نماز ادا کی۔ آج حرم شریف میں نمازیوں کی تعداد بہت کم تھی۔ کچھ مقامی لوگ اور ہم تین افراد تھے۔ نماز سے فارغ ہو کر ہم روضہ مبارک کے سامنے آ گئے اور دُرود و سلام پڑھتے رہے۔ ہم نے الوداعی دُرود و سلام عرض کیا اور دعائیں کیں کہ اللہ تعالیٰ پھر موقع فراہم کرے تاکہ ہم سب مدینہ منورہ میں دوبارہ حاضری دیں۔ ہماری آنکھوں میں آنسو تھے اور ہم بھاری دلوں کے ساتھ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی بارگاہِ عظمیٰ سے رخصت ہو رہے تھے۔ پھر اصحابِ اکرام کو اور بابِ جبرائیل پر سلام عرض کیا اور دُرود و سلام پڑھتے ہوئے بابِ مجید سے حرم شریف کے باہر آئے۔

باہر نکلے تو دیکھا ایک بس بابِ مجید کے بالکل سامنے کھڑی ہے اور اس کا ڈرائیور اور کنڈکٹر مکہ مکرمہ کی آوازیں دے رہا ہے۔ کنڈکٹر نے ہمارا سامان اُوپر رکھ دیا اور ہم بس میں سوار ہو گئے۔ اندر جا کر دیکھا تو بس میں صرف تین ہی نشستیں خالی تھیں ہم بیٹھ گئے اور بس مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہو گئی۔ راستے میں لوگوں نے بتایا کہ یہ بس تو نمازِ تہجد کے وقت مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوئی تھی۔ اس میں تین نشستیں پہلے ہی سے خالی تھیں۔ مدینہ منورہ سے تین چار میل باہر جا کر معلوم نہیں ڈرائیور کو کیا خیال آیا کہ اس نے بس وہیں سے واپس موڑ لی اور پھر حرم شریف کے بالکل سامنے لا کر بابِ مجید کے قریب کھڑی کر

دی اور اتنے میں آپ تین افراد ہی حرم شریف سے باہر نکلے اور بس میں سوار ہو گئے۔ اب بس پھر مکہ مکرمہ کو روانہ ہوئی ہے۔ ہم نے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ ہمارے لئے بس کا خود بخود بندوبست ہو گیا۔

مکہ مکرمہ کو ہم روانہ ہو گئے۔ مکہ شریف کے قریب پہنچ کر میقات والی مسجد میں وضو کیا اور احرام باندھ لئے۔ مکہ مکرمہ ہم رات کو پہنچے۔ سامان معلم کے ڈیسے پر رکھا اور سیدھے بیت اللہ شریف گئے۔ نوافل ادا کئے اور عمرہ ادا کرنے کی

سعادت نصیب ہوئی۔ وہاں سے منیٰ روانہ ہوئے اور پھر میدان عرفات پہنچے اللہ تعالیٰ نے سعادت حج نصیب فرمائی۔ جبلِ رحمت پر گئے اور وہاں نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پاؤں مبارک کے نشانات کی زیارت کی۔ شام کو مزدلفہ واپس ہوئے صبح کو قربانی ذبح کی اور منیٰ میں شیاطین کو کنکریاں ماریں اور پھر مکہ مکرمہ گئے، طواف کیا، بعد میں پھر عمرہ کیا، طواف الوداع کیا۔ اور حج کے سات دن بعد ہم جدہ آگئے۔ وہاں سے بحری جہاز کے ذریعے کراچی پہنچ گئے۔ یہ ہم سب پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم اور نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت تھی کہ ہمیں زیارتِ حرمین شریفین اور سعادتِ حج نصیب ہوئی۔



# عطائے خلافت معنوی اور محکمہ تعلیم و تربیت

۱۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل (جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے) قبلہ چوہدری صاحبؒ کا جوانی کے عالم میں ہی مقامِ خودی کھل چکا تھا اور ظاہر و باطن میں دولتِ صلِ نصیب ہو چکی تھی اور امانتِ الہی کے حامل و امین بن چکے تھے۔ بنگال سے واپسی پر اور دہلی میں تقریباً سترہ سال قیام کے دوران حضرت محبوب الہی نظام الدین اولیاء کے مزار پر باقاعدہ حاضری۔ تلاوت کلام اللہ اور درود شریف کی کثرت اور حضرت محبوب الہیؒ کی توجہ اور تصرف سے قبلہ چوہدری صاحبؒ کی جسمانی حدت و جلالی کیفیات کو جمالی رنگ میں سر ہوا تھا۔

ب۔ حضرت قبلہ بتاتے تھے کہ نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ایک دفعہ مجھے شیخ العالم کا مرتبہ عطا فرمایا۔ اور پھر ایک موقع پر حضور نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے بشارت فرمائی کہ ہم علم بھی عطا کریں گے۔ ایک اور موقع پر یہ بھی ارشاد مبارک ہوا کہ ہم ایک خاص منصب یا ایک محکمہ کی سپردی سونپیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اب وہ وقت آچکا تھا کہ ان بشارتوں اور ارشادات مبارک کو عملی جامہ ملے۔ بالآخر ایک رات نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے مجھے (یعنی قبلہ چوہدری صاحبؒ کو) اپنی زیارتِ پاک سے نوازا اور ارشاد فرمایا، غلامِ حیدر! ہم تعلیم و تربیت کا محکمہ آپ کو سونپتے ہیں۔ اب آپ مسلمان و سالکین کو اسباق ذکر اللہ دیں۔ ان کو سیدھی راہ بتائیں۔

اور ان کی تربیت و راہنمائی کریں۔

میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) آپ کا ارشاد مبارک سرانگھوں پر، یہ کام تو اتنا عظیم و اعلیٰ ہے اور میں پڑھا ہوا نہیں ہوں اور میں اچھی طرح بول بھی نہیں سکتا ہوں اور نہ بات کو بخوبی سمجھا سکتا ہوں۔ نبی کریم مدینۃ العلم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے پھر فرمایا۔ ہمیں معلوم ہے۔ ہم علم بھی عطا کریں گے۔ بات چیت اور تعلیم و تربیت کے لئے حکمت اور دانائی کی باتیں اور احسن سلیقہ و طریقہ بھی بتائیں گے۔ غلام حیدر! آپ کسی قسم کا فکر نہ کریں۔ ہم اس کام پر خود نظر و توجہ رکھیں گے۔

ج۔ قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا ارشاد پاک ہوا تو میں نے اہل محبت اور ذوق و شوق رکھنے والے لوگوں کو ذکر سلطان النصیرا۔ اسرار عرفان الہی و مقام خودی بتانا و سمجھانا شروع کر دیا اور امتی و سالک کا نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ تعلق و رشتہ کیسے اجاگر و مضبوط کرنا ہے؟ اس کو بارگاہ رسالت مآب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں کیسے پہنچانا اور رسائی حاصل کرنا ہے؟ اور مومن کی میراث و منزل مقصود کیا ہے؟ یہ سب کچھ دوست و شاگرد کو بتانا شروع کیا اور ان کو جوہر عشق اور مغز درویشی سے آگاہ کیا۔ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا اپنے ادنیٰ غلام کو یہ ارشاد فرمانا کہ غلام حیدر مومنین و سالکین کو اس راہ عظیم اور صراط مستقیم کی تعلیم دیں اور انکی تربیت و راہنمائی کریں میرے لئے یہی صد سعادت اور خلافت معنوی تھی اور میرے قبلہ شیخ و مرشد نے اس سلسلہ عالیہ کو آگے پھیلانے کیلئے مجھ سے کبھی کبھی نہیں کہا تھا بلکہ وہ بھی یہی فرمایا کرتے تھے کہ خلافت مرشد و شیخ نہیں دیتا بلکہ حقیقت میں خلافت نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہی عطا کرتے ہیں۔ امتی کو آپ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) جیسا بھی ارشاد فرمادیں اس کیلئے اس کی

اتباع و تعمیل لازمی ہے اور اُس کے لئے یہی منصب معنی خیز ہے اور یہی خلافت معنوی ہے۔

## د۔ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی براہ راست نگرانی اور ہمنامی

نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) نے ارشاد بھی فرمادیا کہ غلام حیدر! مسلمانوں اور سالکوں کو علم باطن و معرفت الہی کی تعلیم دیں، پھر اُن کی تربیت و راہنمائی کریں اور پاکستان میں محکمہ تربیت میرے سپرد فرمادیا۔ پھر آپ حضور (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی جانب سے لوگوں کی تعلیم و تربیت کے لئے ہدایت یعنی خلافت معنوی بھی عطا ہو گئی... مگر میرے ذہن میں ایک سوال اُبھر رہا تھا کہ معلوم نہیں آیا مجھے کن کن اولیاء اللہ کی سربراہی میں یا اُن کے ماتحت ہو کر یہ کام سرانجام دینا ہو گا۔ اور اُن کی طبیعت پر نہیں کیسی ہو گی؟ آیا جلالی ہو گی یا جمالی؟ اور معلوم نہیں اُن سے کسی نبھے گی؟ اور اُن کے ساتھ کوئی رنجش یا ناخوشگوار حالات پیدا تو نہ ہو جائیں گے؟ ان تمام حالات و خدشات کے پیش نظر میں نے بارگاہ رسالت (علیہ الصلوٰۃ و السلام) میں عرض کیا یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ و السلام) آپ کا حکم و ارشاد سرانکھوں پر، میں انشاء اللہ تعالیٰ پوری تندہی کے ساتھ تعمیل کروں گا اور آپ کی نگاہ رحمت کے طفیل میں لوگوں کو علم باطن و معرفت الہی میں جس قدر مجھے علم و مشاہدہ ہے میں اُن کی تعلیم و تربیت کرتا رہوں گا۔ مگر یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ و السلام) میری

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے... صوفی برکت اللہ صاحب (دہلی والے) جب وہ حج پر گئے تھے، تو اُن کو قبلہ چوہدری صاحب کے لئے بشارت پاک نصیب ہوئی تھی، جس میں کہ ارشاد مبارک ہوا تھا کہ عنقریب اُن کو ایک خاص فرض منصبی سپرد کیا جائے گا... یہ محکمہ تعلیم و تربیت اسی سلسلہ کی کڑی تھی۔

یہ عرض و خواہش ہے کہ اس کام میں حضور (علیک الصلوٰۃ و سلام) آپ ہی براہ راست میرے سربراہ و نگران رہیں اور آپ ہی مجھے ہدایات دیتے رہیں اور میری راہنمائی فرماتے رہیں اور میں حضور (علیک الصلوٰۃ و سلام) آپ کے ماتحت ہی کام کرتا رہوں۔ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا۔ ہمیں ایسے ہی منظور ہے۔ غلام حیدر! آپ ہمارے ساتھ براہ راست ہماری ہی نگرانی و راہنمائی میں کام کریں گے اور کوئی بیچ میں حائل نہیں ہوگا۔ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) نے اپنے ادنیٰ غلام پر اس قدر شفقت و رحمت فرمائی کہ میری خوش بختی کی انتہا نہ تھی کہ میں نے جو مانگا مجھے مل گیا۔ مجھ پر رقت طاری تھی۔ میں اور میرا دل لاکھوں زکروں و درود و سلام پڑھ رہا تھا اور نبی کریم رحمت العالمین (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کی ذات مبارک پر بھیج رہا تھا۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام  
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام  
واہ کیا جو دو کرم ہے شاہِ بطحا تیرا  
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا  
(مولانا احمد رضا خان)

افضل، اطہر، اکمل، النور جس وچ سب وڈیاں  
عدم تکلف والیاں جس تھیں و ہندیاں ندیاں آیاں  
(مولانا غلام رسول)

## قبلہ چوہدری صاحب کے ساتھ راقم کی ملاقات

جیسا کہ اسی باب کے جز (ب) کے نیچے ۲۷ میں ذکر کیا گیا ہے کہ راقم کی یعنی میری تقرری گورنمنٹ پولی تکنیک انسٹی ٹیوٹ بہاولپور میں بحیثیت ایک لیکچرار کے ماہ جنوری ۱۹۶۶ء میں ہوئی۔ چوہدری محمد لطیف اور خالد سعید صاحبان جو پہلے ہی سے وہاں دن یونٹ (وحدت) کالونی کے ایک مکان میں رہتے تھے انہیں بھی ان کے ساتھ رہنے لگا۔ قبلہ چوہدری صاحب کو اس وقت تک زرعی زمین کی الاٹمنٹ نہیں ہوئی تھی۔ لہذا وہ تقریباً ہر ماہ رحیم یار خان سے بہاولپور آتے اور چوہدری محمد لطیف صاحب کے ساتھ ہمارے ہاں قیام فرماتے اور پھر بہاولپور سے ملتان کے دفاتر میں جاتے۔ ملتان سے واپسی پر پھر ہمارے پاس سکتے اور بعد میں رحیم یار خان تشریف لے جاتے۔

یہ انہی دنوں کا واقعہ ہے کہ حضرت قبلہؒ ماہ جنوری یا ماہ فروری ۱۹۶۰ء میں ایک دفعہ بہاولپور آئے۔ ہمارے ہاں قیام فرمایا اور مجھے ناچیز کو ان سے سعادت ملاقات نصیب ہوئی۔ آپ قبلہؒ عشاء کے بعد بیٹھتے اور اپنی زندگی کے مختلف واقعات بیان کرتے رہتے۔ دوسری ملاقات میں مجھے احساس ہوا کہ آپ قبلہؒ زمیندار ہی نہیں بلکہ ایک درویش بھی ہیں۔ تیسری ملاقات کے دوران

۱۔ چوہدری لطیف صاحب بھی دراصل موضع اجڑام ضلع ہوشیار پور کے رہنے والے تھے۔ اس لیے وہ اور قبلہ چوہدری صاحب پاکستان بننے سے پہلے ہی سے ایک دوسرے کو اچھی طرح سے جانتے تھے۔ چوہدری لطیف صاحب کی عمر اس وقت تقریباً ستائیس، اسیٹھ یا تیس برس ہوگی اور قبلہ چوہدری صاحب ساٹھ (۶۰) برس کے تھے۔



رات کو لطیف صاحب قبلہ چوہدری صاحب کی رُمتِ ہونے کی وجہ سے اور  
 تھکے ہونے کے باعث اڑے ادب کے ساتھ آہستہ آہستہ ٹانگیں دبا رہے  
 تھے۔ میرے دل نے بھی چاہا کہ میں بھی ایک مُعمر و بزرگ شخص کی ٹانگیں دباؤں  
 اور میں بھی اُن کی ٹانگیں دبانے لگ گیا۔ تاکہ اُن کی تھکان اُتر جائے۔  
 مجھے مخاطب کر کے کہنے لگے۔ یار رانا! تم نے خواہ مخواہ کی میری ٹانگیں دبانا  
 شروع کر دیں۔ رہنے دو بھائی۔ لطیف اکیلا ہی کافی ہے۔ پھر کہنے لگے۔ بھئی!  
 تم تو میرے دل و دماغ اور چاہت کے بہت قریب آتے جا رہے ہو۔ پھر  
 فرمانے لگے۔ بھئی تم چاہو تو میں تمہیں درویشی کا راستہ بتا دوں۔ میں نے  
 عرض کیا۔ قبلہ! کرم فرمائیں اور بتادیں۔

## ۱ ذکرِ سُلْطَانَا النَّصِيرِ

قبلہ چوہدری صاحب نے پھر مجھے ذکرِ سُلْطَانَا النَّصِيرِ، یعنی ذکر اللہ  
 "اللّٰہ اللّٰہ" کا سبق دیا۔ اور اسے سانس کے ذریعہ کرنے کا طریقہ سمجھایا۔  
 اور چند منٹ مجھے خود ذکر کر کے مشق کروائی۔ پھر کہا کوئی اُلجھن یا کوئی رکاوٹ  
 تو محسوس نہیں ہوتی۔ میں نے عرض کیا۔ قبلہ نہیں! میں پھر دس پندرہ منٹ تک  
 ذکر اللہ کرتا رہا۔

## ب۔ سِرِّ الہی و مقامِ خودی

قبلہ چوہدری صاحب نے راقمِ ناچیز کو سِرِّ الہی، سِرِّ کائنات بھی سمجھا دیا۔  
 اور فرمایا کہ درویشی میں یہ چوٹی کی بات ہے اور بہت سے شیوخ کا بلین  
 ایسی باتوں کو مرحلہ وار اور کافی عرصہ گزر جانے کے بعد اپنے شاگردوں اور

اراتمندوں کو سمجھاتے ہیں۔ مگر مجھے نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے ارشاد مبارک اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ سے وصیت و نصیحت ایسے ہی ملی ہے کہ اس سبق کو یعنی ذکر سَلْطَانًا النَّصِيْرًا کو براہِ راست رکھنا۔ یعنی ذکر اللہ اور درود شریف بتانے کے بعد شاگرد و سالک کا نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ تعلق پختہ و براہِ راست جوڑ دینا اور اپنے آپ کو الگ رکھنا۔ یعنی نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور سالک کے بیچ میں شیخ و مرشد نہیں آئے۔ کیونکہ ابتدا ہی سے نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور امتی کا رشتہ براہِ راست ہے۔ یعنی جس وقت بھی کوئی شخص اسلام قبول کرتا ہے۔ کلمہ شریف پڑھتا ہے۔ اور ایمان لے آتا ہے، اُس کی نسبت و تعلق بحیثیت ایک امتی کے نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ ہمیشہ براہِ راست ہوتا ہے اور شیخ کامل اپنے تجربے اور مشاہدات کی روشنی میں اسی نسبت و تعلق کو مضبوط و اجاگر سے اجاگر تر کرنا سکھاتا ہے۔

ہاں تو بیٹا جی! ذکر اللہ کرو، درود شریف پڑھو، نماز ادا کرو یا قرآن مجید کی تلاوت کرو۔ شیخ و مرشد کے تصور میں نہ پھنسنا اور اُسے بیچ میں مت لانا، بلکہ دل و دماغ میں یہی خیال و تصور رکھنا کہ میں نبی پاکؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا ایک ادنیٰ امتی ہوں اور میرا اُن کی ذاتِ مبارک سے براہِ راست تعلق ہے اور ہمیشہ اسی ازلی تعلق و رشتے کو مضبوط و اجاگر کرنے کی فکر میں رہنا اور نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذاتِ مبارک کے قریب سے قریب تر ہونے کی جدوجہد اور کوشش کرتے رہنا اور درود شریف و ذکر اللہ میں ہی دین و دنیا کی سرفرازی، عرفانِ حق میں بلندی۔ مقامِ خودی کا کشود و نمود۔ حقیقتِ محمدیہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اور ستر الہی کا راز مضمحل ہے۔

خودی کا سر نہساں لا الہ الا اللہ

خودی ہے تیغِ فساں لا الہ الا اللہ

خودی کیا ہے؛ رازِ درونِ حیات خودی کیا ہے؛ بیداری کائنات

خودی کے زور سے دنیا پر چھا جا مقامِ رنگ و بو کا راز پا جا

برنگِ بحرِ ساحلِ آشنا رہ کفِ ساحل سے امن کھینچتا جا

(علامہ اقبالؒ)

اصل بھلا گم گیاں خودی تھیں اندر سرگردانی

نفسوں ذات گواہی بھریاں گوہر توڑ انسانی

توں درجِ خودی خودوں چھٹ و گیوں خودی تھیں خبر نہ پائی

پھسیاں چھوڑا ڈیندیاں دل جھاک ایا نسیاں لائی

(مولانا غلام رسولؒ)

### ج۔ مُرشدِ کامل اور اراؤ تمندی

قبلہ چوہدری صاحب سے ذکرِ الہی سُلْطَانَا النَّصِيْرُ یکنے سے

پہلے ساہیوال میں ایک اور پشتیہ سلسلہ کے بزرگ سید قطب شاہ صاحب

تھے جن کے پاس میں جایا آیا کرتا تھا یہ بزرگ ہمارے گھر سے تھوڑی ہی

دور اپنی کوٹھی میں رہتے تھے۔ چھوٹے سے زمیندار بھی تھے اور تعلیمی لحاظ

سے بیسٹ تھے۔ مگر وکالت وغیرہ نہیں کرتے تھے۔ اُس وقت اُن کی عمر تقریباً

پچھتر (۲۵) برس ہوگی اور میں گیارہویں، بارہویں جماعت میں پڑھتا تھا۔

ہفتہ میں ایک دو دفعہ کالج سے آنے کے بعد میں اُن کے پاس چلا جاتا تھا۔

وہ زیادہ درود شریف پڑھنے پر زور دیا کرتے تھے۔ اپنے آپ کے متعلق

کبھی انہوں نے بتایا نہیں تھا۔ مگر معلوم دیتا تھا کہ وہ اہل خدمت درویشوں میں سے ہیں۔ وہ بھی مشرقی پنجاب کے ضلع ہوشیار پور کے رہنے والے تھے۔ قبلہ چوہدری صاحب سے اسباق لینے کے بعد میرے ذہن میں ایک سوال ابھرا کہ آیا میں اپنی ارادتمندی کا تعلق قبلہ سید صاحب سے رکھوں یا پھر قبلہ چوہدری صاحب سے؟ جواب میں قبلہ چوہدری صاحب نے فرمایا: رانا بھئی! تم چاہو تو ان بزرگوں سے نسبت رکھو یا مجھ سے۔ میں نے یہ سب کچھ فی سبیل اللہ بتایا ہے اور میں انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی اس راہِ درویشی میں تمہاری دیکھ بھال اور اپنی بساط کے مطابق رہنمائی کرتا رہوں گا۔ مجھے نہ تو پیری مریدی کا شوق ہے اور نہ مرید بڑھانے کا۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ فریضہ تعلیم و تربیت سا لکھن جس کا حکم مبارک مجھے نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے براہِ راست ملا ہے۔ میں فی سبیل اللہ کرتا رہوں گا۔ اور امتی و سالک عزیز کا نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے تعلق و رشتہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور اپنے آپ کو بیچ میں نہ لاتے ہوئے جوڑنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔

## د۔ زیارتِ پاکِ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو اولیت

طریقت اور معرفتِ الہی میں نہ تو میرا کوئی مطالعہ تھا اور نہ کوئی تجربہ بس بالکل ایک نو وارد طالب علم کی سی کیفیت تھی۔ یہ تو قبلہ چوہدری صاحب کی مہربانی و کرم تھا کہ انہوں نے ذکر اللہ سکھایا۔ درویشی کے بہت سے نشیب و فراز اور مراحل سمجھا دیئے۔ بہت سے رموزِ راہِ حق بتا دیئے۔ و من بالذات رسول مقبول

۱۔ اس حکم و ارشاد مبارک اور عطائے منصب کی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ بعد کے کسی باب میں دی گئی ہے۔

(علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور وصل باللہ اور وَالْمَقْصُودُ مَوْجُودٌ لَا كِخْر  
 دے دی (اللہ تعالیٰ ان کو اس احسانِ عظیم کی بہت ہی اچھی جزا دے  
 اور ان کے مرتبے مزید بلند فرمادے۔ آمین!)

میرے ذہن میں ایک سوال آیا کہ درویشی کا عروج کیا ہے؟ قبلہ  
 چوہدری صاحب نے فرمایا کہ زیارتِ پاک نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام)  
 بارگاہِ رسالتِ مآب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں حاضری اللہ تعالیٰ کے  
 فضل و کرم اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل ظاہر  
 اور باطن میں مشاہدہ حق اور عطاۓ دولت و وصل اور امانتِ الہی۔ یہی درویشی  
 اور عرفان کا ما حاصل و عروج ہے اور یہی فنا فی الرسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام)  
 فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا پیش خیمہ ہے۔

ہ رازدار کنت کنتاً مخفیاً شاہسوارِ لامکان باطن معاً

قبلہ چوہدری صاحب اکثر ملاقات پر میرے ساتھ اسباق و اذکار کا  
 اعادہ فرماتے اور مجھے ہمیشہ سیدھی راہ پر گامزن اور ثابت قدم رہنے کی  
 تلقین فرماتے۔ جہاں میں غلطی و لغزش کرتا، آپ تصحیح فرمادیتے۔ آپ  
 اکثر کہتے کہ مختلف سلاسل کے بزرگانِ دین اور اولیائے کرام سے میل جول  
 اور صحبت رکھنا مفید ہے، مگر یہ لوگ اہل محبت اور واصلین ہوں تو پھر بہت ہی  
 اچھا ہے اور اگر شعبہ باز، تعویز و گنڈہ والے اور دوکاندار ہوں تو اجتناب کرنا اور دور  
 رہنا بہتر ہے۔ آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ اپنے اچھے بندوں اور اولیاء اللہ کی پہچان عطا کر دیتا ہے۔

ایک خاص ہدایت

قبلہ چوہدری صاحب نے کسی اور موقع پر فرمایا۔ رانا بھئی! ہاں

اگر مجھ سے پہلے کوئی اور درویش یا عارف۔ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی زیارتِ پاک نصیب ہونے کا سبب یا وسیلہ بن جائے یا وہ زیارتِ پاک کے اس مبارک موقع پر تمہارے یا کسی بھی شاگرد یا سالک کے ساتھ ہو یا اپنے ساتھ وہ آپ لوگوں کو لے جائے تو اس نیک شخص اور کامل بزرگ کا دامن فوراً پکڑ لینا اور اس کا احسانِ عظیم ماننا اور بے شک اپنی ارادتمندی اور عقیدت مندی اس بزرگِ کامل سے وابستہ کر لینا کیونکہ میں نے بھی یہی کام کرنا تھا۔ جو دوسرے بزرگ درویش نے پہلے کر دیا۔ بات ایک ہی ہے اور سمجھنے کی ہے، کیونکہ مقصود شیخ و مرشد کی ذات نہیں ہے، بلکہ امتی کے لئے مقصود تو نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذاتِ مبارک ہے اور امتی و سالک کے خیال و نظریں اور ذہن و قلب میں اسی ذاتِ مبارک (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو ہی "مقصود موجود" رہنا چاہیے۔ امتی و سالک کے لئے پہنچنا تو بارگاہِ رسالتِ مآب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں ہے۔ چاہے وہ میرے اسباق، صحبت، تربیت اور دعاؤں کے سبب پہنچے یا کسی اور نیک بزرگ کے ذریعہ اور دعاؤں سے پہنچے۔ بات ایک ہی ہے۔

یارب صدق سخنِ دی لذتِ دل میرے وِج پائیں (مولانا)  
صاف سخن تے شعر اُجالا روشنِ آخر تائیں (غلام رسول)

لے اس امر کی مزید وضاحت قبلہ چوہدری صاحب نے ایسے فرمائی کہ میں نے تمہیں جو طریقت اور معرفت کا راستہ بتایا ہے اور ذکر اللہ سلطاناً و نصیراً سکھایا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تمہارے خلوص، ذوق و شوق اور لگن و محنت کی وجہ سے زیارتِ پاک (علیہ الصلوٰۃ والسلام) عطا ہونے میں چند دن یا چند ہفتے یا چند ماہ لگ جائیں..... اور اگر اس کے دوران کوئی اور کامل بزرگ کے سبقِ صحبت و دعا کی وجہ سے یہ مبارک کام پہلے بن جاتا ہے..... تو اس بزرگ کا دامن فوراً پکڑ لینا.....!

حُبِ نَبِيِّ دِي آلِ اصْحَابِاں مقصد کریں ہمارا  
 دِل پُر نُوْر کریں اس شوقون جس بنِ اسال نہ چارا  
 قَدَمِ نَبِيِّ دے پچھے سالوں یارب راہ چلائیں  
 اندر قوم نبییاں کیتا توں سُرور جس تائیں  
 نور ہدایت کریں عنایت خوف ورجاء ورج رکھیں  
 عشقوں کریں منور سینہ روشن دِل دیاں اکھیں  
 (مولانا غلام رسولؒ)

بمصطفیٰ برسوں خویش را کہ دین ہمراہ دست  
 اگر باد نہ رسیدی تمام پو کہی است  
 (علامہ اقبالؒ)

# حضرت سید علی بن عثمان المعروف حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار پر حاضری اور سعادت ملاقات

۱۔ حضرت خواجہ غریب نواز سلطان الہند کی بیٹھک اور حاضری

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ جب میں کراچی و رحیم یار خان سے پہلی بار لاہور آیا تو محترم حاجی نور محمد صاحب (ہوشیار پوری) کے ہاں قیام کیا۔ اور اگلے روز میں صبح سویرے نماز فجر کے بعد حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار شریف پر پہنچا۔ مسجد میں داخل ہوتے ہی مجھ پر سرور و مستی کی کیفیت اور میراثِ جمالِ مصطفویؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے تصرف کی فضاء اُمڈھ آئی۔ میں جوں جوں مزار شریف کی طرف بڑھ رہا تھا۔ یہ سماں مزید پر کیف ہو رہا تھا۔ پہلے حضرت خواجہ معین الدین غریب نواز سلطان الہندؒ کی بیٹھک آئی۔ وہاں سے بھی عشق و مستی کی کیفیات اُبھر رہی تھیں اور طبیعت باغ بہار ہو رہی تھی۔ پتہ چل رہا تھا کہ اس جگہ پر بہت زیادہ ریاضت و عبادت ہوئی ہے۔ پھر میں ذرا آگے بڑھا اور حضرت علی بن عثمان ہجویریؒ المعروف حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار شریف پر سلام عرض کیا۔ حضرت داتا گنج بخشؒ اپنی قبر میں نمودار ہو

۱۔ قبلہ چوہدری صاحب جب کبھی بھی کراچی یا رحیم خان سے لاہور آتے تھے تو اکثر حاجی نور محمد صاحب (مرحوم) کے ہاں اسلام پورہ (کرشن نگر) میں قیام فرماتے تھے۔



گئے اور وعلیکم السلام کہا۔

## ب) حضرت داتا گنج بخشؒ سے شرفِ ملاقات

میں بیٹھ گیا اور ذکرِ الہی و درود شریف پڑھنے لگا۔ تصرفِ میراثِ جمالِ مصطفویؐ (علیہ الصلوٰۃ و السلام) مزید تیز ہوا۔ اور مجھ پر رقت طاری ہونے لگی۔ میں نے حضرت داتا صاحبؒ کی طرف دیکھا وہ مُسکرائے اور کہنے لگے۔ چوہدری صاحبؒ کو الفتِ عشق و محبت بالکل ٹھیک ہیں۔ آپ کو ظاہر و باطنِ جلوت و خلوت میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل دولتِ وصل نصیب ہے اور آپ امانتِ الہی کے حامل ہیں۔ آپ کو نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی جانب سے درس و تدریس اور تعلیم و تربیت کا جو بھی ارشادِ مبارک ہوا ہے، اس نیک کام کو آپ آگے بڑھائیں، اللہ تعالیٰ برکت دے گا اور اس میدانِ سلوک و عرفان میں ہم لوگوں کی جانب سے راہنمائی و معاونت اور آپ کے شاگردوں و دوستوں کی دیکھ بھال حاصل ہوگی۔ حضرت داتا صاحبؒ نے بڑی متانت و شفقت سے فرمایا۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت قبلہ! آپ ہمارے باپ دادا ہیں اور آپ اس خطہٴ ظلمت کو نورِ ہدایت سے منور کرنے والے اولین مسلمان اکابرین اور اولیاءِ عظام میں سے ہیں۔ انوارِ علم و عرفان کے میدان میں آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت اونچا مقام عطا ہوا اور نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کا بہت قرب نصیب ہوا اور آپ بے شک بفضلِ تعالیٰ اس مرتبہ پر فائز ہیں۔

گنج بخش فیضِ عالم منظرِ نورِ خدا  
ناقصاں را پیرِ کابل، کا ملاں را راہنما

بند ہائے کوہ سار آسان گینت در زمین ہند تخم سجدہ ریخت  
 عاشق و ہم قاصد طیار عشق از جیش آشکار اسرار عشق  
 (علامہ اقبالؒ)

## ب (۱) ظلمت کدہ و جادوگری لاہور میں نورِ ہدایت کا پھیلاؤ

حضرت داتا گنج بخشؒ نے دین اسلام کو ایسے پھیلا یا، لاہور اور اس کے گرد و نواح میں جادو اور جنات کا دور دورہ تھا۔ ہندو اور بت پرست مہاجن ان شیطانی عملیات میں پیش پیش تھے اور غریب عوام کا خون چوس رہے تھے اور ان سے دودھ، دہی اور کاروبار میں مفت کانا جائزگان وصول کرتے تھے۔ انکار کی صورت میں یہ مہاجن ان غریبوں پر شیطانی عملیات و جنات بھیج کر ان کو بہت پریشان کرتے تھے جنہوں نے نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت اور ایک اُمتی و غلام ہونے کی نسبت سے اس خطہ ظلمت میں درس و تدریس اور تبلیغ کا کام شروع کیا اور مزاحمت کرنے والے جادوگروں، شیطانی عاملین کی باطل قوتوں کو قرآن و سنت مبارک کے علم و عرفان اور نورِ ہدایت سے مستخر کر دیا۔ اور یہ خطہ ظلمت کدہ، نورِ ہدایت سے منور ہو گیا۔

قبل چوہدری صاحبؒ نے بتایا کہ بعض ہندو اور بت پرست جادوگر اور شیطانی عاملین اپنی قوتِ باطلہ و شعبدہ بازی میں بہت زور آور تھے۔ اور بعض اوقات اپنی جادوگری اور عملیات سے مسلمان مبلغین کے پاؤں نہ جمنے دیتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی اطاعت و رسولِ مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی اتباع و اطاعت اور ظاہر و باطن میں عطاءئے دولت و وصل و منصب

اولی الامر تھا کہ اولیاء اللہ نے ان تمام باطل قوتوں کو مستحکم کر دیا اور لوگ اولیائے عظام کے حسن خلق، نیک اعمال اور صدق کو دیکھ کر دین اسلام سے متاثر ہوئے اور اسے دل سے اپنایا۔ قرآن و سنت مبارک کی بلا دستی قائم ہوئی۔ استحصالی اور باطل قوتوں کا سدباب ہوا اور اس خطہ میں بھائی چارہ اور اسلامی اخوت کے شعار نمودار ہوئے اور آہستہ آہستہ یہ خطہ نور ہدایت سے منور ہو گیا۔ بلکہ بزرگان دین کی کوششوں سے تمام ہندوستان، مشرقی پاکستان، سیلون، ملائیشیا، انڈونیشیا اور مشرق بعید تک دین اسلام کی شمع روشن ہوئی اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ کام آئندہ بھی ایسے ہی چلتا رہے گا۔

## ب (ii) قرآن و سنت مبارک کو ترجیح اولین

قبلہ چوہدری صاحب سے معلوم ہوا اور وہ بتاتے تھے کہ میرے ذہن میں یہ تھا کہ

قبلاً تمام بزرگان اکابرین و علمائے دین اور مومنین و مومنات قرآن و سنت مبارک کو ترجیح اولین دیتے، اس کو اپناتے اور اس پر نیک نیتی سے عمل کرتے۔

اولیاء اکرام اور بزرگان دین پہلے قرآن و حدیث شریف، فقہ و دینی امور کا علم حاصل کرتے تھے اور اس ضمن میں مختلف جامعہ اور مدارس میں داخلہ لیتے تھے۔ کبھی ہرقند و بخارا، کبھی بغداد اور پھر مکہ، مکرّمہ اور مدینہ منورہ میں بزرگ اساتذہ سے شرف شاگردی حاصل کرتے تھے اور ساتھ ساتھ ہمیں علم باطن، علم لدن اور عرفان الہی کی تعلیم اور اسباق بھی دیئے جاتے تھے۔ اور دنیا کے اور دیگر غیر اسلامی مذاہب سے روشناس اور ان کا مطالعہ کروایا

جاتا تھا۔ ذرا یا گیا کہ ہر زمانے میں علمائے دین اور اولیاء کرام میں اختلاف رائے بہت معمولی وجہ کا تھا۔ کیونکہ کسی مسئلہ کے حل میں بھی ان کی تحقیق و تصدیق مشاہدات پر مبنی ہوتی تھی نہ کہ تخمین ظن پر اور ہم لوگ قرآن و سنت مبارک کو ترجیح اولین دیتے تھے۔ پھر بھی اگر کوئی متنازعہ یا پیچیدہ مسئلہ درپیش ہوتا تو۔۔۔

... فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ ...

(النساء - ۵۹)

(علیہ الصلوٰۃ والسلام)

سب اللہ تعالیٰ اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی طرف رجوع کر کے راہنمائی اور توجہ ہدایت حاصل کرتے اور مسئلہ اور شئی کا بہت موزوں حل بل جاتا۔

مگر آج کل اس موجودہ دور میں بزرگ و علماء کرام اپنے اپنے عقیدوں کو اولیت دیتے ہیں اور نعوذ باللہ قرآن و سنت مبارک کو ثانوی حیثیت مل رہی ہے اور بزرگ اور علماء دین میں مشاہدہ کا فقدان ہے۔ قرآن و سنت اور احادیث شریف میں پنہاں علوم و فتیوض خصوصاً علوم باطن و لدن حاصل کرنے کا چنداں شوق نہیں۔ ہر امتی اور خصوصاً بزرگ و علمائے دین کی نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ نسبت مضبوط و تعلق قوی ہونا چاہیے۔ مگر یہ اہم ترین موضوع پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ عملیات اور شعبہ بازی میں دلچسپی بہت بڑھ گئی ہے اور یہ تمام اشیاء دینی مسائل میں الجھن، اختلافات اور گمراہی کا پیش خمیہ بنتے ہیں۔ درس و تدریس اور تبلیغ غیر موثر ہو جاتی ہے۔

۱۔ یہ باتیں قبلہ چوہدری صاحب کی حضرت داتا صاحب اور دیگر بزرگان دین سے

ملاقات و بات چیت اور صحبت سے ماخوذ ہیں۔

مگر انکی اولین اور انتہائی کوشش یہی ہوتی تھی کہ اگر کوئی پیچیدہ مسئلہ یا مشکل صورت درپیش ہوتی یا پھر کوئی جادو اور شیطانی یا جتناقی قوت سے گھبراؤ اور ٹکراؤ کا خطرہ ہوتا اور ان کے پاس قرآن و سنت یا احادیث مبارک سے فی الفور کوئی حل معلوم نہ ہوتا تو وہ فوراً اپنے علاقے، شہر یا جگہ اور اپنا حصار کر کے نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کی جانب ظاہر و باطن یا مراقبے میں رجوع کرتے۔ درود شریف و ذکر اللہ پر زور دیتے اور انکا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قرآن اور سنت و احادیث مبارک سے بہت ہی موزوں حل مل جاتا اور قوت سلطان عطا ہو جاتی، جس سے جادو، سحر اور شیطانی و جتناقی قوت زائل اور مستحضر ہو جاتی۔ اور اسلام کا غلبہ ہو جاتا۔ ہندو اور غیر مسلم لوگ جو ق درجہ دین اسلام قبول کرتے۔

ب (iii) مزید ہدایت کی بات یہ بھی کہ درس و تدریس اور اندرون اور بیرون ملک تبلیغ کا کام ان بزرگان دین اور اولیاء اکرام کے سپرد کیا جاتا جو انسانی الہی کے حامل ہوتے۔ جنہیں دولت و وصل اور نیابت و خلافت معنوی نصیب ہوتی۔ اور ان میں بعض اولیاء عظام، اللہ تعالیٰ و رسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کی اطاعت میں یکتائی کے سبب "اولی الامر" کے مقام پر فائز ہوتے۔ ان تمام بزرگان دین کو مرکز کے ساتھ یعنی نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کے ساتھ ایک پختہ نسبت و تعلق اور بہت قرب حاصل ہوتا ہے اور انہیں دنیا

سب سے پہلے اپنے آپ کو گھر کو یا علاقے کو مکہ المکرمہ یا مدینہ المنورہ کی حدود میں تصور کرتے۔ پھر درود شریف، آیت الکرسی، چاروں قل شریف (مکمل سورتیں) اور واللہ بحیر حافظین یا قاللہ بحیر حافظا و هو ارحم الراحمین۔ درود شریف پڑھ کر اپنے علاقے، شہر، جگہ اور اپنے چاروں اطراف پر ذہن و خیال میں دم کر لیتے اور پھونک مار لیتے۔ یا پھر جو بھی آیات قرآن شریف و سورتیں یاد ہوتیں ان کو پڑھتے رہتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے طاغوت و شیطانی قوتوں کے خلاف انکا "حصار" ہوتا۔

تہ ان کرم مبلغین اسلام یا پھر انگریزی میں ہم اسے Foreign service of Islam کہہ سکتے ہیں۔

کے مختلف مذاہب کے امور و رسومات کا بہت گہرا مطالعہ ہوتا تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کسی بھی طاغوتی طاقتوں، جناتی و طلسماتی حملوں اور دشمنانِ اسلام کے مکر و فریب اور حربوں کو پسپا و مستحکم کر سکتے تھے۔ پھر مخالفینِ اسلام ان بزرگان کے عمل و کردار اور قوتِ اسلام سے متاثر ہو کر کلمہ شریف پڑھتے تھے اور دینِ اسلام پر ایمان لے آتے تھے۔

پاسبانِ عزتِ امّ الکتاب      از نگاہِ ہش خانہ باطل خراب  
ہر کہ دانائے مقامِ خودی است      فضل حق داند اگر دشمن قوی است  
(علامہ اقبالؒ)

## ج۔ ایک نا اہل پیر کی مزار پر آمد اور مختلف انکشافات

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ کچھ عرصہ کے بعد میں دوبارہ لاہور آیا۔ اور حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار پر حاضر ہوا۔ میں السلام علیکم کہنے کے بعد درود شریف و ذکر الہی میں مشغول ہو گیا۔ حضرت داتا صاحبؒ اپنی قبر میں نمودار ہو گئے اور علیکم السلام کے بعد کچھ خصوصی مسائل پر گفتگو فرمانے لگے بھی بات چیت کا سلسلہ شروع ہی ہوا تھا کہ مسجد و مزار کے احاطہ میں کچھ شور بلند ہوا۔ میری توجہ حضرت داتا صاحبؒ کی جانب سے قدرے ہٹ گئی۔ میں

لے اسے انگریزی میں *knowledge of different religions* اور *comparative religious studies* کہہ سکتے ہیں۔

اس ضمن میں قبلہ چوہدری صاحب بتاتے تھے کہ اولیاء اللہ، بزرگان دین یا دیگر شخصیات اپنے مزارات و قبور میں یادگیر ملکوں پر اُٹھتے بیٹھتے بات چیت کرتے یا چلتے پھرتے عموماً ان مسلمانوں کو نظر آتے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نگاہِ باطن یا چشمِ بینا یا دلِ بینا نصیب ہوتا ہے۔

نے ذرا پیچھے کی طرف دیکھا تو وہاں پر مجھے تھوڑے ہی فاصلے پر ایک بارشش شخص بزرگ شکل تقریباً ساٹھ سال عمر کے چوغا پتے ہوئے پیرانہ لباس میں کھڑے نظر آئے اور ان کے ارد گرد کوئی پچاس ساٹھ عقیدت مند و مریدین تھے، جو ماشاء اللہ پیر صاحب زندہ باد اور پیر صاحب کی ہلکی اور اونچی آوازوں میں باتیں کر رہے تھے اور اس وجہ سے احاطہ میں شور مچ رہا تھا۔

میں نے خیال کیا کہ یہ بزرگ صورت شخص کسی سلسلہ طریقت کے پیر نظر آرہے ہیں۔ کیوں نہ میں ان سے ملاقات کر لوں۔ میں اسی خیال میں ذرا پیچھے ہٹا ہی تھا کہ حضرت داتا صاحب نے اپنے مزار شریف سے باہر تشریف لے آئے اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اپنی طرف متوجہ کیا۔ چوہدری صاحب! کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ میں نے عرض کیا۔ قبلہ! یہ جو پیر صاحب احاطہ میں کھڑے ہیں اور ان کے ارد گرد بہت زیادہ عقیدت مند اور مریدین بھی کھڑے ہیں۔ ان کو ملنے کا ارادہ کیا تھا۔ حضرت داتا صاحب نے فرمایا یہ صاحب دلی اللہ اور درویش نہیں ہیں۔ بس انہوں نے ایسے ہی پیری فقیری کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے۔ انہوں نے صرف جنات و عملیات اور تعویذ گنڈہ میں مہارت حاصل کی ہے۔ پیری فقیری سے ان کی مال و دولت اکٹھا کرنے کی غرض و غایت ہے۔ انہوں نے مخلوق سے تعلق جوڑا ہے اور خالق سے ٹولگانے کی کبھی چنداں ضرورت محسوس نہیں کی۔ حضرت داتا صاحب نے مزید فرمایا کہ چوہدری صاحب! آپ یہیں کھڑے رہیں۔ وہ نااہل پیر صاحب خود ہی آپ

سے بعد میں ان نااہل پیر صاحب نے اپنے عقیدت مندوں و مریدوں سے بہت تحائف و تحائف لینے شروع کر دیئے اور بہت سا مال و دولت اکٹھا کیا اور اپنے لئے پُرانے ضلع ساہیوال میں ایک بڑی خانقاہ بھی تعمیر کرائی۔ سینکڑوں مرید بنائے مگر دولت و روشی سے محروم ہے (ان کا نام وغیرہ بتانے سے غرض نہیں ہے)

کے پاس آجائیں گے۔

میں وہیں ٹھہر گیا۔ اور حضرت داتا صاحب سے محو گفتگو ہو گیا۔ تھوڑے ہی وقفہ کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ پیر صاحب میرے پاس پہنچ گئے ہیں۔ وہ اور ان کے مریدین دعائے فاتحہ پڑھ رہے ہیں۔ میں نے چند منٹوں کے بعد حضرت داتا صاحب سے اجازت حاصل کی اور السلام علیکم کہا۔ حضرت داتا صاحب وعلیکم السلام فرما کر اپنے مزار شریف میں روپوش ہو گئے اور میں واپس آ گیا۔

## د۔ حضرت داتا صاحب کی گھر پر تشریف آوری

قبلہ چوہدری صاحب نے فرمایا کہ کچھ عرصہ کے بعد میں پھر رحیم یار خان سے لاہور آیا اور میں وہیں (عاجی نور محمد صاحب) کے گھر اسلام پورہ (کرشن نگر) میں مقیم تھا اور ابھی حضرت داتا صاحب کے مزار شریف پر دعائے فاتحہ کے لئے حاضر نہیں ہوا تھا کہ ایک دن میں بیٹھا ہوا کچھ حالات مشاہدہ اور علم و عرفان کے متعلق لکھ رہا تھا کہ اچانک حضرت داتا صاحب غیب سے کمرہ میں داخل ہوئے اور السلام علیکم کہا۔ میں نے بڑے مودب اور کھڑے ہو کر وعلیکم السلام عرض کیا۔ حضرت داتا صاحب فرمانے لگے۔ چوہدری صاحب! آپ کو رحیم یار خان سے آئے ہوئے چار پانچ روز ہو گئے ہیں۔ ابھی تک آپ وہاں مزار و مسجد شریف میں نہیں آئے۔ چونکہ آپ اپنی لکھائی پڑھائی وغیرہ میں مصروف تھے۔ لہذا میں خود ہی آ گیا۔ آپ کو میں یہ بتانا چاہتا تھا کہ دو تین روز میں ایک مجلس

جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب بھی قبلہ چوہدری صاحب اکیلے اور فاسخ اوقات میں بیٹھے ہوتے تھے۔ وہ علم و عرفان اور کچھ نہ کچھ کوائف حالات مشاہدہ کے متعلق لکھتے رہتے تھے۔ ایک کتاب کا مسودہ انہوں نے دہلی میں تیار کیا تھا جو کہ اگست ۱۹۴۷ء میں وہیں ہندوستان میں رہ گیا۔ اور مزید دو تین کتابوں کا مسودہ اپنی وفات سے قبل چھوڑ گئے ہیں جو کہ ان کے صاحبزادہ صاحب اور کچھ کاغذات دیگر جناب کے پاس ہیں۔



رجال الغیب منعقد ہونے والی ہے۔ اس میں کافی اہم امور پر بات چیت ہوگی اور کچھ فیصلے و سفارشات طے ہوں گی۔ آپ کی اس مجلس میں حاضری اور شمولیت انشاء اللہ تعالیٰ کافی مفید ہوگی۔ چوہدری صاحب! آپ مزار و مسجد میں جلدی نہیں کریں۔ باقی امور پر باتیں اور صلاح و مشورے دیگر صالحین اور اولیاء اللہ کے ساتھ وہیں کریں گے۔

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ میں فوراً حضرت داتا صاحب کے مزار اور مسجد شریف میں پہنچا۔ مزار پر السلام علیکم عرض کیا اور حضرت داتا صاحب باہر تشریف لے آئے۔ اور ہم مسجد شریف کے اندر چلے گئے۔ اندر پہنچتے ہی تین چار رجال الغیب وہاں اچانک نمودار ہو گئے۔ انہوں نے سب کو سلام کیا اور ہم بیٹھ گئے۔ اور بہت اہم دینی و دنیاوی امور پر بات چیت ہونے لگی۔ بات چیت کے آغاز سے پہلے ہی میرے ذہن و دماغ میں وہ تمام امور خود بخود عیاں اور روشن ہو گئے جن پر گفتگو ہونا تھی۔ ہم مسجد کے اندر تقریباً ایک گھنٹہ تک باتیں کرتے رہے۔ نماز ظہر کا وقت ہونے کو تھا۔ لہذا حضرت داتا صاحب نے مجلس کی نشست کو برخاست کیا۔ اور دوبارہ ملنے کا وقت طے کیا۔ حضرت داتا صاحب نے سب کو السلام علیکم کہا اور میرے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر بڑی شفقت سے فرمایا۔ چوہدری صاحب! آپ اب جائیں اور اپنی بکھائی وغیرہ جاری رکھیں۔ جب ضرورت پڑے گی تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو پھر بلا لیں گے۔ قبلہ چوہدری صاحب! واپس اسلام پورہ آگئے۔

لے یہ بیان ہو چکا ہے کہ قبلہ چوہدری صاحب کا محکمہ انتظامی امور یعنی مجالس رجال الغیب سے تبادلہ محکمہ تعلیم و تربیت میں کافی پہلے سے ہو چکا تھا۔ مگر کبھی کبھار ان کو مجالس رجال الغیب میں صلاح و مشورہ کے لئے بلایا جاتا تھا۔

قبلہ چوہدری صاحب بتاتے تھے کہ تین چار روز کے بعد دوبارہ حضرت  
 داتا صاحب اسلام پورہ گھر میں جہاں میں بیٹھا ہوا لکھ رہا تھا، اچانک غیب  
 سے نمودار ہو گئے، السلام علیکم کہا۔ میں نے بڑے ادب سے سلام کا جواب دیا۔  
 پھر حضرت داتا گنج بخشؒ نے خود ہی فرمایا۔ چوہدری صاحب! مجلس رجال الغیب  
 سے متفقہ طور پر مسئلہ زیر بحث کہ "کشمیر میں درس و تدریس، تعلیم و تربیت اور  
 تبلیغ کے لئے کن ولی اللہ یا بزرگ کو وہاں بھیجا جائے اور کن کو یہ فرائض سونپے  
 جائیں" پر فیصلہ ہو گیا ہے۔ چوہدری صاحب! آپ رحیم یار خان میں ہی رہیں  
 گے اور آپ یہ فرائض تمام مغربی پاکستان کے لئے سرانجام دیں گے اور کشمیر کے  
 لئے وہاں کسی اور صاحبِ ولایت کو بھیجا جائے گا۔"

مجلس رجال الغیب کا ابھی یہی فیصلہ ہے۔ حضرت داتا صاحبؒ مکرائے  
 اور اس کے ساتھ ہی اجازت چاہی اور السلام علیکم فرمایا۔ میں نے کھڑے  
 ہو کر وعلیکم السلام کہا اور وہ وہیں غائب ہو گئے اور واپس تشریف لے گئے۔  
 قبلہ چوہدری صاحب بتاتے تھے کہ حضرت داتا گنج بخشؒ نے مزار شریف پر  
 اور یابرعید میں بھی کئی دفعہ سعادتِ ملاقات بخشی، مگر گفتگو کا دائرہ قرآن اور  
 احادیث شریف اور سنت مبارک نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور علوم ظاہر و باطن  
 اور لدن اور اس ضمن میں مشاہداتِ ولایت تک محدود رہا اور ان سے دولتِ وصل اور  
 قربِ نبی پاک (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو روشن و مضبوط کرنے کی راہنمائی حاصل ہوتی حضرت  
 داتا صاحب سے سعادتِ ملاقات کے سلسلہ میں قبلہ چوہدری صاحب نے کوئی مزید واقعہ نہیں بتایا،  
 عہدِ فاروق از جہالش تازہ شد حق ز حرف او بلند آوازہ شد

خوش تر آں باشد کہ ستر دلبران  
 گفتہ آید در حدیث دیگران

## حضرت نوبہار شاہ صاحب سے شرفِ ملاقات

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ وہ ایک دفعہ ۱۹۲۵ء یا ۱۹۲۶ء میں لاہور میں قیام کے دوران ان کو کسی دوست نے بتایا کہ دریائے راوی کے پار شاہدرہ میں ایک بزرگ حضرت نوبہار شاہ صاحب بے آباد کھیتوں میں مہینوں سے وہاں سے بیٹھے ہوئے ہیں اور کئی کئی دن گزر جاتے ہیں اور وہ کسی سے بات تک تو کیا بلکہ آنکھ اٹھا کر کسی کی طرف دیکھتے ہی نہیں اور اسی طرح ہفتوں تک وہ ذکر اللہ میں گم رہتے ہیں۔ نہ انہیں گرمی سردی کا احساس ہے اور نہ وہ کچھ کھاتے پیتے ہیں اور ہر وقت ان کو دیکھنے کے لئے کھیت کے ارد گرد لوگوں کا ہجوم رہتا ہے جو اس خیال میں ادھر آتے ہیں کہ شاید آج قبلہ شاہ صاحب ذرا چہرہ اٹھائیں اور وہ ان کو خوب جی بھر کر دیکھ لیں۔ حضرت قبلہ کو بھی اشتیاق ہو کہ چل کر ان مجذوب درویش صاحب کی زیارت کریں۔

گرمیوں کا موسم تھا اور قبلہ چوہدری صاحب ایک دن عصر کے بعد ایک دو احباب کے ساتھ ٹانگے پر بیٹھ کر شاہدرہ پہنچ گئے۔ اور اس کھیت کے پاس چلے گئے جہاں درویش بابا بیٹھے ہوئے ذکر اللہ میں ڈوبے ہوئے تھے۔ حضرت قبلہ بتاتے تھے کہ میں بھی ذکر اللہ میں مشغول تھا اور میں نے کھیت کے کنارے پہنچ کر خیال میں ان کو سلام عرض کیا اور میں نے دیکھا کہ حضرت شاہ صاحب نے مراقبے سے فوراً چہرہ اُپر اٹھایا اور ہاتھ اٹھا کر ہمیں اشارہ کیا کہ جیسے ہمارے سلام کا جواب دے رہے ہوں اور

میں خوش آمدید کہہ رہے ہوں۔ تمام لوگ قبلہ شاہ صاحب کے چہرہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کوئی کلمہ طیبہ پڑھ رہا تھا اور کوئی الحمد شریف اور بعض کوئی اور آیات شریف کا ورد کر رہے تھے۔ میں نے دوبارہ ہاتھ ہلایا اور جی میں کہا کہ بابا جی قبلہؒ کہ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے معاملہ عشق و محبت بہت تیز ہے اور آپ کا دنوں تک ذکر اللہ میں گم رہنا عشق حقیقی کی نشاندہی کرتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب مسکراتے دکھائی دیئے انہوں نے پھر ہمیں ہاتھ سے اشارہ کیا کہ جیسے ان امور کی تصدیق کر رہے ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم نے ہاتھ اٹھا کر انہیں سلام عرض کیا اور واپس ہوئے۔ قبلہ شاہ صاحب نے اسی وقت ہمارے سامنے اپنے چہرے کو پھر جھکا دیا، مراقبے میں چلے گئے اور ذکر اللہ میں گم ہو گئے۔

جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ بندہ مومن سالک و مجذوب جب کلام اللہ اور درود و اذکار شریف میں پختگی سے کامزن ہو جاتا ہے تو ایک وقت آتا ہے کہ اسے نہ گرمی سردی کا احساس ہوتا ہے اور نہ بھوک، نیند تھکن اور احساس تنہائی وغیرہ اس پر غالب ہوتی ہیں۔ قبلہ چوہدری صاحب نے فرماتے تھے کہ وہ بھی اس دور سے گزے بلکہ کہتے تھے کہ کلام اللہ درود اور اذکار شریف کا ورد ہی بندہ مومن کے لئے خوراک و غذا کا کام دیتا ہے۔ اور اس وقت تقریباً یہی حال حضرت نوبہار شاہ صاحب کا تھا جس جس نے بھی ان کو دیکھا وہ کھیت میں دن رات بیٹھے ہوئے اذکار الہی میں گم رہتے تھے اور کسی سے کوئی بات چیت نہ کرتے تھے۔ بعد میں اسی حالت میں حضرت شاہ صاحب وفات پا گئے اور ان کا شاہدہ اور شیخوپورہ کے درمیان ہی کہیں مزار شریف تعمیر ہوا۔

نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی حضرت شاہ محمد غوثؒ

## کے مزار پر تشریف آوری

قبلہ چوہدری صاحبؒ بیان کرتے تھے کہ ایک دن میں لاہور میں دہلی دروازہ کے باہر سے اکبری منڈی کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں عشق مصطفائیؒ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی لہریں اور تصرف میرے جسم میں سرایت کرنے لگا اور طبیعت میں سرور و مستی کا غلبہ ہونے لگا۔ میں نے خیال کیا کہ کہیں قریب ضرور کسی عاشق رسولؐ رہا ہے۔ پوچھنے پر ایک شخص نے بتایا کہ بالکل قریب دابنہ ہاتھ پر حضرت شاہ محمد غوث قادریؒ کا مزار شریف ہے۔

میں مسجد کے اندر داخل ہوا۔ وضو کر کے اور درود شریف پڑھتے پڑھتے مزار کے پاس پہنچ کر حضرت شاہ محمد غوثؒ کی خدمت میں السلام علیکم عرض کیا۔ آپ فوراً قبر میں نمودار ہو گئے۔ وعلیکم السلام جواب فرمایا اور مسکرائے۔ مجھ پر بدستور سرور و مستی کا غلبہ تھا اور میں ابھی بیٹھا بھی نہ تھا اور صاحب مزار سے گفتگو کا سلسلہ بھی شروع نہیں ہوا تھا کہ مزار کے اوپر سے حضور کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا اصحاب کبار کے ساتھ گزر ہوا۔ حضرت شاہ محمد غوثؒ نے اور میں نے بھی معاً اوپر کی طرف دیکھا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمیں نبی کریمؐ

یہ تقریباً ۱۹۵۷ء کا واقعہ ہو گا ان دنوں ابھی وہاں مزار و مسجد شریف کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہی ہوا تھا۔

(علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور اصحابِ اکرام کی زیارتِ پاک نصیب ہوئی۔ نبی کریم  
 (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور اصحابِ اکرام کی تشریف آوری سے مزار و مسجد کے احاطہ  
 میں ایک عجیب بہانی خوشبو پھیل گئی تھی اور ایسے معلوم ہوتا تھا کہ جیسے فضاء  
 میں جمالِ مصطفائیؐ کا ڈھیروں تصرف بکھر گیا ہو۔ سماں ایسا پرسرور اور پرکیت  
 تھا کہ طیور و پرندے بھی ذاتِ رحمت اللعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی آمد  
 سے پُرمسرت اور پُربہار ہو گئے تھے اور ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ سرور و مستی کے اس  
 عالم میں فضائی مخلوق نے بھی اپنے سریلے پن میں اپنی صلاۃ و تسبیح کو مزید شیرین  
 اور تیز تر کر دیا ہو اور وہ بھی اپنے انداز میں ہمارے ساتھ مل کر نعمہ و نذرانہ  
 صلوٰۃ و سلام بحضور سرورِ کائنات (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پیش کر رہے ہوں۔

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نُورًا مِّنْ نُورِ اللَّهِ

(آپ پر لاکھوں کروڑوں درود و سلام ہوں)

فضائلی نیلی ہو امیں سرور ٹھہرتے نہیں، اشیاں میں طور (علامہ قبائل)

حضرت شاہ محمد غوثؒ کبھی پرندوں کی جانب دیکھتے صلاۃ و تسبیح الاپتے

اور فضا میں اپنے نعمات کی مٹھاس بکھیرتے اور کبھی وہ میری طرف دیکھ لیتے اور

مسکراتے۔ وہ بہت ہی خوش اور سرور نظر آ رہے تھے۔ میں بھی مہکتی فضا سے

لطف اندوز ہو رہا تھا اور تصرفِ جمالِ مصطفائی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے سرور

ہو رہا تھا۔ میں بھی کبھی طیور کو جھومتے و چمپاتے دیکھتا اور کبھی سامنے بیٹھے

ہوئے حضرت شاہ محمد غوثؒ کی جانب دیکھتا اور میں اپنے تئیں اپنی خوش نصیبی

پر خوش ہو رہا تھا۔ مجھ پر عشق و رقت اور سرور و مستی غالب تھی۔  
 مجھ پر رقت قدے کم ہوئی۔ اور پرندے بھی کافی خاموش ہو گئے تھے میں  
 نے حضرت شاہ محمد غوثؒ کی طرف دیکھا۔ انہوں نے بھی عشق رسولؐ مقبول  
 (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے بھرپور ننگا ہوں سے میری جانب دیکھا۔ اُن کے  
 تصرف و توجہ سے مجھ پر پھر سرور و مستی غالب ہو گئی۔ میں کبھی درود شریف اور  
 کبھی ذکر الہی پر زور دیتا۔ ایسے معلوم ہو رہا تھا کہ حضرت شاہ محمد غوثؒ صاحب  
 کو عشق و وصل میں رسالت مآب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ بہت رسائی  
 اور قرب نصیب ہوا۔ علم و حکمت اور عرفان الہی میں ایک اعلیٰ مقام عطا ہوا۔  
 وہ مسکرا رہے تھے اور میری طرف توجہ بھی فرما رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا ہے۔  
 چوہدری صاحب! نبی کریمؐ، رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ آپ  
 کی نسبت پختہ ہے اور معاملہ عشق و وصل بہت درست ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ  
 نسبت اور عشق مزید جاگزیں، مضبوط اور اجاگر ہوگا اور یہی میراث و معراج امتی  
 ہے۔ وقت کافی گزر چکا تھا۔ میں نے حضرت شاہ صاحب قبلہؒ سے اجازت  
 چاہی اور ادب کے ساتھ السلام علیکم عرض کیا۔ انہوں نے بہت شفقت سے  
 مسکرا کر و علیکم السلام کہا اور اپنی قبر میں روپوش ہو گئے۔

## حضرت بابا فرید گنج شکر کے مزار پر حاضری اور سعادت ملاقات

۱۔ قبلہ چوہدری صاحب کا جب کبھی بھی احباب کے ہاں ساہیوال جانا ہوتا تو پھر وہ پاک پتن شریف بھی جاتے اور حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کے مزار پر حاضری دیتے۔ وہ اکثر وہاں مسجد اولیاء میں نوافل ادا کرتے اور مزار شریف کے اندر اطمینان سے بیٹھ کر حضور بابا صاحب کی خدمت میں مودبانہ سلام عرض کرتے اور حضرت قبلہ بیان کرتے تھے کہ جو نہی میں سلام عرض کرتا حضور بابا صاحب میرے سامنے آ جاتے اور وعلیکم السلام فرماتے۔ اس کے بعد میں پھر درود و اذکار میں مشغول ہو جاتا۔ حضور بابا صاحب جو ہدایت بھی فرمانا ہوتی فرمادیتے۔

مگر حضرت قبلہ بتاتے تھے کہ جیسے ہی میں مزار شریف کے اندر داخل ہوتا مجھ پر عشقِ مصطفویٰ (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کا غلبہ شروع ہو جاتا۔ اور جب حضور بابا صاحب سامنے آ جاتے تو یہ غلبہ اور تیز ہو جاتا اور رقت طاری ہو جاتی اور میں دیکھتا تھا کہ حضور بابا صاحب کی جانب سے دولتِ وصل بالرسولِ مقبول (علیہ الصلوٰۃ و السلام) امانتِ الہی، وصل باللہ اور بقا باللہ کی میراث کا پُر زور تصرف میری طرف اُمڈ آنا، دل میں سرایت کرتا اور پھر رقت مزید تیز ہو جاتی۔ یہی معلوم دیتا کہ حضور بابا صاحب کو نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کے ساتھ بے حد محبت ہے اور آپ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و رسولِ مقبول (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی اطاعت میں فرو تھے۔



اور زورِ تصرف سے پتہ چلتا تھا کہ حضور بابا صاحبؑ کو نبی کریمؐ زُوفِ رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا بہت زیادہ قرب نصیب ہوا۔ غلامی اور قربِ رسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی دولت ہی بندۂ مومن اور اولیاء اللہ کو سرفراز کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت اور فضل و کرم سے اسی دولت سے ان کو کرامات، قوتِ سلطان، مختلف درجات و ولایت اور مقامِ اولی الامر عطا ہوتے ہیں اور اولیاء اللہ اسی دولت و قوت سے لادینی، طاغوتی، طلسماتی، شیطانی و جناتی قوتوں اور حربوں کو ناکام بناتے اور مستحکم کرتے ہیں۔

قبلہ چوہدری صاحبؑ جب بھی پاک پتن میں مزار شریف پر حاضری دیتے تو حضور بابا صاحبؑ ملاقات فرماتے۔ حضرت قبلہؑ بتاتے تھے کہ اکثر حضور بابا صاحبؑ مسائلِ مرشد و ہدایت پر راہنمائی فرماتے۔ بعض اوقات قبلہ چوہدری صاحبؑ کو چند سالکین کو ذکر اللہ سلطاناً النصیئاً اور ستر الہی اور راہِ سلوک بتاتے اور سمجھانے کی ہدایات دیتے اور مومنین اور سالکین کی راہنمائی و نگرانی بھی فرماتے تاکہ وہ راہِ حق پر چلتے رہیں اور کوئی لادینی، طاغوتی، طلسماتی، شیطانی اور جناتی قوت یا آفت انہیں صراطِ مستقیم سے بھٹکانے سے اور وہ گمراہ نہ ہو جائیں۔ کبھی کبھار حضور بابا صاحبؑ دھوکے باز، چور، ڈاکو، لٹیروں اور قاتلوں کی محبی نشاہدی کر دیتے اور بعض اوقات اندرون و بیرون ملک رُوسنا ہونے والے اہم واقعات جن کی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق دربارِ رسالت مآب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے منظوری ہو چکی ہوتی راہنمائی و لائحہ عمل کے لئے مطلع اور باخبر بھی کر دیتے۔ حضرت قبلہؑ بتاتے تھے کہ ایسی راہنمائی و نگرانی اور خبریں و ہدایات

بعض اوقات دیگر اولیاء اللہ اور بالخصوص حضرت داتا گنج بخشؒ بھی بتا دیا کرتے تھے (مگر ایسی خبریں و باتیں حضرت قبلہؒ اکثر اپنے تئیں رکھتے تھے۔ اور ان پر عمل عموماً کسی کو بتائے بغیر کر لیتے تھے۔ مگر کبھی کبھار ایسی خاص بات کسی متعلقہ شخص کو اس کی راہنمائی و بہتری کے لئے بغیر سیاق و سباق کے باتوں باتوں میں سمجھا بھی دیتے تھے۔

پاک پٹن شریف میں حضرت قبلہؒ زیادہ تر مزار شریف حضور بابا صاحبؒ کے اندر بیٹھ کر دُرود و اذکار شریف کا ورد کیا کرتے تھے۔ مزار شریف کے باہر بیٹھ کر حضرت نظام الدین سلطان الاولیاء محبوب الہیؒ یعنی چھوٹی مسجد اولیاء میں اور بیٹھ کر حضرت علاء الدین صابرؒ یا پر بیٹھ کر دُرود و اذکار شریف بھی پڑھا کرتے۔ حضرت قبلہؒ فرماتے تھے کہ ان جگہوں سے بھی تصرف میراثِ مصطفائی (علیہ الصلوٰۃ و السلام) اور کلام اللہ اور دُرود و اذکار شریف کے اذکار و تجلیات اور فیوض و برکات میرے جسم و قلب میں سرایت کرتے نظر آتے۔ کیونکہ ان جگہوں پر اللہ تعالیٰ کے اولیاء اللہ اور نیک بندوں نے سالہا سال ریاضت و عبادت کی ہوتی ہے۔ اور کلام اللہ دُرود و اذکار شریف کا ورد کیا ہوتا ہے۔ حضرت قبلہؒ بتاتے تھے کہ بعض اوقات ان جگہوں پر حضرت نظام الدین اولیاءؒ اور حضرت علاء الدین صابرؒ سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہو جاتا تھا اور پھر طبیعت میں رقت کا غلبہ ہو جاتا تھا۔

## پاک تین شریف میں حضرت مُعین الدین چشتی اجمیریؒ، خواجه غریب نواز سلطان الہند سے سعادتِ ملاقات

(ب) قبلہ چوہدری صاحب بتاتے تھے کہ ایک دفعہ میں ساہیوال گیا۔ تو چند دوستوں کے ہمراہ ہم عازم پاک تین شریف ہوئے۔ وہاں مسجد شریف میں پہنچ کر وضو کیا اور نوافل ادا کئے۔ پھر ہم درود و اذکار شریف پڑھتے حضور بابا صاحب کے مزار شریف کے اندر داخل ہوئے اور مودیانہ سلام عرض کرنے کے بعد وہاں آگے ایک پہلو میں بیٹھ گئے۔ ہمیں نے پہلے درود شریف پڑھا اور پھر ذکر اللہ شروع کیا۔

تھوڑے ہی وقفے بعد حضور بابا صاحب اپنی قبر مبارک میں سے نمودار ہو گئے۔ وعلیکم السلام کہا اور تبسم فرمایا اور ایسے معلوم سے رہا تھا کہ جیسے حضور بابا صاحب بھی درود و اذکار شریف میں مشغول ہیں..... ابھی حضور بابا صاحب سے گفتگو کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا کہ میرے دیکھنے ہی دیکھتے چند ثانیوں میں ایک اور بزرگ اور نورانی شخصیت فضا میں سے ظاہر ہوئی اور معاً حضور بابا صاحب کے آگے ان کی قبر میں ہی تشریف فرما ہو گئی۔ بہت ہی پر نور صورت اور پرکشش شخصیت جس کی جانب سے پر تو شانِ مصطفائی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور حسنِ جمال و شوکتِ جلال کا پر بہار اور پر زور تصرف میرے جسم و جان میں سرایت کر رہا تھا اور مجھ پر رقت طاری تھی۔ یہ پُر لطف منظر اور پُر کیف سماں اپنی نوعیت میں یکتا و منفرد تھا۔ ایک لمحہ ذہن میں خیال اُبھرا کہ یہ تو صاحبِ جمال و کمال حضور کریمؐ

(علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہی نہ ہوں مگر معاً ہی دل نے نفی کر دی کہ آپ ذات رؤف رحیم حضور کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نہیں ہیں۔۔۔ پھر یہ معلوم ہوا، یہ تو نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے محبوب و سرفراز امتی سید معین الدین چشتی اجمیری سلطان الہند خواجہ غریب نواز ہیں اور میں نے دیکھا کہ قبر میں بیٹھے ہوئے حضرت خواجہ صاحب نے میرے اس فہم و خیال پر اثبات میں تبسم فرمایا اور مجھے فی الفور تصدیق میسر ہو گئی۔ حضرت خواجہ صاحب کی شکل و صورت نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی شکل و صورت مبارک کے کس قدر قُرب و مناسبت میں تھی اور یہ آل رسول مقبول، عشق رسول مقبول اور اتباع و اطاعت رسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ہونے کے سبب تھا۔

میں نے اُن کے چہرے و نگاہوں کی جانب پھر دیکھا۔ بہت ہی صاف اور نورانی چہرے اور عشق و محبت میں سرشار گلابی نگاہوں سے عشق و اتباع رسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا فیضان میرے قلب و نگاہ میں داخل ہو رہا ہے اور میری طبیعت پر بار ہو رہی تھی۔ یہ دکھائی دے رہا تھا کہ ان بزرگوں کو نبی کریم رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا بہت زیادہ قُرب حاصل ہے۔ میں حضرت سید معین الدین چشتی، خواجہ غریب نواز، سلطان الہند کو اپنی زندگی میں پہلی بار دیکھ رہا تھا۔ میں دہلی میں بھی تقریباً بیس برس رہا، مگر کبھی بھی اجمیر شریف جانے کا اتفاق نہ ہوا اور نہ ہی کبھی حضور خواجہ بزرگ سے ویسے عالم روحانیت میں شرفِ ملاقات ہوئی۔

میں دیکھ رہا تھا اور محسوس کر رہا تھا کہ حضور قبلہ خواجہ صاحب کی جانب سے عشق و محبت اور اتباع و اطاعت رسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

سے لبریز پیر تو میرے ذہن و فکر میں اور قلب و نظر میں اُٹتا چلا آ رہا ہے۔  
 میری طبیعت سرور و مستی سے پُر بہار ہو گئی تھی اور مجھ پر برقت طاری  
 تھی یہ حالت تقریباً آدھ گھنٹہ تک رہی اور جب میں نگاہیں اُوپر کرتا  
 تو دونوں بزرگانِ دین یعنی حضورِ خواجہ غریب نوازؒ اور حضورِ بابا فرید گنج شکرؒ  
 میری طرف بڑی شفقت سے دیکھ رہے ہوتے اور دونوں بزرگوں سے  
 پُر زور تصرف میراثِ مُصطفائی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میرے جسم و جان میں  
 داخل ہو رہا ہوتا اور وہ مجھے دیکھ کر مُسکرا دیتے حضورِ خواجہ بزرگؒ کے  
 تصرف و توجہ سے معلوم ہو رہا تھا کہ اُن کا عبادت، ریاضت و معرفت  
 میں بُہت مقام ہے۔ ظاہر و باطن میں دولتِ وصلِ عطا ہوئی اور حاصلِ  
 امانتِ الہی بھی ہوئے۔ انہیں وصلِ بالرسولِ مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام)  
 وصلِ باللہ اور بقا باللہ میں اعلیٰ مقام حاصل ہوا عشق و محبت میں اور  
 اتباع و اطاعت میں نبی کریمؐ رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ  
 بہت قُرب اور رسائی نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور رسولِ  
 مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی اتباع و اطاعت میں بہت پختہ و یکتا  
 تھے اور میرے اندازے و ادراک کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے  
 اور نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل خواجہ غریب نوازؒ  
 سلطانِ الہندؒ کو "اولی الامر" کا منصب بھی عطا ہوا۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ اس دن دونوں بزرگوں میں سے  
 کسی سے بھی گفتگو نہ ہوئی اور تمام وقت خاموشی میں ہی گزر گیا۔ بالآخر  
 تھوڑی دیر بعد حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے تبسم کے ساتھ حضرت بابا صاحبؒ

کو اور ہمیں اشارہ سے سلام کہا۔ جانے کے لئے اٹھے اور فضا میں غائب ہو گئے اور پھر ساتھ ہی حضور بابا صاحب نے بھی مسکرا کر اشارے سے سلام کہا اور اپنی قبر میں روپوش ہو گئے اور ہم واپس ساہیوال اپنے دوست کے ہاں آ گئے۔

میں نے یعنی راقم نے ایک جمعہ کی وعظ میں ایک بہت بڑھے لکھے اور عالم فاضل خطیب کی زبانی سنا کہ نامور مؤرخ مسٹر نکلسن نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ہندوستان میں دو مسلمان بزرگوں (ایک حضرت علی جویریؒ واما گنج بخش لاہوی اور دوسرے عین الدین چشتی اجمیرن) کے اپنے عمل و اخلاق اور اخلاص تبلیغ سے لاکھوں ہندوؤں اور غیر مسلموں نے پرہتوں اور برہمنوں کی جادوگری اور بت پرستی سے نجات پائی اور وہ حلقہ اسلام میں داخل ہوئے۔ مؤرخ نے لکھا ہے کہ ان دو مسلمان بزرگوں نے ہندوستان کی کاپی پلٹ دی۔

۴ قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز سلطان الہند کے اہمہ شاید ہی انہیں دوبارہ شرف ملاقات نصیب ہوئی ہو۔ البتہ حضرت بابا فرید گنج شکرؒ سے بعد میں بھی کئی بارسادات ملاقات نصیب ہوئی اور سلسلہ گفتگو بھی رہا۔

## دیگر اولیاءِ اکرام سے سعادتِ ملاقات

قبلہ چوہدری صاحب قیام پاکستان کے بعد اپنی چالیس سالہ زندگی میں مختلف شہروں میں مقیم اپنے دوست و احباب، عزیز و اقارب اور شاگردوں کے پاس چلے جایا کرتے تھے اور اس شہر میں مدفون واصلین اولیاءِ اکرام کے مزارات پر بھی اکثر حاضری دیا کرتے تھے۔ وہاں نوافل، درود شریف اور دعائے فاتحہ و مغفرت پڑھنے کے بعد صاحب مزار کو التسلام علیکم کہتے اور پھر ان سے متوجہ ہوتے اور اگر صاحب مزار اپنی قبر میں موجود ہوتے تو پھر وہ سامنے آجاتے۔ سعادتِ ملاقات دیتے اور دینی و دنیاوی مسائل اور امور پر گفتگو بھی فرماتے۔ ان اولیاء اللہ کے نام نیچے درج ذیل ہیں۔

حضرت سید عبداللطیف قادری المعروف امام برسی، اسلام آباد

حضرت سید پیر مہر علی شاہ چشتی گولڑوی، اسلام آباد

حضرت سید پیر بابا کرم شاہ چشتی، قلعہ بالا حصار پشاور

حضرت رحمن بابا پشاور

حضرت شاہ شمس سبزواری، ملتان

حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتان

حضرت شاہ رکن عالم ملتان

حضرت سید عبداللہ شاہ قادری المعروف بابا تلمبے شاہ، قصور

حضرت جوجہ نور محمد صاحب ہاروی چشتی چشتیاں

حضرت خواجہ م سلیمان چشتی تونسوی تونسہ  
 حضرت سلطان العارفين سلطان بابو قادری (سلطان الفقراء ختم)  
 شورکوٹ

حضرت سائیں بابا سوڑی شاہ فیصل آباد  
 حضرت ڈاکٹر علامہ شیخ م اقبال لاہور  
 حضرت سید سلطان سید ظہیر الدین محمد قطب شاہ حسینی قادری (سلطان  
 الفقراء و محبوب سلطان الاکبر)

## حضرت سید عبداللطیف قادری المعروف امام بڑی سے سعادتِ ملاقات

حضرت قبلہ چوہدری صاحب جب کبھی بھی لاہور سے راولپنڈی  
 یا اسلام آباد آتے یا پھر شپور سے راولپنڈی / اسلام آباد تو اکثر حضرت امام بڑی  
 کے مزار شریف پر حاضری دیتے، نوافل درود شریف اور دعائے فاتحہ و مغفرت  
 پڑھتے حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ حضرت امام بڑی ہر دفعہ ملاقات فرماتے اور  
 دینی و دنیاوی مسائل پر ضرور گفتگو فرماتے حضرت قبلہ چوہدری صاحب  
 بتاتے تھے کہ حضرت امام بڑی، ان کے والدین، بھائیوں نے راولپنڈی اور  
 گردونواح کے خطہ میں بہت تبلیغ و اشاعت اسلام کی اور بہت سے  
 ہندو، بدھ اور غیر مسلم ان کے ہاتھوں مسلمان ہوئے۔ یہ علاقہ جادو، جنتانی اور  
 شیطانی قوتوں اور بت پرستی کا گڑھ تھا۔ آپ کے آباؤ اجداد اور آپ  
 کی انتھک محنت سے بہت سے لوگ ظلمت سے نکل کر نورِ اسلام  
 میں داخل ہوئے۔ آپ کے مکتب و جامعہ میں دور دور سے لوگ آکر داخل  
 ہوتے تھے حفظِ قرآن شریف، علوم دین ظاہری و باطنی یعنی علوم قرآن



اور احادیث و فقہ میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔ آپ مجالس درود شریف اور اذکار الہی باقاعدگی سے منعقد کرتے تھے اور اپنے شاگردوں اور مسلمانوں کے اسباق علوم و عرفان میں اعادہ و مشق کرواتے تھے۔ مکتب و جامعہ کے اندر اور باہر آپ کے شاگرد قرآن و سنت مبارک پر عمل پیرا رہتے تھے۔ حضرت امام بڑی نے کافی کتب و رسالے ترتیب دیئے جو آج کل بہت نایاب ہیں اور ایک شنید و اطلاع کے مطابق آپ کے چند قلمی نسخے جرمنی کے شہر میونخ کی لائبریری میں شامل ہیں اور محفوظ ہیں (حضرت قبلہ نے حضرت امام بڑی سے شرفِ ملاقات اور ان کے ساتھ گفتگو کی کوئی خاص بات نہیں بتائی جو یہاں تحریر کی جائے)

## حضرت سید پیر مہر علی شاہ چشتی گولڑوی سے سعادتِ ملاقات

حضرت قبلہ چوہدری صاحب جب کبھی راولپنڈی یا اسلام آباد تشریف لاتے تو اکثر گولڑہ شریف جاتے اور حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب قبر سے باہر تشریف لے آتے اور دینی و دنیاوی امور پر گفتگو فرماتے، مگر قبلہ چوہدری صاحب نے کوئی خاص بات کا ذکر نہیں فرمایا جو کہ حضرت قبلہ شاہ صاحب سے دورانِ گفتگو زیرِ تذکرہ آئی ہو۔ حضرت قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ حضرت پیر صاحب کا مشہور کلام حمد و ثنا بہت ہی بلند پایہ ہے اور یہ حمد بھی ہے اور نعت بھی۔

اُس صورت توں میں کی اکھاں      جاناں کہ جان جہاں اکھاں  
 بیچ اکھاں تے رت دی شان اکھاں      جس شان تھیں شاتاں سب نیاں  
 دتے صورت راہ بے صورت دا      توبہ راہ کی عین حقیقت دا

یہ کم نہیں سوچتے دا کوئی ور لیاں موتی لے تریاں  
 نگہ چند بد رشتانی اسے متھے چمکے لاٹ نورانی لے  
 کالی زلف تے اکھ متانی لے مخمور اکھیں میں مدھ بھریاں  
 ایسا صورت شالا پیش نظر ہے وقت نزع تے روزِ حشر  
 بیچ قبر تے پل تھیں جدھوسی گزر سب کھوٹیاں تھیں تندھ کھریاں  
 سُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَجْمَلُكَ مَا أَحْسَنُكَ مَا أَكْمَلُكَ  
 کتھے مہر علی، کتھے تیری شنہ، گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

## حضرت سید پیر بابا اکرم شاہ بخاری حشمتی از پشاور سے شرفِ ملاقات

یہ ۱۹۶۱ء یا ۱۹۶۲ء کی بات ہے کہ ایک دفعہ حضرت قبیلہ چوہدری صاحبؒ اپنے دوست و احباب سے ملنے کے لئے لاہور سے بذریعہ خیر میل پشاور آئے یہ گاڑی صبح کے وقت پشاور پہنچتی تھی۔ ہم دوست ریلوے اسٹیشن پر موجود تھے۔ اور ہم حضرت قبیلہ کو گھر لے آئے۔ ناشتہ اور چائے کے بعد حضرت قبیلہ نے پوچھا کہ کیا پشاور میں کوئی قلعہ ہے؟ ہم نے کہا جی ہاں قلعہ بالا حصار ہے۔ پھر پوچھا کیا وہاں باہر کوئی مزار ہے؟ ہم نے کہا جی ہاں بابا بخاری صاحبؒ کا مزار ہے۔ حضرت قبیلہ مسکرائے اور فرمایا کہ آج علی الصبح کا وقت تھا۔ اور گاڑی نوشہرہ سے چلی ہی تھی کہ قبیلہ بابا بخاری صاحبؒ گاڑی میں تشریف لے آئے۔ السلام علیکم کے بعد فرمایا: میرا نام بابا بخاری (صاحبؒ) ہے اور میں قلعہ کے باہر دفون ہوں (اور فوراً میری نگاہوں کے سامنے قلعہ اور مزار شریف سامنے آگئے قبیلہ) چوہدری صاحبؒ آپ وہاں ضرور

لہ ان دنوں میں یعنی راقم بھی تریاب فارم پشاور میں بحیثیت نائب زعی انجینئر کے کام کر رہا تھا۔

آئیں اور درود شریف و دعائے فاتحہ وغیرہ پڑھ جائیں پھر انشاء اللہ تعالیٰ وہاں ملاقات ہوگی اور حضرت بابا بخاری صاحبِ مُسکرائے مصافحہ کیا اور السلام علیکم کہا اور فضائیں ہی روپوش ہو گئے۔

پھر بعد میں حضرت قبیلہٴ پشاور گئے اور حضرت بابا بخاری صاحب کے مزار پر حاضری دی، درود شریف، دعائے فاتحہ و مغفرت پڑھی حضرت قبیلہ فرماتے تھے کہ حضرت بابا بخاری صاحب نے شرفِ ملاقات بخشی۔ وہ اپنی قبر میں بیٹھے میری طرف دیکھ کر بستم فرمادیتے اور میں درود و اذکار شریف میں مشغول تھا بعد میں حضرت قبیلہ نے حضرت بابا بخاری صاحب سے گفتگو کی بابت کوئی خاص بات نہ بتائی جو یہاں تحریر کی جائے۔

## حضرت رحمن بابا (پشاور) سے شرفِ ملاقات

حضرت قبیلہ چوہدری صاحب جب کبھی پشاور آتے تو حضرت رحمن بابا کے مزار پر اکثر حاضری دیتے اور حضرت رحمن بابا سے ملاقات کا شرف ملتا حضرت قبیلہ بتاتے تھے کہ رحمن بابا کا پشتو زبان میں کلام، ان کے تمام واقعات مشاہدہ پر مبنی ہے اور عام شاعری نہیں ہے۔ اور کلام کا پنجوڑی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) سے محبت، اتباع اور اطاعت کا سبق دیتا ہے۔ اور آپ حضور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کے قرب و زیارت پاک پر زور دیتا ہے اور اسی کو معراجِ مؤمن اور معراجِ ولایت بتاتا ہے۔ حضرت قبیلہ نے حضرت رحمن بابا کے ساتھ گفتگو کے متعلق کوئی خاص بات نہیں بتائی جو یہاں لکھی جائے۔

حضرت شاہ شمس سبزواری، حضرت بہاؤ الدین زکریا سہروردی

اور حضرت شاہ رکن عالم (ملتان) سے سعادت ملاقات

حضرت قبیلہ چوہدری صاحب ملتان میں آمد پر ان تین بزرگوں کے مزارات پر اکثر حاضری دیتے اور یہ بزرگ انہیں اپنی ملاقات سے نوازتے اور بعض اہم مسائل پر گفتگو بھی فرماتے۔ حضرت قبیلہ نے ان اولیاء اللہ سے ملاقات و گفتگو کے بارے میں کوئی اہم بات نہیں بتائی جو یہاں تحریر کی جائے۔

حضرت سید عبداللہ شاہ المعروف بابائیکھے شاہ قادری سے سعادت ملاقات

حضرت قبیلہ چوہدری صاحب اپنی زندگی میں ایک بار بار قصور گئے اور وہاں حضرت بابائیکھے شاہ قادری کے مزار پر حاضری دی۔ حضرت قبیلہ شاہ صاحب نے سعادت ملاقات سے نوازا، اور گفتگو فرمائی۔ حضرت قبیلہ ان سے گفتگو کے بارے میں کوئی اہم بات نہ بتائی، مگر حضرت قبیلہ بتاتے تھے کہ بابائیکھے شاہ صاحب کا کلام ان کے ولایت کے مشاہدات پر مبنی ہے اور ظاہر و باطن میں بھی عطائے و حصول دولت و وصل کے متعلق بتاتا ہے اور راہ طریقت اور ہمراہ سلوک پر استقامت کے ساتھ گامزن ہونے کی تلقین کرتا ہے اور حضرت بابائیکھے شاہ کو عشق و محبت میں اور حصول مقصود کے لئے بعض دفعہ مشکل حالات سے سامنا کرنا پڑا۔ جیسا کہ ان کے کلام اور حالات زندگی سے عیاں ہے، مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انہیں منزل مقصود تک رسائی ہوئی۔

## حضرت خواجہ نور محمد مہاروی چشتی سے شرفِ ملاقات

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ شاید دو تین دفعہ چشتیاں گئے اور وہاں حضرت خواجہ نور محمد مہاروی چشتی کے مزار شریف پر حاضری دی اور حضرت خواجہ صاحبؒ نے ملاقات فرمائی اور ہم دینی و دنیاوی امور پر گفتگو کی۔ ملاقات اور گفتگو کے بارے میں حضرت قبلہؒ نے کوئی خاص بات نہیں بتائی جو تحریر کی جائے۔

## حضرت خواجہ محمد سلیمان چشتی تونسوی المعروف پیر پٹھان سعادت ملاقات

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ وہ ایک دفعہ ملتان سے اپنے ایک شاگرد دوست کے ہمراہ تونسہ شریف گئے اور وہاں حضرت خواجہ محمد سلیمان چشتی کے مزار پر حاضری دی۔ حضرت قبلہ فرماتے کہ حضرت خواجہ صاحبؒ اپنی قبر سے باہر تشریف لے آئے۔ سعادت ملاقات بخشی اور کافی دیر تک بات چیت فرمائی۔ حضرت قبلہؒ نے ان سے گفتگو کے متعلق کوئی خاص بات نہیں بتائی (حضرت قبلہ صاحبؒ چونکہ پٹھان تھے لہذا آپ تونسہ اور گردونواح میں پیر پٹھان کے نام سے مشہور ہیں) حضرت سلطان العارفين سلطان باہو (سلطان الفقرا پونجم) کے

## مزار پر حاضری (شورکوٹ)

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ میں نے ایک دفعہ چند احباب کے ہمراہ جھنگ۔ شورکوٹ میں حضرت سلطان العارفين سلطان باہو قادری (سلطان الفقرا پونجم) کے مزار پر حاضری دی۔ اندر پہنچ کر السلام علیکم کہا مگر جواب نہ ملا۔ پھر میں نے دیکھا کہ قبر کھل گئی۔ مگر اس کی تہہ تک کچھ بھی نہیں ہے۔

یعنی کسی بھی شخص کا جُستہ موجود نہیں ہے صاف دکھائی دے رہا تھا کہ حضرت سلطان باہوؤ اپنی قبر میں موجود نہیں ہیں۔ بہر حال ہم نے درود شریف اور دعائے فاتحہ پڑھی اور مزار و مسجد کے احاطہ میں تقریباً آدھ گھنٹہ تک رہے۔ واپسی سے پہلے ایک دفعہ پھر قبر کے اندر تہہ تک نظر گئی اور یہی معلوم ہوا کہ حضرت سلطان باہوؤ جہاں بھی گئے ہوتے ہیں ابھی تک واپس نہیں ہوئے۔ ہم نے پھر اسلام علیکم یا ابل قبر کہا اور واپس لاہور آگئے (یہ واقعہ ۱۹۷۱ء کا ہے)۔

پانچ چھ ماہ گزرنے کے بعد قبلہ چوہدری صاحب کے ایک شاگرد دوست نے ایک رات خواب دیکھا کہ وہ شور کوٹ میں حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؤ کے مزار پر حاضر ہے اور قبر پر دعائے فاتحہ پڑھ رہا ہے اور وہ دیکھتا ہے کہ قبر شق ہو جاتی ہے اور حضرت سلطان باہوؤ باہر نکل آتے ہیں۔ وہ بہت ادب سے اُن کو سلام عرض کرتا ہے۔ حضرت سلطان باہوؤ اس سے بہت شفقت فرماتے ہیں اور مزار سے باہر نکل کر اُس کو مسجد کے احاطہ میں لے آتے ہیں، جہاں زائرین اور لوگوں کا ہجوم نہیں ہوتا۔ پھر اُس کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ہاں بھئی! پانچ چھ ماہ قبل قبلہ چوہدری صاحب یہاں میرے مزار پر آئے تھے۔ مجھے بہت افسوس ہوا کہ میں اُن کو نہ مل سکا۔ وہ بڑی چاہت سے یہاں آئے تھے۔ مگر میں یہاں نہیں تھا۔ کہیں باہر گیا ہوا تھا (شاید حضرت سلطان باہوؤ نے یہ فرمایا تھا کہ؟ میں دہلی گیا ہوا تھا اور شور کوٹ میں مزار پر نہیں تھا) بہر حال یہ وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ (میں مزار پر نہیں تھا، کہیں باہر گیا ہوا تھا) حضرت سلطان باہوؤ نے اُن دوست سے اور بھی بہت اچھی باتیں فرمائیں پھر وہ خواب سے بیدار ہو گئے اور کسی دن انہوں نے یہ خواب اور حضرت سلطان باہوؤ کا یہ واقعہ شفقت اور اُن کی تمام باتیں حضرت قبلہ چوہدری صاحب کو بتادیں۔

## حضرت بابا سائیں لسوڑھی شاہ سے شرفِ ملاقات

حضرت قبیلہ چوہدری صاحب کبھی فیصل آباد آتے تو اکثر حضرت بابا سائیں لسوڑھی شاہ صاحب کے مزار پر حاضری دیتے۔ سائیں بابا شرفِ ملاقات فرماتے اور گفتگو بھی ہوتی۔ مگر حضرت قبیلہ نے گفتگو کے بارے میں کسی اہم بات کا تذکرہ نہیں کیا۔

## حضرت ڈاکٹر علامہ محمد اقبال سے سعادتِ ملاقات

لاہور میں تشریف آوری پر حضرت قبیلہ چوہدری صاحب حضرت داتا گنج بخش حضرت میاں میر صاحب، حضرت سائیں مراد علی شاہ صاحب (حضرت قبیلہ کے شیخ محترم) حضرت شاہ محمد غوث کے علاوہ حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال صاحب کے مزار پر بھی حاضری دیتے۔ درود شریف، دعائے فاتحہ و مغفرت پڑھتے اور حضرت علامہ صاحب قبیلہ قبر سے نمودار ہو جاتے اور گفتگو کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔

حضرت قبیلہ چوہدری صاحب، حضرت علامہ صاحب کے کوائف بتاتے تھے کہ وہ اکثر صبح کی نماز سے پہلے اٹھتے۔ نوافل ادا کرنے کے بعد قرآن مجید کی تلاوت، درود شریف، ذکر اللہ، کلمہ طیب کا بہت ورد کرتے۔ صلوٰۃ فجر کے بعد بھی یہی عمل رہتا اور اکثر اوقات درود پاک اور کلام اللہ، پڑھنے کے دوران ندامت کے آنسو جاری ہو جاتے، عشق و محبت غالب رہتی اور رقت ہو جاتی۔ یہ آداب خود آگاہی اور آہ سحر گاہی انہوں نے بزرگانِ دین کے اقوالِ زریں اور ان کے تجربات و مشاہدات سے حاصل کیے۔

سے دم عارف نسیم صبحدم ہے اسی سے ریشہ معنی میں نہ ہے  
 اگر کوئی شعیب آئے میتر شبانی سے کلیمی دو قدم ہے  
 جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود گاہی کھلتے ہیں غلاموں پر اسرارِ شہنشاہی  
 عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی  
 اور پھر وہ گڑ گڑا کر دُعا و التجا کرتے

تو اے آقائے شریب، میری چارہ سازی کر میرا دین ہے افرنگی، میرا ایمان ہے زناری  
 جو اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہوئی۔ انکے علم میں اصناف ہونے لگا عشق  
 اور محبت میں مزید ترقی ہوتی گئی پھر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اولیاء اللہ  
 سے اور خصوصاً حضرت مولانا رومیؒ سے خواب میں اور بیداری میں ملاقات  
 ہونے لگی۔ ان بزرگانِ دین نے انکی بہت راہنمائی کی اور سب نے اتباع  
 اطاعت اور غلامی و قربِ نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر زور دیا۔ انہوں نے  
 صلوٰۃ فجر سے پہلے اور بعد میں بھی دوست و احباب اور عزیز و اقارب سے  
 ذرا الگ تھلگ رہ کر درودِ پاک کا ورد، قرآن شریف کی تلاوت اور ذکر اللہ  
 کے دور میں خلوصِ دل سے خوب محنت کی اور یہ مقام بھی آیا کہ بھوک اور  
 پیاس اور گرمی و سردی کا احساس بھی جاتا رہا اور بعض اوقات یس گھنٹوں  
 تک ذکر اللہ میں گم رہتا۔ کشف و کرامات اور گزشتہ و آئندہ کے واقعات  
 کی خبریں ملنے لگیں اور مشاہدہ ہونے لگا، مگر دل نفعی کرتا رہا کہ یہ منزل مقصود  
 نہیں ہے۔

بالآخر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نبی کریمؐ، رؤف رحیمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)  
 نے نیم خوابی و بیداری میں ان کو زیارتِ پاک سے نوازا شروع کیا اور  
 یہ سلسلہ پھر آخر تک قائم رہا۔ اس میں کسی قسم کی خوبی یا اعمال کی اچھائی



کو داخل نہ تھا۔ بلکہ یہ حضورِ کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی اپنے امتیوں پر نگاہِ رحمت و شفقت ہوتی ہے

موتی سمجھ کر شانِ کبریٰ نے چن لئے قطرے جو تھے میرے عرقِ انفعال کے

آنکی دعاؤں و التجاؤں کو اللہ تعالیٰ نے قبولیتِ بخشی۔ نبی کریم

(علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اپنی رحمت کے طفیل آنکی چارہ سازی فرمائی

اور براہِ راست پھر تعلیم و تربیت اور ہدایات ارشاد ہونے لگیں اسرارِ الہی

کھلنے لگے

افلاک سے آتے نالوں کا جواب آخر کھلتے ہیں اسرارِ آخر اٹھتے ہیں حجابِ آخر

بیمِ نیم شب و علی الصبح درودِ پاک، تلاوتِ کلام اللہ اور اذکارِ الہی کو

خوب ذوق و شوق سے کرتے رہے پھر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریم

(علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل (چشمِ بینا تو پہلے ہی عطا

ہو چکی تھی) دلِ بینا بھی عطا ہوا۔ کثرتِ مقامِ خودی اور نمودِ امانتِ الہی نصیب

ہوا۔ دولتِ وصل عطا ہوئی۔ ظاہر میں "فَتَمَّ وَجْهَهُ اللهُ" کا مشاہدہ حق اور

باطن میں "إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ"۔۔۔ "وَفَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ"۔۔۔

اور "وَفِي أَنْفُسِكُمْ"۔۔۔ کا مشاہدہ حق عطا ہوا، اور مقصود موجود ہوا

الحمد للہ رب العالمین

حضرت قبلہؑ نے فرمایا۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ ولایت کے بہت

مدارج ہیں۔ سالک و مردِ مؤمن کو چشمِ بینا عطا ہونے کے بعد کشف و کرامات

کا آغاز ہوتا ہے اور ماضی، حال و مستقبل کی خبریں و اطلاعات ملنا شروع ہو جاتی

ہیں۔ زندہ و موجود اور پرانے اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین سے رابطہ و راستخالی

حاصل ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

کی زیارت پاک اور ہدایات بھی حاصل ہوتی ہیں اور فرشتے، مردِ مؤمن اور ولی اللہ کی اس خوش نصیبی پر رنگارنگ لباس میں خوشی و مسرت کے اظہار میں ایک "تقریب مبارک و خوش آمدید" منعقد کرتے ہیں، مگر ماحول انتہائی پُرسرت، ساکت و خاموش ہوتا ہے۔

وَالصَّفَاتِ صَفَاءُ ۝ قسم ہے قطار در قطار باندھنے والوں کی، یہ عابدین ہوں یا فرشتے

۵ پھول ہیں صحرا میں یا پریاں قطار اندر قطار (آیت مبارک کا ایک ترجمہ)

اُدے اُدے، نیلے نیلے، پیلے پیلے پیرھن (علامہ قبائل) ۵

۵ حُسن ندی دی لہریں تروی فوج پریاں دی جانہی

روشن رنگ سواریاں والی ہر بندہ ہر باندی (مولانا غلام رسول)

حضرت قبلہؑ نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا، سالک

مردِ مؤمن اور ولی اللہ کو کشف و کرامات، گزشتہ و آئندہ خبروں کی اطلاعات

سینہ مرتبہ و مقام اور دیگر انعامات کی کشش میں الجھنا و ٹرکنا نہیں چاہیے۔

حتیٰ کہ اُسے بارگاہِ رسالت مآب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی حاضری نصیب ہو

جائے۔ جلوت و خلوت میں دولت و صل اور امانتِ الہی حاصل ہو جائے۔

اور قبلہ چوہدری صاحب نے بارگاہِ سمجھایا کہ درویشی کی ابتداء و انتہاء

علامی و قربِ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہی ہے۔

قبلہؑ یہ جی بتایا۔ وہ مجذوب فرنگی، جرمن فلسفی نیٹشے کس کی جستجو میں

گرفتار تھا۔ کیا اسے شانِ کبریائی کی تلاش تھی اور کیا اس کا یہ

قول جستجوئے ذاتِ کبریا "حقیقت اور خلوص پر مبنی تھا؟

حضرت قبلہؑ فرمایا! فلسفی نیٹشے بھی دوسرے فلسفیوں کی طرح

فلسفے کی بلندی کو جستجوئے حق اور حق قول کی سر بلندی تصور کرتا تھا۔ اس

فلسفہ، اُس علم، اُس تحقیقی مطالعہ کی حقیقت ہی کیا ہے جس سے انسان بحیثیت مخلوق، احسن تقویم کے اپنے خالق و مالک کائنات کو ہی نہ پہچان سکے، بلکہ اُس کا منکر ہو جائے۔ یہ اُس کے فلسفے و علم اور تحقیق کا سب سے بڑا حجاب ہے۔ وہ اسی ذہنی انتشار کی بدولت گمراہی کے طوق میں جکڑا

جاتا ہے۔ جستجوئے شانِ کبریائی اور شانِ مُصطفائی (علیہ الصلوٰۃ و السلام) درحقیقت علامی نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ فلسفی نیٹے بھی اسی عذاب و فساد و انتشار میں مبتلا رہا اور آخر دم تک اپنی ذہنی کیفیات و فلسفی نشے میں چور رہا۔ ان دنوں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے علامہ محمد جستجوئے شانِ کبریائی و شانِ مُصطفائی (علیہ الصلوٰۃ و السلام) میں گامزن رہے مشاہدہ حق کی لگن و تڑپ تھی پھر قرآن و احادیث مبارک کے بغور مطالعہ، درود و اذکار شریف کے ورد و عمل اور ان کے فیوض و برکات انوار و تجلیات، علم و عرفان، حکمت و رحمت کے طفیل کشود خودی و نمود امانت الہی کے باب کا آغاز ہوا اور جلوت و خلوت میں دولت و صل نصیب ہوئی اور شانِ مُصطفائی (علیہ الصلوٰۃ و السلام) اور شانِ کبریائی کا مشاہدہ عطا ہوا اور کم و بیش استغراق میں رہے پھر ان کیفیات سے اُبھرا اور باہر نکلے۔

خودی میں ڈوبتے ہیں پھر اُبھر بھی آتے ہیں مگر یہ جو صلہ مرد و بیچ کا رہ نہیں مگر فلسفی نیٹے کافی پہلے ہی فوت ہو گیا تھا اور اگر وہ مجذوب فرنگی اس وقت زندہ ہوتا تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اُسے مقامِ مُصطفیٰ (علیہ الصلوٰۃ و السلام) اور مقامِ کبریا سے کسی حد تک روشناس کروا دیتے شاید وہ گمراہی سے باہر نکل آتا۔ اُسے حق کی تلاش تو تھی، مگر اس نے کسی مر حق کی طرف رجوع ہی نہیں کیا مگر اس نے امام غزالی یا مولانا رومی کے فلسفہ حق

کا بغور و خلوص سے مطالعہ کیا ہوتا تو انشاء اللہ تعالیٰ اس نے گمراہی سے نکل کر غلامی رحمت للعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) قبول کی ہوتی اور مقام رب العالمین سے رُوشناسی و آگہی حاصل کی ہوتی.... مگر وہ آخر دم تک اپنی فلسفی ہچکچاہٹ اور پس و پیش میں ہی گرفتار رہا۔

فرنگی سے بہت آگے ہے منزلِ مومن قدم اٹھایہ مقامِ تہمتے راہ نہیں  
 قبلہ علامہ صاحب! آپ کا اردو اور فارسی کلام اتنا ٹھوس اور جامع ہے  
 کہ مقامات و لائیت اور مشاہدات کی بہت ہی موزوں و صحیح  
 منظر نگاری کی گئی ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی شعر میں کسی لفظ  
 کو کسی دوسرے متبادل و متوازن لفظ سے بھی بدل دیا  
 جائے تو شعر کے مفہوم خوبصورتی بلکہ مشاہدہ کی عکاسی بگڑ جاتی  
 ہے۔ قبلہ! آپ نے بہت محنت، تندہی و لگن کے ساتھ  
 اشعار کی ترتیب کی ہے جو مشاہدات عرفانِ حق کی ٹھیک  
 عکاسی کرتی ہے۔

حضرت تیلہ نے بتایا یہ اشعار جو کم و بیش مقامات و لائیت اور مشاہدات  
 عرفانِ حق کی عکاسی کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور  
 نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت کے سبب ہوتا ہے اور کسی کی کوشش و  
 کاوش کو دخل نہیں، محتاج بھی کسی مقام و لائیت کا یا عطاۃ حق کا آنا و مشاہدہ  
 نصیب ہوتا، ساتھ ہی اردو یا فارسی میں اشعار بھی ذہن میں آجاتے، بلکہ بعض  
 اوقات قرآن شریف کی متعلقہ آیات و احادیث مبارک جو ان مشاہدات کی نشاندہی  
 اور ثابِت کرتیں۔ وہ بھی سامنے آجاتیں اور وہ ان سب کو پھر قلمبند کر لیتے  
 "هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي" البتہ ان اشعار کے معنی، مفہوم اور حقیقت کو وہی

سمجھ سکتا ہے جو رتبہ العالمین کے فضل و کرم اور غلامی رحمت للعالمین، نبی کریم ﷺ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے طفیل ان مقاماتِ ولایت سے گزرے اور اسے مُشاہداتِ عرفان حق نصیب ہوں۔ عام پڑھنے والا ان الفاظ سے لطف اندوز تو ہو سکتا ہے۔ مگر اُس کے مغز، جوہر، حقیقت و عرفان کو اُس وقت حاصل کرے گا۔

جب غلامی و اتباعِ رسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر عمل پیرا ہو گا، قبیلہ چوہدری صاحب نے فرمایا کہ قبیلہ علامہ صاحب سے بہت دفعہ ملاقات ہوئی اور ہر دفعہ گفتگو کا موضوع اسی اعاطہ میں رہتا کہ زندگی کا مقصد کیا ہے؟ قبیلہ علامہ صاحب فرماتے کہ نبی کریم ﷺ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے محبت و اتباع اور محبت، عشق و اتباع کا حاصل و مقصود کیا ہو گا۔ تو حضرت علامہ صاحب تبسم کے ساتھ کہتے کہ "خودی"

۔ جو ہر زندگی ہے عشق جو ہر عشق ہے خودی آہ کہ یہ تیغ تیز پر دگنی نیسا م ابھی اور پھر کشودِ خودی و نمودِ خودی کی بات ہوتی یعنی اللہ تعالیٰ کی جانب سے اور نبی کریم ﷺ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے طفیل جلوت میں شانِ مصطفائی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور خلوت میں شانِ کبریائی کا مشاہدہ مردِ مومن کو عطا ہونا۔ بالفاظِ دیگر مردِ مومن کو ظاہر و باطن میں دولتِ وصل اور امانتِ الہی کا نصیب ہونا (زہے نصیب ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ)

قبیلہ چوہدری صاحب بتاتے تھے کہ علامہ اقبالؒ کے کلام میں ایک اور خاص و منفرد بات یہ بھی ہے کہ حمد و نعت ایک ساتھ ایک ہی پیرائے میں بیان کی گئی ہے۔ جیسا کہ ان اشعار سے عیاں ہے۔

۔ نوح بھی تو قلم بھی تُو تیرا وجودِ کتاب گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

ایک دفعہ محترم عمران صاحبؒ ذکر اللہؒ میں مشغول تھے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہ رحمت کے طفیل ان کی پرداز شروع ہو گئی۔ فضا میں ان کو، حضرت قبلہ علامہ اقبال صاحبؒ سے سعادت ملاقات نصیب ہوئی۔ محترم علامہ اقبال صاحبؒ نے آواز ہی، عمران بیٹے، عمران بیٹے ٹھہرنا۔ وہ رک گئے قبلہ علامہ صاحبؒ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔

علامہ صاحبؒ نے فرمایا۔ ماشاء اللہ بہت اچھے (حضرت) چوہدری صاحبؒ کے شاگرد راہ سلوک میں بہت اچھی پرداز کرتے ہیں۔ میں بہت خوش ہوتا ہوں دوسرے یا تیسرے روز جب محترم عمران صاحبؒ، حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ سے ملے تو یہ واقعہ بیان کیا۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ محترم علامہ صاحبؒ اور تمام پرانے اولیاء اکرامؒ ہمارے باپ دادا ہیں اور سب شاگردوں، دوستوں اور مسلمانوں کی معاونت و راہنمائی فرماتے رہتے ہیں۔

لے یہ باتیں قبلہ چوہدری صاحبؒ کی علامہ صاحبؒ سے ملاقات و بات چیت سے ماخوذ ہیں۔

## حضرت سلطان و محبوب سید ظہیر الدین محمد قطب شاہ صاحب

### حسینی قادری محبوب سلطان الاکبر اور سلطان الفقرا ششم سے ملاقات

یہ ماہ مارچ یا اپریل ۱۹۸۸ء کا واقعہ ہے کہ سید ظہیر الدین محمد حسینی قادری صاحب عارضی طور پر کراچی میں مقیم تھے (اور انہی دنوں راقم کا یعنی میرا بھی) کسی کام کے سبب کراچی جانے کا اتفاق ہوا اور وہاں ان کے دوست کے ہاں جہاں وہ قیام پذیر تھے میری ان سے سعادت ملاقات ہوئی۔ میں نے دو تین دن کے بعد بذریعہ ریل گاڑی لاہور واپس آنا تھا اور راستے میں ایک دن کے لئے رحیم یار خان رُکنا تھا تاکہ اپنے شیخ محترم قبلہ چوہدری صاحب سے ملاقات، قدم بوسی اور ان کی عیادت کر سکوں چونکہ وہ ان دنوں کافی علیل تھے تھے۔ حضرت قبلہ شاہ صاحب (حسینی قادری) نے میرے اس ارادے سے اتفاق کیا اور لاہور (براستہ رحیم یار خان) بذریعہ ٹرین میرے ساتھ سفر کرنے پر راضی ہو گئے۔

ہم پھر دو دن بعد صبح کو رحیم یار خان پہنچے اور ٹانگے پر سیدھا حضرت قبلہ چوہدری صاحب کی سعادت ملاقات اور عیادت کے لئے ان کے گھر پہنچے وہاں ان کے صاحبزادہ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ ہم بیٹھک میں بیٹھ گئے منہ ہاتھ دھویا اور تھوڑی ہی دیر میں ہمارے لئے ناشتہ آگیا ہم نے قبلہ

سے یہ حضرت سید حسینی قادری کے روحانی نام ہیں ان ناموں کا ان کے ایک شاگرد دوست کو عالمِ روحانیت میں انکشاف ہوا تھا۔

سید چوہدری م شبیر صاحب حضرت قبلہ چوہدری صاحب کے ایک ہی صاحبزادے ہیں، جو گورنمنٹ ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد ویرس رحیم یار خان میں مقیم ہیں اور زمینداری اور کھیتی باڑی کرتے ہیں۔

چوہدری صاحب کی صحت کے بارے میں پوچھا تو صاحبزادہ صاحب فرماتے لگے کہ تین چار روز سے استغراق میں ہیں نہ کچھ کھایا ہے نہ پیا ہے۔ بلکہ ایک ہی کڑوٹ پر چار پانی پر لیٹے ہوئے ہیں۔ بخار و علالت بھی ہے اور کمزوری بھی بہت ہے۔ بلکہ رفع حاجت اور غسلخانے میں جانے کے لئے بھی ہم لوگ سہارا دیتے ہیں۔ آپ ناشتہ اطمینان سے کریں، پھر میں آپ کو اندر لے جاؤں گا۔ اور وہاں آپ حضرت قبلہ سے ملاقات کر لیں اور حال وغیرہ کی بابت پوچھ لیں۔ صاحبزادہ صاحب نے کہا: قبلہ والد صاحب آج کل ویسے کمزوری کے باعث اگر بات کریں بھی تو بہت نحیف لہجہ میں کرتے ہیں اور وہ بھی بہت ہی مختصر۔ بہر حال آپ چائے سے فارغ ہو جائیں پھر ہم اندر چلیں گے۔ جہاں محترم قبلہ والد صاحب لیٹے ہوئے ہیں۔ ابھی ہم چائے سے فارغ نہ ہوئے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ قبلہ چوہدری صاحب اچانک اور آہستہ آہستہ ہمارے پاس تشریف لے آئے۔ ہم نے سلام عرض کیا اور مصافحہ کیا۔ انہوں نے بہت شفقت سے سلام کا جواب دیا اور ہمارے پاس بیٹھ گئے۔ صاحبزادہ صاحب بھی حیران تھے اور میں بھی کہ آپ اتنی کمزوری اور علالت میں بیٹھک میں کیسے آگئے۔ مگر ہم خوش تھے کہ حضرت قبلہ ہمارے پاس خود ہی تشریف لے آئے۔ قبلہ شاہ صاحب نے حال و علالت کی بابت دریافت کیا اور میں نے بھی حضرت قبلہ نے کچھ اشائے سے اور کچھ ویسے فرمایا کہ "الْحَمْدُ لِلَّهِ" اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ پھر حضرت قبلہ نے اشائے سے پوچھا کہ آپ لوگوں نے کیا ناشتہ وغیرہ کر لیا ہے؟ ہم نے کہا جی ہاں: "الْحَمْدُ لِلَّهِ"۔

تھوڑی دیر تک میں نے اندازہ لگایا کہ حضرت قبلہ چوہدری صاحب بھی خاموش ہیں اور قبلہ حسینی قادری شاہ صاحب بھی۔ شاید اشاروں اور



اور کنایوں میں باتیں ہو رہی ہوں۔ بہر حال قبلہ شاہ صاحبؒ نے کہا کہ حضرت قبلہؒ! آپ ہمارے لئے دعا فرمادیں اور حضرت قبلہؒ نے فوراً ہاتھ اٹھائے درود شریف پڑھا اور دعا شروع کر دی کہ اے اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنا فضل و کرم فرما۔ ہمارے گناہوں اور خطائیں معاف فرما اور ہمیں اپنے محبوب کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی غلامی اور قرب نصیب فرما۔ انہوں نے درود شریف پڑھا اور دعا ختم کر دی۔ ہم سب نے آمین کہا (اور حضرت قبلہؒ اکثر موقعوں پر پہلے بھی ایسی ہی دعائیں مانگا کرتے تھے) قبلہ شاہ صاحبؒ نے کہا حضرت قبلہؒ! آپ ہمارے بزرگ ہیں۔ ہمیں آپ کی دعائیں چاہئیں۔ آپ نے نہایت مہربانی کی کہ ہمارے لئے دعا فرمادی۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا امیں تو حضور کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا ادنیٰ غلام ہوں شاہ صاحبؒ! آپ نے فرمایا تو میں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور اللہ تعالیٰ ہماری خطائیں معاف کرنے والا اور وہی دعائیں قبول کرنے والا ہے۔ بس ہمارے لئے غلامی نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہی بہترین سرمایہ حیات ہے۔

دعا کے لئے کہنے اور دعا مانگنے میں دونوں بزرگوں میں عاجزی اور انکساری کا کیا عالم تھا۔ میں (راقم) نے دیکھا اور بہت کچھ سیکھا کہ ایک واصل بزرگ دوسرے واصل بزرگ سے کس عاجزانہ اور حلیانہ انداز میں بات کرتے ہیں؟ ہم شام تک وہاں رہے اور اس دوران قبلہ چوہدری صاحبؒ دو تین دفعہ بیٹھک میں آئے اور ہر دفعہ ہمارے کہے بغیر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور دعا سے فارغ ہونے کے بعد یہی کہتے کہ میں

قبلہ شاہ الہیسی و قادری صاحب کی عمر اس وقت تقریباً پچاس برس ہوگی اور قبلہ چوہدری صاحب کی اٹھاسی برس

تو حضور کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کا ادنیٰ غلام ہوں مغرب کے بعد صاحبزادہ صاحب  
 ہمارے لئے کھانا لے آئے۔ ہم کھانے سے فارغ ہو کر پھر اندر گئے اور لاہور جانے  
 کے لئے حضرت قبلہ سے اجازت چاہی۔ انہوں نے بخوشی اجازت عنایت  
 کی اور بڑی کمزور آواز میں کہا کہ اب رات ہونے والی ہے۔ آپ لوگ سٹیشن  
 پر چلے جائیں وہاں سے انشاء اللہ تعالیٰ باسائی گاڑی بل جائے گی ہم نے  
 جھک کر سلام عرض کیا اور ہاتھوں کو بوسہ دیا اور حضرت قبلہ نے بھی اٹنا سے  
 سے سلام کا جواب دیا۔ ایسے لگ رہا تھا کہ وہ خاموشی میں بہت کچھ کہہ رہے  
 ہیں۔ شاید وہ اور بہت کہتے۔ مگر کمزوری و علالت آڑے آرہی تھی بہر حال  
 ہم افسردہ دلوں سے رخصت ہوئے۔ حضرت قبلہ شاہ صاحب کی حضرت  
 قبلہ چوہدری صاحب سے اس عالم دنیا میں پہلی و آخری ملاقات اور میری آخری  
 ملاقات کیونکہ وہ پھر ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ بمطابق ۸ اگست ۱۹۸۸ء بروز پیر وار  
 کو ہم سے رخصت ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَيْہِ رَاجِعُونَ ط ہماری  
 سب کی دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس جہاں میں بھی اپنے محبوب  
 کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کا قُرب عطا فرمائے (آمین) اور ان کی بھی ہمیشہ  
 یہی دعا و خواہش رہی کہ یہاں بھی اور وہاں بھی ہر عالم میں ان کو غلامی نبی  
 کریم رُوفِ رَحِیْمِ (علیہ الصلوٰۃ و السلام) نصیب ہے اور وہ ہمیشہ محبوب  
 رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ رحمت للعالمین (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کے مبارک قدموں  
 میں رہیں (آمین ثم آمین) بقول حضرت علامہ اقبالؒ

دیگر دانائے راز آئید نہ آئید

ہمارا تمام دوستوں و قبلہ چوہدری صاحب کے شاگردوں کا یہی خیال  
 تھا کہ قحط الرجال ہے۔ شاید ہی کوئی مردِ مؤمن، دانائے راز اور واصل

ولئ اللہ اس خطہ زمین پر پھر ابھرے و نظر آئے؟ شاید ہی بوئے دوست  
 اور آوازِ دوست کہیں سے آوے؟ مگر رب کریم، رؤف الرحیم، عزیز حکیم  
 اپنے محبوب کریم رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی امت میں اطاعت  
 والے۔ محبت والے عاشق، سوہنے مردِ مومن اور محبوب امتی پیدا کرتا رہتا  
 ہے۔ ان میں بعض کو واصل ولی اللہ کا مرتبہ عطا ہوتا ہے جو عاملِ امانت الہی  
 ہوتے ہیں اور ان میں سے بعض کو "اولی الامر" کا مقام نصیب ہوتا  
 ہے۔ اس کے محبوب کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ان اُمتیوں و بزرگوں  
 کے ذریعے درس و تدریس، رشد و ہدایت، علم و عرفان اور انتظامیہ و دیگر  
 امور کے کام و معاملات قرآن و سنت مبارک (احادیث شریف) کی روشنی  
 میں چلتے رہتے ہیں اور رحمت الہی ہر آن و ہر لمحہ کار فرما اور جاری و ساری رہتی  
 ہے اور یہ معاملات کسی صورت بھی رکتے نہیں اور اس رحمت کی  
 رمک، دمک اور جھلک کی ایک صورت حضرت سید ظہیر الدین حسینی قادری  
 صاحب (محبوب سلطان الاکبر اور سلطان الفقراء ششم) کی شخصیت میں  
 اجاگر ہوتی ہے/ ہوگی۔ (آگے تحریر کرنے کی رخصت نہیں ہے)

کہ حضرت سید محمد مسعود دہلویؒ پاس تھے اور ۲۳ برس تک روزنامہ زمانے وقت میں کچھ عرصے  
 ٹی پی پیف ایڈیٹر اور دیگر خدمتوں پر فائز تھے۔۔۔ ان کے مختلف کوائف یہ ہیں کہ ان پر نبی کریم ﷺ  
 والسلام کی جانب سے بے حد احترام و اکرام اور آپ حضور ﷺ والسلام سے خوانی و بیاداری میں  
 شرف زیارت و ملاقات ان کو مستحق ہار نصیب ہوئی۔ اصحاب کرامؓ کے بیت اطہار اور اکابرین  
 بزرگان دین، حضرت علیؓ جویری و امام علیؓ، شیخ عبد القادر جیلانیؒ، خواجہ الامام حضرت فرید الدین  
 مسعودؒ و شیخ گلبرگ حضرت میان میر حضرت سلطان باہو، حضرت امام برکی، حضرت مہر علی شاہ، حضرت فضل دین  
 شاہ، حضرت میران شاہ غازیؒ سے ظاہری طور پر شرف ملاقات اور ان سے عطا کیے و طائف و مسخرجات  
 اور یہ سلسلہ ان کی عمر کے آخری ۲۵۔۔۔ ۳۰ سال پر محیط ہے۔۔۔ بالآخر وہ ۶۳ برس قمری عمر میں  
 بروز جمعرات ۳ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ بمطابق ۱۶ مئی ۱۹۱۵ء کو وفات پا گئے۔ انما اللہ وانا الیہ راجعون  
 اور ان کو قبرستان میان صاحب نزد چو بڑی سپرد خاک کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں  
 اعلیٰ مقام دے اور ان کے درجات مزید بلند فرمائے۔ آمین! محرم الحرام ۱۳۳۶ھ، فروری ۱۹۱۵ء

# مولانا خان باز صاحبِ حشمتی سے ملاقات

(از شاہی بالا۔ وارسک روڈ۔ پشاور)

حضرت قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ ایک دفعہ ۱۹۶۲-۶۳ء میں اپنے دوست و احباب اور شاگردوں کو ملنے کے لئے موضع آب درہ پشاور گیا۔ اور آب درہ میں اپنے احباب اور شاگردوں کے ہاں اُن کے ایک پرانے پیر بھائی مولانا خان باز خان صاحبِ حشمتی موضع شاہی بالا سے وہاں اُن کے ہاں آئے ہوئے تھے۔ وہ بڑے خاموش طبع تھے۔ بلکہ وہ لوگ کہتے تھے کہ اُن کے پرانے پیر صاحبِ (محترم سید عبدالرحمن شاہ صاحبِ تھر پورہ پشاور والے مرحوم) کے درس و تدریس اور اذکار الہی بتانے کے بعد سے ہی یہ مولانا صاحبِ ذکر زندہ ہیں محو ہوتے تھے اور کسی سے زیادہ بات چیت نہیں کرتے تھے اور محترم پیر صاحب کی وفات کے بعد بھی انہوں نے شاید ہی کسی کو اپنا مرید بنایا ہو۔ اور اپنے پیر بھائیوں کی مجالس میں شرکت کی ہو۔ حضرت قبلہ بتاتے تھے کہ حال، احوال پوچھنے اور چائے پانی کے بعد مولانا خان باز خان صاحبِ جو میرے بالکل سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے یکدم گفتگو بند کر دی۔ خاموشی اختیار کر لی اور مراقبے میں چلے گئے۔ چند ہی لمحوں کے بعد مجھے بھی محسوس ہوا کہ مولانا صاحبِ میری جانچ پڑتال کر رہے ہیں اور شاید میرے متعلق کسی مرتبہ و مقام کی جانچ بین اور کھوج لگا رہے ہیں۔ میں بھی تقریباً خاموش رہا۔ مگر وہ حالی طور پر مجھے مشاہدہ ہوتا رہا کہ محترم مولانا صاحبِ کیا کر رہے ہیں؟ بہر حال مولانا صاحبِ تقریباً پندرہ منٹ کے بعد مراقبے سے نکلے اور ماشاء اللہ، سبحان اللہ

کہتے ہوئے انہوں نے میرے ہاتھ پکڑ لیئے اور چومنا شروع کر دیئے۔ حضرت قبلہؑ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت مولاناؒ سے کہا۔۔۔ ایسا نہ کریں اور میں نے ان کو گلے لگایا تاکہ وہ ہاتھ وغیرہ نہ چوم سکیں۔

مولانا صاحبؒ نے پھر بڑی قدر و عزت کے ساتھ مجھے مخاطب کیا۔ اور کہا قبلہؑ! میرے لئے باعث افتخار ہو گا کہ آپ مجھے اپنی شاگردی میں لے لیں اور راہ سلوک میں میری تربیت فرمادیں۔ کیونکہ میں نے مراقبے میں دیکھا ہے کہ آپ کا راستہ بہت بلند ہے اور صفائی میدان سے آگے مالکِ حقیقی کی ذاتِ مبارک کی طرف جاتا ہے، مگر پھر سوچتا ہوں کہ اب میں کافی بوڑھا ہو چکا ہوں اور شاید اس راہِ سلوک پر گامزن نہ ہو سکوں۔ حضرت قبلہؑ نے فرمایا مولانا صاحبؒ! اس راستے میں عمر کی کوئی قید نہیں ہے۔ نو عمر جوان اور بوڑھے تمام مومنین و مومنات اس صراطِ مستقیم پر چل سکتے ہیں۔ آپ ہمت کریں۔ مجھے راستہ بتانے میں کوئی عذر نہیں ہے۔ مگر مولانا صاحبؒ کے آگے چکچکا ہٹ آڑے آئی اور کہنے لگے اگر زندگی رہی تو انشاء اللہ تعالیٰ پھر عرض کروں گا اور ساتھ ہی وہ جانے کے لئے اٹھے اور اجازت چاہی ہم سب نے ان کو گلے لگایا اور سلام علیکم کے ساتھ وہ اپنے گاؤں کو رخصت ہو گئے (بعد میں حضرت قبلہؑ کی مولانا صاحب سے دوبارہ ملاقات نہ ہو سکی۔ کیونکہ کچھ عرصہ بعد ان کا انتقال ہو گیا تھا)

محترم مولانا صاحبؒ کے چلے جانے کے بعد قبلہ چوہدری صاحبؒ کے شاگردوں نے عرض کیا قبلہؑ آپ عقدہ کشائی فرمائیں اور بتائیں کہ حضرت مولانا صاحبؒ پہلے تو پندرہ منٹ خاموش رہے۔ شاید وہ مراقبے میں تھے پھر آنکھیں کھولیں اور یکدم آپ کے ہاتھ چومنا شروع کر دیئے۔ اس میں کیا بات پنہاں تھی؟

قبلہ چوہدری صاحب نے فرمایا:

دراصل محترم مولانا صاحب میرے مقام وغیرہ کی جانچ پڑتال اور کھوج لگانا چاہتے تھے (حالانکہ یہاں کسی مرتبہ و مقام کی بات نہیں ہے۔ میں تو نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کا ادنیٰ غلام ہوں) اور اسی فکر میں وہ مراقبے میں چلے گئے۔ اسی لمحہ مجھے بھی محسوس و مشاہدہ ہوا کہ مولانا صاحب نے میری چھان بین اور کھوج میں مراقبے میں جا کر باطنی پرواز شروع کر دی ہے اور ان کا روحانی جستہ اوپر کو جا رہا ہے۔ اسی لمحہ میں نے دُور شریف اور ذُکر اللہ پیر زور دیا اور میں دیکھتا ہوں کہ میرے رُوحانی جستہ نے باطن میں پرواز شروع کر دی ہے۔ اور وہ مولانا صاحب کے رُوحانی جستہ کے ساتھ ساتھ جا رہا ہے۔ پھر تھوڑے وقفے کے بعد مولانا صاحب کا جستہ ایک حد پر رُک جاتا ہے اور ان کی کوشش اور جدوجہد کے باوجود بھی وہاں سے آگے نہیں جاتا اور پھر میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کی نگاہِ رحمت سے میرا رُوحانی جستہ اُس حد سے آگے نکل جاتا ہے۔ اسی لمحہ مولانا صاحب مراقبے سے باہر نکلتے ہیں اور میرے ہاتھ چومنا شروع کر دیتے ہیں۔ دوستوں، شاگردوں نے قبلہ چوہدری صاحب سے مزید عرض کیا۔ قبلہ آپ فرمائیں کہ وہ کون سی حد ہے، جہاں مولانا صاحب کا جستہ رُک جاتا ہے۔ اور اس سے آگے عرفان کا کون سا میدان ہے جس میں آپ کا جستہ داخل ہو جاتا ہے؟

قبلہ چوہدری صاحب نے فرمایا۔

محترم مولانا صاحب! میدانِ عرفانِ صفات میں بہت پختہ ہیں اور صفات میں انہوں نے بہت محنت و مجاہدہ کیا اور اس میدان میں ان کو بہت رک ہے۔ باطنی پرواز میں جہاں ان کا رُوحانی تجربہ رک جاتا ہے۔ وہ دراصل ان کے صفاتی مقام یا صفاتی ادراک کی حد تھی۔ اس کے بعد میدانِ عرفانِ ذاتِ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور میدانِ عرفانِ ذاتِ الہی کا آغاز ہوتا ہے۔ یعنی عرفانِ ذاتِ شانِ مصطفائی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور عرفانِ ذاتِ کبریائی کی حد شروع ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل میرا رُوحانی تجربہ مولانا صاحب کی صفاتی ادراک کی حدود سے نکل کر آگے عرفانِ ذات کی حدود میں داخل ہو جاتا ہے۔ پھر مولانا صاحب مراقبہ کو ختم کر کے میرے ہاتھ چومنا شروع کر دیتے ہیں۔

غوثِ قطب رہن اور سے اوریر سے عاشقِ جاوکن گیرے ہو  
 جہڑی منزل عاشق پہنچن اوتھے غوث نہ پاون پھیرے ہو  
 عاشق وچ وصال دے ہندے جنہاں لامکانی ڈیرے ہو  
 میں قربان تنہاں تول (حضرت یا ہو) جنہاں ذاتوں ذات بسیرے ہو

صفحہ ۲۹۶۔۔۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان پر سوتے مجاہدے میں انعامِ اکرام اور ارشادات و عطیات و وظائف اور اصحابِ کرام، اہل بیت اطہار، اہل بیت و بزرگانِ دین کی جانب سے تحائف و وظائف وغیرہ کو اگر تحریر میں لایا جائے تو تقریباً ۱۵۰ صفحات کی کتاب بن جائے گی۔ محترم ہدائی صاحب! ایک ۲۵۰۔۔۔ صفحات کی کتاب تحریر و رقم کرے جس کا نام کتابِ الحق ہے۔ یہ حق پر مبنی ہے، حق بتاتی ہے اور حق ہے۔ اسکی تالیف ان کے خاندانِ زید بھائی تعظیم صاحب کر دی ہے۔ مگر ابھی طاعت پاتی ہے۔ رابطہ محترم تعظیم الحق صاحب 4103088-304-0092 ہے اور وہ لاہور، منگلپور میں رہائش پذیر ہیں۔ ایک ہمبر مبارک جس پر "شعیب اللہ" کندھے اوکوہ کاتھی کی سی بٹولی ہے انکو حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے سلسلہ بسلسلہ چلتے چلتے ایک محترم بزرگ تعظیم صاحب کا لڑائی سے علیہ میں ملی ہے۔ وہ بزرگ ۱۵-۲۰ سال پہلے فوت ہو گئے۔ صدقہ

# حکیم عبدالرحمن کھوسہ قادریؒ سے ملاقات

(از کندھ کوٹ ضلع جیکب آباد)

یہ تقریباً ۱۹۶۴ء کا واقعہ ہے کہ میں (یعنی راقم) اپنی ملازمت کے سلسلہ میں سب ڈویژن کندھ کوٹ (ضلع جیکب آباد) میں مقیم تھا اور گڈو بیراج پروجیکٹ میں میرے پاس بہت سے ملازم سہام کرتے تھے، جن میں اکثریت میری کوشش چانڈیو، ڈھولکی، جھکرائی، بھگٹی اور کھوسہ وغیرہ بلوچ قبائل کی تھی اور ان میں سے ایک حافظ مصطفیٰ کھوسہ تھے جو میرے پاس سرکاری گھر کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے۔ وہ صوم و صلوة کے پابند بہت ہی نیک آدمی تھے اور دن رات میں اکثر اوقات ہلکی آواز میں قرآن شریف کی قرأت کرتے رہتے تھے۔ ایک دن یہ حافظ صاحب مجھے اپنے قبیلے کے ایک معزز بہت ہی شریف النفس اسی سالہ قومی جسم بزرگ کے پاس لے گئے۔ جن کا نام عبدالرحمن کھوسہ تھا۔

محترم قبیلہ کھوسہ صاحب کندھ کوٹ میں حکمت کرتے تھے اور گرد و نواح میں کافی مشہور حکیم تھے اور سلسلہ قادریہ سروریہ سے تعلق رکھتے تھے۔ بلکہ سال میں دو تین مرتبہ ضرور شور کوٹ جلتے اور وہاں حضرت سلطان العارفين، سلطان باہو کے مزار شریف پر حاضری دیتے۔ ایک دن

۱۹۶۳ء سے ۱۹۶۹ء تک گڈو بیراج میں بطور انجینئر تعینات رہا۔ دو سال گھوٹکی ضلع سکٹر میں مقیم رہا اور تین سال کندھ کوٹ (ضلع جیکب آباد) میں رہا اور وہاں اکثر قبیلہ چوہدری صاحب ہا سے ہاں آجایا کرتے تھے کیونکہ جیم پیرخان، گھوٹکی اور کندھ کوٹ سے تقریباً ایک سو میل کے فاصلہ پر تھا۔



میں نے ان سے پوچھا حضرت قبلہ! آپ کے پیرو مُرشد کون ہیں؟ اور کہاں کے رہنے والے ہیں؟ فرمانے لگے۔ میرا نظاہر کوئی بھی پیرو مُرشد نہیں ہے اور میرا سلسلہ و تعلق براہِ راست حضرت سلطان باہو سے ہے (جنہیں وہ اکثر اپنی گفتگو میں بادشاہ صاحب کہتے تھے) میں نے عرض کیا حضرت قبلہ! آپ کو درویشی کا شوق کیسے ہوا اور یہ براہِ راست تعلق حضرت سلطان باہو سے کیسے ہوا؟

حضرت حکیم عبدالرحمن کھوسہ قادری صاحب فرماتے لگے :-  
میری عمر تقریباً پچیس کے لگ بھگ تھی۔ کھیتی باڑی کے ساتھ ساتھ مجھے جرّی بوٹیوں سے ادویات بنا کر شستہ سازی کرنا، اور حکمت کا بہت شوق ہو گیا اور اس ضمن میں ایک ہندو وید کے پاس اُمّتا بیٹھنا اور اسی شوق میں ملتان، لاہور اور دہلی آتا جاتا۔ بہت سے حاذق حکماء کو ملتا اور پھر پنجاب سے جرّی بوٹیاں اور ادویات کندھ کوٹ لے آتا اور اپنا مطلب چلاتا۔ کہنے لگے کہ ایک دفعہ میں نے شکار پور یا روہڑی سیشن سے ملتان یا لاہور کا ٹکٹ لینے کے لئے بنگلہ کلرک کو دس روپے دیئے۔ ابھی میں نے ٹکٹ اور بقایا واپس نہیں لئے تھے کہ میری نظر کھڑکی کے اوپر لکھی ہوئی ایک عام اور مشہور عبارت پر پڑی:

”کھڑکی چھوٹنے سے پہلے اپنی ٹکٹ اور ریزنگاری کی جانچ پڑتال کر لیا کریں۔“  
فرمانے لگے کہ میں نے اس فقرہ کو دو تین مرتبہ پڑھا۔ طبیعت

پر چوٹ سی لگی اور اپنی کم اعمالی کی ندامت کی وجہ سے رقت طاری ہو گئی۔ میں ٹکٹ اور ریزگاری کو تو بھول ہی گیا اور وہیں نیچے بیٹھ کر رونے لگا۔ بکنگ کلرک نے جب دیکھا کہ مسافر نے نہ تو ٹکٹ لی ہے اور نہ ہی بقایا پیسے، وہ کہاں غائب ہو گیا ہے؟ وہ بکنگ آفس سے ٹکٹ و ریزگاری کے ساتھ باہر آیا اور میرے پاس ہی بیٹھ گیا۔ مجھے ہلایا، پنکھا چلایا اور شربت پلایا اور شاید یہ سمجھا کہ مجھے گرمی کی ٹو لگ گئی ہے (یہ واقعہ سنہ ۱۹۳۱ء کے لگ بھگ کا ہے اور اُس وقت میری عمر تقریباً پچیس برس ہو گی) بہر حال میں قدرے سنبھلا۔ بکنگ کلرک نے میری طبیعت کا پوچھا اور کہا کوئی دوائی وغیرہ چاہیے؟ میں نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ اس نے مجھے ٹکٹ اور ریزگاری واپس کی گاڑی سٹیشن پر آئی تو میں سوار ہووار حکیم کھوسہ صاحب نے فرمایا کہ ایسے مجھے پہچان ہو گئی کہ دنیا میں زیادہ الجھنا نہیں چاہیے اور آخرت کی زیادہ فکر کرنا چاہیے۔ یعنی ”کھڑکی چھوڑنے سے پہلے اپنی ٹکٹ و ریزگاری کی جانچ پڑتال کریں“۔

... وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ (سورۃ (۵۹) الحشر آیتہ ۱۸)

اور پھر ایسے میں نے نیک آدمیوں کی صحبت اختیار کی اور درویشی کو پسند کیا۔

میں زیادہ قادری بزرگوں کی صحبت میں بیٹھا اور دہاں سے پتہ چلا کہ حضرت سلطان العارفين سلطان باہو عشق و اتباع رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بہت پختہ و یکتا درویش گزرے ہیں اور بہت سخی ہیں۔ جو بھی سالک و درویش ان کے مزار پر

پر غلوں دلی اور نیک نیتی سے حاضری دیتا ہے۔ نوافل و درود شریف  
 اور قرآن پاک پڑھتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے صراطِ مستقیم  
 سے نوازے (آمین) تو حضرت سلطان باہو کو اس کی ضرورت رہنمائی  
 فرماتے ہیں اور اسے جامع اذکار الہی کی ہدایت کر دیتے ہیں اور وقتاً فوقتاً  
 اس کی راہبری بھی کر دیتے ہیں حتیٰ کہ اسے زیارت و غلامی محبوبہ  
 رب العالمین (علیہ الصلوٰۃ و سلام نصیب ہو جاتی ہے۔ اس  
 فیضانِ الہی کے پیش نظر میں جب بھی لاہور اور ملتان جاتا شور کوٹ  
 میں حضرت سلطان باہو کے مزار پر حاضری دیتا۔ نوافل و درود شریف  
 اور قرآن پاک پڑھتا اور تقریباً ایک آدھ دن وہاں رہنے کے بعد  
 واپس کندھ کوٹ آجاتا۔ حتیٰ کہ حضرت سلطان باہو نے پہلے مجھے خواب  
 میں ملنا شروع کیا اور درود شریف و کلام اللہ پڑھنے کے متعلق  
 تاکید فرمائی پھر اذکار الہی بتائے۔ میں نے ان پر عمل کرنا شروع کر دیا۔  
 اور چند سالوں بعد میں ایک دفعہ مزار شریف پر حاضر تھا کہ حضرت  
 سلطان باہو قبر سے باہر تشریف لائے اور سعادت ملاقات بخشی  
 پھر بعض دفعہ کندھ کوٹ بھی تشریف لے آئے اور وہاں ہدایت  
 فرما دیتے۔ میں نے یہ کئی دفعہ مشاہدہ کیا کہ جب بھی شور کوٹ سے  
 واپس لوٹتا تو آپ کی سواری و پرواز میرے ڈبے کے اوپر اُپر رہتی  
 اور روٹری یا شکار پور تک ایسے ہی سفر گزرتا۔ اسی دوران مجھے ان کا  
 پنجابی کا کلام بھی زبانی یاد ہو گیا۔ بعض اشعار میری سمجھ نہ آنے پر  
 وہ میری عقده کشائی فرماتے اور نیچے تحریر شدہ یا اس قسم کے اشعار  
 پر تبسم کے ساتھ خاموشی کا اظہار فرما دیتے اور جیسے مجھے یاد پڑتا

پڑتا ہے وہ اشعار یہ ہیں :-

عین و عین تھیو سے (حضرت) باہو سترِ وحدت سبحانی ہو

واہ نصیب تنہا ندے (حضرت) باہو جنہاں مالک لٹھا گھردا ہو

قبلہ قلب منور ہو یا (حضرت) باہو خلوت خاص خلیلوں ہو

واہ نصیب تنہا ندے (حضرت) باہو جنہاں یار ملیا یگانہ ہو

خاص فقیری (حضرت) باہو دل وچ دوست ٹکا دن ہو

ایک دفعہ میں نے ذرا سا اصرار کیا کہ حضور بادشاہ صاحب ان اشعار میں خصوصاً ان الفاظ کی "سترِ وحدت سبحانی ہو" "مالک لٹھا گھردا ہو" "منور ہو یا خلوت خاص خلیلوں ہو" "جنہاں یار ملیا یگانہ ہو" اور "دل وچ دوست ٹکا دن ہو" کی سمجھ نہیں آتی۔ ان کی عقدہ کشائی فرمادیں اور تشریح بتا دیوں حضرت سلطان باہو نے فرمایا۔ ان میں خصوصاً سترِ الہی پوشیدہ ہے، جو امانتِ الہی ہے اور جب تک اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی نگاہِ رحمت نہ ہو تو جلوت و خلوت میں مقامِ وصل نہیں کھلتا اور مشاہدہ حق نہیں ہوتا۔ اور ان تمام اشعار میں سترِ الہی، دولتِ وصل، امانتِ الہی اور مشاہدہ حق کی باتیں مخفی ہیں جو مشاہدہ ہی سے تعلق رکھتی ہیں۔ حکیم کھوسہ صاحب بتاتے تھے کہ میں نے ایک دو بار دوسرے موقعوں پر پھر عرض کیا۔ حضور بادشاہ صاحب! آپ کرم فرمادیں اس سترِ الہی سے پردہ اٹھائیں اور آگاہ فرمادیں، تو حضرت سلطان باہو نے فرمایا۔ "سٹس! چند سال بعد آپ سے ایک لایحجاج درویش، مرد فقیر کی

جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی رحمت کے طفیل، ستر الہی کا عارف ہو گا۔ دولت و صل سے مالا مال اور امانت الہی کا حامل ہو گا۔ صاحب مشاہدہ فقیر ہو گا۔ اس کی آپ سے کندھ کوٹ میں ہی ملاقات ہو گی (اُس مروّج کا نام چوہدری غلام حید ہے) انشاء اللہ تعالیٰ وہ آپ کو ستر الہی سے آگاہ کر دے گا۔ اس کے حقائق کھول دے گا اور ان اشعار کا مطلب پھر آپ کو سمجھ آ جائے گا آپ اس بات کو اپنے ذہن میں رکھیں حکیم کھوسہ صاحب نے حضرت سلطان باہو کی بات بڑے دھیان سے سنی اور پھر ستر الہی کے انکشاف کے لئے کبھی اصرار نہ کیا۔ بلکہ اس کے بعد وہ لایحتاج درویش (قبیلہ چوہدری صاحب) کی کندھ کوٹ میں آمد اور ان سے ملاقات کا انتظار کرتے رہے۔

کچھ عرصہ بعد سرکاری کام کے سلسلے میں میرا گھوٹکی (ضلع سکھر کی تحصیل) جانا ہوا۔ گھوٹکی دریائے سندھ کے بائیں جانب کندھ کوٹ سے تقریباً ایک صد میل کے فاصلہ پر تھا۔ محترم حکیم کھوسہ صاحب کو پتہ چلا تو وہ بھی میرے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہو گئے۔ کہنے لگے کہ یہاں کا میڈیکل آفیسر تبدیل ہو کر گھوٹکی چلا گیا ہے۔ دوست آدمی تھا۔ اس سے ملاقات ہو جائے گی۔ قبیلہ حکیم صاحب میرے ساتھ گاڑی میں آگے بیٹھ گئے اور اچھی اچھی درویشی کی باتیں اور اپنے تجربات و مشاہدات سنانے لگے۔ مجھے مخاطب کر کے فرمانے لگے :-

رانا صاحب (راقم) ! اس وقت دنیا میں ایک لایحتاج درویش ہے... (مجھے حضرت قبیلہ چوہدری صاحب کے اسباق و صحبت

سے اتنا علم ہو چکا تھا کہ میرے شیخِ محترم واصلین اولیاء اللہ میں  
 سے ہیں۔ ایسے درویش بہت کم اور چیدہ چیدہ ہوتے ہیں اور  
 یہی درویش "لا یحتاج" ہوتے ہیں۔ کیونکہ انہیں نبی کریم روفیم  
 (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی محبت و اتباع اور غلامی و قرب کے علاوہ  
 کسی شے کی احتیاج نہیں ہوتی۔ یعنی شہرت و چرچا، عملیات، مقام  
 اور مرتبہ، کشف و کرامات اور عقیدت و ارا تمندی کی بھیر وغیرہ کی  
 حاجت نہیں ہوتی) میں نے قبلہ حکیم صاحب سے خوش فہمی اور  
 بے اختیاری سے معاکہہ دیا۔ قبلہ حکیم صاحب! اللہ تعالیٰ کا شکر  
 ہے کہ وہ لا یحتاج درویش، پاکستانی ہیں اور پاکستان میں ہی  
 قیام پذیر ہیں۔ میرے اس بے اختیاری جواب سے حکیم صاحب  
 بہت اچنبہ ہوئے اور وہ بھی بے اختیاری میں گاڑی کی نشست پر  
 سے اچھل پڑے اور انہوں نے بڑے اشتیاق سے پوچھا۔  
 رانا صاحب! آپ کو اس بات کا کیسے علم ہے اور کیا آپ کو ان  
 کو جانتے ہیں؟ میں نے حکیم صاحب سے عرض کیا قبلہ! میں نے  
 تو خوش فہمی اور اندازے سے ہی یہ سب کچھ کہہ دیا تھا اور میری نظر  
 میں تو میرے اپنے ہی قبلہ شیخِ محترم تھے۔ کیونکہ ان کی صحبت اور  
 مشاہدات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ایک "لا یحتاج درویش" ہیں۔  
 محترم حکیم صاحب نے استفسار کیا۔ رانا صاحب ان کا نام کیا  
 ہے اور وہ کہاں رہائش پذیر ہیں؟ میں نے پھر خوش فہمی میں  
 اور اپنے قبلہ شیخِ محترم کو ہی ذہن میں رکھتے ہوئے کہہ دیا۔  
 قبلہ حکیم صاحب میرے اندازے میں ان کا نام (حاجی) چوہدری

غلام حیدر خان صاحب ہوشیار پوری چشتی نظامی ہے۔ بعض لوگ  
 ان کو (قبلہ) حاجی صاحب کہہ کر پکارتے ہیں۔ بعض (قبلہ) چوہدری صاحب  
 محترم حکیم صاحب بہت حیران ہوئے اور ایک دفعہ پھر بے اختیاری  
 میں اپنی نشست پر سے اُچھلے۔ انہوں نے مزید استفسار کیا کہ  
 وہ کہاں رہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ وہ رحیم یار خان میں رہائش  
 پذیر ہیں۔ محترم حکیم صاحب نے مزید حیرانگی کا اظہار کیا اور پوچھا۔  
 رانا صاحب! ان تمام باتوں کا آپ کو کیسے علم ہے؟ میں نے  
 عرض کیا۔ قبلہ! حضرت قبلہ حاجی صاحب (چوہدری غلام حیدر خان  
 صاحب) میرے محترم شیخ و مرشد ہیں۔ اور یہ تمام باتیں ان کی  
 ہی شخصیت کو ذہن میں رکھتے ہوئے میں آپ کے سوالات کے جوابات  
 دینے جا رہا ہوں۔ کیونکہ ان کے اسباق و صحبت سے یہ بات مجھ پر  
 واضح تھی کہ قبلہ چوہدری صاحب میرے شیخ و محترم و اصل بالرسول  
 مقبول (علیہ الصلوٰۃ و سلام) اور واصل باللہ درویش ہیں اور  
 انہیں شہرت و چرچا، مرتبہ و مقام اور کشف و کرامات وغیرہ کی حاجت  
 نہیں ہے (مگر انہوں نے اپنے آپ کو ہمیشہ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام)  
 کا ادنیٰ غلام ہی کہا اور وہ بتاتے تھے کہ اسی میں بندہ مومن کی سرپرستی  
 اور سرفرازی ہے) اور میرے اندازے میں یہ تمام خوبیاں اور نشانیاں  
 ایک لایحناج درویش کی تھیں۔ محترم حکیم صاحب نے کہا۔ رانا صاحب!  
 کیا قبلہ چوہدری صاحب آپ کے پاس کندھ کوٹ میں آتے جاتے رہتے  
 ہیں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ محترم حکیم صاحب نے کہا۔ رانا صاحب!  
 اب جب بھی قبلہ چوہدری صاحب آپ کے ہاں آویں تو مجھے بتاویں

میں اُن سے بلنا چاہتا ہوں اور درویشی کے متعلق بعض مسائل اور نکات کی اُن سے وضاحت اور عقدہ کشائی چاہتا ہوں۔ میں نے عرض کیا۔ جی بہت بہتر۔

پھر میں نے محترم حکیم صاحب سے پوچھا۔ قبلہ! آپ کو کیسے علم ہوا کہ دنیا میں اس وقت ایک لایحتاج درویش ہے، وہ پاکستانی ہے، اور اُن کا نام (حاجی) چوہدری غلام حیدر خان ہے؟ محترم حکیم صاحب نے بتایا کہ جیسا کہ میں نے بتایا تھا کہ یہ سب کچھ چند سال پہلے حضرت سلطان باہو نے میرے اصرار پر ہی بتایا تھا۔ مگر اب مجھے اُن کا شوق اور شدت سے انتظار ہے گا کہ وہ کب کندھ کوٹ میں تشریف لائے ہیں اور میں اُن سے شرفِ ملاقات کرتا ہوں۔

پھر چند دن بعد قبلہ چوہدری صاحب رحیم یار خان سے میرے پاس کندھ کوٹ میں تشریف لے آئے میں نے محترم حکیم صاحب کی خدمت میں پیغام بھجوادیا محترم حکیم صاحب تقریباً عصر کے وقت میرے ہاں آئے۔ قبلہ چوہدری صاحب سے ملاقات کی اور دو تین گھنٹے تک درویشی و حکمت کی باتیں کرتے رہے۔ دوسرے روز محترم حکیم صاحب دوبارہ تشریف لے آئے اور انہوں نے حضرت سلطان باہو کے وہی اشعار پڑھے جن میں وہ عقدہ کشائی چاہتے تھے۔

لے جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ حضرت قبلہ چوہدری صاحب کا طب و حکمت میں بھی ایک اچھا خاصا مقام تھا۔ ایسی ادویات اور جڑی بوٹیوں کا ان کو بہت علم تھا۔ بلکہ تانبہ، پارہ، فولاد، چاندی، سونا، شکر، سکھا، کچلا، برق و سیبک بارہ سینگا اور دیگر دھاتوں کے کشتہ جات اور کسیر بنانے میں بہت مہارت رکھتے تھے اور اُن کے پاس بہت ہی نایاب و آزمودہ نسخے تھے۔ اپنے انتقال سے پہلے ہی انہوں نے یہ تمام نسخے اپنے شاگردوں کو لکھو دیئے تھے۔ مگر کوئی بھی کامیابی سے نہیں بنا سکا کیونکہ عبادت ریاضت و کارہوتی



اور محترم حکیم صاحب نے بتایا کہ اُن کو چند برس پہلے حضرت سلطان باہو نے بتا دیا تھا کہ ایک محرم و دانائے راز (یعنی آپ اور آپ کا نام وغیرہ بھی بتا دیا تھا) سے کندھ کوٹ میں ہی ملاقات ہوگی اور میں اُن سے ان اشعار کا مطلب اور وضاحت کے متعلق پوچھ لوں۔ حضرت قبلہ چوہدری صاحب نے مسکرائے اور کہا کہ اگر سلطان العارفین سلطان باہو کی یہی خواہش تھی تو میں تعمیل کیے دیتا ہوں۔۔۔ تو حضرت قبلہ چوہدری صاحب نے پہلے محترم حکیم صاحب کو سب الہی اور امانت الہی سے آگاہ فرمایا پھر مقصود کائنات، محبوب رب العالمین اور ذات رحمت اللعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے وسیلہ جلیلہ اور آپ کی شفقت و رحمت، بندۂ مومن و سالک کے لئے اس کی اہمیت کے متعلق چند باتیں دُھرائیں۔ کیونکہ اس کے بغیر ایمان و عرفان کی منازل نہ تو طے ہو سکتی ہیں اور نہ ہی تکمیل ہوتی ہے۔ بعد میں قبلہ چوہدری صاحب نے حضرت سلطان باہو اور بابائے شاہ مولانا روم اور علامہ اقبال کے مشاہدہ و دولتِ وصل اور امانت الہی کے متعلق خصوصی اشعار کا مطلب بیان کیا اور وضاحت فرمائی۔ محترم حکیم صاحب نے اثبات میں سر ہلایا۔ جی نہیں باسکل سمجھ گیا ہوں۔ قبلہ چوہدری صاحب نے محترم حکیم صاحب کو ذکر اللہ سُلْطَانَا النَّصِيْرُ "سبھایا اور کرنے کا طریقہ سمجھایا اور کہا کہ آپ یہ ذکر الہی کرنا چاہیں تو یہ شروع کر دیں۔ ورنہ اگر کوئی ذکر اللہ حضرت سلطان باہو نے بتایا ہوا ہے تو وہی کرتے رہیں۔ یہ آپ کی مرضی ہے۔ محترم حکیم صاحب بہت خوش تھے اور انہوں نے قبلہ چوہدری صاحب کا شکریہ ادا کیا۔

جب دوبارہ قبلہ چوہدری صاحب کندھ کوٹ تشریف لائے تو

محترم حکیم صاحب نے کہا۔ قبلہ راستے کا پتہ چل گیا ہے۔ بالکل صحیح اور سیدھا راستہ ہے۔ مگر میری عمر اس وقت اتنی برس سے تجاوز کر چکی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ میں اس راہ پر زیادہ کوشش اور ہمت نہ کر سکوں، مگر قبلہ چوہدری صاحب نے فرمایا۔ حکیم صاحب! یہ راہ سلوک خالصتاً محبت و اتباع رسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کا ہے اور اس میں عمر میں کمی و بیشی معنی خیز نہیں ہے۔ آپ ہمت کریں انشاء اللہ تعالیٰ آپ منزل مقصود پاسکتے ہیں محترم حکیم صاحب نے کہا۔ جی بہت اچھا میں اپنی پوری کوشش کروں گا۔

قبلہ چوہدری صاحب جب پھر تشریف لائے تو محترم حکیم صاحب نے آپ سے خصوصی طور پر تانا کواکیر بنانے اور پارہ کو قائم التار کرنے کے متعلق دریافت کیا تو قبلہ چوہدری صاحب نے تانا کواکیر بنانے، پارہ کو قائم التار کرنے، ابرق و چاندی کے کشتہ جات بنانے اور دیگر کئی ایک نسخے لکھوانے اور کہا کہ بعض ان میں کافی لمبے ہیں اور بعض تھوڑی سی محنت کے بعد ہی بن جاتے ہیں۔ ان نایاب نسخوں اور قبلہ چوہدری صاحب کی حکمت کے متعلق بعد کے باب میں ذرا تفصیل کے ساتھ بیان کیا جائے گا۔

اس کے بعد محترم حکیم صاحب نے قبلہ چوہدری صاحب کے بتائے

سے قبلہ چوہدری صاحب نے تانا، پارہ، شگرف وغیرہ کے کشتہ جات بنانے کے کئی نسخے لکھوانے، کیر بننے کے بعد ان کی معمولی خوراک (پڑ چاول کا دانہ یا رتی کا پڑ حصہ کے برابر) دودھ، مکھن کے ساتھ (ایک ہفتہ میں ایک خوراک اور زیادہ سے زیادہ چار یا پانچ خوراکیں) انسانی جسم میں تپدق، سل، دمہ، کھانسی، نزلہ و زکام، رعشہ، برص، اعصابی کمزوری، دماغی و قلبی اور آنکھوں کی کمزوری وغیرہ کو انشاء اللہ تعالیٰ ٹھیک کر دیتی ہے۔ نسخوں کا مفصل بیان بعد میں کیا جا رہا ہے۔

ہوئے راہِ سلوک پر چلنا شروع کر دیا اور جب بھی قبلہ چوہدری صاحب کو تشریف لاتے تو محترم حکیم صاحب فوراً تشریف لے آتے اور بعض مسائل کی عقدہ کشائی کر لیتے اور حکمت کے متعلق بعض اصولوں، بڑی بوٹیوں، ویسی ادویات اور کشتہ جات کی بابت کچھ پہلوؤں پر راہنمائی حاصل کرتے۔

محترم حکیم صاحب نے ایک موقع پر میرے ایک سوال کے جواب میں کہ: قبلہ! کیا سلسلہ عالیہ قادریہ کے سلطان الفقراء ششم گزر چکے ہیں یا آنے

والے ہیں؟

محترم قبلہ صاحب نے فرمایا کہ میرے علم اور انکشاف کے مطابق سلطان الفقراء ششم ابھی تک نہیں گزرے بلکہ آنے والے ہیں۔ وہ بہت اونچے درجے کے ولی اللہ ہوں گے اور درس و تدریس، رشد و ہدایت اور علم و عرفان میں اللہ تعالیٰ بہت کام کریں گے۔

بعد میں محترم حکیم صاحب کی قبلہ چوہدری صاحب سے کافی ملاقاتیں ہوتی رہیں اور وہ شاید ۱۹۶۶ء یا ۱۹۶۷ء میں اس جہان فانی سے انتقال کر گئے (إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ) اور کندھ کوٹ میں ہی مدفون ہوئے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ان کا ولایت میں کیا مقام ہوا اور کیا انہیں دولت و صل عطا ہوئی؟ (ایک شنید کے مطابق ان کو شور کوٹ میں اعطاء حضرت سلطان باہو کے قبرستان میں دفن کیا گیا تھا)

سہ بزرگان دین اور مذہبی خصوصاً عارفان کتب سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت سلطان العارفین سلطان باہو سلسلہ عالیہ قادریہ کے ہفتم سلطان الفقراء ہیں اور ان کے بعد مزید دو اور سلطان الفقراء ہوں گے۔

## ایک مرحوم عزیز سے عجیب ملاقات

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ بیان کرتے تھے کہ وہ ۱۹۶۴ء میں موضع آباد پور رحیم یار خان میں اپنی زمینوں پر کھیتی باڑی کرتے تھے اور وہیں آباد پور اور دولت پور میں ان کے عزیزوں کی بھی زمینیں تھیں اور یہ سب لوگ ان دونوں گاؤں میں رہتے تھے اور کھیتی باڑی کرتے تھے کچھ عرصہ ایک نوجوان جس کا نام شبیر تھا اور رشتہ میں ان کا تقریباً بھتیجا لگتا تھا۔ وہ مزارعوں کے ساتھ جھگڑے میں مارا گیا اور وہیں گاؤں کے قبرستان میں دفن ہوا (مزارعوں کے خلاف مقدمہ چلتا رہا اور ان کو عدالت سے سزا بھی ہوئی۔۔۔۔۔)

حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ ایک دن میں صبح ناشتے کے بعد اپنے کھیتوں میں پھر رہا تھا اور فصل وغیرہ کو دیکھ رہا تھا کہ مجھے سامنے سے شبیر مرحوم آتا ہوا دکھائی دیا۔ وہ میرے بالکل قریب پہنچ کر ٹھہر گیا۔ مجھے سلام علیکم کہا اور کہنے لگا۔

قبلہ چچا جان! (یعنی قبلہ چوہدری صاحبؒ کو مخاطب کیا)۔۔۔ شاید آپ کو یاد ہو کہ میں نے ایک دفعہ زمین کے لین دین اور فصل کے حساب و کتاب میں گڑ بڑ کی تھی اور آپ کے ساتھ بے ادبی کے ساتھ پیش آیا تھا۔ اس کی وجہ سے قبر میں اور موجودہ حیثیت میں مجھ پر کافی سختی ہوتی ہے کیونکہ میں موت سے پہلے زمین و فصل کے معاملات میں گڑ بڑ اور اپنی بے ادبی و گستاخی کی آپ سے معافی طلب نہیں کر سکا تھا۔ اور یہ سب معاملات آپ سے صاف و معاف نہیں کروائے تھے۔ اس لیے یہ حقوق العباد آخرت اور اس

جہاں میں میرے خلاف درج ہیں اور قائم ہیں اور ان کے باعث مجھ پر کافی سختی ہوتی ہے۔ میری عاجزی و التجا، رونے دھونے اور گریہ وزاری سے آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے موقع دیا گیا ہے کہ میں دنیا میں جا کر آپ سے عاجزی و التجا کروں اور آپ سے مُعافی طلب کروں اور ساتھ ہی وہ (یعنی شبیر) ہاتھ باندھے ہوئے اچانک میرے پاؤں میں گر گیا اور کہنے لگا: قبیلہ چچا جان! فی سبیل اللہ مجھے مُعاف فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر اجر عطا کرے۔

حضرت قبیلہ فرماتے تھے کہ مجھے اس پر پیار آیا۔ میں نے شفقت کے ساتھ اسے اوپر اٹھایا گلے لگایا اور کہا کہ میں نے فی سبیل اللہ تجھے مُعاف کیا۔ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں مُعاف کرے اور تمہاری سختی دور فرمائے اور جو نہی میں نے یہ الفاظ کہے، اسی وقت میں نے محسوس کیا کہ شبیر کے جسم سے جان نکل چکی ہے اور میں اپنے بازوؤں میں ایک مُردہ میت کو تھامے ہوئے ہوں۔ اس بوجھ سے میرے ہاتھ ڈھیلے پڑ گئے اور مرحوم شبیر کی میت زمین پر گر پڑی اور گرتے ہی غائب ہو گئی۔ میں نے نیچے بڑے غور کے ساتھ دیکھا تو زمین پر کسی قسم کا کوئی نقش و نشان نہ تھا۔

ہم نے سوال کیا: حضرت قبیلہ! کیا ایسے ہوتا رہتا ہے کہ مرحوم گناہ کار کو اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم سے موقع نصیب ہو اور وہ دنیا میں جا کر کسی کے ساتھ لین دین میں گڑبڑ اور اپنی بے ادبی و گستاخی کی مُعافی طلب کرے؟ حضرت قبیلہ نے بتایا: انشاء اللہ۔ ہاں! دوسرے اس واقعہ سے ایک خوش آئند پہلو کی طرف اشارہ ملتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ مرحوم شخص نے اپنی زندگی میں ہی اپنے ذہن کو غلو ص دلی سے تیار کر رکھا ہو اور نیت کر رکھی ہو کہ موقع و محل میسر ہونے پر اور وقت ملنے پر مجھے انشاء اللہ تعالیٰ فلاں

شخص سے لین دین میں گڑبڑ اور اپنی بے ادبی و زیادتی کی بخشش و معافی طلب کرنا ہے اور اس کے بعد حساب کتاب میں بغیر صفائی کے اور بغیر معافی طلب کرنے کے اس کی موت اچانک واقع ہو جاتی ہے اور مرحوم کو دنیا میں مرنے کے بعد معافی طلب کرنے کا ایسا موقع اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کی ایسی نیت کی وجہ سے نصیب ہو جاتا ہو بہر حال ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ



حضرت قبلہ چوہدری غلام حیدر خان صاحب چشتی

۱۹۷۵-۷۶ء میں



فِي مَوْضِعٍ وَبَرَكَاتٍ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سِير : إِلَى الْعَرْشِ الْكَرِيمِ

حاضری بھنور: سرور کونین، سید الثقلین، نبی اکرم

صاحبِ قابِ قوسین (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

۱۔ قبلہ چوہدری صاحب بیان کرتے تھے ایک دفعہ وہ ذکر الہی اور درود شریف پڑھنے میں مشغول تھے اور بہت دن گزر چکے تھے۔ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی زیارت پاک کو نصیب ہوئے۔ دل بہت بے چین تھا۔ عشاء کے بعد کافی وقت گزر چکا تھا۔ اسی اثنا پر دواز شروع ہو گئی۔ چند ہی لمحوں میں میں مدینہ منورہ پہنچ گیا اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو تلاش کیا۔ آپ حضور وہاں نہ ملے۔ پھر مکہ مکرمہ عرفات، بیت المقدس اور بہت سی جگہوں کو چند ثانیوں میں عبور کر گیا۔ پہاڑوں کے دامن، غار، دریاؤں کے کنارے ہری بھری وادیوں میں۔ الغرض جدھر کہیں سے اچھی ہبک دہوا آئی وہاں تمام گوشوں میں تلاش کیا۔ بلکہ تھوڑے سے وقفہ میں اس کرۂ ارض کا کونہ کونہ گھوم گیا، مگر ذات پاک نبی رحمت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کہیں نہ مل سکے۔ پھر دل نے گواہی دی کہ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اس وقت آپ ستارہ زمین پر تشریف فرما نہیں ہیں۔

## ب۔ نورانی سیرھی

میں کافی تھک چکا تھا۔ کبھی ذکر اللہ پر زور دیتا اور کبھی ورد شریف پر، اور سوچ رہا تھا کہ شاید آج نبی کریم، رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے سعادتِ ملاقات نصیب نہ ہو، مگر ہر آن فضا میں خوشبو اور تصرفِ مصلحتی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی معطر لہریں سرور و مستی کو اجاگر کر رہی تھیں اور طبیعت پر ہلکی ہلکی پُرکیفِ رقت طاری تھی اور میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے پُر امید تھا کہ آج بھی لطف و کرم ضرور ہوگا اور ذاتِ رحمت "للعالمین" (علیہ الصلوٰۃ والسلام) زیارتِ پاک اور سعادتِ ملاقاتِ عطا فرمائیں گے کہ اتنے میں ایک دلاویز وادی سے گزر رہا اور میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چمکدار "نورانی سیرھی" ارض سے عرش تک جا رہی ہے۔ میری پرواز ختم ہو گئی اور میں سیرھی کے پاس پہنچ گیا۔

## ج حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے شرفِ ملاقات

میں سیرھی کے قریب ہوا وہ بہت ہی خوبصورت نظر آ رہی تھی۔ اُس کے بازو اور ڈنڈے بہت چمک رہے تھے۔ میرا دل کہہ رہا تھا کہ آسمانوں میں جہاں یہ سیرھی جا رہی ہے، وہاں ضرور حضور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تشریف فرما ہوں گے۔ میں آگے بڑھا اور سیرھی کے ڈنڈے کو ہاتھ ڈالا، مگر ہاتھ میں کچھ نہ آیا اور میرا ہاتھ و منٹھی فضا میں روشنی کو چھو کر واپس ہوئی۔ میں نے بڑی احتیاط کے ساتھ دوبارہ چمکیلے ڈنڈے کو ہاتھ ڈالا، مگر میرا ہاتھ صرف نور کو مس کر کے واپس آ گیا۔ میں نے تیسری بار پھر کافی دیکھ بھال کے ساتھ ڈنڈے کو ہاتھ



ڈالا۔ ڈنڈا مجسم نہ ہوا اور میرا خالی ہاتھ واپس مڑا۔ میں نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے ملنے کے لئے بہت بے تاب تھا۔ اور میں نے نورانی سیڑھی کے ڈنڈے کو ہاتھ میں پکڑنے کی کافی دفعہ کوشش کی، مگر ڈنڈا مجسم نہ ہوا اور ہاتھ ہر بار خالی واپس لوٹتا رہا۔

اتنے میں ایک بہت ہی پُر وقار و بارعب بزرگ فضا میں نمودار ہوئے اور ایک دم مسکراتے ہوئے میرے سامنے آن کھڑے ہوئے۔ انہوں نے السلام علیکم کہا۔ میں نے ادب کے ساتھ وعلیکم السلام عرض کیا۔ وہ فرمانے لگے۔ میں (حضرت) خواجہ خضر ہوں۔ میں نے دیکھا کہ چوہدری صاحب کافی پریشانی میں ہیں۔ میں آپ کی مدد کے لئے آیا ہوں۔ بتائیں چوہدری صاحب! کیا پریشانی ہے؟

میں نے کہا یا حضرت! میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) آسمانوں کے اوپر تشریف فرما ہیں اور مجھے یقین ہے کہ یہ نورانی سیڑھی بھی وہیں اُسی مقدس مقام کی طرف جا رہی ہے، مگر میں ہاتھ ڈالتا ہوں تو یہ چمکیلے ڈنڈے مجسم نہیں ہوتے اور میرے ہاتھ نہیں آتے اور ہر بار میرا ہاتھ روشنی کو فضا میں چھو کر اور مَس کر کے واپس لوٹ آتا ہے اور میں سیڑھی پر چڑھ نہیں پا رہا۔

حضرت خواجہ خضر مسکرائے اور فرمایا چوہدری صاحب! آپ کا خیال درست ہے۔ نبی کریم، رحمت اللعالمین اور محبوب رب العالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اس وقت عرشِ معلیٰ پر تشریف فرما ہیں اور یہ نورانی سیڑھی بالکل وہیں جاتی ہے۔ چوہدری صاحب! آپ اللہ تعالیٰ کا نام لیں اور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

پڑھ کر چمکدار ڈنڈوں کو ہاتھ و منٹھی ڈالیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ سیڑھی کے بازو اور  
 ڈنڈے ٹھوس و محکم ہو جائیں گے اور آپ چند لمحوں میں خود بخود ہی عرش  
 پر سرور کوئین، سید الثقلین، نبی الحمرین، صاحب قباب قوسین (علیہ الصلوٰۃ و السلام)  
 کے حضور پہنچ جائیں گے۔ چوہدری صاحب! اب آپ بسم اللہ کریں اور سرفرحت  
 اختیار کریں۔ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) وہاں آپ کا انتظار فرما رہے ہیں۔  
 میں نے حضرت خواجہ خضر سے اظہارِ تشکر کیا اور انہیں سلام عرض کیا۔ وہ وہیں  
 پر معائنات ہو گئے۔

د. سرور کوئین، سید الثقلین، نبی الحمرین، صاحب قباب قوسین

(علیہ الصلوٰۃ و السلام) کے حضور سعادتِ حاضری

میں نے حضرت خواجہ خضر کے فرمانے کے مطابق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پڑھا اور دونوں ہاتھوں سے سیڑھی کے ڈنڈوں کو پکڑا۔ اس دفعہ اللہ تعالیٰ  
 کے فضل و کرم سے بازو و ڈنڈے دونوں ٹھوس و محکم ہو چکے تھے۔ میں نے  
 پھر بسم اللہ پڑھی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اور پاؤں بھی سیڑھی پر رکھ دیئے اور ساتھ ہی میں خود بخود برق رفتاری سے  
 بھی کہیں زیادہ اوپر جانا شروع ہو گیا۔ میں راستے میں ذکر اللہ، کلمہ شریف  
 اور پوری بسم اللہ و درود شریف پڑھتا رہا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے  
 میں چند ہی لمحوں میں آسمانوں، سدرۃ المنتہیٰ کو عبور کرتا ہوا عرشِ کریم پر

پہنچ گیا اور میں نے دیکھا کہ نبی کریمؐ، رؤف رحیم، رحمت للعالمین و محبوب  
 رب العالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) عرش کے وسط میں تشریف فرما ہیں  
 میرے دل، دماغ اور زبان پر درود شریف جاری تھا۔

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نُورَ مَنْ نُورِ اللَّهُ  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْأَوْلِيَاءِ  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْأَنْحَرِيَّةِ  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَحْمَتَ الْعَالَمِينَ  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَحْبُوبَ رَبِّ الْعَالَمِينَ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الثَّقَلَيْنِ  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الْحَرَمَيْنِ  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ قَابِ قَوْسَيْنِ  
 (آپ پر لاکھوں کروڑوں درود و سلام ہوں)

میں درود شریف پڑھتا ہوا فوراً ہی عرش کے وسط میں نبی کریمؐ  
 رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی خدمت اقدس میں پہنچ گیا اور پھر آپ  
 کے ہاتھ مبارک چومتے ہوئے درود و سلام عرض کیا

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَحْمَتَ الْعَالَمِينَ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَحْبُوبَ رَبِّ الْعَالَمِينَ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الثَّقَلَيْنِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الْحَرَمَيْنِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ قَابِ قَوْسَيْنِ

(عليه الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ)

پھر میں نے آپ کے مبارک قدموں میں سر رکھ دیا اور دُرُودِ سَلَامِ عَرْضِ کَرْتَا رہا۔ نبی کریم (علیہ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ) نے میرے سر پر اور پشت پر اپنا دیدِ شفقت بھرا اور فرمایا۔ ہم کترہ ارض پر دیکھ رہے تھے کہ غلامِ حیدر زمین کے کونے کونے اور گوشے گوشے میں ہماری تلاش میں سرگرداں ہے اور ہماری جستجو و ملاقات میں کوشاں و بے چین ہے۔ ہم نے چاہا کہ غلامِ حیدر کو یہیں عرش بریں پر بلا لیتے ہیں اور ہم نے (حضرت خواجہ) خضر سے کہا کہ کترہ ارض پر جائیں اور غلامِ حیدر کو یہاں لے آئیں۔ پھر وہاں سے نورانی سیڑھی کا بندوبست کیا گیا اور پھر حضرت قبذہ نے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کی قوت و تصرف، فیوض و برکات اور کمالات کا مشاہدہ کیا۔ آپ کس طرح چند لمحات میں آسانی و اطمینان سے ارض سے عرش تک پہنچ گئے۔ جی ہاں! یا رسول اللہ! آپ پر لاکھوں کروڑوں دُرُودِ سَلَامِ ہوں، میں نے عرض کیا مجھ پر رقت طاری تھی۔ میں نے مبارک قدموں سے قدر سے سر اٹھایا اور چہرہ النور کی طرف ایک نگاہ اٹھا کر پھر عرض کیا یا رسول اللہ (علیک الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ) یہ آپ کے اپنے امتی اور ادنیٰ غلام پر نظر عنایت اور نگاہِ رحمت تھی اور ان اسماءِ عظیمہ مبارک (اللہ اور رحمن و رحیم) کے فیوض و برکات اور کمالات

ہیں کہ میں آپ کی خدمتِ عالیہ میں فوراً حاضر ہو گیا۔

## ر۔ عرشِ کریم کی سیر

ذاتِ مبارک رحمت للعالمین، محبوب رب العالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) یہ شفقت میرے سر و پشت پر سلاتے رہے ہیں درود شریف پڑھتا رہا۔ رقتِ قدر سے کم ہوئی۔ میں نے پھر سر اٹھایا اور چہرہ التور پر ایک نظر ڈالی اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) میں گھوم کر عرشِ کریم کی سیر کر لوں۔ آپ نے ارشاد مبارک فرمایا۔ ہاں کر لیں۔ میں اٹھا اور اٹھے پاؤں پیچھے بٹا اور میں دیکھتا ہوں کہ میں عرش کے ایک کنارے پر پہنچ گیا ہوں۔ میں نے اس کے کنارے کنارے گھومنا شروع کر دیا۔ ساتھ ساتھ ذکرِ الہی اور درود شریف پڑھتے جاتا ہوں اور بار بار وسط یعنی عرش کے مرکز کی طرف دیکھتا اور تسلی کر لیتا ہوں کہ نبی کریم، رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) عرش پر ہی تشریف فرما ہیں۔ میں نے کافی سرعت کے ساتھ عرشِ معلیٰ کے گرد چکر لگایا اور معلوم ہوا کہ یہ گول، وسیع، نورانی آسمانی ٹکڑا، آسمانوں کے اوپر بلکہ سدرۃ المنتہیٰ کے بہت اوپر ایک خاص نورانی فضا میں معلق ہے۔ وہاں نہ سردی و نہ گرمی کا اور نہ بھوک و پیاس کا احساس تھا۔ میں نے عرشِ عظیم کے دو تین چکر لگائے۔ اور پھر درود شریف پڑھتے ہوئے میں حضور کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پاس واپس آ گیا۔

## س۔ ایک ستر الہی سے نقاب کشائی

نبی کریم رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے پوچھا۔ غلام حیدر! عرش

کی سیر کر لی آپ نے! خوب دیکھ لیا اسے! جی ہاں یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام)  
 آپ کی رحمت اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے طفیل آپ کے ادنیٰ امتی کی  
 لانا تھا خوش بختی ہے کہ مجھے عرشِ معلیٰ پر بلا یا گیا۔ مجھے رحمت اللعالمین۔  
 محبوب رب العالمین و صاحبِ قبابِ قوسین (علیک الصلوٰۃ والسلام) کی  
 اس متبرک مقام پر بھی سعادتِ زیارتِ پاک نصیب ہوئی۔ سرور کونین،  
 سید الثقلین و نبی الخرمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا: غلامِ حیدر! آپ  
 نے یہاں کافی دیر رہ لیا۔ اب آپ کثرۃ ارض پر واپس چلے جائیں۔ یا رسول اللہ  
 (علیک الصلوٰۃ والسلام) میں نے عرض کیا: میں آپ کے مبارک قدموں  
 میں رہنا چاہتا ہوں۔ مجھے آپ یہیں اپنے پاس رکھ لیں۔ آپ مجھے یہاں  
 سے نہ بھیجیں (حضور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے جدائی کی خبر سے مجھ  
 پر پھر رقت طاری ہو گئی) صاحبِ قبابِ قوسین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے  
 اس موقع پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ایک ستر الہی سے حجاب اٹھایا اور نقاب  
 کشائی فرمائی۔ اس ستر الہی (جس کے بیان کرنے کی رخصت نہیں ہے)  
 اس سے مجھے تعلیم نصیب ہو گئی۔

قبلہ چوہدری صاحب بتاتے تھے کہ اس ستر الہی کی وضاحت  
 اور ماخذ مندرجہ ذیل آیات قرآن شریف سے بہت زیادہ منسلک اور  
 مربوط ہیں

فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ (المؤمنون ۱۴)  
 اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ (الزمر ۶۲)  
 وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ (ق ۱۶)  
 وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ (الذاریات ۲۱)  
 وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَكِنْ لَا تُبْصِرُونَ (الواقعة ۸۵)

راز دارِ کثت کثراً مخفياً  
 شاہسوارِ لامکان باطنِ معاً  
 لی مُعلیٰ شانِ خود را گفتہ ای  
 من ندانم بندہ یا حق توئی  
 (مولانا روم)

کُل مراتبِ حقی خلقی تنزیہی تشبیہی  
 منظرِ حمدِ حمیدِ حقیقی ایہہ مکشوفِ بدیہی  
 افضلِ اظہرِ اکملِ انورِ حسنِ درجِ سبِ دُویا یالی  
 عدمِ تکلفِ دالیالِ حسنِ تخلصِ ہندیالِ ندیالی  
 (حسن القصص، مولانا غلام رسول، عالمپور کوٹلہ،  
 مشرقی پنجاب)

### ص۔ کثرۃ ارض کو واپسی

قبلہ چو بدری صاحب بیان کرتے تھے کہ میں نے رحمت اللعالمین محبوب  
 رب العالمین۔ نبی الخرمین۔ صاحب قاب قوسین (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کی خدمت  
 میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ و سلام) عرش پر بھی آپ کی رحمت  
 موجود ہے اور وہاں کثرۃ ارض پر بھی آپ ہی کی رحمت ہے۔ یہاں پر بھی  
 آپ کا حرم پاک ہے اور وہاں ارض پر بھی آپ ہی کا حرم مبارک موجود ہے۔  
 اور آپ ہی صاحب قاب قوسین ہیں۔ یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ و سلام)  
 آپ مجھے یہیں اپنے پاس رکھ لیں۔

نبی کریم رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) نے اسی ستر الہی کی طرف  
 میری توجہ مبذول کروائی اور ارشاد فرمایا کہ یہ ثابت ارفع و عالی مقام ہے اور  
 رہنے کی جگہ نہیں ہے اور عموماً یہاں پر کسی کو بلایا نہیں جاتا۔ پھر سرورِ کونین  
 سید الثقلین۔ نبی الخرمین (علیہ الصلوٰۃ و سلام) نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا کہ ہم  
 کثرۃ ارض پر بھی انشاء اللہ تعالیٰ ملاقات فرماتے رہیں گے اور وہاں پر بھی  
 آپ ہماری زیارت و ہدایات سے مستفید و فیض یاب ہوتے رہیں گے۔

غلام حیدر! اب آپ زمین پر جائیں اور ساتھ ہی محبوب رب العالمین  
 (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے حضرت خواجہ خضرؒ کو بہت آہستہ آواز ارشاد فرمائی۔  
 اور بلایا۔ حضرت خواجہ خضرؒ وہیں پر غائب سے معانمودار ہو گئے اور عرض کیا۔  
 یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) کیا ارشاد ہے؟ رحمت للعالمین  
 (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے میری طرف تبسم کے ساتھ نگاہِ رحمت کرتے ہوئے  
 حضرت خواجہ خضرؒ کو ارشاد فرمایا کہ غلام حیدر کو زمین پر بحفاظت لے جائیں  
 میں نے فوراً بڑے ادب کے ساتھ رقت بھرے لہجے میں نبی الحسین  
 صاحبِ قابِ قوسین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے حضور جھک کر زدراندہ درود  
 سلام عرض کیا۔

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نُورَ قَمَرٍ نُورِ اللَّهِ

(آپ پر لاکھوں کروڑوں درود و سلام ہوں)  
 ساتھ ہی حضرت خواجہ خضرؒ نے دائیں ہاتھ سے مجھے کندھے سے پکڑا۔  
 اور الیے باسانی اٹھالیا جیسے کوئی چھوٹے سے بچے کو اٹھالیتا ہے اور دوسرے  
 ہی لمحہ میرے قدم زمین پر تھے اور میں گھر کے قریب ہی کھڑا تھا۔ میں نے  
 حضرت خواجہ خضرؒ کا شکریہ ادا کیا اور موذبانہ سلام عرض کیا۔ وہ مسکرا دیئے  
 اور انہوں نے وعلیکم السلام کہا اور وہیں غائب ہو گئے اور میں گھر واپس آ گیا۔  
 عروجِ جاں معینے بر اوجِ "اف اذنی"  
 بجز متابعتِ مصطفیٰ نبیِ ربِّہم  
 میں الدینِ چشتیؒ



۵ یرد بالا عرش و کرسی با شریعت شاہراہ  
 ہر مقامش خوش بدیدم سر وحدت از الہ  
 (حضرت سلطان باہو)  
 عشق کی اک جست نے طے کر دیا قصہ تمام  
 ۵ اس زمین و آسمان کو بیکراں سمجھا تھا میں  
 (علامہ اقبال)

### ط فیوض و برکات اذکار الصلوٰۃ

اس باب برکت واقعے اور مشاہدے کے متعلق قبلہ چوہدری صاحب نے کئی  
 باریہ بات ہمیں بتائی و دہرائی کہ یہ مشاہدہ تمام اللہ تعالیٰ کی قدرت اور نبی کریم  
 (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی رحمت کے باعث ہوا اور اس میں میری محنت و ہمت  
 کو اختیار نہ تھا۔ میں تو بس کلام اللہ اذکار الہی۔ الصلوٰۃ و درود شریف ہی زیادہ  
 پڑھتا تھا۔

(۱) تذکرہ فیضان الصلوٰۃ سے ہمیں مزید علم و ہدایت نصیب ہوئی کہ  
 آیت کریمہ :-

(۱) اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یا ایہا الذّٰیْنَ  
 اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا

نتیجہ صریح :- (الاحزاب - ۵۶)

نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) با حیات میں، اللہ تعالیٰ اور فرشتے آپ پر درود و الصلوٰۃ بھیج رہے ہیں  
 اور تمام ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ وہ آپ علیہ الصلوٰۃ و السلام پر الصلوٰۃ و تسلیمات (درود و  
 سلام) بھیجتے رہیں۔۔۔ (اور فیوض و برکات الصلوٰۃ ہمیں نماز، دعائیں اور توبہ و استغفار بھی شامل ہیں)

۶ مصدر فعل یا جسے انگریزی میں Verb کہا جاتا ہے  
 ۷ (اس) مصدر فعل یا Verb کا اسم ہے انگریزی میں Noun کہا جاتا ہے  
 ۸ سے Verb (فعل یصلون) اور صلوا اور ان کے Noun (اسم) الصلوٰۃ کے باہم تعلق و تعلق کی قدرے مزید  
 وضاحت ہو جاتی ہے۔

## قرآن حکیم کی روشنی میں کم از کم پانچ نمازیں الصلوات

قرآن و سنت (قرآن و احادیث) مبارک اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے احکامات و ارشادات کو اپنانا اور ان پر فطوح دلی سے عمل پیرا ہونا تمام مومنین و مومنات کا پختہ ایمان ہے اور ان احکامات و ارشادات میں کمی بیشی کرنا ان سے انحراف و روگردانی، ایہ "راطیعوا اللہ" کا بھی بے دلی اور بے یقینی سے اقرار اور دوسرے (۲) و اطیعوا الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے انکار و کفر ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نفی اور انحراف و انکار ہے کیونکہ و اطیعوا الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی اسی هو اللہ احد، احد و خالق، رب العالمین کا ہی حکم ہے۔ ایسا کرنا "اطیعوا اللہ" کا

انکار ہوگا اور پھر ایمان و اسلام کہاں اور مسلمانی کہاں؟

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: - حَافِظُوا عَلَيَّ الصَّلَاةِ وَالصَّلَاةِ الْوَسْطَى (البقرة) ۲۳۸  
ترجمہ: (مسلمانو! اپنی) تمام نمازوں کی حفاظت کرو، اور (خصوصاً) نماز وسطیٰ کی۔  
یعنی، اے مومنین و مومنات! آپ لوگ تمام نمازوں کی پابندی کرو، باقاعدگی سے ادا کرنا پڑھو قائم رکھو اور خصوصی طور پر نماز وسطیٰ کی۔

عربی زبان کی صرف و نحو گرامر میں ایک خاص خوبی ہے کہ

(ا) واحد، ایک و اکائی کے لیے اسم و نام اور فعل و مصدر وغیرہ کے الگ

الفاظ اور صیغے ہیں، مثلاً عَبْدٌ، صَالِحٌ، رَجُلٌ اور يَقْتُلُ، فَعَلَ . . . .

(ب) دو اسم و نام اور فعل و مصدر وغیرہ کے لیے الگ الفاظ اور صیغے ہیں

مثلاً عَبْدَيْنِ، صَالِحَيْنِ، رَجُلَيْنِ يَقْتُلَيْنِ، فَعَلَا . . . . .

(ج) تین یا تین سے زیادہ اسم و نام اور فعل و مصدر وغیرہ کے لیے الگ الفاظ اور

صیغے ہیں مثلاً عِبَادًا، صَالِحِينَ، رِجَالٌ قَوَّامُونَ۔ فَعَلُوا، حَافِظُوا

اب سورة البقرة کی اس آیت مبارک کو عربی گرامر کی روشنی میں دوبارہ دیکھتے ہیں

حَافِظُوا عَلَيَّ الصَّلَاةِ وَالصَّلَاةِ الْوَسْطَى

ترجمہ: تین یا تین سے زیادہ لوگو! مسلمانو! یعنی سب لوگو! مسلمانو! تین یا تین سے

زیادہ یعنی سب نمازوں کی حفاظت کرو، پابندی کرو، باقاعدگی سے ادا کرو

پڑھو، قائم رکھو (جمع ایک اور) نماز وسطیٰ کی (خصوصی طور پر)

(د) اب اگر ہم الصلوات سے صرف تین نمازیں لیں تو پھر ایک اور نماز وسطیٰ

ڈالنے یا جمع (+) کرنے سے تمام نمازیں کم از کم چار ہو جاتی ہیں۔ مگر اس طرح "نماز وسطیٰ" چار نمازوں میں شامل درمیان میں نہیں آئے گی۔ یعنی "نماز وسطیٰ" کے ایک جانب دو نمازیں ہونگی اور دوسری جانب ایک نماز اور ایسے پھر ایک متوازن شکل، اس آیت مبارک کے تحت نہیں بنتی اور (س) اگر ہم "الصَّلَوَاتِ" سے صرف چار نمازیں لیں تو پھر ایک اور نماز وسطیٰ ڈالنے سے یا جمع (+) کرنے سے تمام نمازیں کم از کم پانچ ہو جاتی ہیں اور اس طرح "نماز وسطیٰ" پانچ نمازوں کے بیچ، درمیان میں آجائے گی۔ یعنی نماز وسطیٰ کے ایک جانب دو نمازیں ہونگی اور دوسری جانب بھی دو نمازیں ایسے پھر ایک پہلی حسابی متوازن شکل، اس آیت مبارک کے تحت بن جاتی ہے، جس سے کل نمازیں کم از کم پانچ ہو جاتی ہیں۔

(س) اس طرح اور حسابی تمثیل و تشکیل سے "الصَّلَوَاتِ" سے اگر چھ نمازیں ہیں تو نماز وسطیٰ، کیسا تھ کل نمازیں سات ہونگی اور اگر "الصَّلَوَاتِ" سے آٹھ نمازیں لیں تو نماز وسطیٰ کیسا تھ کل نمازیں نو ہو جائیں گی..... لہذا اس آیت مبارک سے کم از کم پانچ نمازیں بالکل عیاں ہیں۔

(ص) بعض لوگ کم از کم تین یا چار نمازوں کا فرضی خاکہ تصور میں لاتے ہیں تو اس طرح آیت مبارک کی شکل قدرے ایسے ہوتی "حَافِظُوا عَلَيَّ الصَّلَوَاتِ وَ ( ) الْوَسْطَى (نعوذ باللہ استغفر اللہ) یعنی لوگو کم از کم تین نمازوں کی حفاظت کرو، وسطیٰ کے ساتھ یا پھر لوگو! کم از کم چار نمازوں کی حفاظت کرو بہر حال اللہ کا کلام و حکم جیسے ہے ویسے ہی ماننا ہے۔ حق ہی حق ہے۔ دو بھانجیوں (ایک مقیم لاہور دوسری مقیم لندن) سے چند ہم جماعت و دیگر خواتین و حضرات نے جنکا ایمان ایقان قرآن و سنت مبارک (أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر متزلزل تھا ان سے قرآن حکیم میں پانچ نمازوں کے متعلق حکم و بیان تلافی کے متعلق اصرار کیا (تو بھانجیوں نے راقم سے کہا، تو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں سورۃ البقرہ کی آیت ۲۳۸ مطلب خود بخود دل و دماغ میں آگئے۔) درحقیقت معترض خواتین و حضرات کا سوال، اللہ تعالیٰ کی اس کرم نوازی کا محرک ہوا۔ (الحمد للہ) بہر حال ان خواتین و حضرات کو قرآن حکیم کی روشنی میں بھی جواب بتا دیا گیا معلوم نہیں انہوں نے تجدید ایمان کی اور ایمان و ایقان درست کیا کہ نہیں۔

اسی ضمن میں حضرت قبلہؑ نے وضاحت فرمائی کہ

بالفاظِ دیگر اور فی الحقیقت امتی کا معراج اُس کی نبی کریمؐ، رؤف رحیم  
(علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذاتِ مبارک تک رسائی ہے۔

۵ سبق بلا ہے یہ معراجِ مُصطفائی سے مجھے  
کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں (علامہ اقبالؒ)

(۷) اٹھارہ درود پاک اور درود تاج شریف

قبلہ چوہدری صاحبؒ بیان فرماتے تھے کہ میں کم و بیش ہر درود پاک پڑھا  
کرتا تھا، مگر زیادہ کثرت سے عموماً مندرجہ ذیل درود اور درود تاج شریف کا  
ورد کیا کرتا تھا۔

۱۔ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ

۲۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا نور من نور اللہ

۳۔ بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ

حسنت جمع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

اس درود پاک کے متعلق حضرت قبلہؑ بتاتے تھے کہ یہ درود پاک

بہت مبارک ہے۔ اس میں معراج شریف کا واقعہ پنہاں ہے۔

اور یہ نبی کریمؐ، رحمت للعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو بہت

پسند ہے۔ اور جب یہ درود پاک لکھا گیا تو اُس کے بعد سے نبی کریمؐ

رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اپنی مجالسِ پاک میں شیخ سعدیؒ

اور دیگر اولیاء اللہ سے اس کا پڑھا جانا و سنا بہت پسند فرماتے ہیں۔  
 ۴۔ درود تاج شریف کے متعلق حضرت قبلہ بتاتے تھے میں نے دیکھا  
 ہے کہ بہت سے بزرگانِ دین و اولیاء کرام اپنے اپنے اوقات عبادت  
 اور ریاضت میں اس درود پاک کا درود بہت زیادہ کرتے رہے  
 ہیں۔ یہ بہت ہی مقبول اور جامع درود شریف ہے اور بزرگانِ دین  
 کا تجربہ و مشاہدہ ہے کہ اس سے دنیاوی، دینی، ظاہری و باطنی امراض  
 اور روحانی منازل اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آسانی طے ہوتی  
 ہیں۔ اس درود پاک کا پڑھا و سنا جانا بھی نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام)  
 کو بے حد پسند ہے۔

اس درود پاک میں نبی کریم رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کے  
 ذاتی اور بہت سے صفاتی پہلوؤں و شائول کے علاوہ اُن کے  
 معراجِ عظمیٰ کا بہت ذکر ہے۔ خصوصاً درود پاک کے درج ذیل الفاظ میں۔  
 ... وَاللَّهُ عَاصِمُهُ وَجِبْرِيلُ خَادِمُهُ وَالْبُرَاقُ  
 مَرْكَبُهُ وَالْمِعْرَاجُ سَفْرُهُ وَسِدْرَةُ الْمُنْتَهَى مَقَامُهُ  
 وَقَابِ قَوْسَيْنِ مَطْلُوبُهُ وَالْمَطْلُوبُ مَقْصُودُهُ  
 وَالْمَقْصُودُ مَوْجُودُهُ ...

اس کا بھی علم ہوا کہ الصَّلَاةُ کو پڑھنا قائم کرنا و دعا مانگنا، استغفار کرنے  
 اور ساقہ درود پاک کا کثرت سے ورد کرنا انشاء اللہ تعالیٰ باعث  
 فیوض و برکات ہے اور باعث... معراج المؤمنین ہے۔  
 اور بتایا گیا کہ مردِ مومن کو بحیثیت ایک امتی کے نبی کریم  
 رؤف رحیم، نبی الحرمین، صاحبِ قابِ قوسین (علیہ الصلوٰۃ و السلام)

کی ہدایات و تعلیمات، فیوض و برکات، تصرفات، علم و تقویٰ اور  
 حکمت و رحمت کا فیضان رسالت و نبوت "الْحَمْدُ لِلَّهِ" سے  
 لے کر وَالنَّاسُ سُبْحَانَكَ اور ...

"أَسْرَى بِعَبِيدِهِ" سے لے کر... "وَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ  
 أَوْ أَدْنَىٰ ۖ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ۚ مَا كَذَبَ  
 الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ۚ... ۚ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ ۚ  
 ... مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ ۚ لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ  
 رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ ۚ... سے ملتا ہے۔ پھر الصلوة "بھی اسی  
 سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو امتی تک پہنچی ہے۔

اور مزید ہدایت ہوئی کہ... فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۚ  
 فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ۚ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ۚ  
 مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ ۚ... نبی کریمؐ، رؤف رحیمؐ (علیہ الصلوٰۃ و  
 السلام) کی ایک ایسی و خصوصی اور بے حد بلند و ارفع شان جلوت و  
 خلوت میں (ان آیات مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ فقط  
 سید المرسلین، رحمت للعالمین، خاتم النبیین (علیہ الصلوٰۃ و السلام)  
 کو میسر ہے) اور اسی ضمن میں بلکہ اسی سے ماخوذ و مربوط کہ عرفان  
 رب العالمین کی جلی و خفی النوار و تجلیات اور تصرفات سے اور  
 نبی کریمؐ، رحمت للعالمین (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی نگاہ رحمت کے  
 طفیل مرد مومن اور امتی کو

وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ  
 - "وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ" اور

”إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ... امانتِ الہیٰ کامبارک ورثہ اور تحفہ  
 ”الصَّلَاةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِينَ“ ملا ہے۔

۱۔ در بدن داری اگر سوز حیات ہست معراج مسلمان در صلوات (عَلَّامِ) یہ مضمون مشاہدات قبلہ ڈاکٹر سید حامد حسن بگرامی کو ان کی خواہش کے مطابق ان کی مرتبہ تصنیف کتاب نور مبین (صلی اللہ علیہ وسلم) میں شامل کرنے کے لئے بھجوا یا تھا۔ اس مضمون کو پاکر اور پڑھ کر جو قبلہ ڈاکٹر صاحب نے اپنے تاثرات مجھ (راقم) کو تحریر کئے وہ درج ذیل ہیں: مضمون کتاب نور مبین سالہ ۱۹۹۱ء میں چھپ چکا ہے اور صفحات ۶۹۵-۷۰۵ پر ہے) کراچی ۲۰ ستمبر ۱۹۹۰ء محترم بھائی رانا صاحب

ہدیہ سلام و رحمت، جو انکے اللہ فی الدارين خیراً۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوب خوب اجر دے۔ کرم سے نوازے رحمتوں سے سرفراز فرمائے۔ ایک عاجز مسکین کا دل خوش کر دیا۔ سبحان اللہ، گرامی نامہ گراں قدر عظیم گرامی نامہ ملا اور اس وقت ملا جب حیدرآباد سے پرسوں واپس آیا۔ کچھ عجیب غریب واقعات اس کے طے سے پہلے ہوئے۔ کچھ ٹرپ کچھ بقراری کی کیفیت طاری ہوئی۔ بڑی شدت سے۔ پھر دل کی تسکین کے لئے سوچا کہ دیکھوں کوئی ڈاک آئی ہو تو وہ پڑھوں اس ٹرپ کا علاج آپکے گرامی نامہ میں لکھوا تھا۔ خود پڑھا۔ اپنے ایک بھائی کو ٹیلیفون کر کے بلایا ان کو بتایا۔ دل کو تسکین قلب میں ٹھنڈک پائی۔ یہ اس عظیم گرامی نامہ کا فیضان تھا اور ان بزرگ حضرت قبلہ جو دھری صاحب کی ٹرپ اور سکون کی صداقت کی ایک قلبی گواہی تھی۔

آپ کا بیحد مشکور ہوں کہ آپ نے اس کرم سے نوازا۔ حضرت جو دھری صاحب کے مدارج اللہ رب کریم بلند سے بلند کرنا جائے جس کو زندگی میں ہی قدموں میں عرش عظیم پر قیام میسر ہو جائے اس کے مراتب وہاں پہنچ کر کیا ہوں گے ان کا اندازہ مشکل ہے۔ آپ کسی وقت حضرت جو دھری صاحب قبلہ کے مختصر حالات سے مجھے سرفراز فرمائیں جو دھری صاحب کا پورا نام آپ نے صرف ایک جگہ ”غلام حیدر“۔ ان کا اسم گرامی لکھا ہے ان کا زمانہ (یعنی تاریخ پیدائش، وفات) تاریخ صحیح یاد نہ ہو تو صرف ان کا عمر اور جس زمانہ میں آپ سے ان کی ملاقات ہوئی۔ ان کا سلسلہ بیعت، یہ کس سلسلہ سے تعلق تھا۔ ان کے پیروں مرشد قبلہ کا اسم گرامی، بس اس دسی سطر لکھیں انکے معمولات اور مزاج کے متعلق دو چار سطر انشاء اللہ یہ واقعہ آپ کے حوالہ سے کتاب میں درج کروں گا

۱۔ یہ واقعہ میں نے ۱۹/۱۰/۹۰ (جمعۃ المبارک ۱۳۱۱-۳-۵۲۸) کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لکھنا شروع کیا اور ۶/۱۱/۹۰ (بدھ ۱۳۱۱-۳-۵۱۸) کو یہاں تک مکمل ہوا۔ ۲۰/۱۱/۹۰ اور ۲۱/۱۱/۹۰ کی درمیانی شب کو قبلہ چوہدری صاحب مجھے خواب میں ملے اور فرمایا۔ رانا بھئی! عرش کریم پر بلائے جانے کا جو واقعہ بھی مجھے نصیب ہوا یہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور کریم (علیہ الصلوٰۃ و التسلیم) کی نگاہ رحمت اور شفقت کے طفیل ہوا اور اسے روحانی واقعہ ہی لکھنا۔۔۔ اس سے ایک نتیجہ یہ بھی اخذ ہوا کہ جو کچھ میں نے تحریر کیا ہے وہ قبلہ چوہدری صاحب کی نظر سے گزرا اور پھر اس ضمن میں انہوں نے میری تصحیح فرمادی و اتوفی اللہ

رسول کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے مقاماتِ رسالت و نبوت اور ولایت  
(مقام رسالت قرآن حکیم کی روشنی میں)

مقامات نبوت اور ولایت کے مشاہدہ کی ایک جھلک

قبلہ چوہدری صاحب بیان کرتے تھے کہ میں ایک دفعہ حرمِ یارِ خاں  
سے لاہور آیا ہوا تھا اور اسلام پورہ میں مقیم تھا۔ رات کے تقریباً گیارہ بج  
چکے تھے۔ اور میں رسول کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی بعض صفات و  
شاہدات کے متعلق جن کی بابت مجھے وقتاً فوقتاً مشاہدہ نصیب ہو چکا تھا  
اس ضمن میں لکھنے میں مصروف تھا۔ ایک دو مختلف باب تحریر کیے تھے  
اور کاغذ پر ایک نئے باب ”شان نبوت“ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی سرخی  
لکھ دی۔ تاکہ اس موضوع پر میں کچھ نہ کچھ تحریر کروں۔

مگر مجھے فی الفور خیال آیا کہ رسول کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام)  
کی شانِ نبوت کے کسی پہلو کا مجھے مشاہدہ تو عطا ہوا نہیں لہذا میں اس  
مقدس موضوع پر کیا لکھ سکتا ہوں؟ بلکہ میرے ذہن میں یہ بات ابھری  
کہ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی جس شانِ پاک کی اطراف کو دیکھنا  
ابھی نصیب ہی نہیں ہوا۔ اس کے باب کا عنوان (مقام نبوت اور  
ولایت) لکھ کر میں نے غلطی و بے ادبی کی ہے اور میں اس ممکنہ غلطی و بے ادبی

۱۔ یہ واقعہ تقریباً ۱۹۷۰ء کا ہے۔

۲۔ محترم حاجی نور محمد صاحب (مرحوم) کے گھر اسلام پورہ (کرشن نگر) لاہور میں۔

۳۔ باب بمعنی موضوع یا مضمون



کے ارتکاب کے اندیشہ میں اپنے آپ کو کوس رہا تھا کہ کمرے میں ہر سو نورانی  
 ضو پھیل گئی اور اس کے ساتھ ہی نبی کریمؐ، رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام)  
 تشریف لے آئے۔ آپ کی آمد سے کمرہ جگمگا اٹھا اور ہر طرف بھینی بھینی اور  
 مسرت خیز خوشبو بھی بکھری گئی۔ میں نے بہت مُوَدب ہو کر دُرود شریف پڑھنا  
 شروع کر دیا۔ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ

(آپ پر لاکھوں دُوروں دُرود و سلام ہوں)

محبوبِ رب العالمین، رحمتُ للعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے تبسم کے  
 ساتھ ارشاد فرمایا۔ غلام حیدر! رک کیوں گئے اور لکھنا بند کر دیا ہے؟ میں نے  
 عرض کیا یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) میں نے آپ حضور کی شانِ نبوت  
 پاک کی سُرخ تو لکھ دی، مگر ساتھ ہی مجھے خیال آیا کہ آپ حضور کی اس شانِ  
 مبارک کا مجھے مشاہدہ نصیب تو نہیں ہوا۔ لہذا میں اس مقدس موضوع پر کیا لکھ  
 سکتا ہوں؟ بلکہ میں نے سوچا کہ اس باب کا عنوان لکھ کر میں نے غلطی دے دی  
 کی ہے اور اسی اندیشہ و فکر میں یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) میں نے لکھنا  
 بند کر دیا۔

نبی کریمؐ، رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) مسکرائے اور ارشاد فرمایا، غلام حیدر!  
 ایسا خیال نہ کریں۔ آپ جذبہٴ عشق و محبت میں درس و تدریس اور تربیت و تبلیغ  
 کے لئے اور ہمارا ذکر و بلند و عام کرنے کی فکر و کوشش میں رہتے ہیں اور اسی  
 خاطر کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے ہیں۔ آپ فکر نہ کریں غلام حیدر! میری طرف دیکھیں ہیں  
 آپ کو اس ضمن میں اپنی نشان کا کچھ مشاہدہ کروانا ہوں۔

میں نے فوراً سید المرسلین، خاتم النبیین، شمس الضحیٰ، بدر الدجی (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کے چہرہ النور کی طرف دیکھا مجھ پر رقت طاری تھی اور میں ساتھ ساتھ درود شریف پڑھ رہا تھا۔ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) نے اپنے یدِ اقدس سے اپنے سر و پیشانی مبارک کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: غلام حیدر! دیکھیں یہ ہمارا مقام نبوت ہے۔ اوپر عرش سے آیات کا نور ہمارے سر و پیشانی پر اترتا ہے اور یہاں پیشانی سے آیات کی صورت میں آیات کا نزول ہمارے دل پر ہوتا ہے اور ساتھ ہی حضور کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) اشارہ کرتے ہوئے اپنے یدِ اقدس کو اوپر سے نیچے اپنے قلب مبارک کی طرف لے آئے۔

قبلہ جو بدری صاحب بیان کرتے تھے کہ جو نبی میں نے نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کے سر اور پیشانی مبارک کی طرف دیکھا تو مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مشاہدہ ہوا کہ آسمان کی جانب سے آیات کا نور حضور کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کے سر و پیشانی مبارک میں آ رہا ہے اور وہاں سے قرآنی آیات کا نزول آپ حضور (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کے دل مبارک پر ہو رہا ہے۔

محبوب رب العالمین، رحمت اللعالمین (علیہ الصلوٰۃ و السلام) نے اپنے قلب مبارک کی طرف یدِ اقدس سے اشارہ کرتے ہوئے مزید ارشاد فرمایا: غلام حیدر! اس طرف دیکھیں (یعنی دل مبارک کی طرف دیکھیں) یہ ہمارا مقام ولایت ہے اور یہاں سے تمام امت مسلمہ جن و انس کے لیے علم و حلم، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، تعلیم و تربیت، عفو و درگزر، اصلاح و اخلاق، عدل و احسان، دانائی و حکمت، پاکیزگی و طہارت، تقویٰ و پرہیزگاری، علم و عرفان اور رشد و ہدایت کے خزانے کھلتے اور بکھرتے ہیں اور فیضانِ الوارِ رحمت سے تمام کائنات و مخلوقات اور عالمین سیراب ہوتے ہیں۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) حضور آپ کی نگاہِ رحمت کے طفیل اب مجھے مشاہدہ اور واضح ہو گیا ہے کہ آسمان و عرش کی جانب سے نازل آیات آپ حضور (علیک الصلوٰۃ والسلام) کے سر و پیشانی مبارک میں داخل ہو رہا ہے اور وہاں سے آیات کی شکل میں قرآنی آیات کا نزول آپ کے دل مبارک پر ہو رہا ہے اور پھر جہاں سے عالمین قرآن شریف اور احادیث مبارک کے فیوض و برکات، رشد و ہدایات، انوار و تجلیات اور حکمت و رحمت، شفاء و تقویٰ اوصاف و اخلاقیات اور علم و عرفان کا فیضان حاصل کرتے ہیں اور یہ ہدایت نصیب ہوئی کہ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذات مبارک اُمتِ مسلمہ، جن و انس اور تمام عالمین کے لئے نورا پارِ رحمت اور سرا جِ امتیرا ہیں۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) آپ کی التفات و رحمت کے طفیل اب مجھے آپ حضور (علیک الصلوٰۃ والسلام) کے مقامِ نبوت اور مقامِ ولایت کے مشاہدہ کی ایک جھلک نصیب ہوئی ہے (مجھ پر رقت طاری تھی اور میں ذاتِ رحمت للعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر درود و سلام پڑھتے جا رہا تھا) نبی کریم رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) مسکرائے اور فرمایا: غلامِ حیدر! آپ مقامِ رسالت و نبوت اور ولایت کے متعلق لکھنا شروع کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس مشاہدہ اور وضاحت کے بعد اب آپ بہت بہتر لکھ سکیں گے۔ میں نے درود شریف پڑھتے پڑھتے کہا جی بہت اچھا یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) اور اس کے ساتھ ہی نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تشریف لے گئے اور فضا میں بکھری ہوئی روشنیاں و خوشبوئیں سمٹ گئیں۔ مجھے پھر جس قدر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان مقامِ اعلیٰ و عظمیٰ کا جس قدر مشاہدہ نصیب ہوا تھا میں نے اس کے متعلق لکھنا شروع کر دیا اور تقریباً ایک گھنٹہ میں بابِ مکمل کیا۔

## ب۔ چند خصوصی و امتیازی شانہائے مبارک (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اس عظیم مشاہدہ کے ضمن میں قبلہ چوہدری صاحب نے مزید وضاحت فرمائی کہ نبی کریم، رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت سے آپ کے مقامِ نبوت اور ولایت کی چند جھلکیاں دیکھنا نصیب ہوئیں اور جن کو یکجا کر کے میں نے ایک باب کی شکل دی ہے، مگر جس ذاتِ مقدس و مبارک پر ذاتِ باری تعالیٰ اور اس کے ملائک ہمہ وقت درود و سلام پڑھتے و بھیجتے رہتے ہیں اور وہ ذاتِ پاک جو محبوبِ ربِّ العالمین اور رحمتِ للعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہے، اس مبارک ہستی کی کسی شانِ پاک کے متعلق کما حقہً بیان و تحریر کرنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ ہمارا کچھ کہنا یا لکھنا ایک سعیِ ناتمام ہی ہے کیونکہ ہمارا علم و حکمت، اتباع و اطاعت اور عرفان و مشاہدہ محدود ہیں اور ہمارا بیان تحریر و استطاعت مزید محدود۔ اس لئے شانِ پاکِ رحمتِ للعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذات و صفات کو ربِّ العالمین ہی بہتر انداز و پیرائے میں بتا سکتا ہے اور بیان کر سکتا ہے۔ جیسے کہ قرآن مجید میں نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے متعلق چند منفرد و امتیازی شان و صفات کا خصوصیت سے ذکر کیا گیا ہے۔ ایسی چند آیات کریمہ کو الحمد للہ یکجا کر کے تحریر کیا جا رہا ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم،

لے قبلہ چوہدری صاحب نے مقامِ نبوت پر پورا باب قلمبند کیا اور یہ باب بھی ان کی کتاب 'حیرم دل' کے مسودہ میں شامل ہے۔

نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کی نگاہِ رحمت و شفقت اور قبلیہ شیخ محترم اور بزرگوں کی صحبت و دعاؤں کے طفیل نصیب ممکن ہوا۔

۱۔ وَاللَّمَّةُ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ

(سورة البقرة (۲) آیات: ۲۰۱)

الْم، (الْمِیْم)، ذاتِ مبارک نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام)۔

(ذٰلِكَ) آنحضرت کی ذاتِ مبارک تو، وہ تو،

آپ تو، الْكِتٰبُ "لَا رَيْبَ فِيْهِ" میں

اور (آپ تو) متقین کے لیے ہدایت ہیں، ہادی

ہیں۔ پرہیزگاروں کے لیے راہنما ہیں۔۔۔

نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کی اس خصوصی شانِ پاک "الْكِتٰبُ"

لَا رَيْبَ فِيْهِ کا زیادہ خصوصیت و تفصیل کے ساتھ قرآن مجید

میں، سورة یونس (۱۰) کی آیت مبارک (۳۷)، سورة البقرة (۲) کی

آیت شریف (۱۷۷) اور سورة الواقعة (۵۶) کی آیات مبارک (۷۸، ۷۷)

میں زیادہ وضاحت کے ساتھ ذکر ہے۔

ب۔ وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْآنُ اَنْ يُفْتَرٰی مِنْ

دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ

یَدَیْهِ وَ تَفْصِیْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ

فِیْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ (سورة یونس ...)

ترجمہ :- اور یہ قرآن شریف وہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی

اسے بنا لے (کوئی اسے گھڑ لے) یہ تو وہم کی چیز نہیں۔ یہ حقیقت کا

بیان حقیقت کی تصدیق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اس کو کون بیان کر سکتا ہے) اور (یہی نہیں بلکہ) اپنے سے پہلے کے کلام کی (یعنی کتب آسمانی کی بھی) تصدیق کرتا ہے اور (اس کے ساتھ ساتھ) **”الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ“** (کی شان مبارک) جو رب العالمین کی طرف سے ہے، اس کی تفصیل ہے ...

ج۔ لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُولُوا وَجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ ج ... (سورة البقرة ۱۷۷)

اس آیت مبارک کی رو سے اور معنوی مناسبت و مطابقت سے یہاں بھی الفاظ **”الْكِتَابُ“** سے ذات پاک نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) زیادہ عیاں ہے۔ کیونکہ اس کے بعد الفاظ **”وَالنَّبِيِّينَ“** اس امر و معانی پر ظاہری و باطنی طور سے مدلل ہیں اور اشارہ کرتے ہیں کہ لیکن اصل نیکی یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر اور فرشتوں پر اور **”الْكِتَابُ“** پر یعنی ذات مبارک نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر اور تمام انبیاء کرام (علیہم الصلوٰۃ والسلام) پر ایمان لائے اور اگر **”الْكِتَابُ“** قرآن شریف تصور کیا جائے، تو پھر پہلی تین کتب سماوی یعنی تورات، زبور، انجیل پر (قرآن شریف کے ساتھ ساتھ) ایمان لانا اس آیت مبارک کی رو سے کیا خارج از امکان اور خارج از فکر و بحث نہیں ہو جاتا؟ اور پھر یہ مطلب و معانی کہ اس آیت مبارک کے اعتبار سے، انبیاء کرام (علیہم الصلوٰۃ والسلام) سے پہلے صرف

”الکتاب“ یعنی قرآن شریف پر ایمان لانا ہی کافی ہوتا ہے تو یہ مطلب و معانی قرآن شریف کی بعض دوسری آیات مبارکہ کے مطلب و معانی سے اختلاف ٹکراؤ و تصادم کی صورت اختیار کر لیتا ہے (یہ ہرگز نہیں ہو سکتا) مثلاً۔

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ج... (البقرة: ۲، آیت ۴)

ترجمہ :- اور یہ وہ لوگ ہیں جو اُس پر ایمان لائے ہیں جو کچھ کہ (اے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ و السلام آپ کے رب کی طرف سے) آپ پر نازل ہوا (یعنی کلام اللہ اور وحی الہی) اور (اُس پر بھی) جو کچھ آپ سے پہلے نازل ہوا (یعنی ان کتب اور صحیفوں پر جو پہلے پیغمبروں (علیہم الصلوٰۃ و السلام) پر اتارے گئے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ  
وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ  
وَالْكِتَابِ الَّذِي أُنزِلَ مِنْ قَبْلُ ...

(النساء: ۴، آیت ۱۳۶)

ترجمہ :- اے ایمان والو! قول و فعل دونوں سے (اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) پر اور اُس کتاب پر جو اُس نے اپنے رسول کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) پر نازل کی (یعنی قرآن شریف) اور اُس کتاب پر بھی جس کو اُس نے اس سے پہلے نازل کیا تھا۔ دیکھے بعد دیگرے سب پر) ایمان لاؤ۔

ٹکراؤ اور تصادم نہ قرآن کریم کی آیات اور نہ احادیث مبارکہ میں ہے نہ ہو سکتا ہے اور نہ ہی آیات قرآن و احادیث مبارکہ میں

ہا ہم ایک دوسرے سے تضاد ہے اور نہ ہو سکتا ہے ...  
 تو سُوْرَةُ الْبَقْرَةِ کی آیت مُبَارَكٌ ۷۷، اکی رُو سے اور مَعْنُوْمِي مُنَابِت  
 اور مُطَابَقَت سے الْفَاظُ الْكِتَابُ سے ذَاتِ پَاكٌ نَبِيُّ كَرِيْمٍ  
 (عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ) کا مُرَاد ہونا زیادہ عیال اور موزوں ہے!

د۔ اور یہی صُوْرَتِ مُعَانِي وَمَطْلَبِ، سُوْرَةِ الْوَاقِعَةِ ۵۶ کی آیاتِ مُبَارَكِہ  
 ۷۷، ۷۸ سے، بلکہ خُصُوْصِي طُوْرٍ پَرِ آيَتِ مُبَارَكِہ ۷۸ سے اُخَذ ہوتا ہے۔

۵۔ اِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيْمٌ ۵۷ فِيْ كِتَابٍ مَّكْنُوْنٍ ۵۸

ترجمہ :- بلاشبہ یہ قرآنِ کریم ہے (بڑی بزرگی اور بڑی عزت  
 والا) اور محترم قبلہ ڈاکٹر سید حامد حسن صاحب بلگرامی نے فیوض القرآن  
 میں ۷۸، ویں آیتِ مُبَارَكِہ کا ترجمہ اس طرح بھی کیا ہے۔ بلاشبہ یہ  
 قرآنِ کریم ۵۷ قرآنِ ناطق پیغمبر (عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ) کی ذَاتِ مُقَدَّسَہ  
 میں مَکْنُوْنٍ، محفوظ ہے۔ یعنی بلاشبہ یہ قرآنِ کریم کتاباً  
 میں مَکْنُوْنٍ وَ مَحْفُوْطٌ ہے۔ تو

۱۔ اَلَمْ ۵۷ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۵۸  
 اَلَمْ ۵۷ وَ ذٰلِكَ مُقَدَّسٌ نَّبِيُّ كَرِيْمٍ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ (تَوَالِكِتَابُ)  
 لَا رَيْبَ فِيْهِ ہيں ...

۱۔ ۷۷ :- حضرت امام حسینؑ کی کتاب 'مرآتُ العارفين' سے ماخوذ،

حضرت امام غلام محمد جلویؒ نے اپنے کلام میں یوں فرمایا ہے :-

گفت حسینؑ ابنِ علی مرتضیٰ کاشفِ اسرارِ کلامِ خدا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَاشْ كُنْم بِرِ الْفَا لَامِ، مِیْمِ (اَلَمْ)  
 باز شو مَرِّ الْفَا، لَامِ، مِیْمِ وَرِ صَفَتِ حُسْنِ رَسُوْلِ كَرِيْمٍ (عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ)



اے کہ توئی نسخہ اُمّ الکتاب معنی جامعیت خود را بیاب

حضرت مولانا جلال الدین رومی نے اس طرح فرمایا ہے :-

حضرت اُمّ الکتاب و عقل کل شہسوار لامکان ختم رُسل

انبیاء اولیاء تفصیل تو از جمال حق شدہ تکمیل تو

حضرت خواجہ بندہ نواز، گیسو دراز، سید محمد حسینی نے ایسے ارشاد

کیا ہے :-

اے محمد! جولو مجھ مجھ جلوہ تیرا

ذات تجلی ہوئے گی، سین سپرنا ہسا (س یس)

عشقوں جلوہ دینے کر، قاف نون بسایا (ق، ن)

یا

عشقوں جلوہ دینے کر، قاف نون بسایا (کن)

پر گھٹہ جلوہ کارنے، الف لام، مہیم ہو آیا (آسم)

ڈیلیوشن سے صوت و سماعت سے افزا اور رقم کیا گیا — بشکریہ

پاکستان ٹی وی، برنامہ سفر عقیدت، مورخہ ۳ جون ۱۹۹۲ء بروز جمعہ المبارک مطابق ۱۲ ذی الحجہ ۱۴۱۳ھ

حضرت مولانا غلام رسول نے یوں تحریر کیا ہے :-

رحمت عالم، سایہ عالی قامت سایوں خالی

خوشبو عرق بدل سرسایہ، پاک کتاب نرالی

ڈاکٹر علامہ اقبال نے اس ضمن میں کچھ ایسے تحریر کیے :-

نوح بھی تو قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب

گنبد آگینہ رنگ، تیرے محیط میں جناب

مختصراً یہ کہ اللہ تعالیٰ نے، سورۃ الفاتحہ - ”سُبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي“  
 میں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ سرما کر بہت ہی  
 احسن و روشن پیرائے میں، کلام اللہ کے آغاز میں اپنا ایک مربوط و جامع  
 تعارف پیش کیا ہے اور ”وَالْقُرْآنَ الْعَظِیْمَ“ میں ساتھ ہی ساتھ  
 بعینہ ”سورۃ البقرۃ“ کے شروع میں ہی ”الْمَ ؕ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ لَیْسَ  
 فِیْهِ حَیْذٌ مُّهْدٰی لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝ بیان کر کے اور آخر تک بہت اعلیٰ و ارفع انداز میں اپنے  
 محبوب کریم رَحْمٰتِ اللّٰعٰلَمِیْنَ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا نہ صرف ایک مربوط و جامع  
 تعارف ارشاد فرمایا . . . بلکہ آپ کی بہت سی شانہاء مبارک کی  
 وضاحت کی ہے . . .

۲- ... وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ

یُزَكِّیْهِمْ ۝ (سورۃ البقرۃ: آیت نمبر ۱۲۹)

ترجمہ :- اور (وہ) ان کو کتاب سکھائے (کتاب کی تعلیم دے اور)،  
 و انانے راز بنائے (اسرار کی باتیں بتائے) اور ان (کے قلوب)  
 کو (غیر اللہ سے) پاک (صاف) کر دے۔

۳- ... وَ اَرْسَلْنَاكَ لِنَّاسٍ رَّسُوْلًا لَّا

وَ كَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ۝

سورۃ النسا، آیت ۹

اور اے رسول مقبول (علیک الصلوٰۃ والسلام) ہم نے تو آپ  
 کو سب لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اور آپ کی رسالت پر  
 اللہ کی گواہی کافی ہے۔

تقریباً یہی مضمون قرآن شریف کی سورۃ الاعراف ۸

آیت ۱۵۸ میں بیان ہوا ہے۔

قَدْ يَايْتُهَا النَّاسُ اِلَى رَسُوْلٍ اِلَيْكُمْ

جَمِيْعًا... (سورة الاعراف، آیت، ۱۵۸)

آپؐ فرما دیجیے اے لوگو! انس والے ہو یا بھولے ہوئے، مانوس ہو یا غیر مانوس) میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا رسولؐ ہوں...

۲۔ يَا اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ تُوْرًا مُّبِيْنًا ۝

ترجمہ :- اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک صریح دلیل (برہان) پہنچ چکی (ایک برزخ کبریٰ جو نظر آتا ہے یعنی رسول برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور ہم نے تم پر ایک واضح نور نازل کیا۔  
(سورة النساء، آیت ۱۷۴)

۵۔... اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتَمَمْتُ

عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمْ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط...  
(سورة المائدة، آیت ۳)

... (یہ بشارت بھی سن لیں کہ آج میں نے تمہارا دین تمہارے لیے مکمل کر دیا اور آپ پر میں نے اپنی نعمت پوری کر دی (یہ نعمت قرآن حکیم ہے اور اسوہ حسنہ جو رہتی دنیا تک عالم اسلام کے لئے مشعل ہدایت ہے) اور میں نے تمہارے واسطے اسلام کو بطور دین کے پسند کر لیا۔۔۔

۶... قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۝

(سورة المائدة، آیت ۱۵)

بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس نورؑ اچکا (یعنی  
نبی آخر الزمان اور کتاب روشن (یعنی قرآن پاک)

۷- الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي  
يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ ۚ

(سورة الاعراف، آیت ۱۵۷)

وہ لوگ جو اس رسولِ کریمؐ کی پیروی کرتے ہیں جو نبیؐ اُمی ہیں جن  
(کے ذکرِ مبارک) کو وہ اپنے ہاں توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

۸- "النَّبِيُّ الْأُمِّيَّ" کے ضمن میں ایک ولی سلطان نے فرمایا: کہ ایسی

ذاتِ نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) جس کی تعلیم و تربیت رحمانی ہو اور اس کے

علمِ غیب و علمِ شہادتِ رحمن و رحیم سے وابستہ ہوں اور بول چال، تقویٰ

اور حکمت، معجزات و کمالات، اخلاق و خصائل، شفقت و رحمت تمام

اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوں جس کا سیکھنا و سیکھانا، قرأت کرنا یا پڑھنا

اور پڑھانا عطاءئے اللہ تعالیٰ ہوں۔ مزید وضاحت فرمائی گئی کہ جس کی

حکمت (WISDOM) درحقیقت (MOTHER WISDOM) ہو جس

کا علم (KNOWLEDGE) درحقیقت (MOTHER KNOWLEDGE)

کی حیثیت رکھتا ہو اور جس کی گفتگو اور فیضانِ ہدایت و رحمت

(MOTHER SAYINGS & BLESSINGS) ہوں اور جس

کی باتِ چیت اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی ہو۔

(ب) ایک اور قول و تحقیق کے مطابق ان دونوں اہل مکہ مکرمہ کو اتنی بھی کہا کرتے تھے۔ (بشکریہ، پاکستان ٹیلیویشن، برنامہ تفہیم دین)

۸... وَقَرَابَهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهَرَلًا

يُبْصِرُونَ ه (سورة الاعراف، ۷ آية ۱۹۸)

اور آپ انہیں دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں، حالانکہ وہ کچھ نہیں دیکھتے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے۔ محبوب کریم (علیک الصلوٰۃ والسلام) اور آپ ان کو دیکھ رہے ہیں کہ ان کی نظریں آپ کی طرف ہیں (ان کی آنکھیں آپ کو دیکھ رہی ہیں) اور (مگر) وہ دیکھ نہیں رہے ہیں (ان کی نظریں دیکھ نہیں پا رہیں) یعنی اگرچہ ان کی نظریں آپ کو دیکھ رہی ہیں، مگر ان میں نورِ بصارت نہیں ہے۔ یہ ہدایت نصیب ہوئی کہ آپ حضور کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو دیکھنے کے لئے نگاہوں میں نورِ بصارت و وسعت اور استطاعت کے لئے اللہ تعالیٰ سے عاجزی اور دعا مانگنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کو دیکھنے کی استطاعت و وسعت اور نورِ بصارت و بصیرت عطا فرمائے (آمین) اور سورة یونس کی آیت مبارک ۴۳، اس موضوع کو مزید واضح کرتی ہے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَنْظُرُ إِلَيْكَ أَفَأَنْتَ تَهْدِي

الْعَمَىٰ وَلَوْ كَانُوا لَا يَبْصِرُونَ ه

اور ان میں سے بعض آپ کی طرف دیکھتے ہیں (گویا ہمہ تن متوجہ ہیں، مگر ان کے دل پھرے ہوئے ہیں، تو پھر کیا آپ ان اندھوں کو راہ دکھائیں گے اور جب کہ وہ بصیرت سے (بھی) محروم ہیں۔

یہاں بظاہر جن مُنکرین کی نظریں آپ کی طرف ہیں (یعنی اُن کی آنکھیں آپ کو دیکھ رہی ہیں) مگر درحقیقت وہ کچھ نہیں دیکھ پا رہے۔ اُن کی نظروں میں نورِ بصارت نہیں ہے اور ان لوگوں کو حقیقت میں اندھا کہا گیا ہے۔ یہ مثال اور امر مسلمہ ہے کہ (حضرت) عمر بن خطاب کی نظروں نے نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو اعتدالِ عدل سے دیکھا۔ حَسَنِ شَانِ رسالت اور نبوت کا مشاہدہ ہوا اور وہ ایمان لے آئے۔ اس کے برعکس عمر (ابو جہل) کی نظروں نے حضور کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو حسد و جہل سے دیکھا۔ حَسَنِ شَانِ رسالت و نبوت سے محروم رہا۔ مُنکر و کافر ہوا اور ابو جہل ٹھہرا

بِوَالْحِکْمِ نَامِشَسْ بَدُوْا بُوْجِهْلٍ مُّشَدِّ  
لِے بسا اہل، زحسد تا اہل مُشَدِّ  
پس امامِ حقیقی و قائم آل و ولی است  
خواہ از نسلِ عمر، خواہ از علی است (مولانا روم)

۹۔... وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ ۚ  
اور (اے رسولِ مقبول) علیک الصلوٰۃ والسلام، جس وقت آپ نے  
دُشمنی بھر خاکِ دشمن پر پھینکی تھی۔ آپ نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ  
نے پھینکی تھی۔ (سورۃ الانفال - آیت ۱۷)

۱۰۔ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ ۗ  
اور (اے رسولِ مقبول) علیک الصلوٰۃ والسلام، اللہ ایسا نہیں کہ جب  
تک آپ ان میں موجود ہیں اللہ تعالیٰ ان پر عذاب کرے (سورۃ الانفال آیت ۳۳)

ر اس سے اخذ ہوتا ہے کہ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہم میں موجود  
ہیں اور آپ کی ذات مبارک ہمارے لئے باعثِ وافیع البلاءِ  
وَالْوَبَاءِ وَالْفَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْأَلَمِ ط ہے )

۱۱۔ سورۃ التوبۃ، آیت ۹، ۲۹

قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ  
الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ...

(اے مسلمانو! اہل کتاب میں سے) اُن لوگوں سے لڑو جو اللہ اور یومِ  
آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور جس کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول مقبول  
(علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے حرام کیا ہے۔ اسے حرام نہیں جانتے۔۔۔  
یہی مضمون، قرآن شریف میں پہلے بھی سورۃ الاعراف، آیت ۱۷۸

میں بیان ہو چکا ہے۔  
... وَمَنْ جَاءَ لَهُمُ الْغُلَبَاتُ وَمَنْ جَاءَ لَهُمُ  
الْمُخَبَّرَاتُ ...

(... (وہ رسول مقبول، نبی الاُمّی علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور سب  
پاک چیزیں ان کے لئے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو اُن پر  
حرام کرتے ہیں۔۔۔

یعنی ہمارے لئے وہی حلال ہے، جسے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول  
مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے حلال کیا ہے اور وہی حرام  
ہے، جسے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام)  
نے حرام کیا ہے۔

۱۲۔ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ  
عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ  
بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ

(اے مسلمانو!) بے شک تمہارے پاس تم ہی میں سے (شرفیاء تر پاک نفوس میں سے) ایک رسول آئے ہیں (تم ان کے اخلاق، اطوار، دیانت، امانت سے واقف ہو، لیکن اس عہدہ و رسولہ کی قلبی کیفیت بھی جانتے ہو سنا) جو تکلیف تم کو پہنچتی ہے (وہ تم سے زیادہ) ان پر (ان کے قلبِ اطہر پر) گراں گزرتی ہے (اور) تمہارے لیے (نو وہ رحمت و خیر کی) فراوانی کے طالب رہتے ہیں (اور) مومنوں کے حق میں تو نہایت شفیق اور مہربان ہیں (آپ کی رسالت پر ایمان، آپ پر نظر رکھنے والوں کے لئے تو رؤف و رحیم ہیں۔ فیضانِ معرفت سے ان کے قلوب منور سے منور تر کرتے جاتے ہیں۔) (سورۃ توبہ، ۹۱، آیت ۱۲۸)

۱۳۔ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهَا لَوْلَا أَنْ رَأَى  
بُرْهَانَ رَبِّهِ كَذَلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ  
وَالْفَحْشَاءَ (سورۃ یوسف، ۱۲، آیت ۲۴)

اور البتہ اس عورت نے ان کا ارادہ کیا (اس خیال کے لئے جو اس کے دل میں تھا) اور وہ بھی اس کا ارادہ کر لیتے۔ اگر انہوں نے اپنے رب کی دلیل (برہان) نہ دیکھ لی ہوتی (ان حالات میں شیطان کے جال سے بچنا انسان کے لیے مشکل تھا۔ دراصل یہ "معاذ اللہ" کا لفظ تھا جس نے بچا لیا۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال ہو گئی، برہان آ گیا) اس طرح (ہم نے ان کو بچا لیا) تاکہ



ہم ان سے بُرائی اور بے حیائی کو دُور رکھیں۔

اس ضمن میں بعض مُفسرین اور بزرگانِ دین کا خیال ہے کہ ”بُرْهَان“ کی صریح اور واضح صورت، سُورۃ النساء کی آیت (۱، ۵) میں سامنے آتی ہے۔ نتیجتاً یہاں پر بھی وہی مُبارک مثل و صورت (حضرت یوسفؑ کے) پیش نظر تھی (اس کی وضاحت و تشریح اسی باب کے شماره ۳ پر تحریر ہے)

۵ ایہا صورت، شالہ پیش نظر  
رہے وقت نزع، تے روزِ حشر  
وچ قبرتے پُل تھیں، جد ہو سی گزند  
سب کھوٹیاں تھیں، تہ کھسریاں (پیر مہر علی شاہ)

۱۲۔ سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ  
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَا  
الَّذِي بَرَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنَ الْإِتْنَاءِ  
إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (سُورَةُ بَنِي إِسْرَائِيلَ، آيَةُ ۱)

پاک ہے وہ ذات (اللہ تعالیٰ) جو اپنے عبادہ کے ساتھ (مقامِ ارض کی رفعتوں سے) ایک رات مسجد الحرام سے مسجد الاقصا کو گیا، جس کے گرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں (اور یہ جانا اس لیے تھا) تاکہ ہم اس (برگزیدہ عبادہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو اپنی قدرت کی نشانیاں آنکھوں سے (اُن کے ساتھ ہو کر) دکھائیں بے شک وہ سُننے والا اور دیکھنے والا ہے۔  
۵ اس ضمن میں ہدایت نصیب ہوئی کہ یہ وہ مُبارک سفر تھا اور آغاز

معراج شریف کہ جس سفر میں خود اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پاک (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ ساتھ ہے۔ یعنی میزبان سبحان (اللہ تعالیٰ) اپنے عزیز بہمان (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ہم سفر ہے... اور وہ ہم سفر یعنی مالک کائنات اور ہر شے و ہر چیز کو سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ مزید وضاحت میں ہوئی کہ اس مبارک سفر کے دوران بلکہ ہمہ وقت ہلکی سے ہلکی آہٹ بھی اس میزبان ہم سفر کے سماعت میں تھی (اور ہوتی ہے) اور کم سے کم حرکت بھی اس کی بصارت میں تھی (اور ہوتی ہے) قدرے واضح کرنے کے لئے اس مبارک سفر کو ہم انگریزی میں یوں بھی کہہ سکتے ہیں: *The Voyage was fully escorted by HIM...*

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال نے اَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ (سُورَةُ بِنَا) نَزَلَ  
الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ (سُورَةُ الْفُرْقَانِ، آيَةُ ١٠) اور فَاَوْحَىٰ  
اِلَىٰ عَبْدِهِ مَا اَوْحَىٰ (سُورَةُ الْبَنَمِ آيَةُ ١٠٠) کے بارے میں خصوصاً  
عَبْدَهُ کے ضمن میں یوں تحریر کیا ہے:

عبد چیزے دگر است، و عبدہ دگر ایں سراپا انتظار، و او منتظر

۱۵... عَسَىٰ اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ۝

• قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر مبعوث فرمائے (کہ آپ کی سب کی شفاعت فرمائیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کی جملہ مخلوق آپ کی تعریف کر رہی ہو سو چو کہ وہ مقام کیا ہوگا کہ جب شانِ محمدیت کا پورا پورا ظہور ہوگا اور جہاں جملہ اشیاء اور خود خالق کائنات ثنائے محمد فرمائے۔  
اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا شَفَاعَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (آمین)

۳۵۱ سے (سُورَةُ بَنِي إِسْرَائِيلَ آيَةُ ۷۹)

حضرت مولانا رومؒ نے مقام محمود کے متعلق ایسے رقم کیا ہے :-

حمد محمودے کہ درجہ صُور  
شُد بہ انوارِ محمدؐ لبوہ گم (علیہ الصلوٰۃ و السلام)

اور مولانا غلام رسولؒ نے ایسے تحریر کیا ہے :-

فتح مبین کلام فقرضی، شان نبیؐ دی عالی  
تے محمُود مقام مُعلیٰ خاص عطا نرالی

۱۶۔ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ  
إِنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ وَاحِدٌ

میرے محبوبؐ کریم! (علیک الصلوٰۃ و السلام) آپؐ فرمادیجئے کہ بے شک  
میں بشری لبادہ میں تمہاری مثل ہوں (بشر کی ہدایت کے لیے ایسا بھیجا  
گیا ہوں، البتہ میرا باطن، میری رُوح اللہ تعالیٰ سے قریب ہے۔ اسی کی  
ذات مجھے علومِ حقہ اور معرفتِ قدسیہ سے نوازتی ہے، اسی کی میں عبادت  
کرتا ہوں، اسی کی طرف میں دعوت دیتا ہوں، مجھ پر وحی آتی ہے (میری  
تبلیغ کا خلاصہ یہ ہے) کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے ...

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے۔ محبوبؐ کریم! (علیک الصلوٰۃ و السلام)  
آپؐ فرمادیجئے کہ بے شک میں ... "بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ"  
ہوں۔ اس ارشادِ باری تعالیٰ میں بہت وضاحت اور انتہائی خصوصیت  
یہ بھی ہے کہ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کے ساتھ ساتھ یُوْحَىٰ إِلَيَّ کے  
الفاظ لازم و ملزوم ہیں "اور یہ ہدایت نصیب ہوئی کہ ارض پر آپؐ  
حضور کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی شانِ بشریتِ وحی پاک سے مُتسلک و مربوط،

اور یہ کہ آپ کا رشد و ہدایت اور بات چیت فرمایا، عین وحی پاک ہے۔ "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۗ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ" یعنی نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی شان پاک، ہر آن و ہر لمحہ وحی پاک سے منسلک اور مربوط ہے۔ نیز شان بشریت عرش کریم پر (معراج شریف کے موقع پر) شان عبدیت کی صورت پاک میں نظر آتی ہے (لاکھوں درود اور سلام ہوں) اور عرش کریم پر بھی، شان عبدیت کے ساتھ ساتھ وحی پاک ہم آہنگ ہے، بلکہ براہ راست ہے، جہاں شان کبریائی اور شان مصطفائی (علیہ الصلوٰۃ و السلام) ایک دائرے کی دو قوسین کی مانند جڑواں ہیں اور نتیجتاً باہم فاصلہ کی کوئی گنجائش اور شکل نظر نہیں آتی۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۗ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ۗ اور یہ کہ عرش پر بھی آپ حضور کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی شان عبدیت، وحی پاک سے ہی منسلک و مربوط ہے (اور ہدایت نصیب ہوئی کہ معراج شریف سے واپسی پر اگر حضور کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) اصحاب اکرامؓ کو ان وحی پاک کے ذریعے نہ بتاتے تو امت مسلمہ اور انسا نیت ان احادیث اور سنت پاک اور ارشادات و ہدایات سے لاعلم رہتیں یہ ہدایت بھی نصیب ہوئی کہ اس طرح سے احادیث شریف اور سنت پاک کی

اہمیت مزید دو بالا ہو جاتی ہے)

منظہر نور و وجود، علم و شہود	قابل و آئینہ، ذات و جود
اس صزاراں جبرائیل اندر بشر	بہر حق سوئے غریباں یک نظر
کافراں دیدند احمد را بشر	اس ندانستند کمال شوق القمر (مولانا روم)
سبق ملا ہے معراج مصطفائی سے مجھے	کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں (علامہ اقبال)

(حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب مدارج النبوة میں  
تحریر فرمایا ہے:۔)

آنحضرتؐ بمقام از فوق تا قدم ہمہ نور بود کہ دیدہ حیرت  
در جمال با کمال دے خیرہ مے شد، مثل ماہ و آفتاب تابان  
در روشن بود، و گرنہ نقاب بشریت پوشیدہ بودے ہیچ کس را  
مجال نظر و ادراک حسن او ممکن نہ بودے (علیہ الصلوٰۃ و السلام)  
یہ ہدایت بھی نصیب ہوئی کہ مکہ معظمہ اور بیت المقدس سے  
عرش عظیم وقاب تو سین تک اور مدینہ منورہ سے مقام محمود تک، آپ  
حنور کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی بشریت و عبدیت میں وحی پاک کے  
ساتھ ساتھ آپ کی شانہا مبارک، الم، طہ، یس، حم، مزمل، مدثر  
والنجم، والضحیٰ اور عطائے کوثر بھی پہناں ہیں۔ کچھ کے متعلق تو کائنات  
کو کچھ علم نصیب ہوا۔ اور کچھ کے متعلق علم نہیں۔

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر  
وہی قرآن، وہی فرقان، وہی یس، وہی طہ  
تو معنی "والنجم" نہ سمجھا تو عجب کیسا  
ہے تیرا مذو جزرا بھی چاند کا محتاج (علامہ اقبالؒ)  
والضحیٰ رمزے زرے سے، چو ماہ مصطفیٰ است  
معنی "والیل" گیسوئے سیاہ مصطفیٰ است  
والضحیٰ زخار "والیل" زلفاں، صفت ورج دندان یس قاضی  
وارث شاہ تے عشق رہنمائی طے واکھل پای قرآن مبین قاضی

(بابا وارث شاہ)

تیری عطاء، عطاءئے حق تیری رضا، رضائے حق  
 وحی خدا تیرا کلام تجھ پر لاکھوں درود و سلام  
 یا صاحب الجہاں و یا سید البشر  
 من کو جہک المنیر لقد نور القمر  
 لا یکن الشناء كما کان حقہ  
 بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

۱۷- اَتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ ط إِنَّ  
 الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ  
 أَكْبَرُ... (سورة العنكبوت ۲۹ آیت ۳۹)

(خطاب رسول کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) صاحب کتب ہے، سمجھانا تمام امت  
 کو ہے۔ اسے رسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) جو کتاب آپ پر نازل ہوئی ہے  
 اسے پڑھا کیجیے (پڑھ پڑھ سنایا کیجیے) اور الصلوٰۃ کو قائم رکھیے (اس کی پابندی پر بہت  
 زور دیکھیے) بے شک الصلوٰۃ (لوگوں کو) بے حیائی اور بُری باتوں سے روکتی ہے  
 اور سب سے بڑی چیز تو اللہ تعالیٰ کی یاد ہے۔ الصلوٰۃ کی غرض یہ ہے کہ  
 اللہ تعالیٰ کی یاد دل میں گھر کر لے)...

اور یہ ہدایت بھی نصیب ہوئی کہ بے شک ذکر اللہ اکبر (بہت  
 ہی اعلیٰ، ارفع و اعظم) ہے وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ ط ایک روشن پہلو  
 جو بہت ہی عیاں ہے، یہ ہے کہ ذکر اللہ اللہ تعالیٰ کا ذکر یا اللہ تعالیٰ  
 کی یاد جو ہم کرتے ہیں، کرتے رہتے ہیں... دوسرے اس ضمن میں ایک اور  
 خاص پہلو جو سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ ذکر اللہ یعنی ذکر اللہ تعالیٰ ،

اللہ تعالیٰ کا ذکر یا اللہ تعالیٰ کا ورد جو خود اللہ تعالیٰ کرتا ہے، کرتا رہتا ہے،  
 کر رہا ہے۔ وہ ذکر اللہ مبارک یُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ  
 (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہی ہے۔ یعنی ذکر اللہ کی ایک شکل مبارک  
 دُرُودٌ و سلام بھی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ  
 عَلَى النَّبِيِّ... (علیہ الصلوٰۃ والسلام) بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے  
 ملائکہ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر ہمہ وقت (الصَّلٰوةِ (دُرُودِ  
 سلام) بھیجتے رہتے ہیں، پڑھتے رہتے ہیں، بھیج رہے ہیں، پڑھ  
 رہے ہیں۔۔۔

کچھ ہی شکل و صورت سُورۃ التَّوْبَةِ ۱۱۳ کی آیت مبارکہ ۲۸ سے  
 سامنے آتی ہے۔۔۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ  
 بِذِكْرِ اللّٰهِ اِلَّا بِذِكْرِ اللّٰهِ  
 تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝

از مولانا منگور حسین صاحب، لالہ زار ٹکسہ روڈ، راولپنڈی  
 فی الحال مقیم آریینڈو، فلوریڈا، امریکہ۔

## ج۔ مقام محمود کے مشاہدہ کی ایک جھلک

قبلہ چوہدری صاحب نے نبی کریم ﷺ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے مقام محمود کے مشاہدہ کے متعلق بیان کیا۔ فرماتے تھے کہ ایک دن میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ نبی کریم ﷺ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے مقام محمود کا مجھے مشاہدہ نصیب ہو۔ اس مقام پر آپ کی بعثت اللہ تعالیٰ کی خصوصی عطا ہے اور جس پر الحمد للہ محبوب رب العالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) آخرت میں جلوہ افروز بھی ہوں گے۔

قبلہ چوہدری صاحب اس ضمن میں بتاتے تھے کہ ایک رات وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس مقام محمود پر پہنچ گئے۔ جہاں لوح محفوظ موجود ہے۔ جو کہ ایک کافی بڑے تختے کی صورت میں نصب ہے۔ ساتھ ہی ایک مکرم فرشتہ انسانی صورت میں نمودار ہوا جس کے ہاتھ میں ایک بڑی چھڑی پکڑی ہوئی ہے، جو کہ قلم کی مانند ہے۔ وہ مکرم فرشتہ اس قلم کو تختہ لوح پر چلاتا ہے جس پر مختلف قسم کی تقدیریں، احکامات، ہدایات اور ارشادات وغیرہ ایک لکھائی میں خود بخود صورت پذیر ہوتے چلے جاتے ہیں اور یہ لکھائی و سطور ایک خاص عجیب زبان میں ہے۔ جسے ہم درویشی یا سریانی زبان کہہ سکتے ہیں۔ حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ اس وقت ایسے معلوم دیتا تھا کہ میں وہ زبان جانتا ہوں اور لوح محفوظ پر نمودار ہونے والی تمام سطور کو میں باسانی پڑھ سکتا ہوں اور سمجھ سکتا ہوں۔

۱۹ جیسا کہ قبلہ چوہدری صاحب نے دیکھا کہ یہ تختہ سیاہ (جو کہ مدرسوں، سکولوں میں طالب علموں کی پڑھائی کے لئے نصب ہوتا ہے) کی طرح کافی بڑا تختہ ہے۔ یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لوح محفوظ کی ایک مثالی صورت دیکھی۔  
تہ - پھڑی - stick بصورت قلم



تختِ لوح پر مکرم فرشتہ اپنی لمبی قلم کے اشارے کرتے جا رہا تھا اور لوح پر مختلف قسم کے دینی، دنیاوی، ریاضی و سائنسی علوم بھی بطور کی شکل میں سامنے آ رہے تھے اور بہت سی گزشتہ و آئندہ کی خبریں اور علوم، قرآنی آیات و احادیث مبارک کی تشریح ظاہری و باطنی اور لدنی علوم و رو و وظائف و اذکار، رموز و اسرار اور کائناتی و افلاکی واقعات و نظام کی جھلکیاں نمودار ہو رہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے نبی کریمؐ، مدینۃ العلم، رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کے مقامِ محمود کی ایک بہت وسیلو کا مشاہدہ و لوح و قلم کی صورت میں عطا ہوا۔ ہدایت نصیب ہوئی کہ لوح و قلم، مقامِ محمود کے فیوض و برکات، انوار و تجلیاتِ رشد و ہدایت، علم و حکمت، معرفت و رحمت، کمال و ختم نبوت و رسالت (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کا حصہ ہیں اور مقامِ محمود، مقامِ قاب قوسین سے منسلک و مربوط ہے اور یکجا بیتِ حمد و ثنا کا حسین و جمیل اور اعلیٰ و ارفع ترین امتزاج مربوط خدا خود میرِ مجلس بود اندر لامکال خسروؑ محمد شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم (امیر خسروؒ)

(علیہ الصلوٰۃ و السلام)

اللہ مقامِ محمود کے مشاہدہ کی یہ جھلکیاں قبلہ چوہدری صاحب نے اپنی زندگی میں مجھ راقم سے چار پانچ مرتبہ بتائی و دہرائی تھیں، مگر تحریر کرتے وقت یہ واقعات مشاہدہ مجھے کم و بیش بھول چکے تھے میں نے حضرت قبلہؒ کے دیگر معتقدین و احباب سے اس مشاہدہ کے متعلق پوچھا اور تقریباً سب نے معذرت کی اور کہا کہ یہ واقعہ ہمیں اچھی طرح یاد نہیں، چونکہ یہ مشاہدہ اور واقعات بہت اہم، معنی خیز رشد و ہدایت، علم و حکمت، امتی کی راہنمائی، اس پر لطف و کرم اور انوارِ رحمت پر مبنی تھے۔ لہذا جی چاہتا تھا کہ یہ مشاہدہ و واقعات جس قدر بھی ہوں قلمبند ہو جائیں تو بہتر و احسن ہوگا۔ پھر میں نے ایک ولی سلطان کی طرف رجوع کیا اور عرض کیا یا حضرت! آپ راہنمائی و عقودہ کشائی فرمائیں! انہوں نے دعا فرمائی اور کہا کہ۔ رانا صاحب آپ لکھنا شروع کریں۔ اللہ تعالیٰ فضل و کرم فرمائے گا انشاء اللہ آپ کو مشاہدہ و واقعات یاد آجائیں گے اور آپ بہتر لکھ سکیں گے۔ ان کی دعا کے بعد جس قدر لکھا گیا ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے ایسے ہی بیان فرمایا تھا۔ وما توفیقی الا باللہ

حمد محمودے کہ درجہ صُور شہدہ انوارِ محمّد جلّوہ گمر (مولانا رومؒ)  
لوح بھی تو قلم بھی لڑتیرا وجود کتاب گنبدِ اگنیزہ رنگ تیرے محیط میں جناب (علامہ اقبالؒ)

فتحِ مبین کلامِ فترضی شانِ نبیِ دیِ عالی

تے محمود مقامِ معلیٰ خاصِ عطیٰ نرالی (مولانا غلام رسولؒ)

الحمد للہ۔ رَبِّ الْعَالَمِينَ کے محبوبِ رحمتِ لِلْعَالَمِينَ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

جب آخرت میں مقامِ محمود پر جلوہ افروز ہوں گے تو کل کائنات و ملائک کی

خوش بختی کا کیا سماں ہوگا۔ انبیاءِ اکرام (علیہم الصلوٰۃ والسلام) اصحابِ اکرام

(رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) بزرگانِ دین و اولیائے اکرام، مؤمنین و مؤمنات

اور تمام امتوں کی خوش نصیبی کا کیا عالم ہوگا اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں ذاتِ

رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی زیارت، رحمت و شفاعت نصیب

ہوگی (آمین) !!

کی محنت سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(علامہ اقبالؒ)

(علیہ الصلوٰۃ والسلام)

د۔ فیضان و تصرف اور پر تو شانِ مبارکِ النبیِ الامّی (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

قبلہ چوہدری صاحب کے حالاتِ زندگی سے پتہ چلتا ہے اور جیسا کہ

اس کتاب کے شروع میں بیان ہو چکا ہے کہ آپ پانچ چھ برس کی عمر

میں موضع اجڑام (ضلع ہوشیار پور) کے پرائمری سکول کی پہلی جماعت میں

داخل کیے گئے اور ایک یا ڈیڑھ سال سکول میں پڑھنے کے بعد ان کا سکول

کی پڑھائی سے دل اچاٹ ہو گیا تھا اور وہ زیادہ وقت درود شریف پڑھنے میں یا پھر مسجد میں قرآن شریف کی پڑھائی و تلاوت میں صرف کرتے تھے اور اس کے علاوہ فراغت کے اوقات میں اپنے بڑے بھائی صاحب اور بزرگوں کی کھیتی باڑی میں مدد کرتے تھے اور پہلے بھی تحریر ہو چکا ہے۔ حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ کھیتی باڑی کے دوران بھی ان کا دل درود شریف اور قرآن شریف کی آیات پڑھنے اور دُہرانے میں لگا رہتا تھا۔ حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ وہ اکثر رات کو درود شریف پڑھتے پڑھتے سو جاتے تھے اور وہ اپنے آپ کو مسجد نبوی شریف (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں روضہ مبارک کے سامنے بیٹھا پاتے اور وہاں بھی درود شریف پڑھ رہے ہوتے۔ پرائمری سکول میں جانا اور وہاں ان کے پڑھنے کا سلسلہ جاری نہ رہتا اور اس لیے ان کی ابتدائی تعلیم صرف پہلی یا دوسری جماعت تک ہی محدود رہی۔ مسجد میں انہوں نے قرآن شریف پڑھا، مگر بچپن میں ان کا زیادہ تر وقت کھیتی باڑی میں بھی درود شریف پڑھنے اور قرآن شریف کی آیات مبارک جو ان کو یاد تھیں ان کی ورد میں گزرتا۔۔۔ پھر دو تین برس بعد ان کی ملاقات اپنے شیخ و مرشد حضرت سائیں مراد علی شاہ صاحب سے ہوئی جن کی خدمت عالیہ

اس کتاب کے شروع میں تحریر ہو چکا ہے... یہ بچپن کی بات ہے جب قبلہ چوہدری صاحب کی عمر پانچ چھ برس کی تھی۔ وہ دیگر بچوں کے ساتھ مسجد میں قرآن شریف پڑھ رہے تھے۔ ایک بہت عمر رسیدہ بزرگ نے تمام بچوں کو ایک چھوٹا سا درود شریف سکھایا اور پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ حضرت قبلہ اور تمام بچے قرآن شریف کے ساتھ ساتھ درود شریف بھی پڑھتے رہے۔۔۔ دوسرے روز تقریباً اسی وقت وہ بابا بزرگ پھر مسجد میں آئے اور تمام بچوں نے ان کو درود شریف پڑھ کر سنایا اور انہوں نے بچوں کو بہت شاہد باش دی۔۔۔ حضرت قبلہ نے بابا جی سے کہا کہ میں رات درود شریف پڑھتے پڑھتے سو گیا اور میں نے دیکھا کہ مسجد نبوی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں پہنچ گیا ہوں اور روضہ مبارک کے سامنے درود شریف پڑھ رہا ہوں۔۔۔ بابا جی نے انہیں گلے لگایا اور بہت پیار کیا۔ دعائیں دیں اور کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ بہت اچھا کام بنے گا۔۔۔ (بقیہ ۱۲ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

میں قبلہ چوہدری صاحب تقریباً ایک سال تک بڑی باقاعدگی کے ساتھ حاضر ہوتے رہے۔ وہ قبلہ شیخ صاحب کے ڈیرے پر صبح کی نماز کے بعد چلے جاتے اور مغرب کی نماز سے پہلے گھر لوٹتے۔ حتیٰ کہ شیخ محترم نے اُن کی راہ سلوک میں لگن و خلوص اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی زیارت و رسائی کے لئے اُن کی چاہت اور محبت کو بھانپ لیا تھا۔ پھر سال بعد قبلہ سائیں جی نے اُن کو ذکر اللہ (سُلْطٰنُ النَّصِيْر) سانس کے ساتھ کرنے کی تعلیم دی اور اس ذکر اللہ کو ہمہ وقت جاری رکھنے کے لئے مشق کروائی جس کے بعد دُرود شریف، تلاوت قرآن مجید اور ذکر اللہ کے مزید فیوض و برکات اور اسرار الہی کے اثرات اُن پر وارد ہونے و کھلنے شروع ہو گئے اور اُن کے حجابات اُٹھنے لگ گئے۔ پھر قبلہ چوہدری صاحب اپنی اذکار میں مدغم رہتے تھے اور قبلہ سائیں جی کی خدمت میں بھی ہفتوں بعد حاضر ہوتے اور شیخ محترم اُن کی راہنمائی و عقدہ کشائی فرماتے درس و تدریس اور تعلیم و تربیت کا یہ سلسلہ بھی تقریباً منقطع ہو گیا جب قبلہ چوہدری صاحب کئی کئی ہفتے اور ماہ تک موضع اجڑام سے باہر رہتے اور اذکار الہی میں گم رہتے۔

قبلہ چوہدری صاحب کو حضرت بابا گاموں شاہ صاحب قادری سے شرفِ ملاقات ۱۵-۱۶ برس کی عمر میں ہوا۔ وہ بھی واصل بالرسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور واصل باللہ بزرگ تھے۔ اُنہوں نے ستر الہی اور ستر کائنات، مقام خودی و دولت و صل اور اس کے رموز و اسرار قبلہ چوہدری صاحب

قبلہ چوہدری صاحب کے اوائل زندگی کے حالات اور اُن کی اپنے شیخ و مرشد قبلہ مراد علی شاہ سے چشتی سے ملاقات، اُن سے ذکر اللہ کی تعلیم اور ان سے عقیدت و ارادت اور اذکار الہی کے اثرات وغیرہ اور بعد میں قبلہ چوہدری صاحب کی حضرت قبلہ گاموں شاہ صاحب قادری سے ملاقات اور اُن سے دولت و صل اور مقام و صل کے متعلق ہدایات و راہنمائی وغیرہ کے حالات اس کتاب کے اوائل میں تفصیل سے بیان ہو چکے ہیں۔

کو سمجھا دیے اور کہا کہ درود شریف و ذکر اللہ پر پورے ذوق و شوق سے مزید زور دیں۔ اپنے اندر غواص کریں۔ غوطہ زن ہو جائیں اور خودی میں ڈوب جائیں۔ بابا گاموں شاہ صاحب نے فرمایا، عزیز دوست! انشاء اللہ تعالیٰ کے مقامِ خودی کا کثود ہوگا اور رموز و اسرار الہی "فَحْنُ اقْرَبُ" و "وَفِي اَنْفُسِكُمْ" اور "مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ" (قول حضرت علی رضی اللہ عنہ) جہدِ جلوت و خلوت میں آپ پر عیاں و اُجاگر ہوں گے اور مقصودِ کائنات کو آپ مَوْجُو د پائیں گے۔ آمین!

اپنے من میں ڈوب کر پاجا سراغ زندگی  
تو اگر میرا نہیں بتانا نہ بن اپنا تو بن  
اصل بھلا گم گیوں خودی تھیں اندر سرگردانی  
نفسوں ذات گواہی بھریاں گوہر توڑ انسانی  
ہو غواص گئی وچ غوطے گوہر مقصد پایا  
پتھر توڑ کر بندیاں پرنے لعل و چوں و سیا یا  
لبھ او ہا جس کچھ نہ صورت نقصوں نام نہ عیبوں  
میٹ اکھیں دل کھول دوساعت راز کھلے گوہر عیبوں

(مولانا غلام رسولؒ)

بالآخر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی شفقت و نگاہِ رحمت سے مقامِ خودی سے حجابات اٹھ گئے اور قبلہ چوہدری صاحبؒ کو دولت و صل عطا ہوئی اور مشاہدہ فَايْتَمَّا تَوَلَّوْا

کلمہ قبلہ چوہدری صاحبؒ کی عمر اس وقت ۱۸-۲۰ برس کے لگ بھگ تھی۔ یہ تمام حالات تفصیل سے پہلے بیان کیے جا چکے ہیں۔

فَشَرَّوَجْدُ اللَّهِ نَصِيبٌ هُوَ. وَنَحْنُ أَقْرَبُ أَوْ فِي أَنْفُسِكُمْ  
 کا بھید و مشاہدہ عطا ہوئے اور مقصود موجود ہوا۔

خودی کیا ہے؟ راز درون حیات  
 خودی کیا ہے؟ بیداری کائنات  
 ازل سے ہے یہ کشمکش میں اسیر  
 ہوئی خاک آدم میں صورت پذیر  
 خودی کی خلوتوں میں مصطفائی  
 خودی کی خلوتوں میں کبریائی (علامہ اقبالؒ)

ظلم کاندیاں جینداں گلیاں کل گرداں وچ رلیاں  
 دارا لہو لول لاناں بلیاں تس وچ خودیاں چلیاں  
 داغ برہوں داروشن ہو یا کھلی چمک چو فیرے  
 جاں ہو دور گئے اندھیرے، کھلے راز و دھیرے  
 من وچ دل دے نظراں کر کر آپ نیاؤں نیرے  
 جس دلبر نوں باہروں بھدی اوہ شاہ رگ تھیں نیرے  
 (مولانا غلام رسولؒ)

لوں لوں دے نڈھ لکھ لکھ چشماں، اک کھولاں اک کجاں ہو  
 دلبر دا دیدار ہے مینوں (حضرت باہو) لکھ کر وڑ حجاں ہو  
 (حضرت سلطان باہو)

اس صورت نوں میں کی اکھاں جاناں، کہ جان جہاں اکھاں  
 سچ اکھاں تے رب دی شان اکھاں جس شان تھیں شان سب بنیاں (پیر علی شاہؒ)

نور او مقصود مخلوقات بود اصل معدومات و موجودات بود

(خواجه فرید الدین عطار)

دید حسن خویش با چشم شہود خود تجلی کرد، در ملک وجود

(حضرت ابو علی شاہ قلندر)

وَالْمَقْصُودُ مَوْجُودٌ

شان مبارک النبی الاُمّی (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کے تصرف اور پر تو  
کے ضمن میں پچھلے صفحوں پر قبلہ چوہدری صاحب کی اوائل عمری کے چند  
واقعات کو دہرایا گیا ہے، جس میں مثال کے طور پر اور اعادہ کی غرض سے  
دُرود شریف، کلام اللہ اور صلوٰۃ و اذکار کے اثرات، انوار و تجلیات اور  
انکشافات رموز و اسرار الہی کو اختصار سے نیچے دوبارہ بیان کیا جا رہا ہے۔  
۱۔ اُن کی بچپن ہی سے دُرود شریف پر سختگی اور اسے دلجمعی  
سے پڑھتے رہنا، پرائمری سکول سے دل کا اُچاٹ ہونا اور پہلی  
یا دوسری جماعت سے سکول کی تعلیم کا سلسلہ ختم ہو جانا اور پھر  
مسجد مدرسہ سے قرآن شریف کی پڑھائی کے بعد دُرود شریف  
کلام اللہ و ذکر اللہ میں گم و ڈوبے رہنا۔

۲۔ اپنے قبلہ شیخ و مرشد سائیں مراد علی شاہ صاحب (چشتی)  
سے ارادت مندی اور اُن سے دُرود شریف و اذکار و ذکر الہی کے  
اسباق لینا اور ذکر اللہ سُلْطٰنًا لِنَصِيْرًا سیکھنا، دُرود شریف  
کلام اللہ و ذکر اللہ کے اثرات کا ظہور اور انوار و تجلیات کا نزول  
ہونا، جنات و شیاطین کا دور رہنا، جسم کے ٹکڑے ہونا و جڑنا

۱۔ دُرود شریف کلام اللہ و اذکار الہی کے اثرات، فیض و برکات انوار و تجلیات کا بیان کتاب کے  
اوائل میں کافی تفصیل سے کیا جا چکا ہے۔

غیب سے غذا کا مہیا ہونا، گذشتہ و آئندہ کے واقعات کی خبر ملنا اور  
 اسرارِ الہی کا انکشاف ہونا، فاصلوں کا سمٹ جانا، پرواز لاہوتی کا شروع  
 ہونا، مجاہبات کا ہٹ جانا، ظاہری و باطنی نظر کا عطا ہونا، سابقہ و ہم  
 عصر بزرگانِ دین و اولیا اکرام سے رابطہ، شرفِ ملاقات اور گفتگو ہونا۔  
 (اصحابِ اکرام کی آمد و ان سے سعادت ملاقات اور پھر سرور کوین  
 نبی کریم، رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ظاہر میں تشریف آوری  
 اور حضورِ رحمت للعالمین و خاتم النبیین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی  
 زیارت پاک نصیب ہونا اور بارگاہِ رسالت مآب (علیہ الصلوٰۃ والسلام)  
 میں رسائی و حاضری کا آغاز ہونا، (یہ سلسلہ اس اثناء میں شروع ہوا  
 یا پھر بعد میں اس کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا؛ مگر ظاہرِ باطن  
 میں زیارت پاک اور جلوت و خلوت، آفاق و انفس میں دولت وصل  
 اور امانتِ الہی کی نمود، حضرت بابا گاموں شاہ صاحبِ قادری کے  
 ستر الہی سے پڑہ اٹھانے اور مقامِ خودی کے کشود کے بعد نصیب ہوئی)  
 حضرت قبلہ بابا گاموں شاہ صاحبِ قادری سے شرفِ ملاقات  
 اور ان کا سرِ نحنِ اقرب۔ وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ  
 ہے نقاب کشائی فرمانا۔ درود شریف، کلام اللہ اور صلوٰۃ و اذکار پر  
 زور اور باطن میں غواص، غوطہ زن اور گم ہو جانے کی ہدایت کرنا،  
 اور پھر وَالْمَقْصُودُ مَوْجُودٌ کی خوش خبری دینا، اللہ تعالیٰ  
 کے فضل و کرم اور نبی کریم، رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی  
 نگاہِ رحمت کے طفیل آپ حضور کی بارگاہِ عظمیٰ میں رسائی و حاضری  
 ظاہر و باطن میں آپ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی زیارت پاک



اور خلوت و خلوت، آفاق و انفس میں دولت و صل کا نصیب  
 ہونا۔ پھر امانت الہی کا مشاہدہ عطا ہونا اور نصیبِ حامل امانت  
 ازل ہونا۔

جدہا شوخو پھیر پیا پیدائے اوہ کول تیرے نت رہنداے  
 کتے سخن اقرب کہنداے کتے اکھداے فی انفسکم  
 (حضرت بابا یلمے شاہ)

اے ایسے از امانت بے خبر غم مخور اندر ضمیر خود نگہ  
 (علامہ اقبال)

قبلہ چوہدری صاحب کی زندگی کے حالات جیسے معلوم دیتا ہے، اُن سے  
 چھ سات برس کی عمر میں پرائمری سکول چھوٹ گیا تھا اور پھر ابتدائی قرآن شریف  
 کی تعلیم کے بعد مسجد مدرسہ میں بھی جانا منقطع ہو گیا تھا۔ تقریباً دس سال کی  
 عمر میں اُن کو اپنے شیخ و مرشد حضرت قبلہ سائیں مراد علی شاہ صاحب سے  
 درود شریف و اذکار الہی کی تعلیم ملی اور اکثر قبلہ سائیں جی درود شریف اور  
 اذکار الہی میں گم رہتے تھے اور زیادہ بات چیت نہ کرتے تھے، مگر وہ اسی بات  
 کی تلقین و نصیحت فرماتے تھے کہ غلام حیدر درود شریف و ذکر البتہ کو  
 ترک نہ کرنا بلکہ اس پر خلوص دلی و تندہی سے زور دیتے رہنا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

۱۹۰۰ قبلہ چوہدری صاحب بتاتے تھے کہ جب مقام خودی سے حجابات اٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے  
 دولت و صل عطا ہو گئی اس کے بعد میں ایک دفعہ محترم شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا وہ بہت خوش  
 ہوئے اور مجھے عطلے دولت و صل و امانت پر مبارکباد دی اور بہت پیار کیا اور کہا کہ میرے شیخ و مرشد قبلہ بابا انور خان صاحب  
 نے ایک دفعہ فرمایا تھا مراد علی ان خیال رکھنا کہ موضع اجڑم سے راجپوت گھرانے کا ایک نوجوان لڑکا غلام حیدر تھا ہے  
 پاس تعلیم و تربیت کیلئے آئے گا۔ وہ بہت پختہ و باعزم ہو گا اور انشاء اللہ تعالیٰ اس میدان عرفان الہی میں کامیاب ہو گا۔  
 اس پر توجہ و دھیان رکھنا پھر قبلہ سائیں جی مسکرا دیئے۔ میں نے عرض کیا۔ قبلہ آپ نے اس کے متعلق پہلے کبھی  
 نہیں بتایا۔ فرماتے ہوئے بتانے کی چنداں ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ مجھے یقین تھا کہ تم انشاء اللہ تعالیٰ کامیاب ہو جاؤ گے۔

بہت سے مشاہدات میسر ہوں گے اور مقامات کا ظہور ہوگا۔ حجابات اٹھیں گے۔ اور رموز و اسرارِ الہی کے انکشافات ہوں گے، مگر ان مشاہدات و مقامات پر رُکنا نہیں اور اکتفا نہ کرنا اور اس راہ پر استقامت سے گامزن رہنا اور آگے بڑھتے رہنا اور ایک دن ضرور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ظاہر و باطن میں ظہور ہوگا۔

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ شروع میں وہ تقریباً روزانہ قبلہ سائیں صاحب کے ڈیرے پر چلے جاتے اور گھنٹوں تک درود شریف و ذکر اللہ میں مشغول رہتے اور کئی کئی دن تک سلام علیکم اور وعلیکم السلام کے علاوہ کوئی بات نہ ہوتی تھی۔ اور جب ذکر اللہ کا غلبہ ہوا اور طبیعت کافی سیلابی ہو گئی پھر قبلہ چوہدری صاحب کی قبلہ سائیں جی سے ملاقات بہت دنوں کے بعد ہوتی تھی۔ جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ذکر اللہ کی شدت، اثرات و انوار و تجلیات کی بدولت قبلہ سائیں جی سے ملاقات میں مزید کمی واقع ہو گئی تھی۔ قبلہ چوہدری صاحب کا یہ عمل بے اختیاری تھا کئی دفعہ گھر سے باہر نکلے اور وہیں کسی دور جگہ پر اذکارِ الہی میں ڈوب گئے اور پھر جب طبیعت اعتدال پر آئی تو ہفتوں کے بعد گھر واپسی ہوئی۔ یہ بھی تحریر کیا جا چکا ہے کہ انہیں باہر ہر جگہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے غذا مل جایا کرتی تھی اور بعض اوقات موسم کے مطابق پھل وغیرہ بھی۔

ان تمام باتوں کے اعادہ و مقصد بیان یہ ہے کہ قبلہ چوہدری صاحب کی اپنے محترم شیخ و مرشد سے ذکر اللہ "سُلْطٰنُ النَّصِيْرَا" سیکھنے کے بعد قبلہ شیخ صاحب سے مزید علمی گفتگو یا درس و تدریس کی باقاعدہ نشست نہ ہوتی

علیہ: قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ یہ دونوں بزرگ حضرات بظاہر کسی مکتب یا مدرسہ سے فارغ التحصیل نہ تھے مگر شاہد و معرفتِ الہی میں ان کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت عروج نصیب ہوا اور جلوت و خلوت آفاقِ انفس میں دولتِ وصل و امانتِ الہی عطا ہوئی۔

تھی اور علمی لحاظ سے وہ کسی سکول مکتب یا مدرسہ سے فارغ التحصیل نہیں تھے اور نہ ہی قبیلہ چوہدری صاحب کو قرآن شریف پڑھنے کے علاوہ حصول علم دین کے لئے کسی استاد یا علمائے اکرام کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا تھا۔ قبیلہ چوہدری صاحب کا کچھ ایسا ہی سلسلہ اور تعلق حضرت قبیلہ گاموں شاہ شاہ صاحب قادری سے رہا۔ پہلی ہی ملاقات میں جو تقریباً دو تین گھنٹے تک محدود تھی قبیلہ شاہ صاحب نے صرف ستر نحن اقرب بتر فی انفسکم سے پردہ اٹھایا۔ تمام خودی و صورت خودی کی تعلیم فرمائی۔ درود شریف، کلام اللہ اور اسی ذکر اللہ یعنی ذکر سلطان النصیراً پر پختگی سے گامزن رہنے کی ہدایت کی۔

خودی کیا ہے؟ رازِ درونِ حیات  
 خودی کیا ہے؟ بیداری کائنات  
 خودی کا نشیمن ترے دل میں ہے  
 فلک جس طرح آنکھ کے تل میں ہے  
 ازل سے ہے یہ کشمکش میں اسیر  
 ہوئی خاکِ آدم میں صورت پذیر  
 (علامہ ڈاکٹر محمد اقبال)

حسن جمال کمال معانی کرے نگاہاں مائل  
 پاک خصائل نال فضائل اندر عمر اوائل  
 (مولانا غلام رسول)

گہ ترا گوئید ز مستی بوا الحسن      یا صغیر السن یا رطب البدن (مولانا)

۱۸۔ قبیلہ چوہدری صاحب تمام خودی و دولت وصل کے ضمن میں یہ شعر بہت پڑھا کرتے تھے۔ اب یہ ایک دوست (چوہدری لطیف صاحب) سے پوچھ کر لکھا ہے۔ مثنوی شریف میں اس کی صحیح ساخت معلوم کرنے کی کوشش کی گئی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ بہر حال موجود صورت میں یہ ساخت درست دکھائی دیتی ہے۔

حضرت قبلہ گاموں شاہ صاحب نے مزید فرمایا عزیز دوست! راہ سلوک میں تمہارا خلوص اور محبت و عشق بہت پختہ ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی بارگاہ رسالت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں تمہیں رسائی و حاضری نصیب ہوگی اور پھر نبی کریم، رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل مقامِ خودی کا کشود اور سر وحدت کا نمود ہوگا۔ دولتِ وصل و امانت عطا ہوگی۔ پھر مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ، فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ کی حقیقت ظہور پذیر ہوگی۔

احد جدوتی دکھالی از خود ہو یا فانی ہو  
 قُرب وصال، مقام نہ منزل نہ اوتھے جسم نہ جانی ہو  
 نہ اوتھے عشقِ محبت کائی نہ اوتھے کون مکانی ہو  
 عینوں عین تھیو سے (حضرت) بابو ترودتہ سبحانی ہو  
 غفلت کنوں نہ کھلے پردہ دل جاہل بت خانہ ہو  
 واہ نصیب تہاندے (حضرت) بابو جنہاں ملیا یار یگانہ ہو

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ ستر الہی کی عقدہ کشائی اور تشریح کے بعد مجھے حضرت قبلہ گاموں شاہ صاحب کے پاس اس ضمن میں دوبارہ جانے اور مزید تشریح حاصل کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ مگر ویسے عقیدت و احسان مندی کے طور پر میں بابا حجی کی خدمت میں ایک یا دو دفعہ حاضر ہوا تھا، مگر کسی خاص موضوع یا اس کی وضاحت پر گفتگو نہ ہوئی۔ مگر جس وقت اللہ تعالیٰ کے

۱۹۔ حضرت قبلہ بابا گاموں شاہ صاحب قادری (بھی موضع اجڑام ضلع ہوشیارپور کے ہی رہنے والے تھے) اس کے بعد شاید ہی قبلہ چوہدری صاحب کی ان سے اور ملاقات ہوئی کیونکہ قبلہ بابا گاموں شاہ صاحب فرما دیا تھا، عزیز دوست! انشاء اللہ تعالیٰ اول تو اس ملاقات کے بعد کوئی الجھن نہ ہوگی اور اگر کوئی ایسی صورت درپیش ہو تو ضرور ملنے کے لئے آجانا و گرنہ اپنے قبلہ شیخ و مرشد صاحب سے رجوع کرتے رہنا۔

فضل و کرم اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کی نگاہ رحمت سے قبلہ  
چوہدری صاحب کا مقام خودی کھلا اور ظاہر و باطن میں دولت و صل اور  
امانت الہی نصیب ہوئی۔ اُس وقت سے پہلے ہی حضرت قبلہ بابا گاموں  
شاہ صاحب قادری شاید اس دنیا سے رحلت فرما چکے تھے۔

قبلہ سائیں جی اور قبلہ بابا گاموں شاہ صاحب قادری کے ساتھ ارادت  
عقیدت و صحبت سے قبلہ چوہدری صاحب نے علم باطن اور رموز و اسرار الہی میں  
بہت راہنمائی اور فیضان حاصل کیا، مگر علم دین اور دیگر علوم ظاہر و باطن نہ انہوں  
نے مکتب و مدرسہ سے سیکھے نہ ہی اپنے بزرگوں اور دیگر بزرگان دین اور علماء اکرام  
سے سیکھے اور ایسے ہی اُن کی زندگی کے حالات سے معلوم ہوتا ہے، مگر ان سب  
حقائق کے باوجود قبلہ چوہدری صاحب قرآن شریف کی آیات کے متعلق بہت  
سے مشکل مسائل کی تشریح بہت ہی آسان الفاظ میں اور سہل انداز میں  
بیان کرتے تھے اور اُن کے دوست و احباب، عقیدت و ارادت مند اور شاگرد  
صاحبان یکدم مطمئن ہو جاتے تھے۔ بزرگان دین و اولیاء اکرام کے فارسی، اردو  
پنجابی کے کلام اور پیچیدہ اشعار کی وضاحت بہت ہی احسن طریقے سے کر  
دیتے تھے۔ حالانکہ انہوں نے عربی و فارسی کی تعلیم حاصل نہیں کی تھی اور نہ ہی  
ایسی تشریح اور وضاحت ان کتب کے اردو کے خلاصوں میں بھی میسر تھی  
تو پھر علم دین و عرفان حضرت قبلہ تک کیسے پہنچا، یا اُن کو کیسے نصیب ہوا  
اور یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی؟ اس کی قدرے مزید وضاحت  
اگلے باب میں دی گئی ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ  
الْأَوْقِيِّ۔ (صفحہ ۱۱۵، زادراہ از ڈاکٹر حامد بگراسی) (علیہ الصلوٰۃ و السلام)

دری مثال کے طور پر قرآن شریف کی چند آیات اور بزرگانِ دین کے کلام کی تشریح و وضاحت راقم کو جیسے قبلہ چوہدری صاحب کی صحبت اور بیان سے حاصل ہوئی جتنی الوسع اور تقریباً اسی انداز میں انشاء اللہ تعالیٰ یہ تشریح و وضاحت نیچے تحریر کی گئی ہے۔ (آیات ۱ تا ۲۱)

قرآن شریف کی ہر آیت اور ہر حدیث شریف کے ضمن میں قبلہ چوہدری صاحب بتاتے تھے کہ ہر آیت مبارک اور ہر حدیث شریف بہت ہی جامع و سمندر کی مانند ہیں اور لامحدود و رشد و ہدایت اور علم و عرفان، حکمت و رحمت، فیوض و برکات اور الوار و تجلیات کی حامل ہیں اور باہم متوازی و مربوط ہیں اور ان ہر دو کی تشریح و وضاحت باہم ایک دوسرے کی معاونت و موافقت میں ہے۔ ان کو پوری وسعت کے ساتھ کھولنا و بیان کرنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ بلکہ ہمارا انداز فکر و بیان ایک کوششِ ناتمام کی حیثیت رکھتا ہے۔ البتہ ہر آیت مبارک و ہر حدیث شریف کی کما حقہ تشریح و وضاحت تو نبی کریمؐ رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے احاطہ علم میں ہے اور اس کے بعد پھر درجہ بدرجہ اصحابِ اکرامؓ، تابعین و تبع تابعین عظامؓ ائمہ اکرامؓ اور بزرگانِ دین نے محبوب رب العالمین، رحمت اللعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ ظاہر و باطن میں اپنی نسبت تعلق، وسعت و بساط کے مطابق اپنے اپنے عصر و وقت میں قرآن شریف و احادیث مبارک کی اعلیٰ و عمدہ تشریح و وضاحت کی ہے۔

قرآن شریف و احادیث مبارک کی عظمت و وسعت کے بارے میں قبلہ چوہدری صاحب ایک اہم واقعہ اپنے ذاتی تجربے کی بنا پر بہت

سنا یا کرتے تھے کہ پاکستان بننے کے تھوڑے عرصہ بعد ان کا لاہور آنا ہوا اور ان کے ایک دوست جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے ان کو مسجد گنج منخلپورہ لے گئے۔ پیر امانت علی شاہ صاحب چشتی جو کہ مسجد کے خطیب تھے۔ انہوں نے حمد و ثنا اور درود شریف کے بعد مشنوی مولانا روم کے چند اشعار پڑھے اور پھر یہ آیت مبارک پڑھی

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ط (سورة البقرة، آیت ۱۲۹)

اور تقریباً یہی آیت مبارک قرآن شریف کے دیگر مقامات پر تھوڑے سے مختلف انداز و عبارت میں کئی مقامات پر دہرائی گئی ہے)

قبلہ مولانا صاحب نے خطبہ اور وعظ کا آغاز کیا اور تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک تقریر کی اور پھر نماز کا درود و سلام اور دعا کے بعد اختتام ہوا۔ قبلہ چوہدری صاحب بتاتے تھے کہ وعظ و تقریر بہت جامع و مدلل تھی اور آیت مبارک کی روشنی میں مولانا صاحب نے ایک یا دو نکات پر بات کی جو بہت ہی ٹھوس و احسن انداز میں تھی۔ قبلہ چوہدری صاحب بتاتے تھے کہ وہ دوسرے جمعہ کو بھی مسجد گنج منخلپورہ گئے اور وہیں نماز جمعہ ادا کی۔ قبلہ مولانا صاحب نے پہلے کی طرح حمد و ثنا اور درود شریف پڑھنے کے بعد مشنوی مولانا روم کے چند اشعار کہے اور پھر وہی آیت مبارک (سورة البقرہ آیت ۱۲۹) پڑھی۔ کوئی ڈیڑھ گھنٹہ تک اسی آیت شریف

کے ضمن میں خطبہ اور وعظ فرمایا۔ اس دفعہ جو نکات بیان کئے گئے، وہ پہلے جمعہ کے نکات سے مختلف تھے، مگر بہت ہی مدلل و محسوس تیسرے جمعہ کو پھر قبلہ چوہدری صاحب بڑی چاہت سے اسی مسجد میں گئے اور قبلہ مولانا صاحب نے پھر وہی آیت مبارک پڑھی اور ڈیڑھ گھنٹہ تک اسی کی روشنی میں خطاب کیا۔ قبلہ چوہدری صاحب بتاتے تھے کہ اس دفعہ جو نکات بیان کیے گئے وہ بالکل نئے تھے اور اسی آیت شریفہ اور ترجمہ و تفسیر کے تابع تھے۔

پھر قبلہ چوہدری صاحب رحیم یار خان چلے گئے، مگر وہ جب بھی لاہور آتے تھے تو جمعہ بہت تپاک و شوق سے اسی منگلی پورہ والی مسجد میں ادا کرتے تھے اور قبلہ مولانا صاحب ہر جمعہ کو وہی آیت مبارک (سورۃ البقرہ، آیت ۱۲۹) پڑھتے تھے اور ہر دفعہ وعظ و نکات نئے ہوتے، البتہ اسی آیت مبارک کی تشریح و تفسیر سے منسلک ہوتے۔ قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ مولانا صاحب کی وعظ اور انداز بیان میں نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی محبت و خلوص میں اتنا پرتا شیر اور سمویا ہوا ہوتا کہ بعض اوقات مسجد میں بیٹھے ہوئے افراد پر رقت طاری ہو جاتی اور جمعہ کے اختتام تک جاری رہتی۔ حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ مولانا صاحب قیام پاکستان سے لے کر اپنی رحلت تک (جو مارچ ۱۹۷۱ء کو واقع ہوئی) مسجد مذکورہ میں تقریباً چوبیس (۲۴) برس خطیب رہے۔ اور جب بھی حضرت قبلہ رحیم یار خان سے لاہور آتے تو اسی مسجد میں نماز جمعہ ادا کرتے اور قبلہ مولانا صاحب حسب معمول اسی آیت مبارک کی تشریح و تفسیر بیان کیا کرتے تھے اور نکات ہر دفعہ نئے ہوتے تھے اور



سامعین و مقامی نمازی حضرات بلکہ ہر شخص یہی کہتا تھا کہ نکات بہت سے گزرے جمعوں کی وعظ و خطاب سے بھی مختلف ہوتے، مگر ہر دفعہ تشریح و تفسیر بہت جامع و ٹھوس اور اسی آیت مبارک کے ترجمہ اور روشنی کے تحت ہوئی تھی۔ بلکہ بعض دفعہ لوگ مولانا صاحب کو عید میلاد النبی (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کی محافل و تقاریب میں بھی لے جاتے تھے اور مولانا صاحب اسی طرح حمد و ثنا اور ورد و شریف پڑھتے اور پھر مشنوی مولانا روم کے چند اشعار ڈہراتے اور پھر یہی آیت مبارک کی تلاوت کر کے وعظ اور تقریر شروع کرتے تھے اور بہت ہی اعلیٰ، مدلل اور نئے نکات تشریح اور تفسیر بیان کرتے تھے۔ سبحان اللہ مالک و خالق کائنات کے کلام کی کتنی جامعیت، وسعت و عظمت ہے اور بزرگان دین، اولیاء اللہ و علماء اکرام کی زندگیاں، ایک ایک آیت مبارک کی تشریح و تفسیر میں صرف و تمام ہو گئیں۔ مگر ہر اہل اللہ مفتر، واعظ و خطیب یہی کہتا ہوا اس جہان فانی سے رخصت ہو گیا کہ ہر آیت، ہر رکوع اور ہر سورت مبارک کی تشریح اور تفسیر نا تمام و نامکمل ہی رہ گئی۔ بعلیغہ گنج کی اسی جامع مسجد میں مجھ راقم کو بھی سنہ ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۱ء تک وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تیس چالیس جمعہ کی نمازیں ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اور میں ہر دوسرے یا تیسرے جمعہ کی نماز تسلسل کے ساتھ ادا کرنے کے بعد یہ خیال کرتا تھا کہ اس آیت مبارک کی تشریح و تفسیر مکمل ہو گئی ہے اور اب آئندہ جمعہ سے قبل مولانا صاحب کسی نئی آیت مبارک کی تشریح و تفسیر کا آغاز کریں گے۔ مگر مولانا صاحب آئندہ جمعہ کو اور پھر مزید آئندہ جمعہ کو بھی اسی آیت مبارک (سورۃ البقرہ آیت ۱۲۹) کی تشریح و تفسیر بیان

کرتے اور تقریباً ہر جمعہ کو اسی آیت مبارک کے تحت نئے نکات بیان ہوتے (اللہ تعالیٰ مجھے اس غلط خیالی سے معاف فرمائے) بالآخر قبلہ مولانا صاحب کی زندگی مکمل ہو گئی اور اس آیت مبارک کی تشریح و تفسیر نامکمل رہی۔ بعد میں مجھے اس بات کا اندازہ اور مکمل یقین ہو گیا کہ اگر قبلہ مولانا صاحب دس، بیس یا تیس برس تک یا مزید زندہ رہتے تو وہ ہر جمعہ کو اسی آیت مبارک پر وعظ و تقریر کرتے رہتے۔ تب بھی اس کی تشریح و تفسیر نامکمل و نامتمام ہی رہتی۔ اس ضمن میں ہمارے ایک محترم دوست (حاجی نور محمد صاحب مرحوم) نے سوال کیا۔ قبلہ شاہ صاحب! آپ کی وعظ و خطبہ اتنی مدلل و جامع ہوتی ہے اور ہر جمعہ کو نکات اتنے ٹھوس اور گزشتہ جمعہ نمازوں کے کئی خطبات کی نسبت تقریباً نئے و مختلف ہوتے ہیں۔ اس کے لئے آپ کو بہت مطالعہ کرنا پڑتا ہوگا اور آپ اس بات کا خیال رکھتے ہوں گے کہ کوئی نکتہ غیر ضروری طور پر دھرایا نہ جائے، اور دوسرے آپ نے وعظ و خطبہ کے لئے اس آیت مبارک (البقرة، آیت ۱۲۹) کو کیوں اور کیسے منتخب کیا اور اس کی کوئی خاص وجہ ہے؟

قبلہ مولانا صاحب نے بڑے ہی سادہ انداز میں فرمایا۔ جی ہاں! پہلے چھ ماہ اور سال تک مجھے کافی محنت و مطالعہ کرنا پڑا اور میں بہت سی تفاسیر اور قرآن شریف و احادیث مبارک جمعہ سے ایک دو دن پہلے پڑھ کر اور پورا مطالعہ کر کے آتا تھا۔ مگر بعد میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی نگاہ رحمت سے مطالعہ کی ضرورت کم ہوتی چلی گئی اور اب گزشتہ کئی برسوں سے یہ حال ہے کہ

جب میں جمعہ کے وعظ و خطبہ کے لئے مسجد میں آن کرے منبرِ رسولِ مقبول  
 (علیہ الصلوٰۃ و السلام) پر بیٹھتا ہوں تو بفضل اللہ تعالیٰ میرے دل و دماغ  
 میں خود بخود مواد و نکاتِ وعظ اُبھرتے چلے آتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ  
 وعظ کے ضمن میں دیگر متعلقہ آیات شریفہ و احادیث مبارکہ ذہن  
 میں از خود چلی آتی ہیں اور بعض اوقات تو مجھے پتہ نہیں چلتا کہ میں  
 کیا وعظ کر رہا ہوں اور کم و بیش جمعہ کی نماز کے بعد مجھے صحیح یاد نہیں  
 رہتا کہ میں وعظ و خطبہ میں کیا بولا تھا اور کون کون سے نکات بیان  
 ہوئے۔ دوسرے یہ آیت مبارکہ بھی میرے ذہن میں خود بخود آتی کہ  
 میں اس کے متعلق وعظ و خطبہ دیا کروں۔ ہاں اگر کوئی اور آیت مبارکہ  
 بھی میرے ذہن میں آجاتی یا اُسے میں منتخب کر لیتا تب بھی اللہ تعالیٰ  
 کے فضل و کرم اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی نگاہِ شفقت و رحمت  
 کے طفیل سلسلہ وعظ و خطاب ایسے ہی چلتا رہتا اور یہ میرا ایمان ہے  
 کہ ہر آیت مبارکہ اپنی اپنی جگہ بہت ہی جامع، ٹھوس و سمندر ہے اور  
 رشد و ہدایات، فتوح و برکات، انوار و تجلیات، شفا، حکمت و رحمت  
 اور علم و عرفان سے لبریز ہے۔

کوئی تیس پینتیس برس پہلے مجھے یعنی راقم کو مولانا شفیع صاحب  
 اوکاڑوی کے پیچھے ساہیوال میں جمعہ کی نماز پڑھنے کا موقع ملا وعظ  
 اور خطبہ "سورۃ العصر" کے بارے میں تھا۔ اور وعظ کے درمیان  
 مولانا صاحب نے فرمایا کہ اس سورۃ مبارکہ کے ضمن میں حضرت  
 شیخ عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم اور حضرت امام شافعی کا قول  
 ہے کہ یہ چھوٹی و مختصر سی سورت مبارکہ بھی اس قدر جامع و وسیع

اور سمندر ہے کہ اس سے تمام رُشد و ہدایات، تقویٰ و پرہیزگاری  
 حکمت و رحمت، علم و عرفان، ضابطہ لیں دین و تجارت اور اخلاق و  
 خصائل وغیرہ اخذ اور حاصل ہو سکتے ہیں۔ یہی فکر و یقین کئی بزرگانِ  
 دین، اولیاء اللہ کا سورۃ فاتحہ، الم نشرح اور الکوشر کے بارے میں ہے۔  
 اور اسی یقین و ایمان کا اظہار بعض اکابرین، محدثین، مفسرین اکرام  
 اور علمائے حق نے اپنی اپنی جگہ، سورۃ بنی اسرائیل، الاحزاب،  
 یس، والتیم اور الرحمن بلکہ ہر سورت مبارک اور حدیث شریف کے  
 متعلق کیا ہے۔

قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِذًا اَذِ الْكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفَذَ  
 الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَذَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ  
 جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ۝

(سورۃ (۱۸) الکہف۔ آیت ۱۰۹)

دری تشریح و وضاحت آیات (۱ تا ۲۱)

۱۔ **فَاَيْنَمَا تُولُوْا فَتَمَّ وَجْهَ اللّٰهِ** (سورۃ (۲) البقرہ۔ آیت ۱۱۵)  
 قبلہ چوہدری صاحب بتاتے تھے کہ اس آیت مبارک کے صحیح مفہوم کا اندازہ  
 سالک و درویش مقام خودی کے کھلتے، دولت و صل کے عطا ہونے اور ستر و عدت  
 اور امانت کے انکشاف کے بعد ہی کر سکتا ہے۔ پھر ظاہر میں جدھر کہیں بھی  
 دیکھیں تو **وَجْهَ اللّٰهِ** ہی نظر آتا ہے اور باطن میں جہاں تکیں تو بھی  
**وَجْهَ اللّٰهِ** ہی نظر آتا ہے۔ قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ  
 کے فضل و کرم اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل ان  
 کو یہ مشاہدہ نصیب ہوا۔ ان کی عمر اُس وقت تقریباً بیس برس تھی اور ڈیڑھ

دو سال تک یہ مقام حسل کھلا رہا۔ اور جلوت میں بھی وَجْهَ اللّٰهِ کی جلوہ گری تھی اور خلوت میں بھی شانِ وَجْهَ اللّٰهِ جلوہ افروز۔ حضرت قبلہؑ کہتے تھے کہ یہ عالم استغراق کی کیفیت ہوتی ہے اور درویش کو بھوک پیاس گرمی سردی اور نہ نیند محسوس ہوتی ہے اور نہ وہ کسی سے بات کرتا ہے۔ قبلہ چوہدری صاحب بتاتے تھے کہ دو سال بعد مقام خودی کے کشود اور دولتِ وصل کے نمود کے دورانیے میں مزید کمی ہوتی گئی، یعنی مقام بھی کھل گیا اور کبھی بند ہو گیا اور پھر وہ عالم استغراق سے بھی باہر نکل آئے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ جن سالکین و اہل اللہ سے تبلیغ دین، درس و تدریس یا اور کوئی کام اللہ تعالیٰ کو لینا مقصود ہوتا ہے، وہ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل دولتِ وصل و امانتِ الہی کی عطا اور مشاہدہ کے بعد عالم استغراق سے باہر نکل آتے ہیں۔ ورنہ بصورتِ دیگر ان کا عالم استغراق میں ہی آخری وقت آجاتا ہے اور وہ رحلت کر جاتے ہیں۔

خودی میں ڈوبتے ہیں ابھر بھی آتے ہیں  
مگر یہ حوصلہ مرد، بیچ کا رہ نہیں (علامہ اقبال)

قبلہ چوہدری صاحب کے ایک شاگرد فرزند (جو ترنڈہ رحیم یار خان کے پاس ہی اپنی کھیتی باڑی کا کام کرتے) ہیں۔ انہوں نے مجھے یعنی راقم کو تقریباً پندرہ سال پہلے بتایا کہ وہ ایک رات نماز تہجد کے نوافل ادا کرنے کے بعد درود شریف و ذکر الہی میں مشغول تھے کہ انہوں نے نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کے وسیلہ جلیلہ سے دُعایا مانگی۔ یا اللہ، یارب العالمین اپنے اس عاجز و ناقص بندے کو مشاہدہ فَشَمَّ وَجْهَ اللّٰهِ عطا کر۔ انہوں نے کہا کہ اس

دُعَاوَالتجاکے فوراً بعد یکدم اُن کی نگاہوں سے حجابات اُٹھ گئے اور عالمِ ظاہر میں وہ جدھر نگاہ اُٹھاتے تھے اُنہیں وَجْہُ اللّٰہِ ہی کا مشاہدہ ہو رہا تھا۔ آسمان و فضا میں۔ چاند و اشجار میں اور ہر آن اور ہر سمت شانِ وَجْہِ اللّٰہِ کی جلوہ گری تھی اور فضا میں عجیب اور سہانی ہلک بکھر گئی تھی۔ پھر چند لمحوں کے بعد یہ مبارک منظر اوجھل ہو گیا۔ خوشبو میں سمٹ گئیں اور نگاہیں اپنی پہلی حالت میں آگئیں اور وہ مُصلّٰی پر بیٹھے پہلے کی طرح دُرود شریف و اذکارِ الہی میں مشغول تھے۔

۱۔ جگ میں آکر ادھر ادھر دیکھا تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا (خواجہ میر درد)  
 ۲۔ اس صورت نول میں جاں اکھاں جانان کہ جانِ جہاں اکھاں  
 سچ اکھاں تے رب دی شان اکھاں جس شان تھیں شانناں سب بنیاں پیر سید  
 دتے صورت راہ بے صورت دا تو بہ راہ کی عین حقیقت دا مہر علی  
 یہ کم نہیں سو جھت دا کوئی وریاں موتی لے تریاں (شاہ)  
 قبلہ چو بدری صاحب اس آیت مبارک دی تشریح لبا اوقات صاحب مشاہدہ  
 اولیاء اللہ کے ایسے مندرجہ بالا اشعار میں کیا کرتے تھے۔ کبھی کبھی آپ کھلے انداز میں  
 بھی بات چیت کر لیتے تھے (جسے لکھنے کی رخصت نہیں ہے)

۲۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ ط

سورة (۲) البقرة آیت (۲۵۳)

یہ سب پیغمبر رسولین، مقبولین (علیہم الصلوٰۃ والسلام)۔ جو ہم بھیجتے رہے ہیں، ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی۔۔۔ اس آیت مبارک کے ضمن میں ہدایت نصیب ہوئی کہ الفاظ "تِلْكَ الرُّسُلُ" یعنی یہ

سب پیغمبر یہ سب رسولین مقبولین (علیہم الصلوٰۃ والسلام) سے حیات انبیاء اکرام (علیہم الصلوٰۃ والسلام) ثابت ہوتی اور "یہ" سے حاضر ہونا ثابت ہوتا ہے۔

۳... وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ ج

(سورة (۸) الانفال - آیتہ ۱۷)

اس آیت مبارک کا ترجمہ و تھوڑی بہت تفصیل جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت، بزرگانِ دین، قبلہ چوہدری صاحب کی صحبت کے طفیل نصیب ہوئی، وہ انشاء اللہ تعالیٰ سورة "والنجم (۵۲)" کی آگے آنے والی آیات مبارک کے ترجمہ و قدے تفصیل کے ساتھ تحریر کی گئی ہے۔

۳ - سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ

الْحَرَامِ اِلٰی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بَرَكْنَا حَوْلَہٗ

لِنُرِیْہٖ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ہ

اس آیت مبارک کی مختصر تشریح جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم نبی کریم

(علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت اور قبلہ چوہدری صاحب کی صحبت سے

نصیب ہوئی ہے، وہ اس باب کے جزو ب ۱۰، ۱۱، ۱۲ میں درج کی گئی ہے۔

۵ - وَمِنَ الْاَيْلِ فَتَهَجَّدُ بِہٖ نَافِلَةً لَّكَ ہ

عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ہ

اس آیت مبارک کی کچھ تشریح جو کہ قبلہ چوہدری صاحب کے مشاہدہ پر

مبنی ہے وہ اسی باب کے جزو (ج) میں بیان کی گئی ہے۔

حد محمودے کہ درجبلہ صور شد بہ انوار محمد حبیلوہ گر (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

(مولانا روم)

فتح مبین، کلام فترضی، شان نبی دی عالی  
تے محمود مقام معلی، خاص عطا نرالی

(مولانا غلام رسول)

۶ وَقُلْ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مَدْخَلَ صِدْقٍ وَّ  
اَخْرِجْنِيْ مَخْرَجِ صِدْقٍ وَاَجْعَلْ لِّيْ  
مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝

(سُورَةُ (۱۷) بَنِي اِسْرٰئِيْل، آيَةُ ۳۰)

اس ضمن میں قبلہ چوہدری صاحب اپنے قبلہ شیخ و مرشد سے اسباق  
ذکر الٰہ اللہ یعنی ذکر سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا اپنے مشاہدات اور اس ذکر اللہ  
میں چھپے ہوئے خزائن علم و عرفان انوار و تجلیات اور حکمت و رحمت کے  
متعلق بتاتے تھے یہ وہی ذکر اللہ ہے جو نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) نے  
خواجہ معین الدین چشتی کو ان کی روضہ مبارک، مدینہ شریف میں حاضری  
کے وقت براہ راست بتایا تھا اور ان کو ذکر کرنے کا طریقہ بھی ارشاد فرمایا  
تھا اور خواجہ غریب نواز نے اس ذکر اللہ کی چند ساعت مشق کرنے کے بعد  
بارگاہ رسالت مآب (علیہ الصلوٰۃ و السلام) میں عرض کیا یا رسول اللہ  
(علیک الصلوٰۃ و السلام) اب مجھے اجیر کا پتہ چل گیا ہے کہ وہ ہند کے وسط  
مغرب میں واقع ہے، بلکہ اس "ذکر اللہ" کی برکت سے اب مجھے ارض و سماوی  
واقعات و اشیاء ہر قسم کی بتھیلی پر ظاہر ہونے اور نظر آنے لگے ہیں۔ اسی لئے  
خواجہ غریب نواز سلطان الہند کو عطاءے رسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ و السلام)  
بھی کہتے ہیں۔ "سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا" کے متعلق اس کتاب کے شروع میں  
تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ اس ذکر اللہ کے بارے میں خصوصاً اس کی سالس



کے ساتھ مشق و محنت کرنے کے متعلق واصلین اہل اللہ نے یوں بیان فرمایا ہے  
 گھوڑا نفس داؤد کردی باگ دے کے نفس مارنا کم بہوں چنگیاں والے  
 (بابا وارث شاہ)

یہ موجِ نفس کیا ہے؟ تلوار ہے خودی کیا ہے؟ تلوار کی دھار ہے  
 (علامہ اقبال)

ذکر اللہ کو رواں دواں اور اس کی دائمی مشق و محنت کرنے کو ان  
 بزرگوں نے "گھوڑا اور موجِ نفس" سے تشبیہ دی ہے۔ حضرت قبلہ بتاتے  
 تھے کہ جیسے گھوڑے کو چلانے کے لیے نیکیل وغیرہ ڈالتے ہیں تاکہ وہ صحیح  
 چلتا ہے۔ بابا وارث شاہ کے نزدیک سالس کے ساتھ یعنی نفس کے ساتھ  
 ذکر اللہ کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ ذکر اللہ کرتے وقت خیال و نظروں کی نشت  
 ناک پر یا نتھنوں پر رہے تاکہ یکسوئی پیدا ہو یہی صورت و طریقہ ذکر اللہ  
 سُلْطَانًا تَصِيرُ اُكْرُنَے کا ہے اور پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔

۷۔ اللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط مِثْلُ نُوْرِهِ كَمِشْكُوٰةٍ  
 فِيْهَا مِصْبَاحٌ ط الْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ط الزُّجَاجَةُ كَانُهَا  
 كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ  
 لَّا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ ط يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْءُ  
 وَلَوْ كُمْ تَمْسَسُهُ نَارٌ ط نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ط.....

(سورة (۲۴) النور، آیت ۳۵)

قبلہ چوہدری صاحب اس آیت مبارک کے ضمن میں بتاتے تھے کہ  
 کسودِ مقامِ خودی کے بعد بندہ مومن کے دل میں "نور السّموات والارض"  
 آجاگر ہوتا ہے اور پھر یہی نور تمام عالم کو اپنے محیط میں لے لیتا ہے۔

حضرت قبلہ اس ضمن میں مولانا غلام رسولؒ کے مندرجہ ذیل اشعار بہت دہرایا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ قبلہ مولانا صاحبؒ کے اشعار اس آیت مبارک کے ترجمہ و مشاہدہ حقیقت نور السموات والارض ط کی بہت اچھی عکاسی کرتے ہیں۔

اِذَا نُورُ زَمِينٍ اَسْمَانِ جَدَّے کَارے سارے  
 جَدَّے فیضِ اَحَدِيَّتِ كُولُوں نُورِ كِهَلے چمکائے  
 اِيهہ مَصْبَاحِ صِفَاتِ زَجَاجِوَلِ لَاطِ بِلے بن نائے  
 وِجِ مَشْكُوَّةِ قَلُوْبِ عِشَاقِالِ جَمَّگِ نُورِ كِهَلَا سے  
 نُورِ وِ نُورِ هُوِيَا نُورَانِي عَالَمِ دِي كَلزَا سے  
 چنگے تھیں چنگیائی آئے عَدَمُوں نَقْصِ نَاسے

۸۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى النَّبِيِّ  
 يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَّ  
 سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

(سورة الاحزاب - آیت ۵۶)

اس آیت مبارک کے بارے میں قبلہ چوہدری صاحبؒ بیان کرتے تھے۔  
 ”بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)  
 کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھ رہے اور بھیج رہے ہیں اور تمام  
 اہل ایمان کے لئے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اے مومنین و مومنات تم بھی  
 نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذات یا برکات پر درود و سلام پڑھتے  
 رہو اور بھیجتے رہو“

اس آیت شریف میں نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر درود و سلام

پڑھتے رہنے اور بھیجتے رہنے وغیرہ کی ہدایات بہت ہی آسان فہم انداز میں بتائی گئی ہیں اور ان انوار و ہدایات کے علاوہ اس آیت مبارک کی رو سے بھی حیات النبیؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ثابت ہوتی ہے اور مزید واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ایسی ذات مبارک (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر درود و برکات شریف پڑھ رہے ہیں اور بھیج رہے ہیں جو دائم و قائم ہے (اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا یہ عمل ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ ہے گا اور یہ ذات مبارک (علیہ الصلوٰۃ والسلام) بھی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی)۔

۹۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (سورۃ ۲۳)

وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا  
وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا (آیۃ ۷۲)

امانت الہی

اس آیت شریف کے ترجمہ کے سلسلہ میں قبلہ چوہدری صاحب بیان کرتے تھے کہ جب تمام کائنات نے امانت الہی کو قبول کرنے اور اسے اٹھانے سے عاجزی کا اظہار کیا تو پھر حضرت (انسان نے اسے بسر و چشم قبول کر لیا اور اس ازل اور عظیم امانت الہی کا اہل و حامل بنا دیا گیا اور بلا شک و شبہ خالق کائنات نے انسان کو مظلوماً اور جہولاً "صفات کے ساتھ پیدا کیا یعنی بیشک انسان کو ظلمت، جہل و کثافت کی خوبیوں کے ساتھ امانت الہی کو اجاگر کرنے کے لئے مانند آئینہ بنایا اور امانت الہی کی حامل یہ صفات اور خواص نہ آسمانوں میں، نہ زمین میں، نہ پہاڑوں میں اور نہ ان کے مابین کسی اور مخلوق میں رکھی گئیں اور پھر جب رشد و ہدایت، فیوض و برکات، علم و حکمت، رحمت و معرفت کے انوار و تجلیات ذات الہی انسان پر پڑے۔ یہ اس میں پھر گئے، منعکس ہوئے۔

اُجاگر ہوئے اور پھر جیسے جیسے انسان میں دولتِ یقین و امان مستحکم ہوئی، تو  
 باطن کی صفائی ہوتی گئی تو ظَلُّوْماً جھوٹا کی کثافت درود شریف اور  
 اذکارِ الہی کی رگڑائی یعنی محنت و مجاہدہ سے آئینہ بن گئی اور پھر اللہ تعالیٰ کے  
 فضل و کرم اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی رحمت کے طفیل  
 حجابات چھٹ گئے۔ دولتِ ازل، امانتِ الہی اُبھری، آئینہ سے منعکس ہوئی  
 خاکِ آدم میں صورت پذیر ہوئی اور بندہ مومن امانتِ ازل کا حامل ہوا (آمین ثم آمین)  
 امانتِ الہی کی تشریح میں قبلہ چوہدری صاحب بتاتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے  
 فضل و کرم اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل اُن کے مقام  
 خودی سے حجابات اُٹھے اور اُنہیں دولتِ وصل عطا ہوئی اور پھر ان کو دولتِ  
 وصل کی صورت خلوت میں امانتِ الہی کا مشاہدہ نصیب ہوا۔ حضرت قبلہ مزید  
 فرماتے تھے کہ عطائے اوصاف ظَلُّوْماً جھوٹا سے انسان کو امانتِ الہی  
 کو قبول کرنے اور اس کو اُٹھانے کی صلاحیت و اہلیت نصیب ہوئی اور مرد مومن  
 کو اللہ تعالیٰ نے اس اعزازِ عظمیٰ سے نوازا۔ درحقیقت عطائے اوصاف و خواص  
 ظَلُّوْماً جھوٹا سے حضرت انسان اور مرد مومن کو دوسری مخلوقات پر  
 برتری نصیب ہوئی نہ کہ کمتری اور یہ کلمات اللہ "قرآن شریف میں  
 اس کی تعریف میں بیان ہوئے ہیں نہ کہ بد تعریفی میں۔ حضرت قبلہ بتاتے تھے کہ  
 خالق کائنات نے انسان کو "ظلمت و جہل" کی کثافت کے ساتھ پیدا کر کے  
 امانتِ الہی کے قابل، اہل، حامل اور آئینہ دار بنایا اور اس ضمن میں قبلہ  
 چوہدری صاحب و اصلین اور اہل مشاہدہ بزرگانِ دین، اولیاءِ اکرام کے اکثر یہ  
 اشعار پڑھا کرتے تھے۔

یہ موجِ نفس کیا ہے، تلوار ہے خودی کیا ہے؟ تلوار کی دھار ہے

لہ (سانس کے ساتھ ذکر اللہ کرنا)

خودی کیا ہے؟ رازدرونِ حیات خودی کیا ہے؟ بیدارئی کائنات  
 اندھیرے اُجالے میں ہے تابناک مَن و تو میں پیدا مَن و تو سے پاک  
 ازل سے ہے یہ کشمکش میں اسیر ہوئی خاکِ آدم میں صورت پذیر (علامہ اقبالؒ)  
 حضرت قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ موجِ نفس سانس کے ساتھ ذکر اللہ کی  
 مشق و محنت کرنا اور اسے ہمیشہ جاگتے و سوتے میں جاری رکھنا "خودی" مقامِ وصل  
 "رازدرونِ حیات" سر الہی و سر امانت الہی اور رازدرونِ مے خانہ کا بھی یہی مطلب  
 ہے۔ "اندھیرے میں ہے تابناک" بمعنی ظُلُومًا جہُولًا "اور مَن و تو میں پیدا"  
 بمعنی انسان اور مردِ مؤمن کا باطن یعنی مردِ حق کا باطن، صفاتِ ظُلُومًا جہُولًا  
 کی اور ذکر اللہ سے صفائی کی بدولت جس وقت آئینہ بن جاتا ہے تو پھر امانتِ الہی تابناک  
 یعنی اُجاگر ہوتی ہے اور۔۔۔ اُجالے میں ہے تابناک بمعنی فَايِنَّمَا تُولَوْنَ  
 وَجْهَ اللّٰهِ "بے اور مَن و تو سے پاک یعنی باطنِ مردِ حق پر ایسی واردات و عمل  
 اس کا اختیاری نہیں ہے بلکہ بے اختیاری ہے اور امانتِ الہی عطا ئے الہی ہے  
 اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے اور حضرت قبلہ ایسا ہی مطلب نیچے والے اشعار کہتے تھے۔  
 ۱۔ عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فرغ ذرہ ریگ کو دیا تو نے طلوعِ آفتاب  
 ۲۔ عالم آب و خاک ببادِ ستر عیاں ہے تو کہیں وہ جو نظر سے ہے نہاں اہل کجاہاں سے تو کہیں  
 ۳۔ توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے آسان نہیں مٹانا نام و نشان ہمارا  
 اے امینے از امانت بے خبر غم مخور اندر ضمیر خود و نگر (علامہ اقبالؒ)  
 آب و خاک ذرہ ریگ، و آب و خاک و باد بمعنی انسانی صفات ظُلُومًا  
 جہُولًا — طلوعِ آفتاب، ستر عیاں، نظر سے ہے نہاں بمعنی امانتِ الہی  
 دید حُسنِ خویش با چشمِ شہود خود تجلی کر دو در خاک و جوہ  
 (حضرت بوعلی شاہ قلندرؒ)

ظلمی و جہولی ضد ٹورانہ  
چوں پشت آئینہ باشد مگر

ولیکن مظہر عین ظہور اند  
شاید روی شخص از روی دیگر

(بوستان اسرار از سید محمد غیاث نور بخش گیلانی)

غیر انسان کسش نکر و قبول  
ظلم او آنکہ ہستی خود را  
جہل او آن کہ ہرچہ جز حق بود  
نیک ظلمے کہ عین عدلت است

ز آنکہ انسان ظلم بود و جہول  
ساخت فانی بقائے سرد را  
صورت آن از لوح دل نرود  
نغز جہلے کہ مغزے معرفت است  
(مولانا جلال الدین رومی)

مت و سواس ظلم تے جہلوں و اگ تیری کھلیا  
ظلم جاہل جے نہ ہوندوں نہ پوندوں و چکاسے  
ظلم کماندیاں جہلاں گلیاں کل گراں و چ زلیاں

ظلم کماویں جہل بڈاویں پاویں مقصد بھایے  
ایہ ہے مدح مذمت ناہیں اس وچ ناز اسکے  
دار الجہلوں لاٹاں بلیاں تیں وچ خودیاں چلیاں  
(مولانا غلام رسول)

قبلہ چوہدی صاحب السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبِينْ كِي

مزید تشریح میں فرماتے تھے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں زمین اور پہاڑوں اور ان کے مابین جو بھی اشیاء و مخلوقات ہیں ان میں "ظَلُّوْ مَا جَہُوْلًا" کی صفات اور خواص نہیں رکھیں اس لئے ان میں آئینہ بننے اور تجلیات انوار ذات الہی کے منعکس اور آجا کر ہونے اور پھر امانت الہی کے جلوہ گر ہونے کی صلاحیت و اہلیت نہیں تھی۔ لہذا انہوں نے بار امانت اٹھانے اور اس کے حامل ہونے سے معذوری اور عاجزی کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان میں ہی یہ صفات ظَلُّوْ مَا جَہُوْلًا پیدا کیں اور وہی امانت الہی کا حامل ہوا اور یہ ہدایت بھی نصیب ہوئی کہ مرد مومن کو دولت و وصل و امانت اور خلافت و نیابت نصیب ہونانی الحقیقت حضور اکرم

(علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی ذات پاک اور آپ کی شان مبارک سر اجا میرا سے ماخوذ و مربوط ہے۔  
 بھارا امانت چارہ کے زمین فلک بے چارے انس ظلوم جہول "اٹھایا ہن کیوں بھدوں بے  
 چھٹے بکریم دے قطر یوں دونوں عالم تارے انس حقیقت جامع کر کے وچ اس دارا تارے  
 تول وچ خودی خودوں چھٹا کیوں خود تھیں خیر نہائی پھسیاں چھوڑا ڈیندیاں دے دل جھاک یا نیاں لائی  
 ایہ امانت عشق اسادا، پورا یا نہج سائیں سٹ پکار نہ ہریں قولوں، جاویں متاں ازائیں  
 دھرت آکاش کننن جس بھاروں چالو چائیں چائیں ہن اس تھیں منہ موڑ نہ جائیں، ڈوری چھوڑ نہ جائیں  
 (مولانا غلام رسول)

قبلہ چوہدری صاحب کی صحبت سے ہدایت نصیب ہوئی۔ کہ وہ بزرگان دین  
 اور اولیا کرام جن کا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور غلامی سرکارِ دو عالم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی  
 بدولت مقام خودی کھلا اور جنہیں ظاہر و باطن میں دولت وصل عطا ہوئی باطن میں مشاہدہ  
 امانت الہی نصیب ہوا اور حامل امانت کا اعزاز عظمیٰ عطا ہوا اور ان میں جو اطاعت  
 اللہ تعالیٰ اور اطاعت رسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ و السلام) میں یکتا ہوتے ہیں انہیں اُوقلی  
 الامر یا اولوالامر کا درجہ عطا ہوتا ہے۔ کائنات ان کے سامنے روشن اور  
 عیاں ہوتی ہے اور یہ بزرگان دین صاحب امر ہوتے ہیں چاہے وہ درس و تدریس  
 اور ذرائع ابلاغ میں ہوں۔ چاہے حکومت کے کسی محکمہ میں ہوں یا حکومت کے ایک اہم  
 رکن ہوں اور چاہے وہ صاحب اقتدار اور صاحب حکومت ہوں۔ ان پر  
 خصوصاً اور وہ صلیب اولیا کرام پر عموماً نبی کریمؐ، رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ و السلام)  
 کے طفیل اللہ تعالیٰ کی شان پاک "کُنْ فیکون" اور دیگر شان باوصفات  
 مبارک رَحْمٰنٌ وَرَحِیْمٌ... (مالک کی منشاء و حکم کے مطابقت) کے  
 فیوض و برکات، حکمت و رحمت، علم و عرفان اور انوار و تجلیات کا تصرف و پرتو  
 پڑتا رہتا ہے۔ نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی نگاہ رحمت اور اللہ تعالیٰ کے

فضل و کرم کی بدولت جس طرف وہ اشارہ کرتے ہیں وہ کام ہو جاتے ہیں۔ دعائیں مانگتے ہیں۔ وہ قبول ہو جاتی ہیں۔ مریض کو درود شریف اور کلام پاک سے دم کرتے ہیں تو اس کی بیماری، آسیب و امراض ختم ہو جاتے ہیں اور ان کی بات و قول پورا ہو جاتا ہے۔ ایک قدسی حدیث مبارک کی رو سے ان کے قول اور فعل و امر بالکل واضح ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسے ارشاد فرمایا۔ میں اپنے محبوب بندے کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

از رُوز جزو کل آگہ بود دو جہاں قائم بامر اللہ بود (علاقہ اقبال)  
مزید وضاحت و ہدایت عطا ہوئی کہ دیگر اولیاء اللہ اور اُمتیوں و عالمین پر بھی بوسیدہ جلیلہ رحمت للعالَمین (علیہ الصلوٰۃ و السلام) اور رب العالمین کی شانہا و صفات و اَسْمَاءُ الْحُسْنٰی و کلام مبارک (مالک کی منشاء و حکم کہ مطابقت) کے فیوض و برکات۔ علم و حکمت اور انوار و تجلیات کا تصرف و پر تو پڑتا رہتا ہے اور مومنین و مؤمنات کی دعائیں قبول ہوتی رہتی ہیں۔ جن و انس اور مخلوقات کے کام بنتے رہتے ہیں اور کارخانہ قدرت چلتا رہتا ہے۔

قبیلہ چوہدری صاحبِ دولت و صل اور امانت الہی کے متعلق بعض اہل مشاہدہ بزرگانِ دین کے اقوال و تشبیہات و تمثیلات کچھ ایسے بیان کرتے تھے۔ مثال کے طور پر :-

خواجہ معین الدین چشتی، غریب نواز سلطان المہند نے دولت و صل اور امانت الہی کے متعلق، جمال جانناں، جمال دوست۔ یار اور



در وحدت اور امانت ... کے الفاظ استعمال کیے۔

ہے بگیر مصقلہ عشق و رنگ تن بزادے بہین در آئینہ جان جمال جانان را  
جمال دوست بے کسوت معنی کہ تو او دین ہم بہتر کہ در کسوت جمال خویش بنساید  
مولانا جلال الدین رومی نے اس مشابہہ عظمیٰ کو دوست، خلیل

صغیر السن اور رطب البدن ... سے تشبیہ دی۔

ماضی و مستقبل نسبت تو دوست ہر دو یک چیز اند پنداری کہ دوست

چوں خلیل آمد خیال یار من صورتش بت معنی اوبت شکن

کہ ترا گوئید ز مستی بوالحسن یا صغیر السن یار رطب البدن

صد اوراق و صد کتاب در نار کن روتے دل را جانب و لدار کن

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر نے کچھ ایسے فرمایا:

انماں کہ در ہوئے نوشیداشسته اند از جملہ کس نہ دیدہ تنہا نشسته اند

خود را خدائے نام تو اے دوست کردہ اند گاہے فوادہ گہ بہ تر تاشسته اند

کا گاسب تن کھائیو چن چن کھائیوماں دو دنیاں مت کھائیو انہیں بیاہن کی اس

خواجہ علاؤ الدین صابری نے اس طرح بیان کیا:

ہے امر ز شاہ شاہاں مہمان شد است مارا جبریل با ملائک در بیان شد است مارا

بابا شرف الدین بوعلی قلندر نے شمع حرم یار اور حسن ازل ...

کے الفاظ استعمال کئے:

ہے بدل شمع حرم داری چہ اسوئے حرم پوئی چوں یار اند بعل اری چہ سو داز قطع منزلیا

شرق حسن ازل منی بچشم جان و دل ہر دم عیاں در جلوت جاہنا نہاں در جلوت دلہا

بابا حافظ شیرازی نے جمال دوست، دوست اور خانہ خدا ... کہا ہے

ہر کس در نماز نہ بیستند جمال دوست فتویٰ می دہم کہ نماز قضا کنند

ۛ من کہ رہ بر دم گنج حسن بے پایاں دوست صد گدائے چو خود را بعد ازین قاروں کنم  
 جلوہ بر من مفروشے اے ملک الحاج کہ تو خانہ می بینی و من خانہ خدامی بینم  
 بابا سید محمد غیاث نور بخش گیلائی نے توستان اسرار میں ایسے فرمایا:

ۛ بنام آنکہ جاں رافکرت آموخت چراغ دل بنور جاں برافروخت  
 ز فضلش ہر دو عالم گشت روشن ز فیضش خاک آدم گشت گلشن  
 ز چشم او ست دلہامست و مخمور ز لعل او ست جا نہا جملہ مستور  
 ز چشم او ہمہ دلہا جگر خوار لب لعلش شفا ئے جان بیمار  
 زہے اول کہ عین آخر آمد زہے باطن کہ عین ظاہر آمد  
 حدیث زلف جانان بس دراز است چہ شاید گفت زان کہ اس جا ئے راز است

بابا سلطان العارفين سلطان باقونے ان مقامات پر سر وحدت،

دلبر، الا اللہ، یار، سبحان، خلیل، یاریگانہ، شمع دل، دوست اور آب حیاتی کے  
 الفاظ سے مثالیں دی ہیں۔

ۛ الف احد جدتی دکھالی از خود ہویا فانی ہو عینوں و عین نھیو سے حضرت بابا ہر وحد سبحانی ہو  
 ۛ لکہ ہزار کتاباں پڑھیاں بز ظالم نفس نہ مردا ہو باچھ فقیراں کیسے نہ ماریا حضرت بابا ہونہ ظالم چوراند دا ہو  
 ۛ ایہ تن میرا چشمان ہونے میں دلبر ویکہ نہ رجاں ہو لوں لوں دے ٹڈھ لکھ لکھ چشماں اک کھولاں اک کجاں ہو  
 ۛ اتنا ڈھیاں مینوں صبر نہ آسے میں ہو کہے دل بجاناں دلبر وادیدرے مینوں حضرت بابا ہو لکھ کرور ججاں ہو  
 ۛ الا اللہ گھر سے آیا جس آن لہایا پالا ہو اسان بھریا لہ خنزوں پتیا حضرت بابا ہو آب حیاتی والا ہو  
 ۛ تن من یار میں شہر بنا یا دل درج خاص محلہ ہو آن الف دل و تنوں کیتی میری خوب ہونی تسدہ ہو  
 ۛ جس الف مطالعہ کیاب دا باب نہ پڑھدا ہو چھوڑ صفاتی لہ صس ذاتی اودہ عامان نال نہ زلدا ہو  
 ۛ نفس امارہ کتر جانے نازنیا ز نہ دھردا ہو واہ نصیب نہاندے حضرت بابا ہو جہنل ٹانک لہا گھرا ہو  
 ۛ پڑھ چنل توں کروشانی تارے دکر کرین بہیرا ہو تیرجاں جن کئی تے پڑھدے مانوں سبحان باچھ اندھیرا ہو

تھے جن اسدا پڑھا تو تھے قد نہیں کچھ تیرا ہو  
 جسے کارن اسان جنم گویا رشتہ باہو بار ملے اک پھیرا ہو  
 ۱۔ قلب کمال جمالوں جسموں جو ہر جاہ جلیلوں ہو  
 قبلہ قلب متور ہو یا حضرت باہو خلوت خاص خلیلوں ہو  
 ۲۔ غفلت کنوں نہ کھلے پردہ دل جاہل بت خانہ ہو  
 واہ نصیب تندی (حضرت) باہو جنناں بار طیا گانہ ہو  
 ۳۔ شمع چراغ دل روشن چہنید اوہ کیوں بالن ڈلوئے ہو  
 عقل فکری پہنچ نہ حضرت باہو او تھے فانی فہم کجیوے ہو  
 ۴۔ تنو ٹھوک لٹھا وچ دل دے جوڑ لیس خلوت خانہ ہو  
 عشق امیر فقیر منیدے (حضرت) باہو کیا مانے لوک برگانہ ہو  
 ۵۔ نہیں فقیری جلیاں مارن ستے لوک جگاوں ہو  
 نہیں فقیری وچ ہوا دے مصلی پاٹھراون ہو  
 ۶۔ شاہ رگ تھیں نزدیک لدھو سے پا دل اندر جھاتی ہو  
 اسان انہاں وچ اوہ اسان وچ (حضرت) باہو دور ہی قرتی ہو  
 ۷۔ ایہ تن رب پتے دا حجرہ وچ پا فقیر اچھاتی ہو  
 نہ کرنت خواجہ خضر دی تیرے اندر آب خیاتی ہو  
 ۸۔ شوق دا ڈیو ابال انھیرے متاں بھیس دو کھراتی ہو  
 من تھیں اگے مرے (حضرت) باہو جنناں حق دی بر پھاتی ہو  
 بابا وارث شاہ صاحب نے دولت وصل اور امانت الہی کے واسے میں اپنے

کلام تہیر وارث شاہ میں ایسے لکھا ہے :

۱۔ گھوڑا نفس دا ذکر دی واگ دے کے نفس مارنا کم بہوں چنگیاں والے  
 وارث شاہ ربخیر اے جن چڑھیا گھر و گھر مبارکاں لیا وندا اسے  
 گھر یار تے ڈھونڈ دی پھریں باہر کتے محل نہ مارٹیاں اٹھ گیا  
 اکھیں کھول کے دیکھ توں وچ انگن یا راندے نہ کسے گٹھ گیا  
 ۲۔ بیٹھے وال چوٹی متھا جن رانجھانین کھلے دی گھساں ہوئی  
 آ بگل وچ بیٹھ کے کراں گلاں جویں وچ کرباں کمال ہوئی  
 ۳۔ سو حنا پھل گلاب مشوق نڈھا راج پترتے سنگڑ سجان ہے نی  
 او پچھے کپڑے دیں والے تے ایس دا کون مکان ہے نی  
 وارث شاہ ساتوں نظر آوندے ایہہ تاں ہیر دی خاص امان ہے نی

(امان بھنی امانت الہی)

بابا یحییٰ شاہ صاحب نے اس ضمن میں کچھ ایسے کہا ہے:

۱۔ اَللّٰہِ مِیْنِ اَکْ کَر جَاتَا مِ مَحْمَدِ پَیَا  
لاکے شیشے اندر اَللّٰہِ نَظَرِیْنِ اَیَا  
(علیہ الصلوٰۃ و السلام)

۲۔ (ظَلُوْ مَا جُوْلًا)

کیوں خلقت باہر ڈھونڈ ہندی ہے

منہ آئی بات نہ رہندی ہے

راہ کھوجیا اپنے اندر دا

ہر ہر وج صورت رب دی ہے

منہ آئی بات نہ رہندی ہے

اَج پِی گھر آیا لال نی

زین وصل دی پیا گھٹا ہے

اَج پِی گھر آیا لال نی

اِیہ تَلْکِن بَازِی دِہِیْرَا اے

تھم تھم کے ٹرواندھیرا اے

وڑ اندر ویکھو کھڑا اے

۳۔ جِس پَیَا بھیدِ قَلْبِ دَا

اِک لَازِم شَرْطِ اَدبِ دِی اے

کِتے ظاہر کتے چھپندی اے

۴۔ رَج رَج پاؤ دھمال بی

گھڑی گھڑی گھڑیاں بجائے

گھڑیاں دیو نکال نی

۵۔ ہیر رانجھے دے ہو گئے میلے

بھلتی ہیر ڈھونڈ ہندی بیلے

۶۔ رانجن یار نبل وچ کھیلے۔ سرت رہیا نہ سرت سنبھارے۔ عشق دی نویں نویں بہار

۷۔ میری نکل دے وچ چور نی، میری نکل دے وچ چور نی، سا دھوکس نول کوک سناواں

میری نکل دے وچ چور

چوری چوری نکل گیا، تے جگ وچ پے گیا شور

جس جاتا تے جان لیا تے ہو رہے جھڑ مور

چک گئے سب جھگڑے جھیرے، نکل پیا کوئی ہو

عرش منور بانگاں طیاں، سنیاں تخت لاہور، میری نکل دے وچ چور نی، میری نکل دے وچ چور

خواجہ غلام فرید نے ملتان یا سرسکی زبان میں دلبر سائول یار  
 وحدت، پنل، رانجھن، مٹھل اور حسن ازل وغیرہ کے الفاظ استعمال کیے ہیں

بن دلبر شکل جہاں آیا ہر صورت عین عیاں آیا  
 نحن اقرب راز انوکھا وَهُوَ مَعَكُمْ مَلِيًّا هُوَ كَا

سمجھ سو نبھنا نوع الم لوکا ہے ہر روپ میں عین نظارا

ہر رنگ میں بے رنگ پیارا ہر رنگ میں بے رنگ پیارا  
 وَفِي انْفُسِكُمْ سِرَّ اِلٰهِي تَوَلَّيْتُمْ فَاَشْسُ كُوَاہِي

ہر صورت فرج رانجھن ماہی کیتا ناز وادھنگ نیارا

ہر رنگ میں بے رنگ پیارا ہر رنگ میں بے رنگ پیارا  
 مارو مٹھل دل نکھڑا چھپا پا ڈکھڑیں ڈکھایا دریں مو نبھایا

ہر صورت وچ آوے یار کر کے ناز ادا لکھ وار

حسن ملاحت برہوں بچاؤئے رمز نزاکت بھا بھڑ کاٹے

سوہنیاں طزراں موہنیاں گالہیں دلڑی خوب ابھاڑن چالیں

ہوش قرار بھلا دن بھالیں پلکاں کر دیاں خون ہزار

مخفی راز تھے اظہار ہر صورت وچ آوے یار

اسانوں رہن نہ ڈھیندی لگی پنل دی تانگ

ماڈی دلڑی اڑی ہوت پنل دی سانگ

ہیں تاں تیکوں منتاں کردی سائول اسانوں بھال

واہ غمزے واہ ناز چوبلے واہ غمزے واہ تلک تلولے

واہ زلفاں واہ خال

۱۰ ارواح نفوس عقول ڈٹھم  
 انسان ظلوم جهول ڈٹھم  
 کل یار اغیار کون یار ڈٹھم  
 ہر صورت وچ دیدار ڈٹھم  
 تتی رور واث نہاراں  
 کڈہیں سانول موڑ مہاراں  
 جس کارن سو سختی جھاگی  
 پھراں ڈوہاگی دیس براگی  
 جیندیں ڈیکھاں سانول ساگی  
 تھیواں باغ بہساراں  
 کڈہیں سانول موڑ مہاراں

۱۱ واہ یار پسنل من بھاندا  
 واہ دارو درد دلاں دا  
 ہاں بھروا تیدڑے ناں دا  
 چم چاتم تیدڑی ڈوہی  
 تھی عشق فرید آبیلی  
 سبھ بھل گئے ایہی اوہی  
 پیر مہر علی شاہ صاحب نے اس مقام پر ایسے کہا ہے:

مکھ چند بدر شعثانی اے  
 منٹھے چکے لاک نورانی اے  
 کالی زلف تے اکھستانی اے  
 مخمور اکھیں مین مدھ بھریاں  
 اس صورت نوں میں جاں اکھاں  
 جانان کہ جان جہاں اکھاں  
 سچ اکھاں تے ربی شان اکھاں  
 جس شان تھیں شانناں سب بنیاں  
 سُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَجْمَلُكَ  
 مَا أَحْسَنُكَ مَا أَكْمَلُكَ  
 کتھے مہر علی کتھے تیری شنا  
 گتاخ اکھیں کتھے جاڑیاں

مولانا غلام رسول نے مشاہداتِ دولت و وصل و امانتِ الہی کو

قصہ "احسن القصص" میں دلبر، مکھ مبارک، صورت پر معنی، رخ، حسن  
 یار، لاک، چراغ، شمع، امانت اور خودی..... لکھا ہے۔

زلف سیاہ دیاں کالیاں راتیں دلبرے دربارے  
 دام بقا دے خلوت خانے و صلواں کرن نتارے  
 مکھ مبارک شعلے نوری شکل سبھی نورانی  
 کیا کہواں اوہ کس دے جیہا ہور نہ اسدا ثانی

اہم صورت پر معنی انور منظر فیض الہی  
 سُرخ سے نوروں عالم دیکے ماہ کنوں تاما ہی  
 حسن کمال جمال معانی کرے نگاہاں مائل  
 پاک خصائل، نال فضائل اندر عمر اوائل  
 اکھیں سے وچ لہر حسن دی رُس غلبے چائے  
 لہراں دردوں اچھلائیاں ٹھاٹھیں میں ٹہرائے  
 میں لبتھاں اوہ یار نہ لیتے جسدی یاری بھاری  
 جسدے پھروں جاندی اری زخم لگے دل کاری  
 سینے لٹ جہان سے بلدی بحر میں سے داغوں  
 رخت جلے بے صبری دل دا گھر سے لیس چرخوں  
 زمین فلک وچ نور چمکیا جنگل گھاہ د مکدا  
 اس صورت ویاں بڑیاں چمکاں سورج دیکھ سکدا  
 تن نازک موزوں قامت سر و چشم محبوبی  
 شمع مشعل لب لعل رخشاں تے زلفاں وچ خوبی  
 بھارا مات چانہ سکے زیاں فلک بے چارے  
 اہر امانت عشق اسادا پورا یار نبھائیں  
 توں وچ خودی خودوں چھٹ گویں خود تھیں نہ پائی  
 ظلم کماندیاں جنڈاں گلیاں کل گرداں وچ زیاں  
 وفی الفسکم دی مڑوں تیں دل کراں اشارا  
 یاریں حالت منظر دے دل اور دانگیاں

افضل اطہر اکمل انور جس وچ سب وڈیاں  
 عدم تکلف والیاں جس تھیں و ہندیاں ندیاں آئیاں  
 گل مراتب حقی خلتی تنزی یہی تشبیہی  
 منظر حمد حمید حقیقی اہر مکتوف بدیہی

**ڈاکٹر علامہ محققہ اقبال نے مشاہدہ دولت وصل امانت الہی**  
 کے بعد اس مقام ولایت و عطائے الہی کو اکثر و بیشتر کشاد خودی یا کشود مقام  
 خودی کہا ہے۔ مولانا غلام رسول اور بعض دیگر واصلین اولیاء اللہ نے معرفت اور  
 ولایت کے اس مقام عظمیٰ کو "خودی" بھی بتایا ہے۔ علامہ اقبال نے دولت وصل  
 اور امانت الہی کو "الاتہ" ستر نہاں، راز کائنات، گوہر فر و اول آگاہ ستر عیاں

آہوئے تاتاری، ستر فلک الافلاک، دلِ بینا، مقامِ پادشاہی، محرمِ راز، رازِ حرم  
مقامِ کبریا، نعمتِ دیدار، مکینِ دل، جوہرِ عشق، حسنِ ازل، رازِ ازل، وحدت،  
رازِ درونِ حیات، شمعِ نفس، نورِ بصیرت، دیدہ ور، زندہ تمنا اور دوست وغیرہ  
کے الفاظ استعمال کیے ہیں اور اس ضمن میں اُن کے بعض اشعار اس کتاب میں  
پہلے لکھے جا چکے ہیں اور کچھ اشعار نیچے تحریر کیے جا رہے ہیں۔

خودی کا ستر نہاں لا الہ الا اللہ خودی ہے تیغِ فساں لا الہ الا اللہ  
نفسی ہستی کرشمہ ہے دلِ آگاہ کا لاکے دریا میں موتی ہے نہاں الا اللہ کا  
عشق رازِ شغل لا آگاہ کن آشنائے رمزِ اِلا اللہ کن  
مقامِ تیز سے ملتا ہے صحر میں نشانِ ابرکا ظنِ تھمیں ہاتھ آتا نہیں آہوئے تاتاری  
دلِ بیسنا بھی کر خدا سے طلب آنکھ کا نورِ دل کا نور نہیں  
یہ پیام دے گئی ہے مجھے با وضوح گاہی کہ خودی کے عارفوں کا ہے مقامِ پادشاہی  
میری نوائے پریشان کو شاعری نہ سمجھ کہ نہیں ہوں محرمِ رازِ درونِ میخانہ  
حادثہ وہ جو ابھی پردہِ افلاک میں ہے عکس اس کامے آئینہ ادراک میں ہے  
ہر اک ذرہ میں ہے شاید مکینِ دل اسی جلوت میں ہے خلوت نشینِ دل  
تجھ سے دلوں کا حضور مجھ سے لوں کی کشود عرشِ معلیٰ سے کم سینہ آدم نہیں  
ہزاروں سال زگرں اپنی بے نوری پر روتی بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ و پریدہ  
یارِ دلِ مسلم کو وہ زندہ تمنا دے جو دل کو گمراہی سے جو روح کو تڑپا دے  
کیا خیر اس کو ہے یہ راز کیا دوست کیا ہے دوست کی آواز کیا  
آدمی دید است باقی پوستان است دید آں باشد کہ دید دوست است  
عالم آبت و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ ذرہ ریگ کو دیا تو نے طلوعِ آفتاب  
توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے آساں نہیں مٹانا نام و نشان ہمارا

لے تلو ما جہولاً۔ لے امانت الہی لے انسان، تلو ما جہولاً لے امانت الہی



اے امینے از امانت بے خبر غم مخور اندر ضمیر خود نگر

فروزاں ہے سینے میں شمع نفس مگر تابِ گفتار کہتی ہے بس  
اس ضمن میں قبلہ چوہدری صاحب بتاتے تھے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم  
اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل مردِ حق کے باطن سے  
حجابات کا اٹھنا یا کثود مقامِ خودی کا وقوع پذیر ہونا، خلوت اور خلوت میں  
دولت و صل اور امانتِ الہی کا ظہور پذیر ہونا اور مردِ حق کو مشاہدہ نصیب ہونا  
درحقیقت یہ سب عطائے مقامِ قَابِ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی سے منسلک و مربوط  
ہیں اور کثود مقامِ خودی، پَر تو مقامِ قَابِ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی کی ایک صورت  
ہے۔ جہاں "سدرۃ المنتہی" سے کہیں آگے اور اوپر عرشِ عظیم پر ایک قوس  
مُبَارک و عظیمی رَبُّ الْعَالَمِیْنَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ شانِ کبریا بی ہے اور دوسری  
قوسِ مُبَارک و عظیمی رَحْمَتُ الْعَالَمِیْنَ، جہاں و شانِ مُصْطَفَاۗی (علیہ الصلوٰۃ و السلام)  
ہے اور قبلہ چوہدری صاحب نے یہاں پر علامہ اقبالؒ کے یہ اشعار پڑھا کتے تھے۔

خودی کی خلوتوں میں مُصْطَفَاۗی خودی کی خلوتوں میں کبریا بی

زمین و آسمان و کرسی و عرش خودی کی زد میں ہے ساری خدائی

قبلہ چوہدری صاحب نے بیان کرتے تھے کہ اکابرین و حضرت خواجہ حسن بصریؒ

حضرت امام غزالیؒ، حضرت امام جعفر صادقؒ، حضرت امام ابوحنیفہؒ اور دیگر امام ہا

حضرت بی بی رابعہ بصریؒ، حضرت سید علی بن عثمان یحویریؒ، داتا گنج بخشؒ، حضرت

سید عبدالقادر جیلانیؒ، معنوث الاعظم، محبوب سبحانیؒ، حضرت سید معین الدین چشتیؒ

سلطانِ ہند، حضرت شہاب الدین سہروردیؒ، حضرت محی الدین ابن عربیؒ، حضرت

عبدالعزیز دہلویؒ، مولانا عبدالرحمن جامیؒ، حضرت شیخ سعدیؒ، خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ

بابا فرید الدین گنج شکرؒ، حضرت عثمان مروندیؒ، شہباز قلندرؒ، حضرت علاؤ الدین صابرؒ

حضرت نظام الدین سلطان الاولیاء محبوب الہی، حضرت سلطان نصیر الدین چراغ  
 دہلوی، حضرت امیر خسرو، حضرت باقی باللہ، شیخ احمد سرہندی، مجدد الف ثانی  
 امام ربانی، حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی، حضرت میاں میر، حضرت شاہ لطیف  
 امام بری، سلطان کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی، رحمن بابا اور دیگر واصلیں بزرگان  
 دین نے اس آیت مبارک کی تفسیر و ترجمہ کے ضمن میں اپنے اپنے کلام و کتب میں  
 ایسے ہی مشاہدات کا ذکر اور خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔

یہ ہے مقصد گردشِ روزگار کہ تیری "خودی" تجھ پہ مواشکار  
 حقیقت پہ ہے جامہء حرفِ تنگ حقیقت ہے آئینہ، گفتارِ زنگ (بمعنی ظلوماً  
 فروزاں ہے سینے میں شمعِ نفس مگر تابِ گفتار کہتی ہے بس (بمعنی  
 اگر یک سر موٹے بر تر پر م (مانت الہی)  
 فرغ تجلی بسوزد پر م (ہمہ دنیٰ انکم  
 اقللاً تبصرون)

## مشاہدہ دولت امانت الہی۔ اور۔ ملائک جنات دیگر مخلوقات

اللہ تعالیٰ نے اس مضمون، امانت الہی کو آیت ۹ (یعنی سورۃ الاحزاب

کی آیت ۷۲) میں بہت وضاحت و تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ  
وَالجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا  
وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا

ترجمہ: بیشک ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کو اور (جو کچھ ان کے) درمیان میں ہے (ان سب) کو پیش کیا مگر انہوں نے اس کو اٹھانے سے انکار کیا اور وہ اس سے ڈر گئے اور انسان نے اسے اٹھا لیا۔ بیشک وہ ظلوماً جھولتا تھا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کو بلاشبہ ظلمت و جہل معنی کثافت کیساتھ تخلیق

فرمایا یعنی امانت الہی کو اٹھانے کے اہل پیدا فرمایا مگر ملائک نوری مخلوق اور ابلیس جت

ناری مخلوق اور دیگر آسمانوں و زمین اور پہاڑ وغیرہ کو اللہ تعالیٰ نے صفات ظلوماً جھولاکے

ساتھ تخلیق نہیں فرمایا لہذا وہ امانت الہی کے اٹھانے کے اہل پیدا نہیں فرمائے گئے تھے۔

اسی لئے ان میں بے چینی و کشمکش تھی کہ حضرت انسان خاکی مخلوق میں خصوصی صفات ظلوماً

جھولاکے باعث ان سے بالا و برتر ہو گیا تھا اور وہی حامل سعادت امانت بنا اور

وہی صاحب شرفِ خلافت و نیابت ہوا۔۔۔ جنات (مسلمان) اور ملائک (فرشتوں)

کو ظاہر جلوت و آفاق میں دولت و صل نصیب ہوتی ہے مگر باطن، خلوت و انفس میں

دولت و صل یعنی مشاہدہ امانت الہی یا حامل امانت الہی کے وہ اہل نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ

کی جانب سے ان میں خصوصی صفات ظلوماً جھولاً نہیں رکھی گئی ہیں اسلئے دولت امانت الہی کا اثر

مردمکین انسان کو ہی نصیب ہوگا اور مردمکین ہی ظاہر جلوت و آفاق میں اور باطن، خلوت و

انفس میں بھی مشاہدہ دولت و صل و مشاہدہ دولت امانت الہی کا اہل و عامل ہوگا۔ (حضرت

قبل چوبہنی صبا کی صحبت و گفتگو سے مانوڈن) یہ بحث و حقیقت آگے تفصیلاً بیان کی جا رہی ہے۔

یہ مسئلہ اور اس کا حل تو ازل ہی سے حضرت بابا سیدنا آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی تخلیق کے موقع پر ہی طے ہو گیا تھا... جب اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا آدم کو اپنے ہاتھ سے خاک و مٹی سے بنالیا اور اس میں حامل امانتِ الہی کے لئے خصوصی صفات "ظلو و اجہولاً" بھی رکھ دیں۔ یعنی اُن کے اندر "ظلمت اور جہل کی کثافت" کی خاطر خواہ تہ نگاہی، متعین کر دی تاکہ اس تہ کو آئینہ بننے اور تجلیاتِ الوار ذاتِ الہی کو منعکس و اجاگر کرنے اور اُن کے باطن، خلوت، انفس" میں امانتِ الہی کے جلوہ گر ہونے، صورت پذیر ہونے اور متشکل ہونے کی صلاحیت موجود ہو۔

ازل سے ہے یہ کشمکش میں اسیر ہوئی خاک آدم میں صورت پذیر

(علامہ اقبالؒ)

اللہ تعالیٰ نے پھر اُن کو اپنے ہاتھ سے ٹھیک بنا کر اور نوک پلک سنوار کر اُن میں اپنی رُوح میں سے نفخہ کر دیا یعنی اپنی رُوح سے فیضانِ نور بھونک دیا۔  
فَاِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُوْحِيْ ...

(سُورَةُ الْحَجْرِ (۱۵) آیت ۲۹، سُورَةُ ص (۳۸) آیت ۷۲)

ملائک سے کہا کہ میں (حضرت آدمؑ حضرت انسان کو) زمین میں خلیفہ اور نائب بنانے والا ہوں۔ "وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً... (سُورَةُ (۲) البقرة آیت ۳۰) ... اور فرشتوں نے عرض کیا۔ (اے پروردگار) کیا تو زمین میں ایسے کو (خلیفہ) بنائے گا، جو شر و فساد پھیلانے اور خون ریزی کرے گا۔ حالانکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح اور کمال پاکیزگی کو بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں (ان اسرار کو) جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

(البقرة-آیات ۳۱، ۳۲ اور ۳۳) اور اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کے نام (حضرت) آدمؑ کو سکھا دیئے۔ پھر انہیں (چیزوں) کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا کہ مجھ کو ان (چیزوں) کے نام بتاؤ اگر تم (اپنے دعوے میں) سچے ہو (۳۱) انہوں نے عرض کیا تیری ذات پاک ہے۔ ہم کو علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا۔ بے شک تو ہی (اصل) جانتے والا حکمت والا ہے (تو ہی) حضرت آدمؑ کی استعداد، سرِ خلافت کو جانتا ہے، تیرا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں) (۳۲) فرمایا اے (حضرت) آدمؑ اب تم انہیں ان (چیزوں) کے نام بتاؤ پھر جب اس نے (حضرت آدمؑ نے) فرشتوں کو ان کے نام بتلا دیئے (تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں آسمان و زمین کی سب پوشیدہ باتیں جانتا ہوں اور (وہ بھی) جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو یہاں مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ فرما کر متنبہ کر دیا کہ دل میں یہ بات نہ چھپاؤ، دراصل شیطان ابلیس کو ہی متنبہ کرنا مقصود تھا، جو دل میں خطرہ لئے بیٹھا تھا اور اسرارِ خلافت و نیابت و امانت کے کچھ حقائق کو تھوڑا بہت بھانپ گیا تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے (اس کے لئے) خاص کرم و رحمت کی ساعت تھی، مگر بد بخت نے اس تنبیہ سے بھی فائدہ نہ اٹھایا اور وقت امتحان (یعنی حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے کے حکم کا وقت) آگیا اور اس نے انکار و تکبر کیا۔ اور کافروں میں سے ہو گیا۔۔۔

(البقرة-آیت ۲۲) ... وَ اذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰی وَاَسْتَكْبَرَتْ وَاكَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ؕ اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ (حضرت) آدمؑ کو سجدہ کرو (تعظیم بجا لاؤ) تو (سب) سجدے میں گر گئے۔ سوائے شیطان ابلیس کے، اُس نے انکار کیا اور

اپنے آپ کو (اپنی ذات کو) بڑا سمجھا اور (وہ) تھا رہی) کافروں میں سے...  
 ۱۔ مندرجہ بالا آیات مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع شروع میں فرشتوں کے اذہان میں اپنے علم اور عبادات و ریاضت کے خیال پر حضرت آدمؑ، حضرت انسان پر اپنی برتری کا گمان تھا اور ان کی سوچ تھی کہ اللہ تعالیٰ شاید انسان میں شر و فساد کی سرشت کی وجہ سے، زمین پر حضرت انسان کو اپنا خلیفہ و نائب نہ بنائے اور بالآخر امانت الہی کا اہل و حامل نہ بنائے اور چونکہ فرشتے، اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح اور پاکیزگی کو بیان کرتے رہتے ہیں اور شاید اللہ تعالیٰ ان کی عبادت و ریاضت اور (نوری مخلوق ہونے کے سبب) ان میں شر و فساد نہ ہونے کی وجوہ پر انہیں یعنی فرشتوں کو زمین پر اپنا خلیفہ و نائب بنائے (اور اس بات کا اظہار خیال فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور کر بھی دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بات نہیں مانی تھی اور انہیں کہہ دیا تھا کہ میں ان اسرار کو جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے... اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ) مگر جب فرشتوں کو علم ہو گیا تھا اور انہوں نے بھانپ لیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے :-

حضرت آدمؑ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو اپنے ہاتھ سے مٹی سے بتایا ہے۔  
 حضرت انسان کی تخلیق کے وقت اس میں خصوصی صفات "ظَلُوْماً جَہُوْلًا" بھی رکھ دی ہیں، یعنی اس کے اندر ظلمت اور جہل و کسافت کی خاطر خواہ تہ متعین کر دی ہے، اب اسے آئینہ بننے اور اس کے باطن، خلوت، انفس میں امانت الہی کے جلوہ گر ہونے اور صورت پذیر ہونے کی صلاحیت موجود ہو گئی ہے (اور فرشتوں میں صفات "ظَلُوْماً جَہُوْلًا" نہیں ہیں، وہ نوری مخلوق ہیں،

اُن کا باطن آئینہ نہیں بن سکتا اور اُن میں امانتِ الہی جلوہ گر نہیں ہو سکتی۔۔۔)

اور حضرت آدمؑ کو تمام چیزوں کے اسماء (نام) سکھا دیئے ہیں۔ پھر انہیں (چیزوں) کو ملا کر فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا کہ مجھ کو ان (چیزوں) کے نام بتاؤ اگر تم (اپنے دعوے و اظہارِ خیال میں) سچے ہو کہ مستحقِ خلافت تم ہو، حضرت آدمؑ نہیں) تو فرشتوں نے عرض کیا تیری ذات پاک ہے، ہم کو علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا ہے، بے شک تو ہی اصل جاننے والا حکمت والا ہے (تو ہی حضرت آدمؑ کی استعداد اسرارِ خلافت و نیابت کو جانتا ہے، تیرا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں) یعنی حضرت آدمؑ کو علم کے لحاظ سے فرشتوں پر برتری نصیب ہو گئی ہے وغیرہ وغیرہ (اور ان کو اندازہ ہو گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ خالق کائنات کی مشیت و رضا میں نہیں ہے کہ وہ فرشتوں کو زمین پر اپنا خلیفہ و نائب بنائے اور وہ حاملِ امانتِ الہی ہوں)۔

حضرت انسان کو ٹھیک بنا کر یعنی اس کی نوک پلک سنوار کر، اس میں اپنی رُوح میں سے نفخہ کر دیا ہے یعنی اپنی رُوح سے فیضان نور چھونکا دیا ہے (اور اب انہیں خلافت و نیابت اور امانت کے ساتھ ساتھ دولتِ رسالت و نبوت اور ولایت کتبِ سماوی، خزانِ علم و عرفان، رُشد و ہدایت اور حکمت و رحمت کا فیضان، قوتِ سلطان، اور تحفہ الصلوٰۃ اور رفعتِ پرواز و معراج بھی نصیب ہوں گے اور حضرت انسان کی ان صفات کے آغاز و معراج کا سرچشمہ، رب العالمین کے محبوب رحمت للعالمین، سید المرسلین، خاتم النبیین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہونگے۔

مگر چُنْ بِنکہ فرشتوں میں (نوری مخلوق ہونے کے سبب) شر و فساد، کشتی اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے انکار و بغاوت کا عنصر نہیں لہذا حضرت آدمؑ لے حالات و کوائف اور صفات و علوم کے جائزہ و تجزیہ کے بعد وہ اپنے تئیں مثبت خیال و مطمئن تھے کہ حضرت آدمؑ ارض پر بارِ دولتِ خلافت و نیابت اور امانت کے اٹھانے میں ہم سے زیادہ اہل و موزوں اور برتر و بہتر ہیں... اور پھر جو نبی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ حضرت آدمؑ کو سجدہ کرو (تعظیم بجا لاؤ) تو سب فرشتے حضرت آدمؑ میں اللہ تعالیٰ کی رُوح سے نفخہ و فیضان لُور اور اس کی بہ بانہ سے عطا کردہ دولتِ خلافت، نیابت و امانت کی اہلیت اور دیگر عظمتوں کو دیکھتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کا حکم بجا لاتے ہوئے سجدہ میں گر گئے، سوئے شیطان ابلیس کے۔ اس نے انکار و تکبر کیا اور اپنے کو (اچھی ذات کو) بڑا سمجھا اور (وہ) تھا (ہی) کافروں میں سے... (ب) بظاہر شیطان ابلیس کے حضرت آدمؑ، حضرت انسان کو سجدہ نہ کرنے کی اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے، انکار و تکبر اور سرکشی و بغاوت کی چپندہ موٹی وجوہ یہ تھیں:-

شیطان ابلیس کو اپنی ریاضت و عبادت پر بہت گھمنڈ و غرور تھا۔ ابلیس کی خام خیالی:- "أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ طَخَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ" ہ

(سُورَةُ الْاَعْرَافِ (۷) آیت ۱۲ ، سُورَةُ ص (۳۸) آیت ۷۶)

کہ شیطان (ناری مخلوق ہونے کے سبب) حضرت انسان (خاکی مخلوق ہونے کے سبب) سے برتر و بہتر تھا (مگر ابلیس نے اس



حقیقت اور امر ربی کو اپنے ذہن سے نکال دیا تھا کہ برتر و بہتر مخلوق وہی ہوگی جسے اللہ تعالیٰ برتر و بہتر بنائے۔  
شیطان ابلیس کو حضرت آدمؑ سے حسد اور عداوت ہو گئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے :-

حضرت آدمؑ (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کو (مٹی سے) اپنے ہاتھ سے کیوں بنایا ہے اور انہیں خلیفہ و نائب کیوں بنایا جا رہا ہے؟ حضرت انسان کی تخلیق کے وقت، اس میں خصوصی صفات "ظَلُّوْماً جَهْوَالًا" کیوں رکھ دی ہیں؟ یعنی اس کے اندر "ظلمت اور جہل و کثافت" کی تہہ کیوں متعین کر دی ہے اور اس کو آئینہ بننے اور اس کے باطن، خلوتِ نفس میں امانتِ الہی کے جلوہ گر ہونے اور صورت پذیر ہونے کی صلاحیت کیوں عطا کی؟ (اور ابلیس و شیاطین میں صفات "ظَلُّوْماً جَهْوَالًا" نہیں ہیں وہ ناری مخلوق ہیں اُن کا باطن آئینہ نہیں بن سکتا اور اُن میں تو امانتِ الہی جلوہ گر نہیں ہو سکتی۔۔۔)

حضرت انسان کو ٹھیک بنا کر یعنی اس کی نوک پلک سنوار کر، اس میں اپنی رُوح میں سے نفخہ کیوں کر دیا ہے۔ یعنی اپنی رُوح سے فیضانِ نور کیوں پھونک دیا ہے؟

حضرت آدمؑ کو تمام چیزوں کے اسماء (نام) کیوں سکھا دیئے ہیں اور (فرشتوں کو) اور مجھے ان کو سجدہ کرنے کا حکم کیوں دیا جا رہا ہے؟  
(اور اب انہیں خلافت و نیابت اور امانت کے ساتھ ساتھ دولت

رسالت و نبوت اور ولایت کتب سماوی، خزائن علم و عرفان اور رشد و ہدایت اور حکمت و رحمت کا فیضان، قوتِ سلطان، تحفہ الصلوٰۃ

اور رفعت پر وازو معراج .... بھی نصیب ہوں گے؟ حضرت  
انسان کی ان صفات کے آغاز و معراج کا سرچشمہ رب العالمین کے محبوب  
رحمت للعالمین، سید المرسلین، خام النبیین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہونگے مگر  
چونکہ شیطان ابلیس میں (ناری مخلوق ہونے کی سبب) شر، فساد سرکشی انکا  
و بغاوت کا عنصر ہے لہذا حضرت آدم علیہ السلام کے حالات و کوائف اور  
اور صفات و علوم کے جائزہ تجزیہ کے بعد وہ اپنے تئیں عبادت و ریاضت  
کے غرور و تکبر کے نشے کی خام خیالی میں تھا کہ ناری مخلوق ہونے کے سبب وہ  
خاکِ مخلوق سے برتر و بہتر ہے اور حضرت آدم علیہ السلام ارض پر بار دولت  
خلافت نیابت و امانت اور دیگر عظمتوں کے اٹھانے میں مجھ سے زیادہ اہل  
و موزوں اور برتر و بہتر نہیں ہیں اور پھر جو نبی "اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو شہادت  
اس کے، کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو (تعظیم بجالاؤ) تو فرشتے حضرت  
آدم علیہ السلام میں اللہ تعالیٰ کی روح سے نفخہ و فیضانِ نور اور اس کی جانب  
سے عطا کردہ دولتِ خلافت، نیابت و امانت کی اہلیت اور دیگر عظمتوں  
کو دیکھتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا حکم بجالاتے ہوئے سب سجدے میں گر گئے  
سوائے شیطان ابلیس کے اس نے حضرت آدم علیہ السلام میں ان تمام اوصاف  
و عظمتوں کو دیکھنے کے باوجود ان کو اپنے غرور و تکبر کی وجہ سے نظر انداز کیا اللہ  
تعالیٰ کا حکم بجا نہ لایا اور انکار و سرکشی کی انکار و تکبر کیا اور اپنے کو (اپنی ذات)  
بڑا سمجھا اور سجدہ نہ کیا، اور وہ ابلیس (تھا رہی) کافروں میں سے ....  
مشاہدہ و دولتِ امانتِ الہی اور ملائک جنات اور دیگر مخلوقات  
کی مزید وضاحت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی  
نگاہِ رحمت کے طفیل مندرجہ بالا واقعہ کے چند ہی دن بعد لاہور میں مجھے ایک

قادری بزرگ ولی سلطان سے سعادت ملاقات ہوئی اور میں نے اسی موضوع پر سوالات اور اپنی کم علمی و تشنگی کا ان کی خدمت میں اظہار خیال کیا (ماشاء اللہ وہ واصل اور صاحب مشاہدہ بزرگ ہیں) انہوں نے بہت ہی سادگی سے اس موضوع پر اس انداز میں مختصراً فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت آدم کو علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے (طین مٹی سے) ٹھیک بنا ستوار کر صفاتِ ظلوماً جھولا کے ساتھ ان میں اپنی روح پاک سے نفخہ کر کے یعنی اپنی روح پاک سے نور فیضان پھونکے فرشتوں اور ابلیس سے ان کو اضافی علوم دے کر اور پھر فرشتوں کو (شہولیت ابلیس کے) اب حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دے کر اسی وقت اس امرِ ربی اور حقیقت کا واضح طور پر اظہار فرمایا تھا..... کہ حضرت آدم علیہ السلام نورِ مخلوق فرشتوں سے اور ناری مخلوق جنات و ابلیس (رجیم ملعون) شیطان سے ارض پر بارِ دولتِ خلافت، نیابت و امانت اور دیگر عظمتوں کے اٹھانے میں ان سب سے زیادہ اہل و موزوں اور بڑے بہتر ہوں گے۔

(اور مردِ مؤمن انسان ہی صفاتِ ظلوماً جھولا کے ساتھ ظاہر و باطن، جلوت و خلوت اور آفاق و انفس میں مشاہدہ دولت و صل و مشاہدہ دولتِ امانتِ الہی کا اہل و حامل ہوگا اور جنات (مسلمان، ملائک، فرشتوں) کو ظاہراً، جلوت و آفاق میں مشاہدہ دولت و صل نصیب ہوگا مگر باطن، خلوت و انفس میں دولت و صل یعنی مشاہدہ امانتِ الہی یا حاصل امانتِ الہی کے وہ اہل نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان میں خصوصی صفاتِ ظلوماً جھولاً

نہیں رکھی گئی ہیں،

اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں فرشتوں نے تو حضرت آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کر دیا سوائے ابلیس کے جس نے انکار و تکبر کیا اور کافروں میں ہو گیا۔ اور پھر دولتِ خلافت کا نیابت و امانت کی محرومیت سے ابلیس شیطانِ رحمیم حضرت آدم (علیہ السلام) ان کی زوجہ اور ان کی آل اولاد کا دشمن بن گیا۔

۱۰۔ سَنَرِيهِمْ اِيْتِنَانِي الْاُفَاقِ وَفِي الْاُنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَّبِعِنَا

لَهُرَاثَةُ الْحَقِّ ط... (سورة حم السجدة (۴۱) قُضِلَتْ آيَةُ ۵۳)

سورتِ حم السجده یا قُضِلَتْ ترتیب کے لحاظ سے قرآن شریف میں ۴۱ ویں

نمبر پر ہے اور نزول کے لحاظ سے یہ سورت شریف ۶۱ ویں نمبر پر نازل ہوئی۔

اس کی (۵۳ ویں) آیت شریف جو کہ اوپر تحریر کی گئی ہے۔ اس کا ترجمہ اور

نصوڑی بہت تفصیل جو کہ قبلہ چوہدری صاحب کی صحبت سے حاصل ہوئی وہ سورت

”وَالنَّجْمِ“ کی چند آیات مبارک کے ترجمہ اور قدیے تفصیل کے بعد بیان کی گئی ہے۔

خلق امرویاں شانوں سے وچ تنیوں ملی امیری جانِ جان آفاق تے نفس تیں وچ ہے تقدیری

۱۱۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لِيُعْفِرَ لَكَ اللّٰهُ

مَا لَقَدَّمْنَا مِنْ ذُنُوبِكَ وَمَا تَاخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ

عَلَيْكَ وَيَهْدِيكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا ۝ وَيَنْصُرَكَ

اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيزًا ۝ (سورة الفتح (۴۸) آيات ۱، ۲، ۳)

قرآن شریف کے اکثر تراجم میں ان آیات مبارک کا ترجمہ کچھ ایسے کیا

گیا ہے:

تحقیق فتح دی ہم نے تجھ کو فتح ظاہر ۵ تو کہ بخشے واسطے تیرے خدا  
جو کچھ ہوا تھا پہلے گناہوں (بعض نے لغزشیں لکھا ہے) تیرے سے اور

جو کچھ بھیجے ہو اور تو کہ تمام کرے نعمت اپنی اوپر تیرے اور دکھلانے  
 تجھ کو راہ سیدھی ۵ اور مدد کرے تجھ کو اللہ مدد غالب ۵  
 اور مجھے (یعنی راقم کو) اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام)  
 کی نگاہِ رحمت کے طفیل اور قبلہ چوہدری صاحب کی صحبت سے ان آیات  
 مبارک کا ترجمہ الیہ نصیب ہوا:-

اے محبوب کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) بے شک ہم نے آپ کی خاطر فتح  
 عطا کی جو فتح مبین ہے ۵ تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی خاطر آپ پر پہلے  
 اور آخر والے تمام الزامات دھو ڈالے اور آپ پر اپنی نعمتیں تمام  
 کرے اور آپ پر ہدایاتِ صراطِ مستقیم کھول دے ۵ اور  
 (تاکہ) اللہ تعالیٰ آپ کو نصرت عطا کرے جو نصرت عزیز ہے ۵

۱۲۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يَبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ط يَدُ اللّٰهِ

فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ج (سُورَةُ (۴۸) الْفَتْحِ نَزُوْلٌ ۱۱۱ آيَةُ ۱۰)

اس آیت مبارک کی مختصر تشریح جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریم  
 (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت اور قبلہ چوہدری صاحب کی صحبت سے نصیب  
 ہوئی ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ سورہ (۵۳) "والنجم" کی آگے آنے والی آیات مبارک  
 کے ترجمہ و قدے تفصیل کے ساتھ تحریر کی گئی ہے۔

۳۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ اَشَدُّ اَوْ عَلٰى

الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا

يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ

فِي وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثْرِ السُّجُوْدِ ط ... (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

(سُورَةُ (۴۸) الْفَتْحِ، آيَةُ ۲۹)

ترجمہ: محبوب رب العالمین حضرت محمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں سخت دزور اور ہیں (لیکن) آپس میں رحم دل ہیں (یعنی ان کا غصہ اور ان کی رحم دلی سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہے) (اے دیکھنے والے) تو (بھی) دیکھتا ہے کہ وہ (کبھی) رکوع میں (بھی) سجدہ میں ہوتے ہیں (غرض ہر طرح) اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل اور اس کی رضامندی کے طلب گار ہیں۔ ان کی علامت (ان کے پُر نور و پُر رونق نشانِ سجدہ سے) ان کے چہروں پر نمایاں ہے جو سجدوں کا اثر ہے (ان کے چہروں پر عبادت کے آثار، پیشانی پر سجدہ کے نشان، ولایت کا بار ان کی جبین پر ہے یہ تو الگ پہچانے جاتے ہیں) ان (صحابہؓ) کی تعریف و اوصاف تو ریت اور انجیل میں (آئے) ہیں.....

اس ضمن میں قبلہ چوہدری صاحب کی صحبت کی بدولت یہ ہدایت نصیب ہوئی کہ اگر اس آیت مبارک کے ترجمے کو ذرا اُلٹے یا سی انداز میں پرکھا اور دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کی ایک عطائے خاص (اخذ ہوتی ہے) اُبھرتی ہے اور سامنے آتی ہے مثلاً ترجمہ کو اگر اس انداز میں پڑھا جائے تو...  
... جن ایمان والوں کے چہروں و پیشانیوں پر سجدہ و عبادت کے اثرات کی علامات نمایاں ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے فضل و رضامندی کے طلب گار ہیں جو (کبھی) رکوع میں اور (کبھی) سجدہ میں ہوتے ہیں اور جو آپس میں رحم دل ہیں اور کفار کے مقابلہ میں سخت اور زور آور ہیں (یعنی ان کی سختی و غصہ اور ان کی رحم دلی سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہے) جن کے ایسے اوصاف و اعمال

ہیں۔ اُن کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ اس آیت مبارک کی رُو سے محبوب  
 رب العالمین، رحمت اللعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذاتِ اقدس  
 کی معیت و ساتھ کی ٹھوس بشارت موجود و ماخوذ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ  
 کے فضل و کرم سے ایسے لوگوں کو نبی کریم رُو ف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام)  
 کی زیارت پاک اور دونوں جہانوں میں آپ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام)  
 کی معیت و رفاقت اور رحمت و شفقت نصیب ہوگی۔ (آیت مبارک میں  
 اس امر اور خوش نصیبی کی بشارت یہاں ہے)

کراچی سے قبلہ ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی صاحب  
 نے اس آیت مبارک سے ماخوذ، اصحاب اکرامؑ کی ایک خصوصی وضاحت اور  
 ترتیب یوں بیان فرمائی ہے:

... وَالَّذِينَ مَعَهُ... تمام اصحاب اکرامؑ جو نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی  
 معیت میں ہیں اور جو معیت چاہتے ہیں (اور پھر اس آیت کریمہ کو  
 توسیع کیا تو پھر تمام بعد میں آنے والے تابعین، تبع تابعین، بزرگان دین  
 شہداء و اولیاء اللہ اور تمام امتی جو نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی معیت  
 چاہتے ہیں۔

... مَعَهُ... سے خصوصیت کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیقؓ مراد ہیں۔ کیونکہ  
 نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ اُن کی معیت و رفاقت  
 کی وضاحت (سورۃ التوبہ آیتہ ۴۰) میں ہے ... اِذْ يَقُولُ  
 لِصَاحِبِهِ لَا تُحْزَنُ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا...۔

... اَشَدَّ اَعْلٰی الْكُفٰرِ... سے خصوصیت کے ساتھ حضرت عمر فاروقؓ  
 مراد ہیں

... رَحْمَاءَ بَيْنَهُمْ... سے خصوصیت کے ساتھ حضرت عثمان غنی رضی

مُراد ہیں

... تَرَاهُمْ رُكْعًا سَجْدًا... سے خصوصیت کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ

اسد اللہ، کرم اللہ مراد لیا ہے۔ کیونکہ ان کا رکوع و سجود بہت زیادہ اہٹاک سے ہوتا تھا۔

يَتَّبِعُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ... تمام اصحاب اکرامؓ (اور پھر اس آیت کریمہ  
وَرِضْوَانًا... کی توییح کے تحت تمام تابعین، تبع تابعین، بزرگان

دین، شہداء، اولیاء اللہ اور تمام امتی نسل بعد نسل...)

۱۲۔ وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ه مَاضِلٌ صَاحِبِكُمْ

وَمَا عَوَىٰ ه وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ه إِنْ هُوَ

إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ه عِلْمُهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ه ذُو

مِرَّةٌ فَاسْتَوَىٰ ه وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَىٰ ه ثُمَّ دَنَا

فَتَدَلَّىٰ ه فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ه فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ

عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ه مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ه...

... مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ ه لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ

رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ ه

(سورة (۵۳) والنجم۔ نزول ۲۳۔ آیات ۱ تا ۱۱ - ۱۸۱۱۶)

ان آیات مبارک کا ترجمہ ایسے بیان کیا گیا ہے :-

قسم ہے ستارے (یعنی نورِ مبین۔ نبی کریمؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام)

کی جب وہ معراج سے اترے ہ تمہارے رفیق اللہ تعالیٰ کا رسول مقبول

نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) (سیدھی) راہ سے نہ ادھر ہوئے نہ ادھر



نفس کی خواہش سے بات ہی نہیں کرتے وہ تو وہی فرماتے ہیں جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ان پر وحی ہوتی ہے وہ ان کو سکھایا زبردست قوت والے نے وہ زور آور نے (یعنی اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ تعلیم فرمائی پھر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و السلام نے منازل رفیعہ اور مکان عالی کا) قصد فرمایا اور وہ اُفقِ اعلیٰ پر تھے (وہ بلند ترین اُفق جو آسمانوں سے بھی بالا ہے جہاں تجلیات الہی ہر لمحہ نئی شان سے جلوہ نما ہیں) پھر (اس محبوب حقیقی سے) آپ قریب ہوئے اور آگے بڑھے پھر (یہاں تک بڑھے کہ) صرف دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا پھر اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ اپنے عید کو جو وحی فرمانا تھا فرمائی (جو دینا تھا دیا جو بتانا تھا بتایا) جو رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ و السلام نے دیکھا قلب نے اس کو جھوٹ نہ جانا (سمجھ لیا کہ یہ حق ہے بعینہہ ایسا ہی ہے جیسا نظر آتا ہے... نہ نگاہ جھپکی نہ حد سے بڑھی (جس کو دیکھنا تھا اس پر جی رہی نہ پلک جھپکتی نہ ادھر ادھر ہوتی۔ انوارِ ذات کی کیفیات نگاہیں براہِ راست دیکھ رہی تھیں) یقیناً آپ نے (شب معراج میں) اپنے رب کی عظمت و شان، جمال جہاں آرا اور قدرتِ کاملہ کی بے شمار نشانیاں دیکھیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم۔ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی نگاہِ رحمت اور قبلہ چوہدری صاحب کی محبت سے ان آیاتِ مبارک کا ترجمہ اور مفہوم قدسے ایسے نصیب ہوا۔

آیت مبارک (۱) کا ترجمہ ویسے ہی جیسے اوپر ہے وہ آپ کے صاحب (علیہ الصلوٰۃ و السلام) سفر معراج شریف میں اور ویسے کبھی بھی سیدھی راہ سے نہ اترے اور نہ ادھر ادھر ہوئے (اور ایسا خیال کرنا بھی خارج از امکان ہے۔ کیونکہ اس سفر مبارک میں ہر آن ہر لمحہ اللہ تعالیٰ ساتھ ساتھ تھا) اور جیسا کہ

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ... کے ترجمہ و مفہوم میں پہلے ذکر ہو چکا ہے (یعنی نبی کریم ﷺ) (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اس سفر مبارک میں ٹھیک سیدھی راہ پر عرشِ معلیٰ پر گئے اور ٹھیک سیدھی راہ پر واپس تشریف لائے۔ آیات مبارک (۳، ۴) نبی کریم ﷺ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ہر بات و گفتگو اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی پاک ہے اور قرآن شریف، احادیث قدسی و احادیث مبارک کا حصہ ہے۔ آیات مبارک (۵ تا ۱۰) ترجمہ ویسے ہی جیسے اوپر درج ہے۔ دیگر "عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ذُو مِرَّةٍ" اور "الرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ" سے ایک ہی بات پختگی سے ذہن نشین ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ، رحمن ہی اپنے محبوب کریم ﷺ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو قرآن پاک کی تعلیم و علم کے خزانے دینے والا ہے (بقایا آیات مبارک کا ترجمہ و مفہوم آگے درج کیا گیا ہے) اور عرشِ معلیٰ پر معراج مبارک کے موقع پر آیت مبارک (۱۰) "فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی" سے واضح اور ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو مقام "فَاَنَّ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی" پر براہِ راست بھی وحی فرمائی اور مزید انوار و تجلیات، علم و عرفان، حکمت و رحمت اور رشد و ہدایت ارشاد کیں، جن پر سے نبی کریم ﷺ، رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے معراج شریف سے واپسی پر اللہ تعالیٰ کی منشا و مرضی کے مطابق) پر وہ اٹھایا اور جس قدر جتنا چاہیے تھا) آگے اصحابِ اکرامؓ کو ارشاد فرمایا اور تعلیم دی اور پھر ان کے وسیلہ سے یہ ارشادات ہم تک پہنچے۔۔۔

اور اس مبارک آیت (۱۰) کی تُو سے احادیث شریف کی عظمت و اہمیت مزید واضح و دو بالا ہو جاتی ہے کہ یہ علم و عرفان، حکمت و رحمت، رشد و ہدایت اور انوار و فیضانِ رسالت و نبوت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تمام اللہ تعالیٰ

کی جانب سے ہیں اور وحی ہیں۔

یہ ہدایت بھی نصیب ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور ان آیات مبارک اور آیت شریف "سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ۔۔۔" سے بالکل واضح ہے کہ حیات النبیؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) الیہ جاری و ساری ہے کہ کائناتی و افلاکی سیر و سفر معراج مبارک میں ارض سے عرش تک وَمَا بَیْنَهُمَا میں ہر فضا، ہر خلا، ہر ریزخ، ہر عالم، ہر پرواز اور ہر سرعت میں ہر جا و ہر آن قائم و دائم ہے۔

عبد چہرے و گرامت و عبودہ "وگرہ" میں سراپا انتظار و اوستظر (علامہ  
موسے) از ہوش رست بیک عبودہ صفا تو عین ذات بگری و در تبسمی اقبال  
(عرش عظیم پر) آیت مبارک (۹) میں مقام "قَابِ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی" کا ذکر ہے اور نظر ظاہر بین میں یہ مقام عروج و کمال رسالت و نبوت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہے۔

نبوت راظہور از آدم آمد کمالش در وجود خاتم آمد  
(سید غیاث نور بخش گیلانی)

پھر آیت مبارک (۱۰) کی رو سے ایسی ہدایات، عنایات، انعامات، پنیامات و مشاہدات نصیب ہوتے ہیں جو نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو براہ راست وحی ہوئے۔ بلکہ باطن میں ایسی خصوصی شان حق کی طرف اشارہ ہے جس کے مقام قَابِ قَوْسَیْنِ کے بعد کھلنے اور اس کے ظہور کے باب کا آغاز ہے۔

اے بزرگان دین کا کہنا ہے کہ نبی کریمؐ رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) جہاں کہیں بھی ہوں، ارض پر ہوں یا عرش پر یا کسی اور عالم یا ریزخ میں ہوں آپ کا سید و ختم المرتبت ہونا اور آپ کا عروج و کمال رسالت و نبوت ہر لمحہ، ہر آن برقرار اور قائم و دائم ہے۔

(ارض وسیع پر) اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت اور قبلہ چوہدری صاحبؒ کی صحبت سے آیت مبارک "فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ" اَوَاذُنِي" کے متعلق مزید روشنی اور اس کے مفہوم کے ضمن میں ایک اضافی سمت و جہت کی وضاحت نصیب ہوئی کہ :

... وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ... (۳) ::

(سُورَةُ الْاَنْفَالِ - نَزُولُ (۸۸) آيَةِ ۱۷)

ترجمہ: اور اے رسول مقبول (علیک الصلوٰۃ والسلام) جس وقت آپؐ نے (مٹھی بھر خاک و کنکریاں دشمن پر) پھینکیں تھیں آپؐ نے نہ پھینکیں تھیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ پھینکنے والا تھا۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ کنکریاں پھینکنے کا عمل نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے مبارک ہاتھوں سے وقوع و ظہور پذیر ہوا، مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کنکریاں (میرے محبوب کریم (علیک الصلوٰۃ والسلام) آپؐ نے نہیں پھینکیں تھیں اگرچہ فی الواقعہ جب آپؐ نے پھینکیں) لیکن درحقیقت اللہ تعالیٰ پھینکنے والا تھا اور یہی صورت اس آیت مبارک سے بھی عیاں ہے۔۔۔

(۱۲) (ii) اِنَّ الَّذِيْنَ يَبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يَبَايِعُوْنَ اللّٰهَ

يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ج... .

(سُورَةُ الْفَتْحِ نَزُولُ (۱۱۱) آيَةِ ۱۰)

ترجمہ: اے رسول مقبول (علیک الصلوٰۃ والسلام) بلاشبہ جو لوگ آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں فی الحقیقت وہ اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کرتے ہیں (گویا اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے۔

قبلہ چوہدری صاحب بیان کرتے تھے کہ فی الواقعہ بیعت لینے کا عمل خود نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذات و ہاتھ مبارک سے وقوع و ظہور پذیر ہوا اور بظاہر نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا یہ مبارک ہی اصحابِ اکرام کے ہاتھوں کے اوپر تھا، مگر اس آیت مبارک کی رو سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بے شک وہ لوگ (اصحابِ اکرام) جو (محبوبِ کریم) (علیک الصلوٰۃ والسلام) آپ کی بیعت کر رہے ہیں فی الحقیقت وہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے۔

قبلہ چوہدری صاحب سمجھاتے تھے کہ ان دونوں صورتوں میں یعنی بظاہر و فی الواقعہ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ہی کنکریاں پھینکیں اور اصحابِ اکرام سے بیعت لی، مگر قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ فی الحقیقت کنکریاں پھینکنے والا اللہ تعالیٰ ہی تھا اور (بیعت کے وقت) اللہ تعالیٰ ہی کا ہاتھ اصحابِ اکرام کے ہاتھوں کے اوپر تھا۔ حضرت قبلہ اس ضمن میں بتاتے تھے۔ جیسا کہ معراج شریف کے موقع پر عرشِ عظیم پر "فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ" کی صورت ہے۔ بعینہہ وہی مثالی صورت معراج شریف کے بعد ارضِ وسیع پر "وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ" اور "إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ" کی ہے (سورت "النجم" پہلے ۲۳ ویں نمبر پر نازل ہوئی۔ پھر سورت الانفال ۸۸ ویں نمبر پر اتری اور سورت الفتح ۱۱۱ ویں نمبر پر نازل ہوئی) حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ سورت "النجم" اور آیت مبارک "فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ" کے نزول کے بعد سورت "انفال" اور "الفتح" میں ان آیات مبارک کے معنی و مفہوم، موقع و محل اللہ تعالیٰ کے

فضل و کرم سے باسانی سمجھ آجاتے ہیں۔ یعنی عرشِ عظیم والی صورت معنوی  
 ارضِ وسیع پر ڈھرائی گئی ہے۔ (an analogous situation)۔  
 عرشِ عظیم پر جو دیکھا گیا اور جن اوصاف و مشاہدات کے باطن میں  
 ظہور پذیر ہونے کا آغاز ہوا، قلبِ رسولِ مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے  
 ان کی تصدیق ہے (جس کا آگے آیت مبارک (۱۱) میں ذکر ہے)۔

آیت مبارک (۱۱) مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ۚ يَعْنِي جَوْبِي كَرِيمٌ  
 (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے دیکھا قلب نے اُس کو جھوٹ نہ جانا (سمجھ لیا کہ یہ حق  
 ہے۔ بعینہہ ایسا ہی ہے جیسا نظر آتا ہے یعنی جو دیکھا گیا اور جو مشاہدات و انعامات  
 باطن میں ظہور پذیر ہوئے۔ قلبِ رسولِ مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے اس  
 کی تصدیق ہے۔

قبلہ چوہدری صاحب کی صحبت سے اس "وحی و امر" کا انکشاف ہوا۔  
 کہ آیات مبارک (۱۰، ۱۱) کی رو سے نبی المحرمین، صاحبِ قَابِ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنَىٰ،  
 (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے وسعتِ بصیرتِ قلب سے اس ازلی خصوصی اور  
 عظیم الشان حق کا مشاہدہ فرمایا۔ (علامہ اقبالؒ نے وسعت و بصیرتِ قلب کو  
 "دل بینا" کہا ہے اور واصلیں بزرگانِ دین و اولیاءِ اکرامؒ کے باطن یا قلب  
 سے جب حجابات اٹھتے ہیں یا کثرتِ مقامِ خودی نصیب ہوتا ہے یعنی اکابرین اور  
 بزرگانِ دین و اولیاءِ اکرامؒ کو اس وقت "بصیرتِ قلب و دل بینا" عطا  
 ہوتے ہیں۔ درحقیقت یہ عطا صاحبِ قَابِ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنَىٰ،  
 صاحبِ قَاوْحِي اِلَىٰ عِبْدِهِ هَا اَوْحَىٰ اور صاحبِ مَا كَذَبَ  
 الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی "وسعت و بصیرتِ قلب  
 اور دل بینا کے تابع و سنتِ مبارک کے تحت ہوتی ہے اور یہ سب کچھ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی رحمتِ پاک کے طفیل نصیب ہوتا ہے۔

دل بینا بھی خدا سے کر طلب آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

(علامہ اقبالؒ)

قبلہ چوہدری صاحبؒ نے اس خصوصی و عظیم شانِ حقؒ "کو امانتِ الہی" بتایا ہے اور یہیں سے آغازِ بابِ امانت کہا ہے اور محبوبِ رب العالمین نورِ اولینؑ صاحبِ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو ازلی و اولین دولت و خزانہٴ امانتِ الہی جانا ہے۔ حضرت قبلہ بتاتے تھے کہ جیسے مقامِ محمود عطا اور مقدورِ ازلی ہے، مگر محبوبِ رب العالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ارشادِ رب العالمین کے مطابق اس مقام پر آخرت میں جلوہ افروز ہوں گے۔ بعینہٴ آپؐ حضورِ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ازلی و اولین دولت و خزانہٴ امانت ہیں مگر آپ کے قلبِ مبارک سے اس "امرِ ربّی" کا ظہور و کشود اور امانتِ الہی کے راز اور اس کے باب کا آغاز۔

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ میں مضمور اور اس سے منسلک ہے۔

نہے اول کہ عینِ آخر آمد زہے باطن کہ عینِ ظاہر آمد

(سید غیاث نور بخش گیلانیؒ)

اور حقیقتِ معراجِ شریف اور حقیقتِ امانتِ الہی کو مولانا رومؒ

نے ایسے کہا ہے :-

رازِ دارِ کُنتُ کُنْتُ مَنْحَفِيًّا شامِ سوارِ لِمَكَانِ بَاطِنِ مَعَا

لِي مَعَلَىٰ شَانِ خُودِ رَاكِفَتَايَ مِنْ نَدَامِ بِنْدَةٍ يَا حَقُّ تَوْنِي

اور یہ ہدایت بھی نصیب ہوئی کہ دولت و خزانہٴ امانتِ الہی کے ظہور

کے باب کا آغاز بھی معراج شریف سے منسلک و مربوط ہے کہ اس خصوصی اور عظیم شانِ حق کا مشاہدہ عیاں ہوا۔ اس کے ظہور اور مشاہدے کا باب کھلا، گلِ امانت کھلا اور حکم گایا اور سفر معراج شریف و عرشِ عظیم سے واپسی پر صاحبِ فاوْحی الیٰ عبیدہ ما اَوْحی "صاحبِ ماکذب الفؤادِ مَارَاہِی (علیہ الصلوٰۃ و السلام) عرش سے اہلِ ارض کے لئے اس عظیم دولت کے مشاہدے کا مُثرہ لائے اور اصحابِ اکرامؑ کے سلاسل کو اس مقدور ثروت و بصیرتِ قلب کی بشارت دی پھر جب کچھ عرصہ بعد سورۃ الاحزاب نازل ہوئی (سورۃ و التعم کافی پہلے ۲۳ ویں نمبر پر نازل ہوئی جب کہ سورۃ الاحزاب ۹۰ ویں پر اتری) تو نبی کریمؐ، سر اجا مُنیر اور دولت و خزینہ امانت ازلی و اولین (علیہ الصلوٰۃ و السلام) نے اصحابِ اکرامؑ کو "اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ... کی تعلیم فرمائی ہوگی اور اس ثروت و بصیرتِ قلب سے آگاہ فرمایا ہوگا... وَحَصَلَهَا الْاِنْسَانُ...") پھر اس طرح یہ ثروت و بصیرتِ قلب یہ امانتِ الہی بزرگانِ دینؑ، اولیاءِ اکرامؑ اور پھر امتیوں تک پہنچی۔ زہے نصیبِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

دستے صورتِ تارہ، بے صورتِ دا تو بہ راہ کی، عینِ حقیقتِ دا  
ایہہ کم نہیں سوجھتِ دا کوئی وریاں موتی لے تریاں

(پیر مہر علی شاہ صاحبؒ)

آیت (۱۷) "مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى" اس ضمن میں یہ حدیث عطا ہوئی کہ محبوبِ رب العالمین، رحمتُ للعالمین (علیہ الصلوٰۃ و السلام) نے اپنی بصارتِ نگاہ سے ذاتِ حق، ذاتِ ربِّ العالمین کا ٹھیک اور جی بھر کر مشاہدہ فرمایا۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ اس عظیم اور



خصوصی شانِ حق کا نگاہِ مُصطفیٰ (علیہ الصلوٰۃ و سلام) نے ظاہراً مشاہدہ فرمایا اور خوب فرمایا اور جیسا کہ محبوبِ ربِّ العالمین، نورِ اولین (علیہ الصلوٰۃ و سلام) ازلی و اولین دولت و خزینہٴ امانت ہیں، اور آپؐ سراجِ انبیا کے قلبِ مبارک سے اس امرِ ربّی کا ظہور و کشود اور امانتِ الہی کے راز اور اس کے باب کا آغاز ”مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى“ میں مضموم اس سے مُتسلک ہے بعینِ محبوبِ ربِّ العالمین، رحمتِ للعالمین (علیہ الصلوٰۃ و سلام) اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اہل و اولین دولت و خزینہٴ حق اور صاحبِ ثروت و مشاہدہ ”مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى“ ہیں اور آپؐ کی بصارت و نگاہِ مبارک سے اس ”امرِ ربّی“ کے مشاہدے اور ظہور کے راز اور اس کے باب کا آغاز ”مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى“ میں مضموم اس سے مُتسلک ہے۔

اور ہدایت نصیب ہوئی کہ دولت و خزینہٴ بصیرتِ قلبِ مُصطفیٰؐ (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کی طرح دولت و خزینہٴ بصارتِ نگاہِ مُصطفیٰؐ (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کے ظہور کے باب کا آغاز بھی معراجِ شریف سے مُتسلک اور مربوط ہے کہ اس عظیم و خصوصی شانِ حق کا مشاہدہ عیاں ہوا۔ اس کے ظہور اور مشاہدے کا باب کھلا، گلِ بصیرت و بصارت کھلا اور گلگایا اور سفرِ معراجِ شریف اور عرشِ عظیم سے واپسی پر صاحبِ ”فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى“ صاحبِ ”مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى“ صاحبِ ”مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى“ (علیہ الصلوٰۃ و سلام) عرش سے اہلِ عرض کے لئے اس عظیم دولت کے مشاہدے کا مُثْرُوہ لائے اور اصحابِ اکرام کے سلاسل کو اس مقدور ثروت، بصیرتِ قلب و بصارتِ نگاہ کی بشارت ہوئی، پھر جب کچھ عرصہ بعد بعد ”سُورَةُ الْبَقَرَةِ“ نازل ہوئی (سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَالنَّجْمِ ۲۳ ویں نمبر پر نازل ہوئی

جب کہ سورۃ البقرہ ۸۷ نمبر پر اترے تو نبی کریم، الْكِتَابُ لَا يَرِيْبُ فِيْهِ، مُعَلِّمٌ  
 كِتَابٌ وَحِكْمَةٌ، دَوْلَتِ وَخَزِيْنَةُ بَصِيْرَتٍ وَبَصَارَتِ اَزَلِ وَاَوَّلِيْنَ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)  
 سے اصحابِ اکرام کو "فَاَيُّنَّمَا تَوَلَّوْا فَتَرَوْجْهَ اللّٰهُ رَاَيْتَ (۱۱۵) کی  
 تعلیم ہوئی اور ثروت و بصارتِ نگاہ سے آگاہ ہوئے پھر اس طرح یہ  
 ثروت و بصارتِ نگاہ بزرگانِ دین، اولیاءِ اکرام اور پھر امتیوں تک پہنچی۔  
 زہے نصیب ما شاء اللہ۔ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

آیت (۱۸) لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی ؕ

ترجمہ: یقیناً نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے (شبِ معراج میں) اپنے رب  
 کی عظمت و شانِ جمالِ جہاں آرا اور قدرتِ کاملہ کی بے شمار نشانیاں دکھیں۔  
 قبلہ چوہدری صاحب بیان کرتے تھے کہ مقام و شان "فکان قاب قوسین  
 او ادنیٰ" "مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی" اور "مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰ"  
 کی عظمتوں کی جلوہ افروزی اور ان کے ظاہر و باطن، جلوت و خلوت، آفاق و انفس  
 میں کشود و نمودِ بصیرتِ قلب اور بصارتِ نگاہ کے بعد محبوبِ رب العالمین  
 (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اپنے رب کی عظمتوں و شانِ کبریا کی کا دیدار و اظہار فرمایا  
 اور سفرِ معراج شریف و عرشِ عظیم سے واپسی پر نبی کریم، صاحبِ لَقَدْ رَاٰی  
 مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) عرش سے اہل ارض کے لئے  
 اس عظیم دولت اور ثمر کا ثرودہ لائے اور اصحابِ اکرام کے سلاسل کو اس مقدور  
 ثروت و مشاہدہ کی بشارت ہوئی اور ان کی تعلیم ہوئی۔ اس طرح یہ ثروت بزرگانِ  
 دین، اولیاءِ اکرام اور پھر امتیوں تک پہنچی۔ زہے نصیب ما شاء اللہ۔ لَا قُوَّةَ  
 اِلَّا بِاللّٰهِ۔

قبلہ چوہدری صاحب کی صحبت سے یہ ہدایت نصیب ہوئی کہ محبوب

رب العالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی شان مبارک ماکذب الفؤاد ماری اور شان پاک "ما زاع البصر وما طغی" آپ کے مقام و شان کمال و جمال "فکان قاب قوسین أو أدنی" سے مربوط و ہم آہنگ ہیں اور نبی کریمؐ رؤف رحیم، صاحب "فکان قاب قوسین أو أدنی" (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی بصیرت قلب "ما کذب الفؤاد ماری" کا ورثہ و پیر تو امتی و مؤمن کے قلب پر "إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ" اور "فِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ" کی شان مبارک میں باطن، خلوت، انفس میں صورت پذیر ہوا اور اسی طرح نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی بصارت نگاہ "ما زاع البصر وما طغی" کا ورثہ و پیر تو امتی و مؤمن کی نگاہ پر "فَأَيْنَمَا تُولُوْنَ فَتَمَّ وَجْهَ اللَّهِ" کی شان مبارک میں ظاہر، جلوت، آفاق میں صورت پذیر ہوا۔

سینہ پاک متورن شرح، نور اکھیں ما زاعون

انور اکھیں مہر نبوت، روشن نور چہراغون (مولانا غلام رسول)

۱۰۔ اور اسی ضمن میں قبلہ چوہدری صاحبؒ سمجھتے تھے کہ صاحب "فکان قاب قوسین أو أدنی" صاحب "ما کذب الفؤاد ماری" صاحب "ما زاع البصر وما طغی" صاحب "لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى" نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی تعلیم و تربیت ورثہ اور تصرف و پیر تو سے امتی و مؤمن کے قلب و باطن، خلوت و انفس اور نگاہ و ظاہر، جلوت، آفاق میں، ہر صورت میں شان حق ہی جلوہ و صورت پذیر ہے اور ان ظاہر و باطن شاہنا مبارک کا اعلیٰ امتزاج و عظیم صورت یکجائی، سورت حم السجدۃ (فصلت، ۲۱) کی آیت مبارک (۵۲) سے بھی عیاں ہے۔

سُرِّيهِمْ اِيْتِنَا فِي الْاَفَاقِ وَفِي اَنْفُسِهِمْ  
حَتَّى يَتَّبِعِنَ لَهُمْ اِنَّهُ الْحَقُّ ط ...

اس آیت کریمہ کا اکثر ترجمہ ایسے کیا گیا ہے کہ ہم عنقریب ان کو دنیا میں اور خود ان کی ذات میں اپنی (قدرت و حکمت کی) نشانیاں دکھائیں گے۔ یہاں تک کہ ان پر کھل جائے گا کہ یہ ٹھیک ہے (بعض نے ایسے لکھا ہے) ان پر کھل جائے گا کہ یہ (قرآن) حق ہے۔

لیکن اس ضمن میں قبیلہ چوہدری صاحب بتاتے تھے کہ ظاہر و باطن میں یعنی افاق میں اور نفوس میں دونوں صورتوں میں مشاہدہ شانِ حق کی بشارت ہے اور حضرت قبلہ بیان کرتے تھے کہ اس آیت مبارک سے کشود اور نمود خودی مربوط و مانع ہے۔ بالفاظِ دیگر اس آیت شریف کا ایک مفہومی جز ایسے ابھرتا ہے:-

(ا) سُرِّيهِمْ اِيْتِنَا فِي الْاَفَاقِ وَ... حَتَّى يَتَّبِعِنَ لَهُمْ اِنَّهُ الْحَقُّ ط  
معنی اور مفہوم کے اعتبار سے آیات مبارک:-

(i) فَايْنَمَا تُولُوْا فَوَجْهُ اللّٰهِ (سُورَةُ (۲) الْبَقَرَةِ آيَتِ ۱۱۵)  
(ii, iii) وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى... مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰ (دو اہم)

(iv) وَلَقَدْ رَاَهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ (سُورَةُ التَّكْوِيْنِ آيَتِ ۲۳)

ان آیات مبارک (i) (ii) (iii) (iv) کے مترادف وہم و آہنگ ہے اور دوسرا مفہومی جز ایسے نظر آتا ہے۔

(ب) سُرِّيهِمْ اِيْتِنَا... وَفِي اَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَّبِعِنَ لَهُمْ اِنَّهُ الْحَقُّ ط  
معنی و مفہوم کے اعتبار سے یہ آیت مبارک:-

(i) إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ . . . (سورة الاحزاب - آیت ۷۲)

(ii) نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ . (سورة (۵۰) ق - آیت ۱۶)

(iii) وَفِي النَّفْسِ كَمَا أَفَلَا تَبْصُرُونَ . (سورة (۵۱) الذاریت - آیت ۲۱)

(iv) مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى . (سورة والنجم - آیت ۱۱)

(v) وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَكِنْ لَا تَبْصُرُونَ .

(سورة (۵۶) الواقعة، آیت ۸۵)

ان آیات شریفہ (i) تا (v) کے مترادف وہم آہنگ ہے۔

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ قرآن شریف کی اس آیت مبارک میں نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے وسیلہ جلیلہ سے مومنین کے لئے آفاق اور انفس میں یعنی ظاہر و باطن میں مشاہدہ حق کی بشارت ہے اور جس خوش قسمت کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ دولت حاصل ہو جاتی ہے اُن کا شمار و اصیلین اولیاء اللہ میں ہوتا ہے اور وہ امانت الہی کے بھی حامل ہوتے ہیں اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ بزرگان دین میں سے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور رسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی اطاعت میں یکتا ہوتے ہیں انہیں اولی الامر یا اولو الامر یا صاحب امر کا منصب عطا ہوتا ہے۔

رہے نصیب۔ ماشاء اللہ۔ لَوْ قُوَّةَ الْإِذِ بِاللَّهِ

خلق امر دیاں شانوں دے وچ تینوں ملی امیری (مولانا جان نہ جان آفاق تے انفس تیں وچ ہے تقدیری غلام رسول)

۱۵۔ الرَّحْمَنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۙ خَلَقَ الْإِنْسَانَ ۙ عَلَّمَهُ

الْبَيَانَ ۙ . (سورة (۵۵) الرحمن، نزول (۹۷) آیات ۱ تا ۴)

ان آیات مبارک کا ترجمہ و تھوڑی بہت تفصیل جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم۔ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کی نگاہِ رحمت بزرگانِ دین اور قبلہ چوہدری صاحب کی صحبت کے طفیل نصیب ہوئی۔ وہ انشاء اللہ تعالیٰ سورۃ المحشر (۵۹) کی آگے آنے والی آیت مبارک (۲۲) کے ترجمہ و قدر سے تفصیل کے بعد تحریر کی جائے گی۔

۱۶۔ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ه (سورة (۵۹) المحشر نزول (۱۰۱) آیت ۲۲) ترجمہ: اللہ تعالیٰ وہی تو ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں (وہی) چھپے اور کھلے کا جاننے والا ہے۔ وہ بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کی نگاہِ رحمت اور قبلہ چوہدری صاحب کی صحبت سے اس آیت مبارک، خصوصاً اس کے آخری حصے کا ترجمہ و مفہوم اور تھوڑی بہت تفصیل کچھ ایسے نصیب ہوئی۔

... هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ه

ترجمہ: آیت مبارک کے اس حصے کا ترجمہ و مفہوم ایسے سمجھایا گیا: وہ ذات اللہ تعالیٰ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو عالم الغیب (یعنی غیبی علوم کے جاننے والا) اور جو عالم الشہادت (یعنی تمام ظاہری علوم کے جاننے والا) (بالترتیب) الرحمن اور الرحیم ہے۔ مفہوم قدر سے مزید وضاحت سے بتایا گیا۔ یعنی:-

شانِ پاکِ عالمِ الغیب (تمام غیبی علوم کا عالم۔ وہ) الرحمن ہے اور شانِ پاکِ عالمِ الشہادت (تمام ظاہری علوم کا عالم۔ وہ) الرحیم ہے۔ معلوم دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک یا شانِ پاکِ الرحمن ہے۔ اس کا خصوصیت کے ساتھ تعلق و نسبت علم غیب سے ہے اور لہذا شانِ پاکِ الرحمن "دیگر قوتوں، قدرتوں، مہربانیوں، عنایات، ہدایات، فیوض و برکات و صفات کی ملک کے علاوہ علوم الغیب کے خزانے کا سرچشمہ ہے اور اسم مبارک یا شانِ پاکِ الرحیم "دیگر قوتوں، قدرتوں، رحمتوں، عنایات، ہدایات، فیوض و برکات و صفات کی ملک کے علاوہ ظاہری علوم کے خزانے کا سرچشمہ ہے اور یہ اسم مبارک و شانِ پاکِ رحیم "اللہ تعالیٰ کے محبوبِ کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کو بھی عطا ہے۔ لہذا دیگر قوتوں، قدرتوں، رحمتوں، عنایات، ہدایات، فیوض و برکات و صفات کے علاوہ رسولِ کریم، رؤفِ رحیم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) بھی ظاہری علوم کے خزانے کا سرچشمہ ہیں۔

اور اب انشاء اللہ تعالیٰ (۱۵) سورۃ "الرحمن" کی آیات مبارک الرحمن عِلْمَ الْقُرْآنِ خَلَقَ الْإِنْسَانَ لَعَلَّمَهُ الْبَيَانَ..... کا ترجمہ و قدر سے مفہوم و تفصیل باسانی سمجھ آجائے گی۔

"رحمن" نے نورِ محمدی، نورِ احمدی رسولِ کریم، محبوبِ ربِّ کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کو قرآنِ پاک کی تعلیم دی۔ یعنی قرآنِ پاک کا علم دیا (علم لکھنا و پڑھنا۔) (پھر) حضرت انسان کی تخلیق فرمائی اور اسے علم بیان عطا کیا (اور اسے بولنا و بات کرنا سکھایا)

اور اب پھر نمبر (۱۴) میں سورۃ "والنجم" کی آیات مبارک (۶، ۵) عَلَّمَ شَدِيدُ الْقُوَى ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَىٰ کے

ترجمہ پر غور کریں تو سورۃ "الرحمن" کی آیات مبارک (۲، ۱) کا ترجمہ و مفہوم مزید واضح ہو جاتا ہے۔ سورۃ "والنجم" کی آیات مبارک (۶، ۵) کا ترجمہ، اَنْ كُوْرٍ لِّعِْنِي نَبِيٍّ كَرِيْمٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كُمْ تَعْلِيْمٍ وَّسِيٍّ (يعني علم، لکھنا و پڑھنا بھی عطا کیا) شدید قوت والے نے (يعني اللہ تعالیٰ نے جو زبردست و انتہائی قوت والا ہے) زور آورنے (يعني اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ تعلیم فرمائی) پھر (نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے منازل رفیعہ اور مکان عالی کا قصد فرمایا۔

یہ وضاحت و ہدایت نصیب ہوئی کہ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو قرآن شریف کی تعلیم دینے والا اور قرآن شریف کا علم عطا کرنے والا، شدید اور انتہائی قوت کا مالک اللہ تعالیٰ اور خصوصیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شان پاک "الرحمن" ہے اور نمبر (۱۶) یعنی سورۃ المحشر کی آیت مبارک (۲۲) کی رُوسے... عِلْمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ کی مزید ہدایت و وضاحت نصیب ہوئی کہ شان پاک "الرحمن" جو دیگر قوتوں، قدرتوں، مہربانیوں، عنایات، ہدایات، فیوض و برکات و صفات کی ملک کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ "عِلْمِ الْغَيْبِ" کے خزانے کا سرچشمہ ہے۔ لہذا جب "الرحمن" نے رسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو قرآن شریف کی تعلیم فرمائی تو دیگر قوتوں، قدرتوں، مہربانیوں، صفات، عنایات، ہدایات، فیوض و برکات، انوار و تجلیات اور جلال و جمال کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ "عِلْمِ الْغَيْبِ" کے خزانے بھی عطا ہوئے۔

۱ (۱) سورت (۶) "الانعام" نزول (۵۵) کی آیت مبارک (۷۴) ... عِلْمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝



میں تقریباً سورۃ (الرحمن، آیات ۱، ۲) والی صورت ہے یہاں پر اللہ تعالیٰ کی شانِ پاک "الحکیم" کا دیگر قوتوں، قدرتوں، عنایات، ہدایات، فتوحات و برکات، انوار و تجلیات اور رحمت و حکمت کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ نسبت و تعلق "علم الغیب" سے منسلک نظر آتا ہے اور یہ اسم مبارک و شانِ پاک "الحکیم" اللہ تعالیٰ کے محبوب کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کو بھی عطا ہے لہذا دیگر قوتوں، قدرتوں، عنایات، ہدایات، فتوحات و برکات، انوار و تجلیات اور رحمت و حکمت کے علاوہ نبی کریم، معلم کتاب و حکمت (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کا خصوصیت کے ساتھ نسبت و تعلق "علم الغیب" سے منسلک دکھائی دیتا ہے۔

۱۔ (ii) سورت "الانعام" کی اسی آیت مبارک کی رو سے اللہ تعالیٰ کی شانِ پاک "الخبیر" دیگر قوتوں، قدرتوں، خیروں... کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ نسبت و تعلق ظاہری علوم سے ہے لہذا شانِ پاک "الخبیر" اور شانِ پاک "الرحیم" سورۃ الحشر میں "دونوں سرچشمہ خزانن ظاہری علوم کے باہم متوازی و مربوط ہیں اور اسم مبارک و شانِ پاک "رحیم" محبوب رب کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کو بھی عطا ہے (جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے) اس لئے دیگر قوتوں، رحمتوں... کے علاوہ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) بھی ظاہری علوم کے خزانن کا سرچشمہ ہیں۔

ب۔ سورت (۳۲) السجدہ آیت مبارک (۶) میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تقریباً یہی صورت اُبھرتی ہے۔

ذَلِكَ عَلِيمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

یہاں پر اللہ تعالیٰ کی شانِ پاک "العزیز" کا دیگر قوتوں کے ساتھ "علم غیب" سے تعلق ہے اور اسی طرح شانِ پاک "الرحیم" کا دیگر قوتوں کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ تعلق "ظاہری علوم" سے ہے، مگر یہ دونوں مبارک "سمین و شائین" اللہ تعالیٰ کے محبوب کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کو بھی عطا ہیں، لہذا دیگر قوتوں قدرتوں، رحمتوں اوصاف و صفات کے علاوہ نبی کریم عزیز رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور قدرت کاملہ سے آپ علم الغیب اور ظاہری علوم کے خزانہ کے سرچشمہ ہیں اس کی قدر سے زیادہ وضاحت نیچے (ج) میں درج کی گئی ہے۔

ج (i)

سُورَةُ (۶۴) "التَّغَابُنِ" آیت مبارک (۱۸) "میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تقریباً یہی صورت پھر سامنے آتی ہے۔

عَلِيمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

یہاں پر اللہ تعالیٰ کی شانِ پاک "العزیز" کا دیگر قوتوں قدرتوں

... کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ علم غیب سے تعلق نظر آتا

ہے اور اسی طرح شانِ پاک "الحکیم" کا دیگر قوتوں قدرتوں

... کے علاوہ یہاں خصوصیت کے ساتھ تعلق ظاہری علوم سے

ظاہر ہوتا ہے۔ مگر یہ دونوں مبارک "سمین و شائین" اللہ تعالیٰ

کے محبوب کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کو بھی عطا ہیں۔ لہذا دیگر

قوتوں، قدرتوں، رحمتوں، حکمتوں، رشد و ہدایات، فیوض و برکات

اوصاف و صفات کے علاوہ رسول کریم "عزیز علیہ ما عنتم"

حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ  
 (سورة (۹) التوبة) آیت (۱۲۸) معلم کتاب و حکمت (علیہ الصلوٰۃ والسلام)  
 اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ بھی علوم غیب و ظاہری کے  
 خزان کے سرچشمہ ہیں۔

ج (ii)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ نبی کریم  
 مدینۃ العلم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو تمام علوم غیب و ظاہری و دیگر  
 عطا کرنے والا "عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَى" اللہ تعالیٰ  
 سے اور آیات مبارک "هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عِلْمُ  
 الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ الرَّحْمَنُ  
 عِلْمَ الْقُرْآنِ" سے ماخوذ و مربوط ہیں اور ان کی رو سے  
 رسول کریم رُؤُوفٌ رَحِيمٌ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو خصوصیت  
 کے ساتھ علوم غیب و ظاہری کی تعلیم دینے والا اور سکھانے  
 والا اللہ تعالیٰ "الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ" ہے۔ یہ ہدایت بھی نصیب  
 ہوئی کہ رسول کریم مدینۃ العلم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے اہم مبارک  
 اور شان پاک (رحیم) کی خصوصیت سے دیگر اوصاف و صفات کے  
 علاوہ ظاہری علوم کے سرچشمہ بھی ہیں اور بعینہ دوبارہ اعادہ کے  
 طور پر) دیگر اوصاف و صفات کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ اور  
 اللہ تعالیٰ کی شان پاک "الرَّحْمَنُ" سے ماخوذ و مربوط آپ غیبی علوم  
 کے بھی سرچشمہ ہیں اور تقریباً یہی صورت (سورت (۸۱) التکویر  
 نزول، آیت ۲۴) وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٌ سے بھی  
 ظاہر ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم رسول کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

کی نگاہِ رحمت اور قبلہ چوہدری صاحب کی صحبت کے طفیل یہ وضاحت بھی نصیب ہوئی کہ رسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا اصحابِ اکرام کو (پھر سلسلہ... بسلسلہ امتیوں کو) رشد و ہدایت حکمت و رحمت، تمام ظاہری، غیبی اور دیگر علوم اور تمام احکامات "بَشِيرًا وَنَذِيرًا" کی خبریں دینا یہ سب آپ کی شان "وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۗ اِنْ هُوَ اِلَّا وَّحْيٌ يُوحَىٰ ۗ....." فَاَوْحَىٰ اِلَىٰ عَبْدِهٖ مَا اَوْحَىٰ ۗ سے منسلک وہم آہنگ ہیں

## ۱۷۔ درود پاک - قَابِ قَوْسَيْنِ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، نبی کریم، صاحبِ "فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنَىٰ" (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت، بزرگانِ دین اور قبلہ چوہدری صاحب کی صحبت کے طفیل ایک درود پاک جو بالکل قرآن شریف کی آیات و کلمات مبارک پر مبنی ہے، اسبھا ہے اور سامنے آیا ہے۔ درود پاک کے ان کلمات مبارک کو یہاں تحریر کرنے کی سعی اور سعادت نصیب ہوئی۔

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ  
 الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ  
 (آپ پر لاکھوں اور کروڑوں درود و سلام ہوں)

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبِ  
 وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ  
 وَلَكِنَّ اللّٰهَ رَمَىٰ  
 الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبِ  
 سُبْحٰنَ الَّذِيْ اَسْرَىٰ بِعَبْدِهٖ وَاَلَيْدُ  
 مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَىٰ



۱۸۔ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ (سُورَةُ الْعَلَقِ، آيَات ۱ تا ۵)

ترجمہ:- (یا محمد رسول اللہ علیک الصلوٰۃ و السلام) آپ پڑھیے اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے سب کو پیدا کیا جس نے انسان کو جسے ہوئے خون سے پیدا کیا آپ پڑھیے (آپ کو علم عطا کرتا آپ کے رب کا کام ہے) اور آپ کا رب بڑی بزرگی اور عظمت والا ہے (وہی تو ہے) جس نے (تمام لوگوں کو) قلم سے علم سکھایا۔ اس نے انسان کو (وہ کچھ) سکھایا جو وہ پہلے نہیں جانتا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی نگاہ رحمت اور قبلہ چوہدری صاحب کی صحبت سے ان آیات مبارک کا ترجمہ و مفہوم کچھ ایسے نصیب ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حضرت جبرائیل امین (علیہ الصلوٰۃ و السلام) بارگاہ رسالت مآب جناب سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رسالت و نبوت کی بشارت کے ساتھ عرض کیا یا رسول اللہ، یا نبی کریم! یا محبوب رب کریم (علیک الصلوٰۃ و السلام) آپ پر اللہ تعالیٰ میری و تمام فرشتوں کی جانب سے لاکھوں کروڑوں اور اربوں درود و سلام ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے کہ۔

ترجمہ:- آپ قرأت فرمائیں اپنے رب کے نام کے ساتھ جس ذات نے سب کچھ تخلیق فرمایا اور قرأت وہی ذات پاک علیہ الصلوٰۃ و السلام کر سکتی ہے جسے پڑھنے، بولنے، لکھنے وغیرہ کا تمام علم و فہم خالق کائنات نے عطا کر

کر دیا ہو) یعنی اے اللہ تعالیٰ کے رسول مقبول (علیک الصلوٰۃ والسلام) آپ قرأت فرمائیں اور (قرآن شریف، کلام اللہ کے) پڑھنے (و پڑھانے) کا آغاز فرمائیں (یعنی منصب رسالت و نبوت کے کارہائے پاک کا آغاز فرمائیں یہ بھی اس آیت مبارک سے اخذ ہوتا ہے)۔ جس نے انسان کو جسے ہوئے خون سے پیدا کیا (حضرت جبرائیلؑ نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام) آپ قرأت فرمائیں (یعنی قرآن شریف پڑھنے و پڑھانے کے عمل کا آغاز فرمائیں) اور آپ کا رب اکرم (و اعظم و اکبر) ہے وہی ذات پاک ہے جس نے قلم کے ساتھ لکھنے و پڑھنے وغیرہ کی تعلیم فرمائی وہ اس نے انسان کو (حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آگے سلسلہ بسلسلہ) علم عطا فرمایا جس کا وہ علم نہیں رکھتا تھا۔

خود قبلہ چوہدری صاحب اکثر بتایا کرتے تھے کہ ان کو مدرسہ و مسجد سے پڑھنے و لکھنے کا علم بہت ہی کم حد تک میسر ہوا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ان کے پاس پڑھنے و لکھنے کا جتنا بھی علم تھا، انہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نبی کریمؐ، رؤف رحیم مدینۃ العلم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہ رحمت و شفقت اور آپ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی زیارت پاک، دربار رسالت مآب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں حاضری اور دیگر مشاہدات کے موقعوں پر نصیب ہوا۔ اور حضرت قبلہ مسائل پر بہت ہی اچھے سلجھے ہوئے، مدلل، موثر اور دلچسپ انداز میں قرآن و سنت مبارک کی روشنی میں بات چیت اور گفتگو فرمایا کرتے تھے اور لکھائی و تحریر کے میدان میں انہوں نے ہدایات و زیارت پاک نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور دیگر مشاہدات پر مبنی ایک دو کتابیں پاکستان بننے سے پہلے تحریر کیں، جو ۱۹۴۷ء

میں دہلی میں ہی رہ گئیں۔ پاکستان میں اپنی بقایا زندگی میں کتاب حرمِ دل کو دوبارہ اور ایک اور نئی کتاب "خیال و عشق" کو تحریر کیا۔ (ان کا مسودہ رحیم یار خان میں ان کے صاحبزادہ صاحب کے پاس ہے) لہذا حضرت قبلہؒ کی پڑھائی و لکھائی کا سلسلہ اور علم خصوصیت کے ساتھ آیات مبارک (۵۴) کے فتویٰ و برکات و انوار کے تحت نصیب ہوا۔

۱۹۔ اِدْيَلْفِ قُرَيْشٍ ۚ الْفِيهِمْ رِحْلَةُ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ ۚ  
 فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ ۗ الَّذِي اَطْعَمَهُمْ مِنْ  
 جُوعٍ ۚ وَاَمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ ۚ (سورة القریش ۱۰۶)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے اہل قریش کے لئے سہولت و آسانی پیدا کر دی ۚ (اللہ تعالیٰ نے) ان کے لئے جاڑے اور گرمی کے (تجارتی) سفر میں سہولت و آسانی میسر کی اور رغبت دلائی ۚ پس ان کو چاہیے کہ رب کعبہ کی (نیک نیتی و خلوصِ دلی اور ایماندارمی سے) عبادت کریں ۚ جس نے ان کو بھوک میں کھانا دیا اور (دشمنوں کے شر اور) خوف سے امن بخشا۔"

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت اور قبلہ چوہدری صاحب کی صحبت کے طفیل اس سورت مبارک کا ترجمہ قدیسے مفہوم اور انوار و برکات ایسے سمجھ میں آئے۔۔۔

اس سورت مبارک کا شانِ نزول اپنی جگہ برقرار ہے اور جس موقع محل پر اس کا اطلاق ہوتا ہے، وہ ہماری راہنمائی و ہدایت کا باعث ہے چونکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ سورت مبارک نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر نازل ہوئی اور قرآن شریف کا حصہ بنی۔ لہذا اس سورت مبارک (بلکہ قرآن شریف کی ہر آیت اور ہر حدیث مبارک) میں فتویٰ و برکات، ارشاد و ہدایت



الوار و تجلیات، علم و عرفان اور حکمت و رحمت کے تمام خزانے اصحاب اکرامؓ کے بعد سلسلہ بسلسلہ تمام امت مسلمہ جن و انس اور کائنات کے لئے رہنمائی، مشعلِ راہ اور صراطِ مستقیم ہیں۔

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ مختصر رسالت و نبوت (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کے فیوض و برکات، رشد و ہدایت، الوار و تجلیات، علم و عرفان اور حکمت و رحمت کے تمام خزانوں میں سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر امتی کو ورثہ و حتمہ عطا ہوا ہے۔ آگے اس کا انحصار ہر امتی اور ہم پر ہے کہ ہم نیک نیتی و خلوص دلی سے حقوق اللہ اور حقوق العباد، قرآن و سنت مبارک، درود و اذکار اور دیگر احکامات رب العالمین و ارشادات محبوب رب العالمین (علیہ الصلوٰۃ و السلام) پر کس قدر عمل کرتے ہیں اور ان خزانوں میں سے کیا کچھ حاصل کرتے ہیں۔

اس سورت مبارک کے ایک روشن جائزہ سے اور ترجمہ و مفہوم کے اعتبار سے تین جزو نظر آتے ہیں۔ پہلا جزو آیات مبارک (۱، ۲) دوسرا جزو آیت نمبر (۳) اور تیسرا جزو آیت (۴)۔

اب اگر ہم آیت مبارک (۳) کا مفہوم پہلے مد نظر رکھیں اور دوسری آیات کا مفہوم بعد میں دیکھیں۔ یعنی اگر ہم رب خانہ کعبہ کی نیک نیتی و خلوص دلی اور ایمانداری کے ساتھ عبادت کریں تو ہمیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے خوف و شر سے امان، بھوک و افلاس میں طعام و رزق اور گرمی و سردی کے تنپیڑوں سے بچت، آسانی و آسائش میسر و عطا ہونے کی بشارت ہے۔

قبلہ چوہدری صاحب اپنے طب و حکمت کے ایام کے دوران جب کبھی بھی کوئی نسخہ تجویز فرماتے، دوائی بناتے یا پھر کوئی کشتہ ترتیب

دیتے تو درود شریف کے ساتھ ساتھ "سورۃ القریش" کثرت سے پڑھا کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ اس کے ورد سے جنات و شیاطین بہت دور رہتے ہیں اور وہ نسخہ، دوائی اور کشتہ بناتے وقت کوئی شرارت نہیں کر سکتے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دوائی و کشتہ وغیرہ ٹھیک اور بہت مفید اور فائدہ مند بنتے ہیں (ادویات اور کشتہ جات اور حضرت قبلہ کی طب و حکمت میں مہارت کے متعلق بعد کے کسی باب میں تحریر کیا جائے گا)

۲۰۔ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكُوْثَرَ ۗ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۗ

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۗ (سُورَةُ (۱۰۸) الْكُوْثُرُ آيَات ۳ تا ۲)

ترجمہ: "(محبوب کریم علیک الصلوٰۃ و سلام) یقیناً ہم نے آپ (ہی) کو خیر کثیر دیا ہے (کوثر سے مراد خیر کثیر، جنت کی ایک بہت ہی اعلیٰ نہر یا حوضِ کوثر... ۵) پس آپ اپنے رب کی نماز پڑھا کیجیے اور قربانی دیا کیجیے بے شک (جو) آپ کا دشمن (ہوگا) وہی بے نام (ونشان و ابتر) ہو کر رہا۔"

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کی نگاہِ رحمت اور قبلہ چوہدری صاحب کی صحبت کے طفیل اس مختصر ترین مگر ایک جامع سُورۃ مبارک کے ترجمہ و مفہوم کے اعتبار سے تین روشن تجزیہ سامنے آتے ہیں۔ ۱۔ پہلا تجزیہ آیت مبارک (۱)۔ دوسرا تجزیہ آیت (۲) اور تیسرا تجزیہ آیت (۳) اب اگر ہم آیت مبارک (۲) کا ترجمہ و مفہوم پہلے مد نظر رکھیں اور آیات (۱۰۲) کا ترجمہ و مفہوم بعد میں دیکھیں۔ یعنی اگر ہم نیک نیتی، خلوص و ملی اور ایمانداری کے ساتھ اپنے رب کی صلوٰۃ پڑھیں اور (ایشارہ) قربانی

دیں اور یہ عمل جاری رکھیں، تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارا دشمن ابتر ذلیل و خوار اور بے نام و نشان ہو گا اور ہمیں اور تمام امتیوں کو ورثہ اور فیوض و برکات، رسالت و نبوت (علیہ الصلوٰۃ و السلام) اور آپ حضور (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی شان "الکوفر" کا فیضان، رحمت و برکت اور خیر و بجلالی عطا ہوں گے۔ بلکہ نبی کریم رحمت اللعالمین (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کا قرب، زیارت پاک، رشد و ہدایت، تقویٰ و حکمت اور علم و عرفان نصیب ہو گا۔ اس سورت مبارک سے یہ بشارت عظمیٰ ماخوذ ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ موجود ہے۔

نصیب۔ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

۲۱۔ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا (سورة النور، آیات ۱ تا ۳)

ترجمہ ۱۔ (محبوب کریم! علیک الصلوٰۃ و السلام) جب اللہ تعالیٰ کی مدد اپنے اور فتح نصیب ہو (دشمنوں کے قلعے فتح ہوں، خانہ کعبہ مسلمانوں کا ہو جائے) اور آپ لوگوں کو جوق در جوق اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہوتے دیکھ لیں تو اس وقت آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کیجئے کہ یہ بھولے ہوئے تھے، لیکن اب مسلمان ہوئے ہیں۔ اب ان کی آنکھیں کھلی ہیں، آپ کی عبادات، آپ کی عاجزی و استغفار کے صدقے اللہ تعالیٰ ان کے گناہ بھی معاف فرمائے گا) بے شک وہ بڑا معاف فرمانے والا (بڑی بخشش والا) ہے۔ (فیوض القرآن)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی نگاہ رحمت بزرگان دین اور قبلہ چوہدری صاحب کی صحبت کے طفیل اس سورت مبارک

کے بھی ترجمہ و مفہوم کے اعتبار سے تین روشن جز نظر آتے ہیں: پہلا جزء آیت مبارک (۱)۔ دوسرا جزء آیت (۲) اور تیسرا جزء آیت (۳)

اب اگر ہم آیت مبارک (۳) کا ترجمہ و مفہوم پہلے نظر و ذہن میں رکھیں اور آیات (۱، ۲) کا ترجمہ و مفہوم بعد میں پڑھیں تو یہ صورت سامنے آئے گی۔ یعنی اگر ہم نیک نیتی، خلوص دلی اور ایمانداری کے ساتھ توبہ و استغفار کریں اور اپنے رب کی حمد و تسبیح بیان کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم دیکھیں گے کہ دین کا عروج ہو رہا ہے اور لوگ کثرت کے ساتھ دین اسلام کی طرف رجوع کر رہے ہیں (اور جو پہلے سے ہی مسلمان ہیں وہ دینی امور میں بہت دلچسپی لے رہے ہیں اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی اور اچھے اعمال کی طرف راغب اور گامزن ہو رہے ہیں) اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے (یہ بشارت ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ) فتح و نصرت آکر رہے گی۔ کلام اللہ میں ایسی بہت سی آیات ہیں کہ جن کے مطلب و مفہوم کو اسی عکس میں دیکھا جائے تو اس میں رشد و ہدایت اور نتیجہ صریح سمجھنا اور نکالنا مزید آسان ہو جاتا ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کے کلام میں خاص اعجاز و حکمت اور مخلوق کے لئے رشد و ہدایت اور فیوض و برکات پنہاں ہیں۔

## ۵۔ فیضان و تصرف اور پر توشان مبارک النبی الامی (علیہ السلام)

اس موضوع اور جہت کے ضمن میں اب کافی حد تک واضح ہو گیا ہے کہ حضرت قبلہ جو پوری صاحب نہ تو مکتب میں پڑھے اور نہ ہی کچھ زیادہ مسجد و مدرسہ سے تعلیم حاصل کی مگر ان کی مسائل پر گفتگو کرنا بعض قرآن شریف کی آیات و احادیث مبارک کا ترجمہ و تشریح فرمانا، مشاہدات کو تحریر میں لانا اور

بزرگانِ دین کے قاری، اردو اور پنجابی کے کلام کی وضاحت کرنا وغیرہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عطیہ اور نبی کریم ﷺ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہ و شفقت و رحمت کے طفیل تھا۔ بلکہ حضرت قبلہ بتایا کرتے تھے کہ یہ عطا ئے رب العالمین، سب غلامی ذات پاک رحمت للعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی بدولت تھا اور بالخصوص آپ کی شان مبارک "النبی الامی اور مدینۃ العلم" (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا فیضان و تصرف اور پرتو کی چند جھلکیاں تھیں اور کہتے تھے کہ یہ ایسے ہی تھا کہ مجھ جیسے ادنیٰ امتی کو بحرِ صدہا، رسالت و نبوت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے ایک ادھ بوند نصیب ہوئی اور یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریم ﷺ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی رحمت کا فیضان نظر تھا اور اس میں مکتب و مدرسہ کی کرامت کا کوئی خاص دخل نہ تھا (قبلہ چوہدری صاحب) کو عطا ئے علومِ ظاہری و باطنی کے بارے میں تذکرہ اس کتاب کے باب "باطنی علماء کی صف میں شمولیت اور اس کے جزو درج) نبی کریم ﷺ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے عطا ئے مرتبہ شیخ العالم میں بھی ہو چکا ہے)

ماہ ربیع الاول میں ایک صلوٰۃ جمعہ کے خطبہ میں نبی کریم ﷺ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی شان مبارک النبی الامی کے ضمن میں ایک خطیب و پروفیسر صاحب نے (اسلام آباد میں) کہا کہ نبی کریم ﷺ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی اس دنیا میں بعثت سے قبل، تورات و انجیل شریف کے حوالے سے یہ یہود اور نصاریٰ خصوصاً یہود، جب کبھی مشکل گھڑی آتی یا ان کے کام نہ ہوتے تو وہ نبی اکبر الزمان، نبی رحمت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی شان مبارک النبی الامی کے وسیلہ جلیلہ سے دعائیں مانگتے اور وہ یہ کہا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا وَالصُّرَابِا الْبَنِي الْاُمِّي

(علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور ان کی مشکل آسان ہو جاتی، تمام کام ہو جاتے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے، نبی آخر الزمان نبی رحمتؐ، النبی الامی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے صدقے میں وہ فتح و نصرت سے ہمکنار ہوتے (پروفیسر صاحب نے بیان کیا کہ جب نبی آخر الزماں، نبی رحمت، النسبى الامی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی اس دنیا میں بعثت ہو گئی تو عجیب بات تھی کہ ان لوگوں نے نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو پہچاننے سے انکار کر دیا۔ اور آپ کے ارشادات کو ماننے سے انحراف کیا۔۔۔ جس کی تفصیل اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ کی آیت ۸۹ میں وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ

... میں بیان فرمائی ہے)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِهِ وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا ط  
(زاد راہ از ڈاکٹر سید عابد حسن بگرامی ص ۹۱)

لے خطیب و پروفیسر مفیثہ جشتی صاحب (ملتان)، اسلام آباد

## طِبِّ وَحِکْمَتِ اَوْر کُشْتِ جَات

حضرت قبلہ چوہدری صاحب بتاتے تھے کہ دہلی میں قیام کے دوران ان کی ملاقات کبھی کبھار بہت اچھے طبیبوں، حکیموں، ویدوں اور سنیاہوں سے ہو جاتی تھی اور طِبِّ وَحِکْمَتِ اَوْر کُشْتِ جَات پر تبادلہ خیالات ہو جاتا تھا۔ بعض نایاب نسخے انہیں اس طرح میسر ہوئے مگر زیادہ اور اکثر توبہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عطا ہوئے (حضرت قبلہ نے اپنے شاگردوں اور راقم یعنی مجھے تقریباً بیس پچیس ایسے نایاب نسخے لکھواتے تھے، مگر میری بیرون ملک ملازمت ۱۹۶۶-۸۲ء کے دوران وہ کاپی و میک چاٹ گئی اور جو کچھ یاد ہیں وہ نیچے درج کئے جا رہے ہیں۔

### ۱۔ سیماپ (پارہ) کا مانع حالت میں قائم الٹا ہونا

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں اپنے گاؤں اجسٹرام (ضلع ہوشیار پور) سے کسی دوسرے گاؤں کو (ضلع جالندھر میں) بہل گاڑی میں یا پیدل جا رہا تھا کہ راستے میں چند عمر رسیدہ سیکھ (خالصہ) صاحبان سیماپ (پارہ) کو لوہے کی کڑاہی میں ڈال کر ہلکی ہلکی آگ پر چند جڑی بوٹیوں

لہ۔ یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ قبلہ چوہدری صاحب دولت و صل اور امانت الہی عطا ہونے کے بعد تقریباً ستھ سال اپنے بڑے بھائی صاحب (شہید) کے ہمراہ دہلی میں رہے۔ جہاں ان کی ملاقات کبھی کبھار بہت اچھے طبیبوں، حکیموں، ویدوں اور سنیاہوں سے ہو جاتی ہے۔ بعض نایاب نسخے انہیں اس طرح میسر ہوئے مگر زیادہ طور پر یہ نسخے اللہ تعالیٰ کا عطیہ تھے۔

اور ادویات کے ساتھ قائم النار کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہ سب لوگ مجھے جانتے تھے اور جب میں ان کے پاس سے گزرا تو سب نے ایک علاقائی زمیندار و کاشتکار ہونے کے ناطے سے کھڑے ہو کر کہا۔ مہاراج چوہدری جی! سلام۔ میں نے بھی ان کے سلام کا جواب دیا۔

میں نے کہا۔ خالصہ مہاراج! آپ کیا کر رہے ہیں؟ ایک سکھ جس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔ کہنے لگا کہ جی یہ کتاب بہت پرانی ہمارے ہاتھ لگی ہے اور کسی مسلمان حکیم کی لکھی ہوئی، اس میں پارہ قائم النار کا نسخہ دیا ہوا ہے اور ساتھ ڈالنے والی ادویات بھی لکھی ہیں۔ مگر ہم نے اس طریقے پر بہت عمل کیا ہے۔ ہر دفعہ پارہ اڑ جاتا ہے، قائم النار نہیں ہوتا۔ میں نے ان سے کتاب لے لی اور نسخہ پڑھا۔ جس کے اجزاء اور طریق کار کچھ ایسے درج تھے۔

پارہ ایک لوسے کی کڑاہی میں ڈالیں، ساتھ چند "بھلاووں کا تیل" بھی کڑاہی میں رکھیں۔ نیچے ہلکی ہلکی آگ جلائیں اور سا مھ میٹھے میٹھے کا "کاپانی" تھوڑا تھوڑا ڈالتے جائیں اور اس مخلوط کو لکڑی سے ہلاتے جائیں۔ تھوڑی دیر بعد تمام چیزیں ضم ہو جاتی ہیں اور پارہ کڑاہی میں تیرتا ہے گا۔ اڑے گا نہیں بلکہ قائم النار ہو جائے گا۔

قبلہ چوہدری صاحب نے سیکھوں سے کہا کہ نسخہ تو ٹھیک ہے آئیے دوبارہ کوشش کرتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ پارہ ضرور قائم النار ہو گا۔ میں نے ان سے کڑاہی دھلوائی۔ تمام اشیاء اس میں باری باری طریقے کے مطابق ڈالیں۔ نیچے ہلکی ہلکی آگ جلا دی اور تمام کام سکھوں نے اپنے ہاتھوں سے کیا جب تمام ادویات آگ سے پارے میں جذب ہو گئیں تو پارہ کڑاہی میں تیرنے لگا۔ میں نے سکھوں سے کہا۔ خالصہ جی! اب آپ آگ تیز کر کے دیکھیں کیا پارہ اڑتا ہے



کہ نہیں ہے خالصوں نے کڑا ہی کے نیچے آگ تیز کر دی اور وہ حیرانگی سے دیکھ رہے تھے کہ پارہ تیر رہا ہے اڑ نہیں رہا۔ وہ بہت خوش ہوئے۔ میں نے کہا پارہ قائم النار ہو گیا ہے۔ اب آپ اس سے دوائی یا اکسیر وغیرہ جو مرضی چاہے بنا لیں۔ قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ میں دوسرے روز اسی راستے سے اپنے گاؤں واپس جا رہا تھا کہ وہ سیکھ پھرو ہی نسخہ بنا رہے تھے مجھے دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ سلام کیا اور کہا۔ چوہدری جی ہمارا ج! یہ نسخہ ہم سے تو نہیں بنتا، ہم نے آپ کے طریقے پر کئی بار دوبارہ عمل کیا ہے۔ پارہ قائم النار نہیں ہوتا۔ بلکہ اڑ جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے آپ نے اس میں کوئی اور چیز بھی ڈالی تھی حضرت قبلہ نے کہا میں نے تو کوئی دوائی ان اویات کے علاوہ کڑا ہی میں نہیں ڈالی تھی۔ اب آپ ایسا کریں تمام برتن اچھی طرح صاف کر لیں اور تمام اشیاء لے آویں۔ اور خیال رکھیں میں اپنی طرف سے کچھ نہ ڈالوں گا۔ ہم دوبارہ کوشش کرتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ پارہ پھر قائم النار ہوگا۔ دوبارہ اس کتاب کے طریقہ پر عمل کیا گیا اور حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ تمام کام سکھوں نے اپنے ہاتھوں سے کیا اور بالآخر پارہ قائم النار ہو گیا۔ تمام سیکھ بہت حیران ہوئے اور احسان مندی میں حضرت قبلہ کے پاؤں چھونے لگے۔ آپ نے کہا۔ نہیں آپ ایسا نہ کریں۔ میں اب چلتا ہوں۔ اب آپ اس قائم النار پارہ سے جو مرضی دوائی وغیرہ بنا لیں۔۔۔۔۔

(چند دن بعد سکھوں کا قبلہ چوہدری صاحب کو پھر پیغام ملا، کہ ان کی کوشش کے باوجود ان سے دوبارہ نسخہ نہیں بن سکا اور پارہ قائم النار نہیں ہوا۔ نسخہ ان سے کیوں نہیں بن سکا۔ اسکی تفصیل بعد میں آرہی ہے)

کیمیا و سیمیا و ہیمیا و ریمیا کس ندانند جز بذات اولیاء  
نظر جہاندی کیمیا، اوہ سونا کرے ڈاٹاں دتیاں ربدیاں کیا سید کیا جٹ

ان کے نسخوں سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ ایک بہت ہی حاذق طبیب اور حکیم بھی تھے۔ مگر انہوں نے یہ تمام نسخے اپنے شاگردوں اور دوستوں کو لکھوایے تھے اور اب صرف ایک شاگرد صوفی محمد علی صاحب حاصل پور میں زمینداری کے ساتھ ساتھ تھوڑی بہت حکمت بھی کرتے ہیں اور کسی دوست نے کوئی نسخہ ترتیب نہیں دیا۔

## ۹۔ دھات کی ہیئت میں تبدیلی

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ دھات کی ہیئت میں تبدیلی کا وقوع پذیر ہونا مثلاً جیسا کہ پہلے تحریر کیا گیا ہے کہ :-

- ۱۔ سیلاب (پارہ) کا مائع یا سفوف حالت میں قائم النار ہونا اور پھر پارہ کی اکسیر سے مختلف ادویات کا اور خصوصاً چاندی کا بننا اور
- ب۔ تانبے کا کشتہ و اکسیر بننا اور پھر اکسیر سے مختلف ادویات کو ترتیب دینا اور سونے کا بن جانا وغیرہ وغیرہ۔

یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت کے علاوہ ممکن نہیں اور ایسے کشتہ جات اور اکسیر کے لیے بندہ مومن کے لئے عبادت، ریاضت، حقوق اللہ اور حقوق العباد وغیرہ کی پابندی بہت لازمی ہے۔ بصورتِ دیگر اگر یہ تمام نسخے کسی بزرگ یا ولی اللہ کی معیت میں پہلے ترتیب بھی دیئے ہوں تو بعد میں کسی دوسرے سے نہیں بن پاتے اور اگر کشتہ کی کوئی صورت بن بھی جاتی ہے تو وہ عموماً کچا رہ جاتا ہے اور مضر اثرات بھی دور نہیں ہوتے۔

حضرت قبلہ نسخہ (۱) پارہ کا مائع حالت میں قائم النار ہونا جو سکھ

حضرات سے تیار نہیں ہو رہا تھا خصوصاً اس کے متعلق بتاتے تھے کہ نسخہ اپنی جگہ بالکل درست تھا اور کسی مسلمان بزرگ کا تحریر کردہ تھا۔ اور وہ حکیم صاحب اہل اللہ ہوں گے۔ میں نے تو صرف اس لئے اسے بنانے کی کوشش کی کہ خالصہ صاحبان لکھنے والے یعنی مسلمان درویش کو کوس رہے تھے کہ اُس نے تمام غلط لکھا ہے، میں نے دیگر ادویات کا سہارا لیا تھا، مگر درحقیقت پارے کو درود شریف ذکر اللہ و کلام اللہ کی چند آیات مبارک کی توجہ ہی تھی اور پارہ ہر دفعہ قائم التار ہو جاتا تھا۔

حضرت قبلہ بتاتے تھے کہ اب سمجھنا بہت آسان ہو گا کہ پارہ وغیرہ کا قائم التار ہونا اور اس کی اکسیر سے چاندی کا بننا اور تانبے وغیرہ کی اکسیر بننا اور اس سے سونے کا بن جانا یا کسی اور دھات سے کسی اور دھات کا بننا یا کسی بھی دھات سے یا کسی شیئی سے بھی سونے کا بن جانا زیادہ تعجب خیز نہیں ہے، بلکہ یہ تمام ثمرات اذکار الہی ہیں اور حضور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی غلامی و نگاہِ رحمت کے سبب ہے۔

حضرت قبلہ مزید وضاحت فرماتے تھے کہ بعض اوقات ہم لائعلیٰ کی بنا پر کہہ دیتے ہیں کہ پرانے فلاں فلاں حکیم صاحب کے پاس تپ دق، دمہ، نزلہ و زکام اور خون کے دباؤ وغیرہ کے لئے بڑے نایاب قیمتی و مجرب نسخے تھے مگر وہ حکیم صاحب (تسنے لالچی تھے) کہ وفات کے وقت تک انہوں نے کسی کو نہ دیئے اور لہذا وہ تمام نسخے ضائع ہو گئے؟ مگر اگر ہم حکیم صاحب کی زندگی کا جائزہ لیں مثلاً

و۔ وہ مریض سے کتنے پیسے فیس یاد دوائی کے لیتے تھے؟ تو صرف  
پیسہ یاد و پیسے کی دوائی دیتے تھے اور اگر صرف نسخہ لکھ دیا تو  
کوئی پیسہ وصول نہ کیا۔

ب۔ کیا ان حکیم صاحب نے بنگلے یا کوٹھیاں کھڑی کیں، موٹر گاڑیاں  
یا زرعی جائیداد بنائی؟ جی نہیں۔ وہ تو اکثر پیدل یا ٹانگے پر سفر  
کرتے تھے اور وفات کے بعد صرف ایک چھوٹا سا مکان اور  
دکان ان کی بیوی و بچوں کو مل سکے۔

ج۔ ان کا اخلاق، رہن سہن اور تشخیص کیسی تھی؟ جی بہت عمدہ  
بلکہ وہ غریب آدمی کا علاج تو مفت کیا کرتے تھے۔

د۔ صوم و صلوة، حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائیگی کیسے تھی؟  
جی بہت پابند تھے، بلکہ نیم شب نوافل بھی ادا کرتے تھے درود  
شریف اور اذکار الہی کا ورد اور تلاوت کلام اللہ بہت کرتے  
تھے اور ان کے ہاتھ میں بہت شفا تھی وغیرہ وغیرہ۔

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ یہ (ا سے د تک) یہ تمام اوصاف  
اور خوبیاں تھیں جن میں محترم حکیم صاحبان کا کاروبار چلتا تھا اور وہ گشتہ جات  
ترتیب دیتے تھے اور اکیس وغیرہ بناتے تھے اور وفات سے پہلے وہ یقیناً تمام  
نسخے اپنے شاگردوں کو دے جاتے تھے، مگر چونکہ ان لوگوں نے اتنی عبادت  
ریاضت اور محنت نہیں کی لہذا وہ یہ تمام نایاب قسم کے نسخے ترتیب نہ  
دے سکے اور نہ ہی ان کے ہاتھ میں چند ان شفا وغیرہ رہی۔

۱۔ حلیہ کشتہ جات پارہ 'تانبہ' ابرق، فولاد و چاندی وغیرہ اس  
طبابت سے خارج ہیں۔ (معذرت خواہ ہیں)

حضرت قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ ہم امتیوں کی لانتہا خوشنختی ہے کہ ہمارا ایمانی و روحانی اور ظاہری و باطنی تعلق اپنے نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ ہے اور جس قدر ہمارا یہ تعلق پختہ و مضبوط ہوگا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسی قدر بلکہ زیادہ ہی نبی کریم روفیم رحمت للعالمین، عزیز حکیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی جانب سے فیضان و تصرف رسالت و نبوت ہمیں نصیب ہوگا۔ رشد و ہدایت، حسن سلوک اور حسن خلائق، عدل و احسان، تقویٰ و طہارت، علم و حکمت اور معرفت و رحمت اور یہ تمام سب کچھ امتیوں پر بلکہ کل کائنات پر رسالت و نبوت کا فیضان اور تصرف ہی تو ہے۔۔۔ اور مختصراً حکمت و شفا کے ضمن میں حضرت قبلہ بتاتے تھے کہ جس قدر ہم حقوق اللہ، حقوق العباد، رزقِ حلال، صوم و صلوٰۃ خیرات و زکوٰۃ، ریاضت و عبادت، تلاوت کلام اللہ اور درود و اذکار شریف کی ادائیگی اور پابندی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسی قدر ہی زیادہ حکمت و شفا اور فیضان و تصرف رسالت و نبوت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہمیں میسر ہوگا۔۔۔ تو حکیم حاذق کے لئے تمام اعمالِ صالحہ کی ادائیگی اور پابندی بہت ضروری ہے۔ ورنہ اگر نسخہ درست بھی ہو اور طبیب یا حکیم صاحب کے اعمالِ صالحہ نہ ہوں یا لالچی ہوں اور صاحبِ عبادت و ریاضت نہ ہوں تو ان سے کسی بھی اعلیٰ دھات کی اکیر نہ بن سکے گی اور نہ ہی

دھات کی بیئت بدل سکے گی اور نہ ہی اسکی اوریات میں خاص شفا ہوگی۔۔۔ حضرت قبلہ بتاتے تھے کہ یہ نسخہ ایک دفعہ کراچی میں بنا کر ایک مریض کو حنہ خوراکیں دیں اور اس کا کھنڈہ و تہدق وغیرہ ٹھیک ہو گئے۔ بعد میں ایک بہت بڑی حکمت والی کمپنی توپہ چلا کر میرے پاس پورا قائم لاند کرنے کا نسخہ ہے تو انہوں نے مجھے کہلا بھیجا کہ آپ ہمارے پاس ماہانہ دو ہزار روپے بھجوانے کی بات ہے آپ ہماری کمپنی میں ملازمت کر لیں اور کشتہ مات ترتیب دیں اور اس کام کی نگرانی کریں میں نے نہ کر دی کہ میرا فی الحال نوکری کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ پھر اس کمپنی نے کہا کہ بارہ قائم لاند کر کے کاشی بھجوائیں اور کروا دیں اور ہم سے ایک مہنت ایک لاکھ روپے لے لیں۔ حضرت قبلہ نے کہا کہ نہیں میں نے تو یہ کام فی سبیل اللہ کیا ہے اور انشا اللہ آئندہ بھی فی سبیل اللہ کرتا رہوں گا۔ پھر کمپنی والے خاموش ہو گئے۔ یہ واقعہ ۱۹۵۱ء میں واقع ہوا۔

## مُسَوِّدَاتِ کُتُب

حضرت قبلہ چوہدری صاحب نے اپنی زندگی میں تین چار کتابوں کے مسودات تیار کئے اور ان کے موضوعات عشقِ رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذاتِ مبارک کا عرفان اور ان کی شانِ ظاہر و شانِ باطن تک رسائی نصیب ہونا اور انہی کی ذاتِ مبارک کا مقصودِ کائنات، مقصودِ انسانیت و مقصودِ مومن اور مقصودِ موجود ہونا نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ظاہر و باطن میں زیارتِ پاک، سعادتِ مطلقہ اور آپ حضور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے براہِ راست رشد و ہدایت و عمدہ کشائی کا نصیب ہونا یہی مضامین ان تمام کتب کا مرکز و محور تھے۔

نُورِ اَوْ مَقْصُودِ مَخْلُوقَاتِ بُوْدِ اَصْلِ مَعْدُومَاتِ و مَوْجُودَاتِ بُوْدِ

(خواجہ فرید الدین عطار)

ایک کتاب کا نام خیال اور عشق تھا۔ دوسری کا "تریمِ دل" ان کتب کے مسودات حضرت قبلہ کے کسی دوست کے پاس ہیں، مگر طباعت نہیں ہو سکی ہے۔ ایک کتاب کا مسودہ قیامِ پاکستان کے وقت دہلی میں ہی رہ گیا تھا۔ اس کا نام یاد نہیں۔ ویسے تو حضرت قبلہ چوہدری صاحب کے ہاتھ کے لکھے ہوئے کئی باب اتباع اور عشقِ رسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) مقصودِ کائنات، دوستِ حقیقی اور صراطِ مستقیم کے عنوانات و موضوعات پر دوست و شاگرد حضرات کے پاس پڑے ہیں مگر ان میں سے چند اس عاجز راقم کے پاس بھی ہیں، مگر ان میں سے دو جن کے عنوانات "توحید پرست اور خدا بین" اور "سُخُنِ بے ریا" اور نماز بے خطر ہیں۔ انہیں کتابِ خدا میں شامل کر رہا ہوں، مگر ان میں بعض حقائق اور اسرار ایسے تھے جن کو تحریر و کتابت میں لانے کی رخصت نہیں لہذا ان کی طباعت سے معذوری ہے۔

## ۱۔ توحید پرست اور خدا بین

خدا بین نے توحید پرست سے کہا حضرت آپ لوگوں کو توحید پرستی کی دعوت دے رہے ہیں کبھی اپنے خالق ازل کو دیکھا بھی ہے۔ توحید پرست نے کہا، خدا کو ہم نے دیکھا تو نہیں مگر وہ ازل سے ہی موجود ہے۔ خدا بین نے کہا اس میں کوئی بھی شک نہیں ہے۔ اُس کی ذاتِ قدیم ازل ہی سے موجود ہے جب وہ ازل سے ہی موجود ہے پھر اُس کو دیکھنا چاہیے۔ اُس کو دیکھنے کے بعد لوگوں کو توحید کی دعوت دیں بغیر دیکھنے کے آپ لوگوں کو توحید کی دعوت دے رہے ہیں۔ اس طرح تو توحید پرستی کا آپ کا دعویٰ غلط ہے۔ کسی بھی مذہب کے انسان کو خدا کے موجود ہونے پر انکار نہیں ہے۔ کوئی کسی بھی غیر خدا کی پرستش کرتا ہے تو اُس کے دماغ میں تصور خدا کا ہوتا ہے اگر خدا کے موجود ہونے کا نام ہی توحید پرستی ہے تو پھر ہر انسان ہی توحید پرست ہے خواہ وہ کسی بھی مذہب کا آدمی ہو اور کسی بھی چیز غیر حق کو سامنے رکھ کر خدا کا تصور کر لیا جائے تو وہ بھی توحید پرستی ہوتی پھر اسلام کی توحید پرستی اور دیگر مذاہب کی توحید پرستی میں کیا فرق ہوا جب آپ نے خدا کو دیکھا ہی نہیں پھر تو آپ توحید پرست نہیں ہیں۔ توحید پرست تو وہ انسان ہے جس نے تصویر الہی کو دل میں دیکھ لیا۔ وہ تصویر الہی ہر حاجت سے پاک ہے۔ وہ بے نیاز صورت ازل سے ہی موجود ہے۔ حاجت روا ہے۔ مخلوق حاجت مند ہے۔ وہ خالق ہے

مخلوق کا مالک ہے۔ جب انسان استغراق کے عالم میں دل کے اندر ڈوب جاتا ہے۔ پھر اُس بے نیاز صورتِ الہی کو دیکھتا ہے۔ اُس وقت توحید پرست بن جاتا ہے۔ پھر مخلوق کو توحید پرستی کی دعوت دیتا ہے۔ دل کے اندر صورتِ الہی باطن و النفس میں شانِ محبوبی میں جلوہ فرماتا ہے۔ یہ رازِ فاش کرنے سے مخلوق میں فتنہ پھیلتا ہے۔ ظاہر پرست لوگ اہل باطن کی مخالفت کرتے ہیں۔ عقل اور علم سے یہ راز پوشیدہ ہے۔

ظاہر توحید پرست تو توحید کو بدنام کر رہے ہیں۔ جیسے غیر مذہب والوں نے توحید کا تصور قائم کر لیا ہے۔ ویسے ہی ظاہر توحید پرستوں نے ایک توحید کا تصور قائم کر لیا ہوا ہے۔ لاکھوں عوام لوگ جو دل میں ڈوبنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اُن میں سے ایک یا دو دل میں ڈوب کر صورتِ الہی کو دیکھتے ہیں باقی تو ناکام ہو کر بھاگ جاتے ہیں۔ مرد میدان وہی ہے جو اس مقام میں عوام کرتے وقت جان پر کھیل جاتا ہے۔ درجائیاں پر جان دے دیتا ہے۔ عاشقِ الہی وہ ہے جو جمالِ الہی کے پر تو سے زندہ رہتا ہے اور اپنی فانی زندگی سے مٹ کر دیدارِ الہی سے زندہ رہتا ہے۔ اُس کو دیدارِ الہی سے حیات جاویداں عطا ہو جاتی ہے۔ گو وہ مخلوق میں رہتا ہے لیکن مخلوق سے اُس کا حال جدا ہوتا ہے۔ درویش جب تک دل کی خلوت میں عوام نہیں کر جاتا؟ کافر ہی رہتا ہے۔ دل میں عوام کر جانے سے کافر بھی مسلمان بن جاتا ہے۔ دل کی خلوت میں جب انسان عوام کر جاتا ہے، کُفر اور شرک سے پاک ہو جاتا ہے۔ جمالِ الہی کو جس نے نہیں دیکھا وہ مسلمان بھی کافر اور مشرک ہے جو انسان خلوت نشین ہو جاتا ہے وہ کُفر و شرک اور دونی سے پاک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ خلوت ذات میں صورتِ الہی، شانِ محبوبی میں جلوہ فرماتا ہے۔



تحریر کرنے کی رخصت نہیں ہے، یہ باطن، خلوت و انفس کا مقام، عارف کو بڑی مشکل سے ہاتھ آتا ہے۔ صورتِ الہی کا عاشق ہی دل میں خواص کرتا ہے خلوت کے راز کو وہی جانتا ہے جس نے صورتِ الہی کو دل میں دیکھ لیا ہے وہ سچا توحید پرست ہے جن لوگوں نے دل کے اندر صورتِ الہی کو نہیں دیکھا وہ جھوٹے توحید پرست ہیں۔ واصل کے سامنے صاحبِ عرفان اور صاحبِ علم کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے مقصود تو وصلِ الہی ہے۔ علم اور عرفان مقصود نہیں ہے۔



## ۲۔ سُخْنِ بے ریا نمازِ بے خطر

ایک نمازی نے غیر نمازی سے کہا کہ آپ نماز پڑھا کریں۔ غیر نمازی نے کہا۔ حضرت بے خطر نماز پڑھنی نہیں آتی۔ جب نماز میں خدا کے حضور کھڑا ہو جاتا ہوں تو خیال میں دنیاوی معاملات میں پھنسا ہوا ہوتا ہوں اس لئے میں تنگ آ کر نماز ترک کر دیتا ہوں۔ آپ مجھے کوئی ایسی ترکیب بتادیں جس پر عمل پیرا ہونے سے نماز میں کسی غیر کا خیال نہ آئے اور میں خدا کے حضور میں کھڑا ہو کر خدا کو دیکھتا رہوں۔ نمازی نے کہا۔ بے خطر نماز تو میری بھی نہیں ہے۔ با حضور نماز تو مجھے بھی ادا کرنی نہیں آتی۔ غیر نمازی نے کہا۔ بھائی صاحب اگر نماز میں غیر حق کا خیال آجائے تو نماز نہیں ہوتی۔ خدا کے حضور میں کھڑے ہو کر اگر گاؤں خرچہ لے رہے ہیں پھر تو خدا کی نماز نہیں ہے۔ وہ تو گاؤں خرچہ کی نماز ہے۔ نمازی نے کہا۔ بات تمہاری حق ہے۔ چلو کسی ایسے نمازی کو تلاش کریں جس کی نماز بے خطر ہو۔ غیر نمازی نے کہا۔ ایک شخص میں نے دیکھا ہے جو نماز میں کھڑے ہو کر روتا رہتا ہے۔ عام طور پر خاموش رہتا ہے اور صرف مطلب کی بات کرتا ہے۔ فضول گفتگو نہیں کرتا۔ نمازی نے کہا۔ چلو اسی کے پاس چلتے ہیں۔ شاید ہمارا مسئلہ حل ہو جائے۔ جب وہ اس نمازی کے پاس گئے تو وہ خاموش سرنگوں ہو کر بیٹھا ہوا تھا۔ جب اس نے سر اٹھایا تو کہا، آپ کس لئے میرے پاس آئے ہیں۔ دوسرے نمازی نے کہا۔ ”نماز بے خطر سُخْنِ بے ریا“ کے

متعلق آپ سے گفتگو کرنے کے لئے آتے ہیں۔ اس نے کہا، طلب تو تمہاری صحیح ہے لیکن میں اس قابل نہیں ہوں، یہ خوبی تو اولیاء اللہ میں ہوتی ہے۔ ان کی نماز بے خطر اور ان کا سخن بے ریا ہوتا ہے۔ میں تو خود اسی جستجو میں ہوں کہ کوئی راز دان مل جائے تو یہ مسئلہ حل ہو جائے۔ ایک دن ایک خدا کا دیوانہ ملا تھا اس نے مجھے کہا تھا۔ دین والے کو تلاش کرو۔ وہ کہاں ہے۔ جب تک دین والا نہیں ملتا۔ اس وقت تک دین بھی ہاتھ نہیں آتا۔ اس کی بات میرے دل میں اتر گئی۔ اب میں دین کی تلاش میں نہیں ہوں بلکہ دین والے کی جستجو میں ہوں۔ کبھی کبھی وہ دیوانہ محبت و مستی کے عالم میں جھومتا ہوا یہاں سے خاموش گزر جاتا ہے، مجھ سے گفتگو تک نہیں کرتا۔

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ انہوں نے دیکھا کہ وہ کشتہ محبت سامنے چلا آ رہا ہے۔ سب نے سلام عرض کیا۔ اس نے بڑی بے نیازی سے جواب دیا۔ غیر نمازی نے ہاتھ پکڑ کر کہا کہ حضرت ہمیں ”نماز بے خطر اور سخن بے ریا“ سے آگاہ کریں۔ اس نے جواب دیا۔ نماز والے کو تلاش کرو۔ غیر نمازی نے عرض کی آپ بتادیں کہ نماز والا کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا۔ کیا تم کو میری بات پر یقین ہے؟ غیر نمازی نے عرض کی۔ آپ کی حق بات پر ہم لوگوں کو یقین کامل ہے۔ اس نے جواب دیا۔ مولا کریم نے ”فی انفسکم“ فرمایا ہے۔ کیا اس پر ایمان پختہ ہے؟ غیر نمازی نے کہا۔ ہاں اور میں اس کے معنی بھی جانتا ہوں۔ یعنی مولا کریم کا ارشاد ہے کہ میں تمہارے نفسوں میں ہوں مگر یہ راز ہماری سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ خالق ازل ہمارے نفسوں میں کہاں ہے؟ اس دیوانے نے جواب دیا ”فی انفسکم“ کا مقام دل ہے۔ دین والا دل میں ہے۔ جب خیال دل کے اندر ہی دین والے کے

ساتھ بچنا رہے تو نماز خود بخود بے خطر ہو جاتی ہے۔ اگر انسان کے دل کے اندر سے دین والے کی آواز آئے تو وہ ”سخن بے ریا ہے۔ غیر نمازی نے کہا۔ حضرت آپ کی حق بات نے ہمارے یقین اور ایمان کو پختہ کر دیا ہے۔ اب ہم دین والے کو دل کے اندر دیکھنا چاہتے ہیں۔ آپ ذرا اتنا گرم فرما دیں کہ دین والے کو دل میں دیکھنے کا طریقہ بھی بتا دیں۔ ہم بھی دین والے کو جی بھر کر دیکھ لیں۔ ہماری بھی نماز بے خطر ہو جائے۔ دیوانے نے کہا کہ آپ کی طلب صادق ہے، اس لئے آپ کو نماز بے خطر کا طریقہ بتا دیتا ہوں۔ ہر سانس کے ساتھ **إِلَّا اللَّهُ** کا ذکر کرو۔ کوئی سانس بھی تیرا ذکر سے خالی نہ ہو۔ ذکر کی گرمی عشق کی گرمی سے۔ ذکر کی گرمی سے دل گرم ہو کر گداز ہو جاتا ہے اور دل کی کدورتیں جل جاتی ہیں۔ دل کے اندر **إِلَّا اللَّهُ** کا چراغ روشن ہے۔ وہ چراغ کسی کے حسن کا چراغ ہے۔ ذکر کے زور سے دل کھول کر دین والے کو دل کے اندر دیکھ لو۔ دین والے کے عشق کے بغیر شرع و دین بتکدہ تصورات ہیں۔ جب تک دین والے کو نہ دیکھا جائے۔ انسان مومن نہیں بنتا۔ کافر ہی رہتا ہے۔ ابھی تک آپ دین والے کی باتیں ہی سنتے رہے ہیں۔ آپ دین والے کو دیکھیں۔

غیر نمازی نے کہا۔ جب تک دین والے کو نہیں دیکھ لوں گا۔ مجھ پر میری زندگی کی ہر ساعت حرام ہے۔ غیر نمازی ذکر دوام میں مشغول ہو گیا۔ ذکر کی گرمی سے آتش عشق وجود میں بھڑک اٹھی۔ سوزِ دل پیدا ہوا۔ غیر نمازی اپنے آپ میں بے خود ہو کر گم ہو گیا۔ جب دین والے کو دل میں دیکھ لیا تو ہوش میں آیا۔ دیوانے نے پوچھا، کیا دین والا دیکھ لیا۔ اُس نے جواب دیا۔ خدا تو دل میں صورت پذیر ہے۔ رحن بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ کو یہ مشاہدہ نصیب

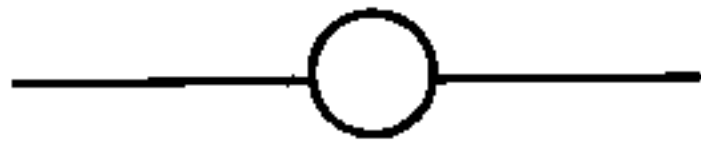
ہوا۔ وہ جانتے اور پہچانتے ہیں کہ وہ مالک کس صورت مبارک میں موجود ہے۔ آگے تحریر کرنے کی رخصت نہیں ہے (میں نے دین و دنیا کے مالک کو دیکھ لیا ہے۔ اِلَّا اللّٰہ اور اللّٰہ تو اس کے اسم ہیں۔ ذاتی اور صفاتی اسماء سب اُسی کے ہیں۔ مخلوق اور کائنات اس مسئلہ میں سُراب اور اُلجھن کا شکار ہیں۔ ذاتی شان اور صفاتی شان دونوں میں وہی موجود ہے۔ خلوت اور انفس، کبریائی شان میں بھی وہی اور آفاق و علوت میں محبوبی شان میں بھی وہی موجود ہے۔ آج میں مسلمان بن گیا ہوں۔ دین والے کو دیکھ لیا ہے۔ آج مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ نماز بے خطر کس طرح ادا کی جاتی ہے۔ اب میرا خیال دین والے میں پھنسا ہوا ہے اور ہر وقت نماز میں رہتا ہوں۔ ماسوا کی طرف خیال جاتا ہی نہیں۔ خیال ہر وقت یار میں گم رہتا ہے۔ یہی بے خطر نماز ہے۔ اس مالک بے نیاز کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے اپنے دیدار کا شرف بخشا ہے۔ آج میں دُنیا کے سُراب اور دھوکے سے نکل گیا ہوں۔ آج دین و دنیا والے نے مجھے اپنی راہ دکھا کر میری تقدیر بدل دی ہے۔ سُنا کچھ اور تھا لیکن حقیقت کچھ اور ہی عیاں ہوئی۔

مردِ درویش نے اس سے کہا۔ میرے عزیز! دین والے کو عاشقوں نے اسے بڑی مشکل سے دیکھا۔ پیٹ کو مھو کا رکھا۔ دُنیا کی عیش و عشرت کو اپنے آپ پر حرام کیا۔ بوریا نشینی اختیار کی۔ دُنیا کی سختیاں سہتے رہے۔ دُنیا کی طرف سے رُخ پھیر کر دوست کی طرف رُخ کر لیا۔ جان کی بازی لگا کر خیال یار میں گم ہو کر بیٹھ گئے۔ بڑی مشکل سے دین والے تک رسائی ہوئی۔ جب دین والے کے لئے عاشق سب کچھ ترک کر دیتا ہے۔ تب جا کر وہ ملتا ہے جب تک عاشق اس کے عشق میں خام ہوتا ہے ناکام رہتا ہے لیکن جب

اس کے عشق میں سچتہ ہو جاتا ہے تو حجاب خود بخود اٹھ جاتا ہے۔ قصور تو انسان کا اپنا ہے کہ اس کا اور دنیا کا دونوں کا ہی طالب ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک وقت میں خیال کی توجہ دو طرف رہے کیونکہ خیال تو ایک ہی ہے اس لئے خیال کی توجہ بھی ایک ہی طرف رہ سکتی ہے۔ اور جب خیال کی توجہ پوری قوت سے ایک ہی جگہ کام کرتی ہے تو کامیابی نصیب ہو جاتی ہے اور دین والا مل جاتا ہے۔ عاشق کا دین و ایمان صرف محبوب ہوتا ہے۔ جو دین والے کا عاشق نہیں۔ دین و ایمان اس کے پاس کہاں ہے؟ کیونکہ انسان کا دین و ایمان ظاہراً اور باطناً دین والا ہی تو ہے۔ اگر کوئی اسے دیکھنا چاہے تو دل کی خلوت و انفس میں دیکھ سکتا ہے۔ دین والا ہر شان میں نظر آتا ہے اور دیکھنے والے دیکھتے ہیں۔ وہ اپنے عاشقوں سے دوستوں کی طرح ملتے ہیں۔ ان کے ساتھ گفتگو بھی دوستوں کی طرح کرتا ہے۔ اس کا انداز گفتگو ہر دوست کے ساتھ اسی کی زبان میں اور اس کے حسب حال و استعداد ہوتا ہے۔ اس وقت ان میں بندگی و مولائی کی نسبتیں کام نہیں کرتیں بلکہ یہ امتیاز اٹھ جاتا ہے۔ محبت کا کمال ہی یہ ہے کہ دونوں میں کوئی امتیاز نہ رہے۔ امتیاز تو محبت کی کمی کی دلیل ہے۔ جیسی شفقت وہ اپنے عاشق سے روا رکھتا ہے۔ عالم ظاہر میں ہم ایک دوسرے کے ساتھ روا نہیں رکھ سکتے۔ وہ تو اپنے بندوں کو ہر طرح نوازتا ہے۔ مانگنے والے جو چاہیں مانگ سکتے ہیں اور وہ ہر چیز دیتا ہے۔ وہ تو مائل بر کرم ہی رہتا ہے لیکن اس کے عاشق اس سے اسی کو مانگتے ہیں۔ ساری کائنات اس سے مانگتی ہے اور دینے والا بھی وہی ہے اور کوئی بھی نہیں۔ سب کو سب کچھ وہیں سے ملتا ہے۔ ہم اسے کسی بھی اسم سے پکاریں وہی مخاطب ہوتا ہے۔ وہی سب کا حاجت روا

ہے۔ جب کائنات کا خالق، مالک اور رازق وہی ہے تو مصیبت کے وقت اسی کو پکارنا ہے جب بھی اس کو پکارا جائے جہاں بھی پکارا جائے وہ موجود ہے۔ بعض لوگ تو اس کے نام تک سے بے زار ہیں۔ وہ ان کو بھی نوازتا ہے کیونکہ ازلی رشتہ تو کائنات کا وہی ہے۔ ساری کائنات ہر صورت میں اسی کا درکھٹا رہی ہے۔ بعض لوگ دوئی کے چکر میں پھنسے ہوئے ہیں۔ دوئی کہاں ہے وہی وہ تو ہے اس کا غیر تو موجود ہی نہیں۔ اس کے سوا اور کون ہے جو موجود ہو سکے۔ موجودیت صرف اسی کو لازم ہے۔ بغیر کیلئے تو کہیں گنجائش ہے ہی نہیں۔ اس کا غیر ہو بھی اور کیا ہو سکتا ہے؛ دیکھنے والے اس کو دیکھتے رہے ہیں۔ وہ دوئی سے پاک ہو گئے باقی لوگ دوئی کے جھگڑے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ وہ اپنا حشر خراب کر رہے ہیں۔ اگر وہ خالق ازل کو دیکھنا چاہتے ہیں تو دل کی خلوت میں غوطہ لگا کر دیکھ سکتے ہیں کہ وہ کون ہے اس کا فیصلہ تو دیکھ کر ہی ہو سکتا ہے۔ بے یقینی تو مسلمان کے لئے کفر ہے۔ جھگڑے سے کیا فائدہ ہے۔ اگر کوئی اس کا چلہ بنے والا ہے تو کسی دانے راز کو تلاش کرے جو اس کے دل کی خلوت کا راستہ دکھا دے۔ جھگڑے سے آپس میں کینہ اور بغض پیدا ہوتا ہے۔ مسلمان کے اندر اختلاف و فرق پرستی کا جو بازار گرم ہے۔ اس کا واحد علاج یہی ہے کہ وہ اپنے شک کو دور کرنے کیلئے دل کی خلوت میں غواصی کر کے دیکھ لیں کہ دل کے اندر کون ہے؛ پھر دیکھنے کے بعد حقیقت ظاہر ہو جائے گی اور جھگڑا ختم ہو جائے گا۔ توحید پرستی کا انجام نکل آئے گا۔ توحید پرست انسان کے دل کے اندر جو بھی موجود ہے وہ خدا کی ازلی صورت ہے اس ازلی صورت کو دیکھ کر انسان کا ایمان چونکہ حقیقت کے عین مطابق ہوگا اور سب پر ایک ہی حقیقت کا انکشاف ہوگا۔ اس لئے جھگڑا پیدا

ہونے اور فرقہ پرستی کے سر اُٹھانے کے اسباب ہی پیدا نہیں ہوں گے۔  
 جھگڑے صرف حقیقت توحید سے بے بہرہ ہونے کا نتیجہ ہیں اور انہی سے  
 فرقہ پرستی کو ہوا ملتی ہے۔ مولا کریم نے انسان کو دیکھنے کی توفیق دی ہوئی ہے  
 اگر انسان دیکھنا چاہے تو دیکھ سکتا ہے اور اگر کوئی دین والے کو دیکھنا ہی  
 نہیں چاہتا تو اس کا تو علاج ہی نہیں۔ وہ ابد و اباد تک ظن و تخمین کی ہولناک  
 وادیوں میں مٹھو کریں کھاتا رہے گا۔ توحید کی اُسے ہوا بھی نہیں لگے گی۔ انسان  
 پر سب سے بڑا فرض خدا کی تلاش ہے۔





# دریس و تدریس باجارت

یہ سلسلہ ۱۹۶۱ء کا واقعہ ہے کہ میں (یعنی راقم) ان دنوں محکمہ زراعت پشاور میں متعین تھا اور حضرت قبلہ چوہدری صاحب رحیم یار خان سے میرے ہاں ترمنا ب فارم پشاور میں مقیم تھے۔ بہت سے اجاب حضرت قبلہ کی صحبت میں بیٹھے، ذکر اللہ، سلطاناً النصیراً کا سبق لیا اور اسے کرنے کا طریقہ سیکھا۔ ان اجاب کے ساتھ ایک محترم بزرگ سید صاحب بھی تشریف لے گئے تھے۔ محترم شاہ صاحب سلسلہ نقشبندیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور ان کا اللہ تعالیٰ سے فضل و کرم سے میدان علم و عرفاں میں ایک اچھا مقام تھا۔

حضرت قبلہ فیضانِ ذکر اللہ، اسرارِ الہی اور عشق و اتباعِ رسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ و السلام) اور آپ حضور کی غلامی و رسائی کے متعلق ہمیشہ بہت کھلے سادہ انداز میں بات کیا کرتے تھے۔ اس دفعہ ترمنا ب فارم میں قیام کے دوران بھی حضرت قبلہ نے ان تمام اجاب کو ذکر سلطاناً النصیراً سکھایا۔ سر الہی بتایا، شانِ حق ذاتِ رب العالمین کی "ظاہر و باطن، جلوت و خلوت آفاق و انفس" میں نشاندہی کر دی اور مقصود کائنات ذاتِ حجت للعالمین

نے ان اجاب میں میر بادشاہ، اولِ خاں، راز محمد خاں اور شمس خاں صاحبان آب درہ سے، یار محمد خاں، منظر شاہ اور رانا لطیف خان صاحبان پشاور سے تقریباً ہر روز حضرت قبلہ کے پاس آتے اور ان کی صحبت اور درس و تدریس سے فیضیاب ہوتے۔

آج جیسے کہ مجھے (راقم) یاد پڑتا ہے یہ محترم سید شفیع صاحب نقشبندی تھے جو گورنمنٹ ٹرانسپورٹ پشاور کی انتظامیہ میں ایک اچھے عہدے پر فائز تھے اور محترم سید صاحب ہیں مگر ٹیٹا نہ ہوسکے۔

نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے موجود ہونے کی حقیقت بیان کی۔  
 تین چار دن تک یہ سلسلہ تعلیم و تربیت ایسے ہی چلتا رہا۔ نئے اور پرانے  
 احباب و شاگرد صاحبان اس تعلیم اور حقیقت کے انکشاف اور فیضان سے  
 مستفید ہوتے رہے۔

اسی دوران ایک دن محترم سید صاحب نے وہاں ترمذی فارم میں  
 آن کر قبلہ چوہدری صاحب سے کہا: حضرت قبلہ! میں بھی آپ کی تعلیم و تربیت  
 کی باتیں گذشتہ ہفتہ سننا رہا اور جیسے آپ نوار واجباب کو درس و کور  
 ”سلطاناً النصیراً“ دے رہے تھے اور ستر وحدت ستر الہی ان کو سمجھا رہے  
 تھے۔ میں نے بھی اسی طرح بہت سے دوست واجباب کو پشاور میں ذکر الہی  
 اور ستر الہی بتانا شروع کر دیا تھا۔ مگر گذشتہ شب نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام) نے خواب میں مجھے اپنی زیارت پاک سے نوازا اور پوچھا: آپ  
 لوگوں کو ذکر سلطاناً النصیراً کا سبق کیوں دے رہے ہیں اور ستر وحدت  
 اور ستر الہی کے متعلق کیوں بتا رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (علیک  
 الصلوٰۃ والسلام) یہ اسباق تعلیم و تربیت اور علوم ظاہر و باطن اور آفاق و  
 انفس مجھے سب قبلہ چوہدری صاحب کی صحبت میں بیٹھنے سے معلوم ہوئے  
 تھے اور چونکہ وہ دوست واجباب کو یہ اسباق و اسرار کھلم کھلا اور بے جھجک  
 بتاتے رہے تھے اس لئے میں نے بھی ان کو دیکھتے ہوئے یا رسول اللہ  
 (علیک الصلوٰۃ والسلام) یہ اسباق و اسرار معرفت دوست واجباب کو  
 بتانا شروع کر دیئے۔ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ارشاد فرمایا:  
 ”ان کو (یعنی قبلہ چوہدری صاحب کو) بتانے دو۔ ان کو اجازت ہے  
 مگر آپ کسی کو یہ اسباق و اسرار نہ بتائیں!“

میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) بہت اچھا حضور میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔ آئندہ میں ایسا نہیں کروں گا۔ مجھ سے بہت غلطی ہوئی۔ حضور آپ مجھے اپنی رحمت کے طفیل معاف فرمادیں۔ سید صاحب نے بتایا۔ پھر نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے شفقت فرمائی اور تشریف لے گئے اور میں خواب میں ہی آپ حضور پر درود و سلام پڑھ رہا تھا۔

صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ  
 وَسَلَّمْ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللهِ  
 آپ پر لاکھوں کروڑوں درود و سلام ہوں۔

۳۔ کتاب انہذا میں بیان ہو چکا ہے کہ قبلہ جو بہری صاحب کو پاکستان بننے سے قبل یا پاکستان کے قیام کے فوراً بعد، ان اسباق و اسرار کے بتانے اور مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کی اجازت عطا ہو چکی تھی۔ اور وہ ایسے کرنے کے مجاز تھے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کو سلوک کے میدان و عرفان کے مشاہدات نصیب ہو چکے تھے اور اس ضمن میں حضرت قبلہ فرمایا کرتے تھے کہ بغیر اجازت و مشاہدہ کے، درویشی کامل نہیں ہوتا اور اس کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اجازت و مشاہدہ کے بغیر کسی شخص کی تعلیم و تربیت کسے اور حقائق و رموز و اسرار الہی کھولے اور بیان کسے۔

## قبلہ چوہدری صاحب کے ایک ارادہ مند دوست کی دُعا

یہ کوئی سترہ-اکیس کی بات ہے۔ آپ قبلہ چوہدری صاحب لاہور اسلام پور  
 (کرشن نگر) میں اپنے ایک ارادہ مند دوست حاجی نور محمد صاحب (مرحوم)  
 کے ہاں قیام پذیر تھے۔ محترم حاجی صاحب موضع اجڑام (ہوشیا پور) کے  
 ہی رہنے والے تھے۔ چند اور دوست بھی وہاں موجود تھے۔ حضرت قبلہ  
 ذکرا اللہ و درود شریف کی فضیلت سمجھا رہے تھے۔ موضوع گفتگو ہمیشہ کی طرح  
 حضور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذات مبارک تھا۔ باتوں باتوں میں  
 قبلہ چوہدری صاحب نے تھوڑی بہت فنا فی شیخ اور تصور شیخ پر بات  
 کی۔ اتباع و عشق رسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور مقام فنا فی الرسول  
 (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور فنا فی اللہ و بقا باللہ کی فضیلت و اولیت بتا رہے  
 تھے کہ ایک دوست جن کو ابھی چار پانچ ماہ ہی گزرے تھے کہ وہ حلقہ ارادہ  
 میں داخل ہوئے تھے۔ وہ حضرت قبلہ کی باتوں کو بڑے غور سے سُن رہے  
 تھے اور بہت متاثر ہو رہے تھے۔ انہوں نے دو تین دفعہ فرطِ محبت اور  
 فرطِ عقیدت سے یہ دُعا منہ سے نکالی :-

”حضرت قبلہ کتنا ہی اچھا ہو کہ ہم دوست آخرت میں

بھی آپ کے ساتھ اٹھائے جائیں۔“

قبلہ چوہدری صاحب نے فرمایا۔ میرے عزیز دوست! میں نے جو

آپ کو عرصہ چار پانچ ماہ میں جو راہِ حق کی تعلیم دی اور مقصودِ کائنات کا پتہ بتایا ہے۔ آپ پر جو محنت کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس تعلیم سے آپ نے کوئی بہتر نتیجہ اخذ نہیں کیا اور کچھ پتلے نہیں باندھا۔ مجھے افسوس ہے کہ اگر آپ ایسی تمنا و آرزو رکھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں۔ قبلہ چوہدری صاحب نے ناراضگی میں اس دوست سے کہا کہ میں ایک انسان ہوں اور اللہ تعالیٰ نہ کرے کبھی بھی نہ کرے۔ اور اللہ تعالیٰ ایسا نہ ہونے دے کہ میں عمر کے آخری حصہ میں، شیطان کے کسی حکم میں پھنس کر گمراہ ہو جاؤں اور خدا نخواستہ گمراہی میں ہی آخری وقت آجائے اور آپ کی دعا اللہ تعالیٰ قبول کر لے تو آپ اچھے باعمل و نیک انسان ہوتے ہوئے اگر خدا نخواستہ مجھ گناہگار و گمراہ کے ساتھ بسبب قبولیتِ دعا اٹھائے جائیں تو پھر جو میرا حشر ہو گا وہی آپ کا ہو گا۔

عزیز دوست! ایسی دعا نہیں کرنی چاہیے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ نے میرے ساتھ عقیدت و محبت کی وجہ سے ایسا کیا ہے، مگر ایسی دعائیں اور ایسی تمنائیں ایک سالک درویش کو زیب نہیں دیتیں۔ آپ قبلہ نے پھر تمام حاضر و دستوں کو سمجھایا ہر چند آپ لوگ میرے دعا گور ہیں اور میں آپ کے لئے دعا گور ہوں، مگر تمنا و دلی آرزو ایک ہی ہے، جو قابلِ صد دعا ہے کہ:

”ہمارا اختتام و آخری وقت نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی غلامی اطاعت و اتباع میں آئے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے محبوب کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی غلامی اور معیت میں اٹھائے (آمین) اور وہیں تمام انبیائے کرام، اصحاب کرام، شہدائے عظام، بزرگانِ دین، اولیائے کرام و سب صالحین ہونگے اور آپ حضور (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی غلامی و معیت میں نبی کریم رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کے جھنڈے تلے اٹھنا و اکٹھے ہونا ہی لائق تمنا و لائق دعا ہے اور ہر امتی و ہم سب کے لئے کمالِ خوش نصیبی ہے“ (آمین)

## خلیفہ نامزد کرنے سے معذوری کا اظہار

یہ ادا ائل ۱۹۸۸ء کا واقعہ ہے اور ان دنوں قبلہ چوہدری صاحب کی طبیعت کافی علیل رہتی تھی۔ بلکہ آپ دو دو تین تین دن تک غذا وغیرہ بھی نہ لیتے تھے۔ میں یعنی راقم ان کی عیادت کے لئے ایک صبح کو کراچی سے رحیم یار خان ان کے ہاں پہنچا۔ مجھ سے پہلے ایک اور دوست ہاں موجود تھے اور وہ لاہور سے عیادت کے لئے آئے تھے ہم نے حضرت قبلہ کو سلام عرض کیا اور طبیعت کا حال پوچھا۔ آپ نے بہت خاموشی سے جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کافی بہتر ہے۔ فوراً ہی صاحبزادہ چوہدری شتیر صاحب ناشتہ لے آئے ہم ناشتہ سے فارغ ہوئے تو محترم دوست رفیق صاحب نے کہا:-

انا صاحب (راقم) آپ ابھی یہاں نہیں پہنچے تھے تو میں حضرت قبلہ چوہدری صاحب کا حال پوچھ رہا تھا اور ان کی طبیعت میں کمزوری و ادویات کی بابت دریافت کر رہا تھا دراصل حضرت قبلہ کا ۸۲-۸۳ء میں پیشاب میں رکاوٹ وغیرہ دور کرنے کے لئے ملتان میں آپریشن ہوا تھا (حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ ادویات سے فائدہ تو پہنچتا ہے، مگر اب پانچ چھ سال سے روزانہ دو تین گولیاں کھا کر طبیعت اکتا گئی ہے اور اب مزید دوائی وغیرہ لینے کو دل نہیں چاہتا۔ ویسے میرے عزیز رفیق! ایسے لگتا ہے کہ اس جہاں میں زندگی کا وقت تھوڑا ہی رہ گیا ہے اور میری یہی دعا و تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب انبی کریم

(علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی غلامی میں رہتے ہوئے ہی یہاں سے لے جائے اور وہاں بھی آپ حضور کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی غلامی اور قرب نصیب رہے (آمین) یہی سرمایہ حیات ہے اور سرمایہ مؤمن ہے (آمین) محترم رفیق صاحب نے کہا۔ میں نے عرض کیا حضرت قبلہ! اللہ تعالیٰ سے ہماری سب کی دعا ہے کہ وہ آپ کو بہت اچھی صحت عطا فرمائے اور آپ کا سایہ تازلیست ہمارے سروں پر رکھے۔ ورنہ قبیلہ ہم لوگ بعد میں کس سے راہنمائی و عقدہ کشائی حاصل کریں گے؟ قبلہ! اللہ تعالیٰ آپ کو صحتِ کاملہ سے نوازے اور ہم آپ سے راہنمائی حاصل کرتے رہیں اور ہمارا دل نہیں چاہتا کہ آپ کبھی بھی ہم سے جدا ہوں، مگر اللہ تعالیٰ کے حکم کو ہم سب نے تسلیم کرنا ہے۔ رفیق صاحب نے بھرے ہوئے لہجے میں کہا: اور عرض کیا، حضرت قبلہ! اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو کسی شاگرد، دوست یا کسی اور صاحب کی جانب اشارہ فرمادیں تاکہ بعد میں ہم ان سے رابطہ کر لیا کریں اور کبھی کبھار راہنمائی لے لیا کریں۔ حضرت قبلہ نے بڑی متانت و شفقت کے ساتھ فرمایا۔ میرے عزیز دوست، رفیق! میں تمہاری بات و مدعا سمجھ گیا ہوں۔ تم چاہتے ہو کہ میں اپنے بعد کسی شاگرد کو اپنا خلیفہ نامزد کروں اور اسے یہ سلسلہ آگے چلانے کی ہدایت کروں (جیسا کہ پہلے بھی کسی باب میں بیان ہو چکا ہے) حضرت قبلہ نے کہا۔ میرے عزیز! مجھے اس بات کی نہ کوئی فکر ہے اور نہ کوئی پریشانی ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا بندوبست ہے اور اہل اللہ یا خلیفہ کی نامزدگی تو نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی بارگاہ سے ہوتی ہے اور ان ہدایات کا

اولیاء اللہ و اہل اللہ کو تپہ چل جاتا ہے کہ کس خوش نصیب کو کس سلسلہ ولایت کی خلافت بارگاہ رسالت مآب (علیہ الصلوٰۃ و السلام) سے عطا ہوتی ہے اور اس خوش نصیب کو بھی خود بخود علم ہو جاتا ہے اور پیر صاحب یا مرشد یا شیخ صاحب کو اپنے خوش نصیب شاگرد یا مرید کو یہ خوش خبری بتانے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی اور جس نوعیت کی خوش نصیب اہل اللہ کو نبی کریم ﷺ (علیہ الصلوٰۃ و السلام) سے خیر و ہدایت مبارک ملتی ہے اسے اسی دائرہ کار میں رہتے ہوئے ان پر عمل پیرا ہونا ہوتا ہے۔

وہ کسی اہل اللہ کو باطنی انتظامیہ یا اہل خدمت درویشوں میں شمولیت کی خوشخبری ملتی ہے۔

(ب) کسی کو درس و تدریس کی۔

(ج) بعض کو لوگوں کی ظاہری باطنی تعلیم و تربیت اور تزکیہ نفس کی

(د) بعض کو خصوصی طور پر اور کثرت سے علم کی دولت عطا ہوتی ہے۔ جس سے وہ قرآن مجید اور احادیث مبارک میں پنہان ظاہری و باطنی ہدایات اور علوم کی تفسیر و تشریح، نشر و اشاعت اور تصانیف مرتب کرتے ہیں۔

(ه) بعض کو اندرون ملک ظاہری اور باطنی علوم کی تبلیغ اور بعض کو بیرون ملک کے لئے درس و تدریس اور تبلیغ کے لئے۔

(و) بعض کو علم و حکمت عطا ہوتے ہیں اور عوام الناس کی ظاہری اور باطنی امراض، آسیب، بدروح، شیطانی، طلسماتی حملوں



سے اُن کا علاج کرتے ہیں۔ ان کو قرآنِ حکیم اور احادیثِ مبارک سے ایسی بیماریوں اور حملوں سے بچاؤ کی تدابیر، تراکیب اور وظائف بتاتے ہیں اور اس طرح یہ اہل اللہ علاج و معالجہ اور حکمت کے ساتھ ساتھ عوام الناس کی تبلیغ بھی کرتے رہتے ہیں۔ اور

(ص) بعض خوش نصیب اہل اللہ کو اولی الامر یا اولو الامر یا صاحبِ امر کی بشارت و منصب عطا ہوتے ہیں۔

(ط) اور جس نوعیت کی بھی بندہ مؤمن اور اہل اللہ کو نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے خبر اور ہدایت مبارک ملتی ہیں۔ کم از کم اُن کو اسی نوعیت کے علم و حکمت، قوت و تصرف اور نوازمات منصبی بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نصیب ہو جاتے ہیں۔

(ع) حضرت قبلہؐ نے وضاحت فرمائی کہ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی جانب سے بھی ارشادات، احکامات و ہدایات مؤمنین اور اہل اللہ کو ملتی ہیں اور اس ضمن میں علم و حکمت اور قوت و تصرف اور نوازمات منصبی اور انعامات جو بھی عطا ہوتے ہیں، مؤمنین اور اہل اللہ کے لئے وہی خلافتِ حقیقی اور خلافتِ معنوی ہیں۔ پرانے بزرگانِ دین اس سلسلہ میں شاگردوں، مریدوں یا اہل اللہ کی دستار بندی اور سند دینے کی جو تقریب منعقد کرتے تھے وہ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ارشادات و احکامات اور

ہدایات و انعاماتِ خلافت کی اطلاع جو شیخ اور شاگرد صاحبان کو پہلے سے مل چکی ہوتی تھیں، کے بعد کرتے تھے۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہ کرتے تھے۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ نے فرمایا! رفیق میرے عزیز: آپ سب جانتے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی نگاہِ رحمت سے جب مجھے جلوت و خلوت میں دولت و وصل اور امانتِ الہی نصیب ہوئی۔ اس کے بعد مجھے نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی جانب سے براہِ راست ارشاد مبارک ہوا۔ غلامِ حیدرؒ! اب آپ لوگوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلہ کو آگے بڑھائیں۔ باطنی علوم و اسرار اور عرفانِ الہی میں مؤمنین اور سالکین کی راہنمائی کریں۔ حضرت قبلہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ و السلام) میں انشاء اللہ تعالیٰ پوری تندرہی سے آپ حضور (علیک الصلوٰۃ و السلام) کے ارشاد و ہدایت کی تعمیل کروں گا (ان باتوں کا پہلے البواب میں بھی ذکر ہو چکا ہے۔)

حضرت قبلہ نے پھر عرض کیا تھا یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ و السلام) میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں اور زیادہ علوم و اسرار اور رموز کو جانتا بھی نہیں ہوں۔ مجھے پڑھنا، لکھنا اور بولنا بھی صحیح نہیں آتا تو یہ عظیم امور میں کیسے سرانجام دے سکوں گا، تو نبی کریمؐ رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) نے ارشاد مبارک فرمایا تھا۔ علم و حکمت وغیرہ ہم عطا کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ ان امور کو بخوبی نبھا سکیں گے۔ حضرت قبلہؒ نے مزید عرض کیا تھا۔ یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ و السلام) آپ جیسے مناسب خیال فرمائیں تو میں آپ

حضور (علیک الصلوٰۃ والسلام) کی سرپرستی، نگرانی و راہنمائی میں یہ کام کرتا رہوں  
 گا... تو نبی کریم رؤف رحیم، رحمت اللعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے  
 بڑی شفقت سے ارشاد فرمایا تھا۔ ہمیں منظور ہے۔ غلام حیدر! آپ  
 ہماری سرپرستی، نگرانی اور راہنمائی میں ہی یہ تمام امور سرانجام دیتے  
 رہیں گے۔ گھبراہٹ نہیں، انشاء اللہ تعالیٰ تمام کام آسان، سہل و ٹھیک  
 رہیں گے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ میں نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے  
 یدین مبارک کو پکڑے ہوئے کبھی چومتا تھا اور کبھی اپنی آنکھوں پر  
 لگاتا اور ساتھ ساتھ درود و سلام پڑھتے جاتا تھا اور عرض کیا تھا یا رسول اللہ  
 (علیک الصلوٰۃ والسلام) آپ کی لیس ادنیٰ اُمتی اور ادنیٰ غلام پر لانا تھا  
 رحمت و شفقت ہے، ورنہ میں کس قابل ہوں۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ  
 آپ کے ارشادات مبارک کی تعمیل کرتا رہوں گا اور پھر ساتھ ہی نبی کریم  
 (علیہ الصلوٰۃ والسلام) واپس تشریف لے گئے تھے۔ میرے عزیز! آپ  
 سب لوگ یہ جانتے ہیں۔ نبی کریم رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا یہ  
 ارشاد پاک میرے لئے لانا تھا مبارک اور باعثِ صلح و سعادت تھا۔ یہی  
 خلافتِ حقیقی اور خلافتِ معنوی تھی۔ اس کے بعد پھر میں نے لوگوں کی  
 تعلیم و تربیت کا سلسلہ شروع کیا تھا ان کو ذکر اللہ، مُسلطَانَا النَّصِیْرَا سمجھاتا تھا  
 اور رسالت و نبوت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے فیضان و عرفان اور رحمت و  
 حکمت اور اسرار الہی کا جس قدر مجھے سمجھ و مشاہدہ تھا اپنے دوستوں اور  
 شاگردوں کو بتاتا تھا۔ اور جب کبھی کسی مسئلہ کے حل میں پیچیدگی ہوتی  
 یا پھر کوئی بھی مشکل درپیش ہوتی۔ میں نفل اور درود شریف پڑھ کر نبی کریم  
 رحمت اللعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی بارہ گاہِ عظمیٰ کی طرف رجوع کرتا تو

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) فوراً میری عقدہ کشائی فرمادیتے اور مشکل آسان کر دیتے اور یہ سب کچھ اس ادنیٰ غلام پر آپ ہی کی نظر عنایت اور نگاہِ رحمت تھی انشاء اللہ اللہ تعالیٰ کرے کہ آپ حضورؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی غلامی اور شفقت و رحمت جاری و ساری رہے اور تازلیست و تابد قائم و دائم ہے۔ (آمین) اور ہم دیکھ رہے تھے کہ قبلہ چوہدری صاحب کی نگاہیں اشکِ محبت سے اور اشکِ شکر سے تر ہو رہی تھیں۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا، رفیق میرے عزیز! خلیفہ تو میں نامزد نہیں کر سکتا اور نہ ہی میں اس قابل ہوں یہ نونبی کریمؐ، روف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہی کا ارشاد مبارک ہو گا اور وہی خلیفہ یا بہت سے خلفا نامزد فرمائیں گے اور اس خوش نصیب یا خوش نصیبوں کو خود بخود علم و مشاہدہ ہو جائے گا اور آپ سب حضرات کو بھی بلکہ میری تو یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو غلامی نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) عطا کرے اور آپ سب اس میدانِ عرفان میں کامیاب و کامران ہوں (آمین)

## مرتبہ و مقام کے متعلق اظہار خیال

قبلہ چوہدری صاحبؒ اس میدانِ عرفان کے سلسلہ میں اپنے تمام مراحل و مشاہدات اپنے دوستوں، شاگردوں کو بتا دیا کرتے تھے اور ان مشاہدات سے ہمیں بخوبی اندازہ ہو گیا تھا کہ آپ کو ظاہر و باطن میں دولت و صل نصیب ہے اور آپ امانتِ الہی کے حامل بھی ٹھہرے۔ چہاں رکنی مجلسِ عاملہ (یعنی دنیاوی انتظامی بورڈ) میں بھی شمولیت رہی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل آپ کو جلوت و آفاق اور خلوت و انفس میں کئی بار مشاہدہ حق نصیب ہوا جیسا کہ پہلے

ذکر ہو چکا ہے کہ یہ سلسلہ و مشاہدہ تقریباً ۱۸ برس کی عمر سے شروع ہوا تھا۔  
 مگر اُن سے جب بھی ولایت میں اُن کے مرتبہ و مقام کے بارے میں ہم  
 نے استفسار کیا، تو انہوں نے ہمیشہ یہی جواب دیا کہ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام)  
 کا میں ادنیٰ اُمتی اور ادنیٰ غلام ہوں اور اللہ تعالیٰ میرا یہ مرتبہ و مقام اور اپنے  
 محبوب کریم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کے ساتھ یہ رشتہ ہمیشہ قائم و دائم رکھے (آمین)  
 اور دنیا و آخرت میں ہماری یہی پہچان اور شناخت ہے (آمین نہی نصیب)  
 حضرت قبلہؑ نے کبھی بھی اپنے آپ کو درویش ابدال، قطب الاقطاب، غوث یا  
 غوثِ زمان وغیرہ نہیں کہا اور نہ ہی کسی دوست یا شاگرد سے ایسا سنا پسند فرمایا  
 جتنی مدت بھی وہ اس دنیائے فانی میں باحیات رہے انہوں نے اور کچھ نہ کہا پس  
 اتنا ہی کہا کہ میں رب العالمین کے محبوب رحمت اللعالمین (علیہ الصلوٰۃ و سلام)  
 کا ادنیٰ اُمتی اور ادنیٰ غلام ہوں۔ یہ کہہ کر وہ بہت خوش ہوتے تھے اور فرمایا  
 کرتے تھے کہ یہ میری انتہائی خوش نصیبی ہے (آمین)

## مزار، قوالی اور عرس منانے کے متعلق حضرت قبیلہ کے خیالات

۱۹۸۸ء کے وسط میں جن دنوں حضرت قبیلہ چوہدری صاحب کی طبیعت بہت زیادہ علیل رہنے لگی تھی ایک محترم شاگرد (سید مظفر علی شاہ صاحب پشاور) نے ایک اور عزیز کے ساتھ ہمت کر کے حضرت قبیلہ کی خدمت میں عرض کیا قبیلہ! ہم سب دوستوں کی ولی و عا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جلد از جلد صحت کاملہ سے نوازے اور آپ کا سایہ ہمارے سروں پر تازہ لیست ہے (آمین) مگر قبیلہ! آپ کی مسلسل علالت اور کمزوری سے ہمیں بہت تشویش ہو رہی ہے۔ ہم میں حوصلہ و ہمت نہیں ہے کہ ہم یہ سوچیں کہ آپ کی ہم سے جدائی ہو جائے گی اور بعد میں ہم کس سے اپنی عقدہ کشائی کروائیں گے اور رہنمائی حاصل کر سکیں گے؟ اس کے بعد حضرت قبیلہ نے اُن سے فرمایا: میرے عزیز! جو اس جہان فانی میں آیا ہے اُس نے واپس بھی جانا ہے۔ میں آپ لوگوں کا مطلب سمجھ گیا ہوں۔ بس یہی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی اپنے فضل و کرم میں رکھے اور آخرت میں بھی۔ اس جہان میں اور اس جہاں میں ہر جگہ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی غلامی، قرب اور معیت نصیب ہے۔ یہی ہمارے لئے سب سے بڑی سعادت ہے اور امتی کا معراج ہے (آمین) دوستوں نے عرض کیا: حضرت قبیلہ! آپ اگر اجازت دیں تو ہم رحیم یار خان میں ہی چند مرلے زمین خرید لیتے ہیں اور جب آپ کی جدائی ہو تو بعد میں وہاں چھوٹی سی مسجد و مزار تعمیر کر لیں گے۔ وضو اور غسل خانے بنالیں گے۔ پنکھے وغیرہ بھی نصب ہو جائیں گے اور جب بھی دوست اور شاگرد اور دیگر زائرین وہاں آئیں گے تو نماز و نوافل باسانی ادا کر سکیں

گے۔ قرآن حکیم اور دُرود شریف سہولت سے بیٹھ کر پڑھ سکیں گے اور کبھی کبھار وہاں قوالی کی محفل بھی سجایا کریں گے اور تقریبِ عرس بھی اچھے طریقے سے مناسکیں گے۔

قبلہ چوہدری صاحب نے فرمایا: میرے عزیز! میں آپ لوگوں کی باتیں سمجھ گیا ہوں، آخری وقت آنے پر آپ لوگ میرے لئے کوئی زیادہ اہتمام نہ کریں، جہاں وقت آگیا۔ وہیں کہیں قریب قبرستان میں دفن کر دیں مجھے، ان باتوں سے کوئی غرض نہیں کہ آپ میری قبر پر ایک بہت اچھا گنبد اور مزار تعمیر کروائیں۔ قوالی کروائیں اور عرس منعقد کریں اور بعد میں پھر کوئی گدی نشیں بنے۔ نہ تو مجھے ایسی چیزوں کی تمنا ہے اور نہ بعد میں چہرہ چاؤ شہرت کی ضرورت ہے۔ میں تو نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا ایک ادنیٰ امتی اور ادنیٰ غلام ہوں اور مجھے ان اشیاء سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم رکھے۔ جہاں بھی اور جیسے بھی وقت آگیا مجھے بغیر کسی خاص اہتمام کے عام مسلمانوں کی طرح کفن و دفن کا بندوبست کر دیں۔ البتہ بعد میں فی سبیل اللہ میرے لئے اگر وقت میسر ہو اور اپنے لئے بھی دُود و شریف اور ایک دو رکوع کلام اللہ شریف پڑھ کر دعا اور مغفرت کرتے رہیں اور یہی دُعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس اور اس جہاں میں اپنے محبوب کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی غلامی، اتباع، اطاعت، قرب اور معیت میں رکھے (آمین) یہی ہمارا معراج ہے اور اسی میں ہماری سرفرازی اور سُرخ روئی ہے۔

بُورس سوموار، ۲۲ ذوالحجہ ۱۴۰۸ھ بمطابق ۸ اگست ۱۹۸۸ء

(۸۸-۸۰-۸۰ علی الصبح) کو حضرت قبلہ چوہدری صاحب کا آخری وقت

آن پہنچا اور وہ اس جہانِ فانی سے رحلت فرما گئے (إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا  
 إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ط) تو ان کے صاحبزادہ چوہدری شبیر صاحب بزرگ  
 اقارب، دوستوں اور شاگردوں نے ویسے ہی عمل کیا اور شہر کے قبرستان  
 میں ایک عام جگہ پر دفن کر دیا۔ ابھی تک وہاں کوئی مزار و گنبد وغیرہ تعمیر  
 نہیں کیا گیا۔ ہماری سب کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی مغفرت  
 فرمائے۔ اس اور اس جہان میں حضرت قبلہؑ کو اور ہم سب کو اپنے  
 محبوبِ کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی غلامی، اتباع، اطاعت، قرب  
 اور معیت میں رکھے (آمین)

۷ گاہ بچیلہ می برد گاہ بزور می کشد (علامہ  
 عشق کی ابتدا عجب، عشق کی انتہا عجب (اقبال)

ہم دوستوں اور شاگردوں نے قبلہ چوہدری صاحب سے کئی بار پوچھا کہ  
 حضرت قبلہ! آپ کا عشقِ مصطفیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں کیا درجہ و مقام  
 ہے؟ انہوں نے کہا کہ ابتدائے عشق ہی بہت بلند ہے اور عظیم سرمایہ  
 زیست ہے۔۔۔ انتہائے عشق تو اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوبِ کریم  
 (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہی بہتر جانتے ہیں۔ مجھے تو نبی کریمؐ، رؤف رحیم  
 (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا آپ لوگ ایک ادنیٰ امتی اور ادنیٰ غلام ہی سمجھیں  
 (آمین، زہے نصیب)



# ایک شاگرد دوست کو نصیحت اور ہدایت

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ کے وصال کو ابھی چند ہی روز ہوئے تھے کہ ایک شاگرد دوست نے تقریباً ہر روز رحیم یار خان میں ان کی قبر شریف پر جانا شروع کر دیا۔ وہ وہاں با وضو ہو کر جلتے، درود شریف پڑھتے، ذکر الہی کرتے رہتے اور کبھی کبھار گریہ زاری بھی کرتے۔ تین چار ہفتوں کے بعد حضرت قبلہؒ کو خواب میں ملے اور فرمایا:-

”میرے عزیز! دیکھنا کہیں میری قبر کو عبادت گاہ نہ بنا لینا اور کہیں گریہ کی طور پر بھی میری قبر کی پوجا نہ شروع کر دینا، میں (حضرت قبلہؒ) نہ تو مقصود ہوں اور نہ ہی معبود، بلکہ انسان و مخلوق ہوں۔

عزیز دوست! درود شریف اور ذکر اللہ پڑھنے کے جو اسباق میں نے تمہیں اپنی دنیاوی زندگی میں دیئے اور سمجھائے تھے، شاید تم ان اسباق کا صحیح مطلب نہیں سمجھ سکے ہو؟

عزیز دوست! چاہے صلوٰۃ و درود شریف پڑھو، ذکر اور تلاوت کلام اللہ کرو، پاک صاف اور با وضو ہو کر اپنے آپ کو مدینہ منورہ یا مکہ مکرمہ میں حرمین شریفین میں بیٹھا ہوا تصور کرو۔ یہ سب کچھ اور تمام اچھے کام اسی

لے یہ واقعہ راقم کو محترم چوہدری بشیر صاحب دکن بیلہ۔ ترمذیہ سوانح خانہ رحیم یار خان والے، جو جمعیت المبارک ۲۸ صفر المظفر ۱۴۱۳ھ بمطابق ۲۸ اگست ۱۹۹۲ء کو یہاں میرے ہاں تشریف لائے تھے، انہوں نے مجھے بتایا۔ ان شاگرد دوست کا نام، محترم چوہدری بشیر صاحب نے غالباً محترم غلام حسین بتایا تھا۔

تصور و خیال میں سرانجام دو۔

انشاء اللہ تعالیٰ اس طرح سے بہت سے انعام و اکرام اور فیوض و برکات نصیب ہوتے ہیں۔ ہاں البتہ اگر تم صرف درود شریف پڑھو تو اپنے آپ کو مدینہ منورہ میں روضہ مبارک کے پاس بیٹھا ہوا تصور کرو اور یہ کہ میرے درود و اذکار شریف کا پڑھا جانا، حضور مقصود کائنات، نبی کریم ﷺ رَوْفٌ رَحِيمٌ (عليه الصلوة والسلام) سُن رہے ہیں اور اس طرح یقیناً اللہ تعالیٰ بہت لطف و کرم اور برکت و نعمت عطا کرتا ہے۔

حلال روزی کمانا، حصولِ تعلیم، سچ بولنا، بُرائی سے بچنا، بچھوں کی صحیح پرورش، والدین، بہن بھائی، ہمسایہ و اقربا کیساتھ احسان و حسن سلوک، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی یہ سب کچھ عبادت و ریاضت میں شامل ہیں۔ یہاں میری قبر پر ہر روز آنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے اور میں ہر روز یہاں ہوتا بھی نہیں ہوں۔ بس ہفتہ عشرہ میں ایک بار آ جایا کرو۔ درود شریف پڑھا اور چند منٹ ذکر اللہ توحید کے ساتھ کر کے چلے جایا کرو۔ ہاں اپنی جگہ پر بیٹھ کر، ہر صلوٰۃ کے بعد اور خصوصاً صلوٰۃ تہجد کے بعد درود شریف۔ تلاوت قرآن مجید اور ذکر الہی کی دلجمعی اور یکسوئی کے ساتھ پابندی کرو اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جلوت و خلوت میں نبی کریم (عليه الصلوة والسلام) کے ساتھ سچتہ تعلق جوڑ لو۔ تاکہ آپ حضور کی غلامی اور شرب نصیب ہو اور آپ سے کبھی بھی دُوری نہ ہو (آمین) یہی دُنیا و آخرت کی انتہائی کامیابی و سرفرازی ہے اور ہمیں علم ہونا چاہیے کہ یہ عطا اور نصیب اس آیت شریف

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي

# الْآخِرَةُ حَسَنَةٌ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

(سُورَةُ الْبَقَرَةِ ۲، آيَةُ ۲۰۱)

کی اعلیٰ ترین صورت ہے!

اس کے بعد وہ محترم شاگرد دوست اب ہفتہ عشرہ میں ایک بار  
ہی، مگر زیادہ تر جمعرات کی صبح یا عصر کے بعد مزار شریف پر جاتے  
ہیں اور چند منٹ یا آدھ گھنٹہ تک وہاں درود و اذکار شریف پڑھتے ہیں  
حضرت قبلہؑ کے لئے اپنے اور تمام مؤمنین مؤمنات کے لئے اللہ تعالیٰ  
کے حضور دنیا اور آخرت میں بہتری و کامیابی اور سرفرازی کے لئے  
دعائیں عرض کر کے چلے آتے ہیں۔

ز فضلش ہر دو عالم گشت روشن

ز فیضش خاکِ آدم گشت گلشن

نبوت را ظہور از آدم آمد

کمالش در وجودِ خاتم آمد

حضرت غیاث نور بخش گیلانیؒ

در بیان نہ آید جمالِ حالِ اوؑ

ہر دو عالم چیت، عکسِ خالِ اوؑ

(مولانا رومؒ)

تمام واقعات مشاہدات حضرت قبلہؑ پر ہدی صاحبؒ کی بات چیت و گفتگو  
جو انہوں نے راقم سے ۱۹۹۶ء سے ۱۹۹۷ء تک فرمائی، اسے مانوڈ ہیں۔

Printing sponsored by M. Ashraf Sb, South Australia.

# تشریح ”مکان/ لامکان“ از

## زبانِ اولیاءِ عظام رحمۃ اللہ علیہم

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہِ رحمت کے طفیل اس اعلیٰ اعظمیٰ عنوان پر اولیاءِ عظام کی تحریر و تصنیف کے مطالعہ کی اور بزرگانِ دین کی صحبت و مجلس میں بیٹھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اُن سے کافی کچھ سمجھا اور سیکھا۔ اب اس ضمن میں چند سطور قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

(۱) حضرت علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

اگر کج زوہی انجم جہاں تیرا ہے یا میرا  
مجھے فکر جہاں کیوں ہو جہاں تیرا ہے یا میرا  
اُسے روزِ اول انکار کی جرأت ہوئی کیوں کر  
مجھے معلوم کیا کہ وہ راز دان تیرا ہے یا میرا  
اگر ہنگامہ ہائے شوق سے ہے لامکانِ خالی  
خطا کس کی ہے یارب لامکان تیرا ہے یا میرا  
مُحَمَّدؐ بھی تیرا جبریلؑ بھی قرآن بھی تیرا علیہ الصلوٰۃ والسلام  
مگر یہ حرف شیریں ترجمان تیرا ہے یا میرا  
اُسی کو کب کی تابانی سے ہے تیرا جہاں روشن  
مگر یہ زوالِ آدمی خاکی زیاں تیرا ہے یا میرا

(ب) بعض اولیاءِ عظام نے ”مکان/ لامکان“ کے مشاہدہ کو بہت احسن عمدہ پیرائے میں اپنے اشعار میں قلمبند کیا اور ہمیں اس اعلیٰ و اعظمیٰ مقام کی ایک

گراں قدر تشریح نصیب ہوئی:-

(i) امیر خسروؒ نے ایسے تحریر فرمایا:

[بہت سے اشعار ہیں۔۔۔۔۔ شب جائے کہ من بُوم] ]

خدا خود میر مجلس بُود اندر ”لامکان“ خسروؒ

مُحَمَّدٌ شمعِ محفلِ بُودِ شبِ جائے کہ من بُوم (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

حضرت امیر خسروؒ نے ”لامکان“ کی ایسی منظر نگاری کی کہ جہاں اللہ تعالیٰ خود اس مجلس کی صدارت فرما رہا ہے اور وہاں اسی مجلس میں حضرت مُحَمَّدٌ عَلیہ الصلوٰۃ والسلام کو ”شمعِ محفل“ کی حیثیت حاصل ہے اور اردگرد اولیاء عظام، عاشقین بھی حاضر ہیں۔۔۔

(ii) حضرت مولانا رومؒ کو بھی ”لامکان“ کا مشاہدہ نصیب ہوا۔۔۔ جیسا کہ اُن کے کلام/ اشعار سے واضح ہے:

رازدار ”گنٹ گنٹ گنزا منخفیا“

شاہسوار ”لامکان“ باطن معا۔۔۔ ”حدیثِ قدسی شریف“

مگر مولانا رومؒ کے اشعار اور اُن کی ”لامکان“ کی گراں قدر تشریح سے پہلے اس حدیثِ قدسی شریف کا مطالعہ اور غور و فکر بہت ضروری ہے۔ میں حدیث مبارک تحریر کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

B

”كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاحْبَبْتُ

أَنْ أُعْرَفَ فَخَلَقْتُ مُحَمَّدًا“ (عليه الصلوة والسلام)

أَوْ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى

ترجمہ:- میں (اللہ تعالیٰ) ایک مخفی خزانہ تھا، پس مجھے حب ہوئی کہ میں پہچانا

جاؤں، تو میں نے (حضرت) مُحَمَّدًا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو تخلیق فرمادیا۔

اشعار از مولانا رومؒ

رازدار کُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا

شاہسوار لامکان، باطن معاً

لی مُعَلِّي، شان خود را گفتم ای

من ندانم بندہ کہ حق تُوئے

ترجمہ:-

(یا رسول اللہ علیک الصلوة والسلام) آپ کُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا کے رازدار

ہیں۔

(یا رسول اللہ علیک الصلوة والسلام) آپ لامکان اور معنوی باطن

کے شاہسوار ہیں۔

(یا رسول اللہ علیک الصلوة والسلام) آپ نے خود اپنی شان پاک لی

مُعَلِّي فرمائی ہے۔

(یا رسول اللہ علیک الصلوة والسلام) میں (مولانا رومؒ) سمجھ نہیں پارہا

کہ آپ عبدہ ہیں کہ حق ہیں۔

باطن معاً / (معنوی باطن) لِي مُعَلِّي / بندہ / عبدہ اور حق

قرآن کریم کی ان آیات مبارکہ سے منسلک ہیں:-

C

## باطن معاً / معنوی باطن :-

سُورَةُ النَّجْمِ (53) آية مباركة مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ  
مَا رَأَى ۗ (باطن میں) قلب نے اُس کو ٹھوٹ نہ جانا جو انہوں نے دیکھا (سمجھ لیا کہ حق ہے بعینہ  
ایسا ہی ہے جیسا نظر آتا ہے۔ یعنی تصدیقاً بالقلب سے) (از فصوص القرآن)

## لی معلیٰ :-

سُورَةُ النَّجْمِ، آية مباركة فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۗ  
(پھر آپ قریب ہوئے اور آگے بڑھے آیت 8) پھر (آپ یہاں تک بڑھے کہ  
اللہ تعالیٰ اور آپ کے مابین) صرف قوسین یعنی دو قوسوں کے مابین یا اس سے  
بھی کم فاصلہ رہ گیا۔

## بندۂ / عبْدہ :-

سُورَةُ النَّجْمِ، آية مباركة فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ۗ<sup>10</sup>  
پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے عبْدہ کو جو بھی وحی فرمانا تھی فرمائی (یہ وحی اللہ نے  
براہ راست آپ کو خود فرمائی اور اس موقع پر حضرت جبرائیلؑ یا کوئی اور واسطہ درمیان  
میں نہیں تھا۔

۔ عبد چیزے وگراست وعبدة وگر  
 ایں سراپا انتظار و او منتظر (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

حق ٹوئی:-

سورة النمل (27) آية مباركة (79)۔۔۔ اِنِّكَ عَلٰى  
 الْحَقِّ الْمُبِينِ ۝ (يارسول الله، عليك الصلوة والسلام) آپ کی  
 ذات مبارک (حق مبین (واضح و بین حق) پر ہے۔

ہمیں بخوبی یاد ہوگا کہ ہم ہائی سکول کی جماعت ساتویں و آٹھویں میں  
 الجبر کے شروعات/ مساوات میں سوال میں جس شیء/ چیز/ نتیجہ وغیرہ کو معلوم  
 کرنا ہوتا تھا، تو فرض کرتے تھے کہ اُس شیء/ چیز/ قیمت/ مقام/ مکان/ مشاہدہ وگراں  
 قدر تشریح "لا" ہے۔

تو  
 اولیاء عظام کے اس اعلیٰ و عظمی مشاہدہ مکان و عالم، جہاں اللہ تعالیٰ اور  
 حضرت مُحَمَّدٌ مُصْطَفٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَامُ انتہائی مقام قرب پر  
 موجود ہیں تو فرض کرتے ہیں کہ وہ

مکان = لا

(House=X, an Algebraic Form)

تو اولیاء کرام اور جس خوش قسمت کو "لا" کی قیمت عطا ہوگئی۔

E



ان کو "لامکان" پر  
 اللہ تعالیٰ اور حضرت مُحَمَّدٌ مُصْطَفٰی (علیہ الصلوٰۃ والسلام)  
 کی زیارت و مشاہدہ نصیب ہو گیا۔

خُدا خُود میرِ مجلس بُود اندر "لامکان" خسرو  
 مُحَمَّدٌ شمعِ محفل بُود شب جائے کہ من بُودم (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

آپ مکانوں خالی، اُس تھیں کوئی مکان نہ خالی  
 ہر ویلے ہر چیز مُحَمَّدٌ رکھد انت سنبجالی  
 خالی = لا (سیف الملوک)

غوث قطب رہن اورے اوریرے عاشق جاون اگیرے ہو  
 جہوی منزل عاشق پہنچن اوتھے غوث نہ پاوہ پھیرے ہو  
 عاشق وج وصال دے رہندے جہاں لامکانی ڈیرے ہو  
 میں قربان تہاں توں (حضرت باہو) جہاں ذاتوں ذات بیرے ہو  
 سلطان باہو

حضرت اُمُّ الْکِتَابِ و عَقْلِ کُلِّ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)  
 شاہسوار لامکان و ختمِ الرُّسُلِ  
 اہیاء و اولیاء تفصیل تو  
 از جمال حق ہدہ تکمیل تو  
 مولانا زوم

# اللہ تعالیٰ کے درود پاک

## کے مصدرِ گرامر کا ممکنہ اندازہ

اللہ تعالیٰ کا قرآن حکیم میں ارشاد مبارک ہے:-

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا  
صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

سورة الاحزاب (33) آية مباركة (56)

[صَلَّى اللَّهُ عَلَى خَبِيبِهِ مُحَمَّدٍ وَإِلَيْهِ وَ أَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ ء ]

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝

ترجمہ:- از مولانا زوم

G

قُلْ هُوَ اللَّهُ كُفْتُمْ وَأَنْمَ أَحَدٌ

ذَاتِ أَحْمَدِ صَبَتْ اللَّهُ الصَّمَدُ (عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ)

مؤمنین و مؤمنات اکثر درود پاک پڑھتے ہیں:-

i اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ...

ii بَلِّغِ الْعُلَى بِكَمَالِهِ كَشَفِ الدُّجَى بِجَمَالِهِ

حَسُنَتْ جَمِيعُ خِصَالِهِ صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ

iii اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الطَّاهِرِ

iv صَلِّ اللَّهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ نُورٌ مِّنْ نُورِ اللَّهِ

v الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

وَعَلَى الْإِكِّ وَأَصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

ب۔ رسول کریم، نبی آخر الزمان (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی

کائنات میں موجودگی اور بعثت و رحمت بہت قدیم ہے اور افلاک کی تخلیق سے قبل بہت

قبل۔۔۔ جیسے ان احادیث مبارکہ سے عیاں ہے۔

i- كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا لَأَحِبِّتُ أَنْ أُعْرَفَ

H

## فَخَلَقْتُ مُحَمَّدًا

(عليه الصلوة والسلام)

أَوْكَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى

ترجمہ:- میں (اللہ تعالیٰ) ایک مخفی خزانہ تھا، پس مجھے حُب ہوئی کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے (حضرت) مُحَمَّدًا عليه الصلوة والسلام کو تخلیق فرمادیا۔

(حدیث قدسی مبارکہ)

ii **أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي** [أَوْكَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ]

(حدیث مبارکہ)

ترجمہ:- اولاً سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور تخلیق فرمایا۔

iii **لَوْلَاكَ لِمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ** (أَوْكَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى)

ترجمہ:- (رسول کریم، علیک الصلوة والسلام) اگر آپ (کائنات میں

موجود) نہ ہوتے تو میں (اللہ تعالیٰ) افلاک کو تخلیق نہ کرتا۔ (حدیث قدسی مبارکہ)

ج۔ ان احادیث مبارکہ کی رُو سے کُل کائنات میں جب سے حضرت

**مُحَمَّدٌ** عليه الصلوة والسلام کی تخلیق، بعثت ورحمت اور موجودگی ہو گئی تو

اللہ تعالیٰ نبی کریم علیہ الصلوة والسلام کی ذات پاک پر دُرود شریف پڑھ

رہا/ بھیج رہا ہے۔۔۔

اس دُرود پاک کی کیا زبان ہے اور اللہ تعالیٰ کے پڑھنے/ بھیجنے کا کیا طریقہ

کار ہے، یہ احاطہ تحریر و بیان اور ہمارے ممکنہ اندازہ سے بالکل باہر ہے۔۔۔

لیکن اُس کے دُرود پاک کی گرامر/ مصدر کا بہت ہی احتیاط سے ممکنہ

اندازہ ہمارے ادراک و فہم میں آ سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس طرح دُرود پاک نہیں پڑھے گا، بیجیے گا:-

- اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ...

- اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى النَّبِيِّ الطَّاهِرِ

- صَلِّ اللهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ نُورٌ مِّنْ نُورِ اللهِ

اللہ تعالیٰ تو قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ ہے وہ اللہ تعالیٰ تو ایک ہی

ہے۔ (وہ خود ہی اللہ تعالیٰ ہے) اُس کا کوئی اور اللہ تعالیٰ نہیں ہے جس کو وہ

کہے گا کہ ”یا دوسرے اللہ تعالیٰ (تو بہ استغفر اللہ)“

تو میری اللہ تعالیٰ هُوَ اللهُ أَحَدٌ ۝ کی جانب سے

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات پر دُرود شریف

پڑھتا رہے/ بھیجتا رہے۔۔۔ (نقل کفر کفر نہ باشد)

تو پھر

اللہ تعالیٰ هُوَ اللهُ أَحَدٌ کے دُرود پاک کی گرامر/ مصدر اور

اُس کے دُرود پاک پڑھنے/ بھیجنے کا ممکنہ اندازہ اور اور ممکنہ اندازہ بیان:-

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَنَا

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبِنَا

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيْنَا

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نُورٌ مِّنْ نُورِنَا

ل

نُورِ مُقَدَّسِ رَسُولِ كَرِيمٍ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ)

اور

نُورِ مَلَائِكِ (عَلَيْهِمُ السَّلَامُ)

اللہ تعالیٰ ربِّ العٰلمین، رُوْفٌ رَّحِيمٌ، قرآنِ حکیم میں رسولِ کریم رحمتِ  
لِلْعَالَمِينَ، رُوْفٌ رَّحِيمٌ (عَلَيْتِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ) کی شانِ پاک میں  
ارشاد فرماتا ہے:-

(i)۔۔۔ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۝

(سُورَةُ الْمَائِدَةِ آيَةُ مَبَارَكَةٌ 15)

ترجمہ:- (اے لوگو!) تمہارے پاس اللہ تعالیٰ سے نُور اور کتابِ مُبِينٌ

آچکے ہیں

اور

دُرُودِ تَاجِ شَرِيفِ مِیْنِ فَرْمُودِہ ہے:-

۔۔۔ مَوْلَانَا وَ مَوْلَى الثَّقَلَيْنِ اَبِي الْقَاسِمِ

مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ نُورٌ مِنْ نُورِ اللَّهِ۔۔۔

ترجمہ:- آپ ہمارے آقا و سید ہیں اور دونوں کَششِ ثَقَلَيْنِ کے آقا و سید ہیں۔

(ایک کَشش جو سماواتی کرہ (گلوب) کے اندر و نیچے ہے اور اس کے اندر

جو ستارے و سیارے موجود ہیں آپ آقا و سید ہیں اس کَششِ اَقْل کے جو

K

ان سب ستاروں و سیاروں وغیرہ کا احاطہ و میزان رکھتی ہے اور دوسری کشش ثقل جو سماواتی گلوب کے اوپر ہے اس پر جو رُسل انبیاء اکرام و ملائک (علیہم السلام) تمام اصحاب و اُمتی اور تمام مخلوقات و موجودات ہیں۔ ان سب کا احاطہ و میزان رکھتی ہے۔۔۔)

بلکہ

## لَوْلَاكَ لِمَا خَلَقْتَ الْاَفْلَاكَ

ترجمہ:- (یا رسول کریم 'عَلَيْكَ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام') اگر آپ (کل کائنات میں) موجود نہ ہوتے تو میں (اللہ تعالیٰ) افلاک کی تخلیق نہ کرتا۔

(حدیث قدسی مبارکہ)

## اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللهُ نُورِي

ترجمہ:- سب سے پہلے اولاً اللہ تعالیٰ نے میرا نورِ علیہ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامِ تخلیق فرمایا۔

(حدیث نبوی شریف)

ان احادیث مبارکہ کا ایک حسین پہلو یہ بھی ہے کہ رب العالمین کو رحمتِ للعالمین (علیہ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامِ) کا کل کائنات میں اولاً موجود ہونا اور سماواتی کُرّہ گلوب کے

L

تحت و فوق کے احاطہ و میزان کا۔

سَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ ، نَبِيِّ الْحَرَمَيْنِ ...  
مَوْلَانَا وَ مَوْلَى الثَّقَلَيْنِ ...  
ہونا مقصود تھا۔

ترجمہ:- آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سید و سردار ہیں دونوں کشت ثقلین کے اک  
جو سماواتی گلوب کے تحت و اندر ارض و سیج سے ہے اور دوسری جو سماواتی  
گلوب کے فوق و اوپر عرش عظیم سے ہے۔

حضرت اُمُّ الْكِتَابِ وَ عَقْلِ كُلِّ

علیہ الصلوٰۃ والسلام

شاهسوار لامکان و ختم الرسل

انبیاء و اولیاء تفصیل تو

از جمال حق ہدہ تکمیل تو

مولانا روم

اب پھر اسی آیہ مبارکہ اور دُرود پاک کے حصوں پر دوبارہ اس ضمن میں توجہ و غور  
کرتے ہیں:-

(i) --- قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ ---

ترجمہ:- (اے لوگو!) تمہارے پاس اللہ تعالیٰ سے نُور آچکا ہے۔

دُرود تاج شریف سے:-

(ii) --- أَبِي الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ

نُورٌ مِّنْ نُورِ اللَّهِ ---



ترجمہ:- (آپ) اَبی الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ ہیں جو اللہ تعالیٰ  
کے نور سے نور ہیں۔۔۔۔۔  
(علیہ الصلوٰۃ والسلام)

سُورَةُ النُّورِ 24 آیہ مبارکہ 35 میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ  
وَهُ خُوذُ اللَّهِ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ۔۔۔۔۔  
ترجمہ:- اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔۔۔۔۔  
اب اگر آیہ مبارکہ (i) کو "اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ" کی روشنی  
میں غور کریں تو ترجمہ ایسے عیاں ہوتا ہے کہ  
(اے لوگو!) تمہارے پاس نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ سے نُور آچکا ہے۔ یعنی  
نور۔۔۔۔۔ سے نور آچکا ہے۔۔۔۔۔

اور دُرُودِ تَاجِ شَرِيفِ۔۔۔۔۔ نُورٌ مِّنْ نُورِ اللَّهِ۔۔۔۔۔ سے

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے نور سے نور ہیں۔

تو  
"اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ" کی روشنی میں ترجمہ ایسے عیاں ہوگا  
کہ (آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام) "اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ" کے  
نور سے نور ہیں۔۔۔۔۔ تو

"اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ" کی روشنی میں آیہ مبارکہ (i) اور  
دُرُودِ تَاجِ شَرِيفِ (ii) کے مذکورہ حصہ دونوں کا ایک ہی نوعیت کا ترجمہ سامنے آتا

ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مقدس اللہ تعالیٰ کے نور سے  
ہے/نور سے نور ہے۔

اِکَا نُورِ زَمِيْنِ آسْمَانِيْ، جِسْدِيْ كَارِيْ سَارِيْ  
جِسْدِيْ فَيْضِ اَحَدِيْتِ كَوْلُوْنِ، نُورِيْ كَهْلِيْ جَمَّارِيْ  
اِيْهِيْ مَصْبَاحِ صِفَاتِ زَجَاوِيْ، لَاثِ بَلِيْ دِيْنِ نَارِيْ  
وَجْ مِخْلُوْتِ قَلُوْبِ عَشَاقِيْ، جَمَّكِ نُورِ كَهْلَارِيْ  
نُوْرٍ وَ نُوْرٍ هُوِيَ نُورَانِيْ، عَالَمِ دِيْ كَلْزَارِيْ  
جَمَّكِيْ تَهِيْ جَنِّيَايْ، اَدُوْنِيْ عَدَمُوْنِ نَقْصِ نَارِيْ

## نُورِ مَلَائِكِ (عَلَيْهِمُ السَّلَام)

معراج شریف کا مبارک موقع ہے۔ رسول کریم، سید المرسلین، رحمت للعالمین،  
خاتم النبیین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اپنے ارضی سفر، مسجد الحرام (مکہ مکرمہ)  
سے مسجد الاقصا (یروشلم) کے دوران / اختتام پر اللہ تعالیٰ کے منشا کے مطابق دو  
رکعت صلوٰۃ (نوافل) کی امامت فرمائی۔ تمام رسل و انبیاء اکرام اور جبرائیل علیہم  
السَّلَام مقتدی تھے۔ رسول کریم، رحمت للعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا  
امام الانبیاء کا یہ منصب اعلیٰ و عظیمی بھی کُل کائنات میں ظاہر و عیاں ہوا اور تمام رسل و  
انبیاء اکرام اور جبرائیل (علیہم السَّلَام) کو رسول کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

سے سعادت ملاقات اور شرف مقتدی نصیب ہوئے۔۔۔ یہ حقیقت بھی سامنے آئی  
 کہ تمام رُسل و انبیاء اکرام (علیہم السلام) اپنے اپنے زمانہ میں صلوٰۃ / نماز ایسے ہی ادا  
 فرمایا کرتے تھے۔ جیسے انہوں نے اب مسجد الاقصا میں رسول کریمؐ، رحمت اللعالمین  
 (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی اقتداء میں صلوٰۃ / نماز ادا کی۔۔۔ اور

رسول کریمؐ رحمت اللعالمین، امام الانبیاءؑ

(علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا ارضی سفر

مکمل ہوا۔

## افلاکی / عرشی سفر، اب رسول کریمؐ رحمت اللعالمین (علیہ

الصلوٰۃ والسلام) براق پر سوار ہو کر افلاکی / عرشی سفر کا آغاز فرماتے ہیں۔۔۔ جبرائیل  
 سید الملائک (علیہ السلام) بھی ساتھ ساتھ ہیں اور اللہ تعالیٰ خالق و مالک  
 ہر لحظہ ہر آہٹ و ہر منزل کو سماعت و بصارت میں رکھے ہوئے ہے آسمانوں پر پھر رُسل  
 و انبیاء اکرام (علیہم السلام) کو رسول کریمؐ رحمت اللعالمین (علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام) سے سعادت ملاقات نصیب ہوئی۔۔۔ ارضی اور افلاکی / عرشی  
 دونوں سفر میں بحالت بیداری و ہوش میں طے ہوئے اور جسم اقدس و اطہر کے ساتھ  
 ہوئے۔

حضرت شاہ عبدالنقیح محدث دہلوی فرماتے ہیں چونکہ  
 رسول کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے معراج مبارک کے  
 پہلے ارضی مرحلہ اور دوسرے عرشی مرحلہ میں کوئی خواب کا عالم نہ تھا، لہذا

ہر دو سفر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بالکل ہوش میں طے ہوئے اور یہ  
 معراج شریف جسم اقدس و اطہر کے ساتھ ہوا۔ مذہب صحیح یہی ہے کہ  
 وجود اسرئی و معراج سب کچھ بحالت بیداری اور جسم مبارک کے ساتھ  
 تھا۔ صحابہؓ و تابعینؓ محدثینؓ اور فقہاءؓ وغیرہ کا مذہب اسی پر ہے۔ روحانی  
 خوابی معراج بھی ہوئے مگر دیگر موقعوں پر کچھ مرتبہ مکہ مکرمہ میں اور کچھ  
 مرتبہ مدینہ طیبہ میں۔۔۔ (ماخوذ از مدارج النبوة)

## ○ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى ○

علماء حق و اعظمن اور بزرگوں سے سنا ہے اور استفادہ کیا ہے کہ رسول کریمؐ  
 رحمت للعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) جب مقام سدرۃ المنتہیٰ کے پاس  
 پہنچتے ہیں تو آپؐ دیکھتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام جو ارضی و افلاکی سفرین میں آپؐ  
 حضور کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ ساتھ تھے یہاں پہنچ کر رُک گئے  
 ہیں۔

آپؐ نے استفسار فرمایا۔ جبرائیلؑ آپؐ کیوں گئے؟ انہوں نے  
 عرض کی یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) افلاکی پرواز میں  
 مقام سدرۃ المنتہیٰ میری آخری حد ہے اگر اس مقام سے ایک بال  
 / نوہ برابر بھی آگے بڑھنے کی کوشش کروں گا تو میرے پر جل جائیں گے۔  
 جبرائیلؑ یہیں رُک جاتے ہیں۔۔۔

چلتے ہیں جبرائیل کے پر جس مقام پر  
 اُس کی وسعتوں کے شناسا تم ہی تو ہو (علیہ الصلوٰۃ والسلام)  
 دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تم ہی تو ہو  
 ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تم ہی تو ہو (مولانا ظفر علی خان)

علامہ اقبال نے اس مقام پر اغلباً فرید الدین عطار کا ایک شعر اپنی کتاب ”بال  
 جبریل“ میں تحریر فرمایا

گریک سز موعے یز تر ہدم  
 فروغ تجلی بسوز ہدم

ترجمہ: اگر (اس مقام پر میں جبرائیل) اپنے پر ایک بال برابر آگے بڑھاتا ہوں تو  
 (اس مقام سے بالکل آگے) تجلیات (الہی) میں (بے حد اضافہ) فروغ ہو جاتا ہے  
 کہ میرے پر جل جائیں گے۔

تو جبرائیل اس مقام ”سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی“ پر ہی رک جاتے ہیں اور

رَسُولِ كَرِيْمٍ رَحْمَتِهِ لِلْعٰلَمِيْنَ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) خود ہی  
 آگے بڑھ جاتے ہیں عرشِ عظیم پر جہاں اللہ تعالیٰ مقام قاب قوسین پر  
 استقبال فرماتا ہے۔

بَلِّغِ الْعُلَمَاءَ بِكَمَالِهِ  
 كَشَفِ الدُّجَى بِجَمَالِهِ  
 حَسُنَتْ جَمِيعُ خِصَالِهِ  
 صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى

ترجمہ: پھر (اللہ تعالیٰ، رب العالمین اور رسول کریمؐ، رحمۃ  
 للعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے باہم مابین (درمیان فاصلہ کی یہ  
 شکل / صورت ہوتی ہے جیسا کہ ایک دائرے کی) دو قوسین آپس میں جڑا  
 مل گئیں ہوں یا اس سے بھی کم شکل / صورت ہو) تو پھر اس مقام پر علم جیومیٹری  
 کہ رُو سے جب اللہ تعالیٰ کی ذات کریم ایک قوس کی مانند / صورت ہو  
 اور رسول کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذات کریم دوسری قوس کی مانند /  
 صورت ہو تو صورتیں کے مابین / درمیان فاصلہ کی گنجائش کی کوئی صورت  
 نہیں رہتی)

فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ

ترجمہ: پھر (اللہ تعالیٰ نے رسول کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے اپنے

عبدالہ کو وحی فرمائی جو بھی وحی فرماتا تھی.....

(رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو یہ وحی براہ راست ہے اور

بیچ میں، جبرائیل بھی نہیں ہیں)

## الرَّحْمَنُ . عَلَّمَ الْقُرْآنَ .

الرَّحْمَنُ نے صاحبِ قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قرآن کریم کی تعلیم دی۔ (اس میں جبرائیل کی وساطت و شمولیت کے متعلق خاموشی ہے۔۔۔ خلق الانسان / یعنی تخلیق انسان بہت بعد بہت بعد و نما ہوئی۔)

أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي / یعنی اولین طور پر کائنات میں نور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخلیق ہو چکی تھی۔۔۔ اور

افلاک کی تخلیق سے پہلے کائنات میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظہور و وجود ہو چکا تھا لَوْلَا كَلِمَاتُ خَلَقْتُ  
الْأَفْلَاكُ۔۔۔

اور ظاہری طور پر

T

ارض وسیع پر 23 برس میں آیات و احادیث مبارک کی ترسیل و تکمیل کا سلسلہ جبرائیل کی وساطت و شمولیت سے وقوع پذیر ہوا۔۔۔ مگر عرشِ عظیم پر فَاَوْحِيَ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ کی وَحَىٰ ہا اضافی ہیں۔

عبد چیزے دیگر است و عبدة دیگر

ایں سراپا انتظار و اَوْ مُنتظر (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

تو حقیقت بالکل ظاہر و عیاں ہو جاتی ہے کہ نور رسول کریم رحمۃ اللعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) انتہائی اعلیٰ / عظمیٰ / اولین نور پاک ہے اور کل کائنات میں منفرد امتیازی صورت شان والا ہے جس کا اللہ تعالیٰ رب العالمین انتہائی قُرب کے مقام:

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ

پراستقبال فرماتا اور خود وحی فرماتا ہے بغیر کسی وسیلہ کے۔۔۔

اور نور ملائک / سید الملائک جبرائیل علیہ السلام

عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ

پر ہی رُک جانے والا ہے..... (اگر، اگر اللہ تعالیٰ خصوصی اجازت

رحمت / عنایت نہ فرمادے)



نتیجہ صریح:-

ہمیں ایک یہ ہدایت یہ بھی نصیب ہوتی ہے کہ  
رسول کریم رحمۃ اللعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا  
ایک حرم شریف، ارض وسیع پر ہے اور ایک حرم اقدس، عرشِ عظیم

پر

i قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ

ii أَبِي الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ نُورٌ مِنْ نُورِ اللَّهِ

### تُحْفَةُ مِعْرَاجِ شَرِيفِ

اس مبارک موقع پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے رسول کریم (علیہ الصلوٰۃ  
والسلام) کو پچاس الصلوٰت/ نمازوں کا تحفہ ملا جو مختصراً عرشِ عظیم سے واپسی پر خصوصاً  
حضرت موسیٰ سے متعدد ملاقات اور ان کی تجویز سے اللہ تعالیٰ نے بالآخر نمازیں پانچ  
کردیں مگر ثواب پچاس نمازوں کا ہی برقرار رہا۔

(حدیث شریف) الصَّلَاةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِينَ

ترجمہ:- الصلوٰۃ/ نماز مؤمنین کے لیے معراج ہے، یعنی مؤمنین کے لیے ہر اچھے

کام میں عروج ہی عروج ہے۔

## دُرُودُ نُورٍ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

نُورِ الْأَنْوَارِ وَ سِرِّ الْأَسْرَارِ وَ سَيِّدِ الْأَبْرَارِ

حضرت سیدنا علیؑ سے حدیث شریف نقل ہے کہ تمہارا مجھ پر دُرُود پڑھنا تمہاری

دُعَاؤں کی حفاظت کرنے والا ہے اور تمہارے رب کی رضا کا سبب ہے۔ (علیہ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ)

يَقُولُ نَاعِيْتُهُ، لَمْ أَرَى قَبْلَهُ، وَ بَعْدَهُ، 'مِثْلَهُ' :-

(سیدنا علیؑ ابن طالب)

ترجمہ :- (فرماتے ہیں کہ میں) اُن کی نعت مدح میں کہتا ہوں کہ میں نے

نہیں دیکھا، اُن کے قبل اور اُن کے بعد اُن کی مثل/اُن جیسا۔

(علیہ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ)

وَ أَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي  
وَ أَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدُ النِّسَاءُ  
خَلَقْتَ مُبْرَأً مِنْ كُلِّ غَيْبٍ  
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

(حضرت حنان بن ثابت)

ترجمہ:- اور آپ سے حسین میری آنکھوں نے قطعاً نہیں دیکھا اور آپ سے جمیل (کبھی) کسی عورت نے جنم نہیں دیا۔ آپ کی تخلیق تمام عیوب سے مبرا (پاک) ہے (ایسے لگتا ہے کہ آپ کی جیسے منشاء تھی ویسے ہی تخلیق ہوئے۔

(علیہ الصلوٰۃ والسلام)

سُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَجْمَلَك  
مَا أَحْسَنَك، مَا أَكْمَلَك مہر علی شاہ صاحبؒ

کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء  
مُشْتَاتِ اکھیاں کتھے جا اڑیاں

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ كُفْتُمْ وَأَنْتُمْ أَحَادٌ  
ذَاتِ أَحْمَدِ حَيْتُ اللَّهُ الصَّمَدُ

دریاں نہ آئید جمالِ حالِ او  
ہر دو عالم چیت، عکسِ خالی او مولانا زومؒ

(علیہ الصلوٰۃ والسلام)

## استفادہ میں،

۱۔ قرآن شریف کی بیشتر آیات مبارک کے ترجمہ کا استفادہ ”فیوض القرآن“ مرتبہ از ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی جیسے کیا گیا ہے۔

۲۔ تمام واقعات و مشاہدات حضرت قبلہ چوہدری صاحب کی بات چیت و گفتگو جو انہوں نے راقم یا دوسرے احباب سے ۱۹۶۰ء سے ۱۹۸۸ء تک فرمائی اسے ماخوذ نہیں۔

۳۔ میں بے حد مشکور و ممنون ہوں ولی سلطان و محبوب کا جنہوں نے کتاب ہذا کی تحریر و طباعت وغیرہ میں میرے لئے بہت دعائیں کیں اور راہنمائی فرمائی

اور

۴۔ میں بہت احسان مند ہوں، محترم قبلہ چوہدری شبیر صاحبزادہ صاحب، محترم قبلہ حاجی نورم صاحب، محترم قبلہ ڈاکٹر بلگرامی صاحب، محترم قبلہ نواب افتخار احمد عدنی صاحب، محترم قبلہ حافظ سیدم فاروق صاحب، محترم قبلہ پروفیسر سیدم ف ترمذی صاحب، محترم قبلہ لطیف صاحب، محترم قبلہ ڈاکٹر م ع شوق صاحب، محترم قبلہ تارگا صاحب، محترم قبلہ چوہدری قدرت اللہ صاحب، محترم قبلہ ملک اقبال صاحب و محترم قبلہ سید میر بادشاہ صاحب، محترم قبلہ اول خاں صاحب، محترم قبلہ مظفر شاہ صاحب، محترم قبلہ صوفی م ضیف صاحب، محترم قبلہ صوفی م اکرام صاحب، محترم قبلہ حافظ و خطیب رضا صاحب، تمام بزرگ احباب و کاتب حضرات اور اہل خانہ...

کا جنہوں نے کتاب کی تخریر و اشاعت میں میری بہت حوصلہ افزائی اور معاونت فرمائی۔۔۔۔

۵۔ اللہ تعالیٰ، حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل سب کو تمام مومنین و مومنات کو نبی آفرینان، رحمت للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پکا دستچا امتی بنائے، ان کی زیارت پاک سے نوائے برد و جہاں میں ان کا قرب نصیب کرے، جزائے خیر عطا کرے اور سب کی بخشش عطا فرمائے

(آمین ثم آمین) وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ

# شجرہ شریف خاندان عالیہ چشتیہ نظامیہ الوریہ مرادیہ

الہی بکرمیت شفیع المذنبین رحمتاً للعالمین محبوب رب العالمین  
 صاحب لولاک لما سید خلق اللہ سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم۔ الہی بکرمیت امام برحق امام المشایق و المنار اب اسد اللہ الغالب  
 امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ الہی بکرمیت حضرت  
 خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ۔ الہی بکرمیت حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید  
 رحمۃ اللہ علیہ۔ الہی بکرمیت حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ۔  
 الہی بکرمیت سلطان التارکین حضرت خواجہ ابراہیم اذہم رحمۃ اللہ علیہ۔  
 الہی بکرمیت حضرت خواجہ عرف خواجہ حذیفہ العرشی رحمۃ اللہ علیہ۔  
 الہی بکرمیت حضرت خواجہ ہبیرہ بصری رحمۃ اللہ علیہ۔ الہی بکرمیت حضرت  
 خواجہ ممتاز دینوری رحمۃ اللہ علیہ۔ الہی بکرمیت حضرت خواجہ قطب الدین<sup>(۱۱)</sup>  
 ابوالاسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت خواجہ ابوالاحمد چشتی<sup>(۱۲)</sup>  
 رحمۃ اللہ علیہ۔ الہی بکرمیت حضرت خواجہ ابومحمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔  
 الہی بکرمیت حضرت خواجہ امام ناصر الدین ابویوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔  
 الہی بکرمیت حضرت خواجہ مؤدود چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ الہی بکرمیت  
 حضرت خواجہ حاجی شریف زندی رحمۃ اللہ علیہ۔ الہی بکرمیت حضرت خواجہ  
 عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ۔ الہی بکرمیت خواجہ خواجگان پیر پیران نائب رسول  
 فی الہند خواجہ غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ<sup>(۱۳)</sup>

الہی بکرمیت خواجہ خواجگان قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین<sup>(۱۹)</sup>  
 بختیار کاکی اوشی؟ الہی بکرمیت حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر<sup>(۲۰)</sup>  
 الہی بکرمیت سلطان المشائخ نظام الملک والذین حضرت سلطان نظام الدین<sup>(۲۱)</sup>  
 اولیا محبوب الہی؟ الہی بکرمیت حضرت خواجہ نصیر الدین اودھنی روشن<sup>(۲۲)</sup>  
 چراغ دہلوی؟ الہی بکرمیت حضرت خواجہ شاہ محمد سعدی؟ الہی بکرمیت  
 حضرت خواجہ اخیار الدین؟ الہی بکرمیت حضرت خواجہ رجب سالار ہشتی<sup>(۲۵)</sup>  
 الہی بکرمیت حضرت خواجہ اسمعیل حسن سیرت؟ الہی بکرمیت حضرت خواجہ خاتون  
 تاج ناگوری؟ الہی بکرمیت حضرت شاہ نظام الدین نار نولی؟ الہی بکرمیت  
 حضرت خواجہ قطب شاہ؟ الہی بکرمیت حضرت خواجہ فرخ شاہ الہی بکرمیت  
 حضرت خواجہ عاشق شاہ محمد سائیں؟ الہی بکرمیت حضرت خواجہ عبدال شاہ<sup>(۳۲)</sup>  
 الہی بکرمیت حضرت خواجہ عبداللہ شاہ بہادر پوری؟ الہی بکرمیت حضرت  
 خواجہ یقین علی شاہ خان پوری ہوشیار پوری؟ الہی بکرمیت حضرت خواجہ  
 حسین علی شاہ میانی کتے ہوشیار پوری؟ الہی بکرمیت حضرت خواجہ بابا  
 خاکی شاہ پنڈوری بی بی ہوشیار پوری؟ الہی بکرمیت حضرت خواجہ نور خان<sup>(۳۸)</sup>  
 شاہ موند شریف ہوشیار پوری، الہی بکرمیت حضرت سائیں مراد علی شاہ موند شریف  
 (لاہور) الہی بکرمیت حاجی قبلہ چوہدری غلام حیدر خان صاحب ہوشیار پوری  
 رحیم یار خان محبت و معرفت خود بدہ، وصلى اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحابہ  
 و اہل بیتہ اجمعین۔ برہمتک یا رحم الراحمین

ناشر و طابع، گابا سنز کراچی نے طباعت اور جلد بندی کے بعد کتاب ہذا کو ماہ ذیح الاول  
 ۱۴۱۶ھ / اگست ۱۹۹۵ء میں نشر و اشاعت و مطالعہ کے لئے پیش کیا۔

حضرت قبلہ چوہدری غلام جید رخان صاحب چشتی

۱۹۸۷-۸۸ء میں



(عليه الصلوة والسلام)

# حجرتہ مقدسہ

قرآن کریم اور احادیث مبارکہ  
کی روشنی میں

مؤلف و مرتب  
رانا رفعت سعید

اورینٹل پبلیکیشنرز

۳۵۔ رائل پارک، لاہور۔ ۵۴۰۰۰



